MAULVI MOHMED NAJMULGANI

THE INDIAN PRESS, ALLAHABAD

حمد و نعت

چمن مین شجر۔ شجر مین گل تر۔ گل تر میں ثمر۔ ثمر مین شکر۔ دہن مین زبان۔ زبان مین بیان۔
بیان مین حسن۔ حسن میں ادا۔ کیسے پیدا کی ہے؟ صنعت کردگار نے۔ قدرت آفریدگار نے

ہر آن مین ہر ادا مین تو ہے — ہر تان میں ہر صدا میں تو ہے
بنتا ہو کہ پھول ہو کہ بلبل — ہر رنگ مین ہر نوا میں تو ہے

کائنات کا لب لباب کون ہے؟ وہ ذات مقدس جس کو ذات آفریدگار سے یہ نسبت حاصل ہے۔ جیسا کہ
پھول میں بو۔ اور آفتاب مین ضو۔ یعنی قریشی نبی فاتح قلوب خیر البشر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
جن کے غلامون کی قدمبوسی کے فخر حاصل ہونے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہے۔ مخالفون کو
بھی اس سے چارہ نہین کہ جب وہ دنیا کے بڑے بڑے لوگون کا ذکر کرین تو حضور انور کا
ضرور نام لین۔ اونکی وجہ سے آج دنیا توحید پر قایم ہے۔ جس دین کی اونہون نے تلقین فرمائی وہ اب بھی
اوسیطرح زندہ و توانا ہے۔ وہ شب و روز دنیا کے ہر گوشے مین پکارے جاتے ہین۔ تمام
دنیا کی مخالفت یونانی فلسفہ موجودہ سائنس سلطنتون کے الٹ پھیر۔ اونکے قوانین۔ اور وس
بات کو جو اونکی ذریعہ سے دنیا مین آئے ذرا بھی نہ بدل سکے۔ جو بو وہ اپنی زندگی مین اونہون نے

لگایا تھا اور جس کو اونہون نے اپنے اور اپنی اعزہ و اقارب کے خون سے سینچا تھا وہ پودا اب بہت بڑا درخت ہوگیا ہے۔ اوسکی جڑین زمین کے انتہائی حصے تک پہونچ گئی ہین۔ اور اوسکی شاخون نے دنیا کے بڑے بڑے حصے پر سایہ ڈال رکھا ہے۔ اور [illegible] کرورہا مخلوق اس درخت کے سایے مین آرام پارہی ہے۔

مناجات

اے دو جہان کے خالق۔ اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنے والے ہمیں ایمان کی توفیق اور ہماری زندگی کو عزت کی زندگی بنا۔ اور ہمین برکت عطا فرما تاکہ ہم تیرے [illegible] بنین۔ اور ہماری دینی اور دنیاوی [illegible] اور بداعمالی کو معاف فرما تو زمین و آسمان اور کل عالم کا نگہبان ہے۔ توہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے۔ توہی جلاتا اور مارتا ہے۔ توہی بناتا اور بگاڑتا ہے۔ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

مختصر تاریخ اودھ

عالم اسباب مین قانون قدرت نے جو کچھ اصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے مین تجویز کئے وہ مختلف الاقسام ہونے کے علاوہ زمانے کے تغیرات کا بھی رنگ لئے ہوتے ہین۔ ابتداے آفرینش سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتون نے جو مجبوریان پیش کین اونکی درستی اور سہولت کے قواعد بہم پہونچانے کا مادہ بھی خداے عالم بخشش نے بعض دماغون مین پیدا کیا جو ابتدائی حالت مین نہایت مختصر حیثیت سے وقتی اور فوری اجراے کام کے واسطے کام مین لائے گئے لیکن زمانہ کے استداد اور ضرورتون کی کثرت نے اون ابتدائی قواعد سے نتائج ضروری کا استنباط شروع کیا جسکا نتیجہ آخری مفصلے تمدن قیام سلطنت ہوکر کفیل حل مشکلات عوام ہوا۔ شاہی احکام جس اسلوب اور صورت سے تھے عالم ہورہے

میں عام میں سعدی کا اظہار کیا وہ قابل دید و شنید ہیں - لیکن یہ دنیا کے پیدائشی اور طفولیت
کے اطوار و انتظام حسن قرن گذر گئی کیونکہ تم تک پہونچے - یہ پہلو ضرور ایک حال توجہ کے قابل ہے
دنیا میں کوئی انسان بلا اعانت غیرے اپنی زندگی بسر نہیں کر سکتا - کیونکہ ضروریات ذاتی ہے یہ
ہے جسکا دار و مدار ہی باہمی ارتباط کی مضبوط رسی سے جکڑے ہوئے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہی
نہیں وہ ہستی ہیں جن کو قدرتی تغیرات و تبدلات کے خوشنما مناظر کے دیکھنے کی عادت ہے -
سوا الیہ [illegible] میں حیوان اور حیوان میں انسان ہی ایک ایسے پیاسے اور طرز و وضع [illegible] ایک
ہی جو عالم امکان میں خدائی قانون کا زیادہ ذمہ دار ہے - گو انکار اس سے بھی نہیں کہ جمادات و نباتات
کے واسطے قدرت نے کوئی قانون و ضابطہ رکھا ہو - الا عدم طاقت لسانی انکے اظہار [illegible] سے
سد باب ہے - الغرض قطع نظر مذاہبی اصول کے عقلا بھی انسان بھی بہت سی ذمہ داریوں کا
مرکز قرار پایا ہے - مگر دنیا میں ایک خاص گروہ انسانی ایسا با عظمت و شان کا [illegible] دست
لئے ہوئے ہے جسکا نظیر مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہے - حضرات یہ گروہ طبقہ مورخین ہے
جنھوں نے خاص ہمدردی کے واسطے اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے
مقام غور ہے کہ اگر طبقہ مورخین اس عظیم بالشان کام کو پوری توجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچاتا تو کوئی
شخص ہی ایسا ہوتا ہے جو اپنی پیدائش سے پچاس برس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ واقفیت
رکھ سکتا - ہرگز نہیں - یہ جائے کہ ہم آج اپنی با ہمت گروہ کی بدولت اپنے سلاطین پچھلے
واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان کرنے میں پس و پیش نہیں کرتے گو زمانے کی کم توجہی
نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ کے ساتھ بہت ہی کچھ [illegible] اور ناگوار برتاؤ کیا - اور سکے
دلگداز [illegible] ہوگی اور روشن لیمپ کو پریشانی کی تیز ہواؤں سے بجھانے کی کوشش میں [illegible]
ہی کیا [illegible] قدرت [illegible] کی غیر محدود تاریکی سے جس کو فنا کہتے ہیں بچایا اور پیا [illegible]
تجربہ عالم گورنمنٹ انگلشیہ کو علم تاریخ کا سرپرست قرار دیا جس سے دامن عاطفت
نے چراغ علم کو مخالف ہواؤں کے جھونکوں سے محفوظ و مصون رکھا - ہماری گورنمنٹ سے

جو کچھ شاہانہ الطاف ہمیر روزانہ مبذول ہوتے ہین اونکی تشریح و توضیح کی چنداں ضرورت نہین
کیونکہ ہر اہل علم اوس سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے۔ غرضکہ **علم تاریخ** معلومات
احوال ماضیہ کے واسطے پر ضروری ہونے کے علاوہ دانشمندوں مین جدت و نگاہی پیدا کرتا ہے
اور حکام کا معاملات ملکی مین معاون و مشیر ہے۔

مسلمان حکمرانان اودہ کی کوئی منقح اور مفصل و مسلسل تاریخ اس سے پہلے نہین لکھی گئی انکو
جسقدر حالات ہیں وہ مختلف کتابوں مین ہیں۔ اوران مین سے بعض کتابین ایسی نایاب ہوگئی ہیں کہ انکے نسخے
بہت ہی نادر ہین۔ زبانین اونکی فارسی ہین۔ اور یہ حالات منضبط اور ایک جگہہ نہین بلکہ
متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔ جنکی تلاش کرنے مین بڑی دردسری ہوتی ہے۔ اس لئے مجھہ
ہیچمیرز نے والیان اودہ کی تاریخ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے لکھی۔ اس حیثیت پر جیسے
کہ ایک مورخ کو بلا تعصب و رعایت لکھنا چاہیے۔ ناظرین آپ دیکھیں گے کہ سعادت خان برہان الملک
نے کیا جد وجہد کے ساتھہ اودہ کے اطراف مین کس قوت وشدت کی فصیل کھینچدی تھی اور اوسمین
ایک مضبوط حکومت کو قایم کر دیا۔ اور وہ حکومت جو ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی۔ اور ہر ایک [illegible]
افسر مین مانے اموال و ارواح مین تصرف کرتا تھا اوس کو ایک ریاست واحد کر کے ایک ہی قوم
کے لئے دیدیا کس دل اور کس زبان سے اونکی اوس قوت کا ذکر کرون جو اونہوں نے اس سرزمین
مین حکومت جمانے کے لئے ظاہر کی تھی جس کو اونکے پیچھے جانشینوں نے برباد کر کے رکھدیا اور
اوس چمکتے آفتاب کو عظمت و اقبال کے آسمان سے نیچے گرادیا اور حکومت کی خود مختاری پر
یہانتک غیروں نے دست درازی کرائی کہ اوسپر اعتراضوں کے گولے گولیات کے مینہ کی بوچھار
ہونے لگی اور غیر لوگ اوس مین داخل ہو کر نواب گرین گئے جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۶ء مین ایک
غیر قوم کے قبضے کی کارروائی جاری ہوئی۔ اور ایک اولوالعزم فاتح کی اولاد ننگ و عار کی سزا
بھگتنے لگی۔ گورنمنٹ انگریزی جس کا دارومدار حکومت انجام و عاقبت بینی پر ہے اوس نے بعض
عہود و شرایط و اودہ کے معاملات مین تم کو ایسے نظر آئینگے جو کہین بال سے زیادہ کمزور

اور کہین لوہے سے زیادہ مضبوط ہین۔ لیکن والیان اودھ کے دور حکومت کے گروپ کو تحقیق
کی نظر سے دیکھنے کے بعد وہ طرز مقتضائے وقت ضروری معلوم ہوگی۔ میرے معاصر مجھکو ضرور
اس امر پر سرزنش کرینگے کہ مینے مسلمان ہوکر کیون ایک مسلمان حکمران خاندان کا کچا چھٹا لکھا۔
اور ایسے حالات جو اسوقت تک عام نگاہون سے پوشیدہ اور مشکل الحصول تھے کیون یکجائی جمع
کئے لیکن شاہان تیموریہ اور والیان اودھ کے باہمی معاملات پر نظر کرینگے تو پوری طور سے ظاہر ہوجائیگا
کہ اس خاندان نے قومی سلطنت کو کیون معرض خطر مین ڈالا۔ اور وہ کونسی وجہہ تھی جسنے تخریب
مملکت کے سامان بہم پہنچاکر اہل اسلام کو جو فاتح ہونے کا فخر رکھتے تھے مفتوح بناکر آج پستی
کی تاریک گہائیون اور تنزل کے انتہائی درجہ کو پہنچایا۔

اس انقلاب سلطنت کی اصلیت کے معلوم کرنے کے واسطے ضرورت اس امر کی ہے کہ والیان
اودھ کی پرایویٹ زندگی اور رنج کی سالم تصویرین دیکھی جائین۔ آسایش۔ غفلت۔ تعصب
عیش۔ کاہلی۔ ضعف عقل۔ پست ہمتی۔ کم حوصلگی۔ بزدلی۔ بدعہدی۔ بدخلاقی۔ دادودہش
مین بےسلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت۔ خودغرضی۔ لالچ۔
غیرمستقل مزاجی۔ بیموقع اولوالعزمی۔ نفس پرستی۔ اور دوسری طفلانہ حرکات ریاست
وحکومت دولت وعظمت کو کہونے والے ہین۔

مینے اس تاریخ مین جسقدر رجانکاہی اور مسلسل کوشش عرقریزی کے ساتھ کی ہے اوس کے
واقعی حالات کا اندازہ وہی علم دوست اصحاب کرسکتے ہین جنکو تالیف وتصنیف کی دشوارگذار
گھاٹیون مین سعی مردانہ کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس تالیف سے میرا مقصود والیان
اودھ کی عیب جوئی نہین ہے۔ بلکہ بخیال ہمدردی موجودہ طبقہ رؤسا کو عبرت دلانا ہے۔ تاکہ
وہ متنبہ ہوکر اپنے ماتحت ومحکوم رعایا کی حالت کے ہر طرح پر انصاف کے ساتھ خبرگیران رہکر
لطف زندگی وسلطنت اوٹھائین۔ اور خواص وعوام کو اپنے عدل کا معترف بنائین۔
اور اہل ملک جو بحیثیت انسانی بلاخیال مذہب وملت میرے بھائی ہین۔ میری اس ناچیز

تحریر کے ذریعے آرام و آسایش پاکر مجھکو میری محنت و جانفشانی کا [illegible] میں اور دنیا فانی مین میرے بعد علم دوست اصحاب مین یادگار کا وسیلہ ہو

غرض نقشیست کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمی بینم بقائے

مگر صاحبدلے روزی برحمت — کند در حق این مسکین دعائے

جس قوم مین کہ سلسلہ تاریخ نہین ہے وہ ہر چند اپنے منہ میان مٹھو بنے لیکن وہ اپنے اسلاف کا کوئی کارنامہ پبلک کے سامنے مین پیش نہین کر سکتی جو اوسکی اصلی عزت اور دائمی افتخار کا ذریعہ ہو فن تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام کے ساتھ غیر محدود دنیا کر دیا ہے جس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ بیشتر قصہ اور کہانیاں جو ملک مین تمام تر اشخاص معتدد کی نسبت منسوب ہوکر شہرت پذیر مین لیکن اونکی سچائی کا معیار بھی تاریخ ہے اگر تاریخی صفحات مین اونکا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی ہین نہین تو داستان خیال اور طلسم ہوشربا کے مرتبے سے زیادہ اونکا اعتبار نہین ہے۔

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے صفحوں میں ناظرین بعض شاہان اودھ کی شاعری کی وساطت سے ملیگا جو اپنے عہد حکومت و زندگی مین وہ نظم خود تصنیف فرماکر واقعات واقعی یا شیعیت کا اظہار کیا ہے۔ ناظرین نواب [illegible] کی نمک حلالی کا بھی حیرت بخش مرقع نظر آئیگا جنھون نے وہ رویہ اختیار کیا تھا اور جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ سلطنت اودھ کو قوت حاصل ہو ملک خیر و برکت کا قدم ڈالے اور اہل اودھ ترقی و عروج پائین جسکی بنا پر بربادی و تباہی سلطنت کے آثار پیدا ہوئے۔ ہم یہ بات یون ہی بے سوچے سمجھے نہین کہتے بلکہ اس پر سینکڑون دلائل موجود ہیں یہ واقعات والیان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہین کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے موجودہ ماتحت کارکنون کی عقیدت مندی و خود مطلبی کو کسکر آئندہ نتیجہ نکالنے کو بخوبی معلوم کر سکینگے۔ ہم سمجھتے ہین کہ انگریز خود ہر ایک ایسے لکھنؤ کے اہلکار کی حقارت کرتے تھے

جو اونکی خاطر سے یا اپنے ذاتی اغراض کیوجہ سے سلطنت مین ضعف پیدا ہونے کے سامان
مہیا کرتا تھا کیونکہ وہ اگرچہ یہ کرتے ہین کہ لوگ اونکے لئے اپنے وطنون کی نمک حرامی کرین ۔
مگر وہ نمک حرامون کو پیار نہین کرتے اور گو وہ مقابل او نکھ کھڑے ہونے والون اور اپنے
ملک کی مدافعت کرنے والون کو نفرت سے دیکھتے ہین ۔ مگر اس مین شک نہین کہ وہ محبان وطن
کو خواہ وہ کہان ہی کیون نہون تعظیم اور اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہین ۔ اب مین اس مطلب کو ختم کرکے
یہ ہدیہ محقر یعنی **کتاب تاریخ اودھ** اہل ملک کی نذر کرتا ہون ۔ خدا کرے کہ خلعت
قبولیت عام سے ممتاز ہو۔

نام اون کتابونکے جن سے اس تاریخ کی تالیف مین مدد لی گئی ہی

عماد السعادت ۔ وزیر نامہ ۔ خزانہ عامرہ ۔ منتخب اللباب ۔ مرآت واردات محمد شفیع ۔ ماثر الامرا
تنقیح الاخبار فی آثار الادوار ۔ تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند ۔ مرآت جہان نما مولفہ محمد شفیع
سیر المتاخرین ۔ تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی ۔ جہان کشای نادری ۔ درہ نادرہ ۔ عالم شاہی[1]
تاریخ مظفری ۔ آئین اکبری ۔ فراست نامہ جلد نمبر سو ۔ جامع التواریخ ۔ جام جہان نما ۔
مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق ۔ عزیز القلوب ۔ گیان پرکاش ۔ تاریخ فرخ آباد ۔ مولفہ آرون
صاحب ۔ مرآت آفتاب نما ۔ دریاے لطافت ۔ ملخص التواریخ ۔ تکملہ ذکر ملوک ۔ فرح بخش
تاریخ ہندوستان ۔ مولفہ الفنسٹن صاحب ۔ وقایع راجپوتانہ ۔ روہیلکھنڈ گزیٹر ۔ سفر نامہ
بنگش ۔ از اسندرام مخلص ۔ چار گلشن محمد شاہی ۔ آثار الصنادید ۔ منتخب التواریخ ۔ مفتاح التواریخ

---

[1] بابر کے عہد سے ۱۲۰۹ ہجری تک کے حالات کہ شاہ عالم ثانی کا عہد تھا جمع کرکے اوسکا نام تاریخ عالم شاہی
رکھا ہے ۔ ۱۲

مرآت احمدی ۔ شاہجہاں نامہ ۔ گلستان رحمت ۔ گل رحمت ۔ جلد دوم عہد نامجات ۔ تاریخ شجنہ مولفہ ذکاءاللہ صاحب ۔ جارج نامہ ۔ منتخب العلوم ۔ اختیار حسن ۔ بوستان اودھ ۔ جلسن کی تاریخ ۔ انتخاب یادگار ۔ تاریخ فرخ آباد مولفہ مولوی سید ولی اللہ ۔ تذکرۃ حکومت السلطین ۔ انشائے فیض بخش تاریخ اودھ مولفہ گور سہائے ولد لالہ بیجی پرشاد ابن دیانا تھ قانونگو ساکن شاہ آباد ۔ جسکو ۱۲۳۴ھ ہجری ابن غازی الدین حیدر کی جلوس تک لکھا ہے ۔ سنبرج کی تاریخ ۔ عشرہ خانی ہنٹر صاحب کی تاریخ ۔ طلسم ہند ۔ آصف نامہ مثنوی عظیم در منظوم ۔ سوانح محمد عباس خان ۔ آبحیات ۔ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان ۔ کلیات سودا ۔ کلیات تاریخ ۔ وقایع دہلی جو منا جان کے حالات میں ہے ۔ صبح صادق ۔ تالیفات واجد علیشاہ ۔ تذکرۃ السلاطین چغتائی ۔ حبیب السیر ۔ روضۃ الصفا ۔ انڈین میوزیم کے اندر رکھے ہوئے سکوں کی فہرست ۔ طبقات الشعرا ۔ حسین شاہی ۔ مل کی تاریخ ۔ تاریخ ہندوستان جیمس گرسینڈ ۔ خدا نواز خانی ۔ شاہ عالم نامہ ۔ ساکن فلسفی ۔ سیر طالبی ۔ وقایع عالم شاہی ۔ مرات التاریخ ۔ تاریخ بھوپال

برہان الملک نواب سعادت خان کا نسب نامہ

میر محمد امین ۔ ابن میر محمد نصیر ۔ ابن میر محمد امین ۔ ابن میر محمد جعفر ۔ ابن قاضی میر شمس الدین شہید ابن سید محمد ۔ ابن سید غیاث الدین محمد ۔ ابن سید علی[۱] ۔ ابن سید سراج الدین علی ۔ ابن سید اسحاق ۔ ابن سید محمد ابن سید یحییٰ ۔ ابن سید غیاث الدین ۔ ابن سید محمد ثانی[۲] ابن سید موسیٰ ۔ ابن سید قاسم ۔ ابن سید علی ثانی ۔ ابن سید جعفر ۔ ابن سید حسین[۳] المقدم ابن سید عبدالحی ۔ ابن سید عمر ۔ ابن سید ارقم ۔ ابن سید عبدالقادر ۔ ابن سید تاج الدین ۔ ابن سید[۴] فخر الدین ابن سید زید[۵] ۔ ابن موسیٰ کاظم علیہ السلام (۲۷)

---

[۱] یہ نام قیصر التواریخ کی پہلی جلد میں نہیں وزیر نامہ میں ہے ۱۲ [۲] وزیر نامہ میں یہ نام ہے اور قیصر التواریخ میں نہیں ۱۲ [۳] موافق نسخہ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ میں لفظ زاہد یا شہید لکھا ہے اور فخر الدین اور نام میں سید علی کا واسطہ ہے ۱۲ [۴] حسین المخدوم قیصر التواریخ لکھا ہے ۔ وزیر نامہ سے اور عماد السعادت میں حسین المقدم ہے ۱۲ [۵] موافق نسخہ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ میں محی الدین ہے ۱۲

برہان الملک کے خاندان کا حال اور اونکے ہندوستان مین آنے کا بیان

قاضی سید شمس الدین نجف اشرف مین رہتے تھے - صاحب علم تھے شاہ اسماعیل صفوی نے اونھین بلاکر قاضی القضاۃ بنایا - اور نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی - سید شمس الدین کے کئی بیٹے تھے - سب سے بڑے بیٹے کا نام سید محمد جعفر تھا محمد جعفر کے دو بیٹے تھے - ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد - سید محمد امین کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے میر محمد نصیر - اور میر محمد یوسف جیسا کہ عماد السعادت مین مذکور ہی - اور تاریخ اودھ معروف بہ قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف کو چچازاد بھائی بتایا ہے -
یہ دونون بھائی شاہ عباس ثانی کے عہد مین تھے - بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین کئی شخص بادشاہ کی سواری کے آگے آگے چلتے تھے - اور سارا [illegible] ہوتا تھا - اتفاقاً ایک دن جنگل مین بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی - ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گرا دیا - میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اور شیر کو شمشیر قبض سے مار ڈالا - بادشاہ چونکہ زرہ پہنے ہوئے تھے اسواسطے کوئی صدمہ نہ پہنچا بادشاہ نے ایسے کارنمایان کے صلے مین چاہا کہ اونھین اپنا وزیر کرین - میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ مین سپاہی ہون مجھ سے سیاست کی اور اسکے انتظام سلطنت غیر ممکن ہی - اس لئے مین اس عہدے سے معافی چاہتا ہون مگر میری یہ آرزو ہی کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کتخدا نہین ہوا ہی اوس کا بیاہ رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کرا دیا جائے وزیر قوم قزلباش سے تھا - بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اوس کو مینے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تا کہ ہمارے اور تیرے درمیان قرابت قائم ہو جاے وزیر نے اس شرط سے اس رشتہ داری کو قبول کیا کہ اگر اوسکے

بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو - اور یہ رسم ہمیشہ جاری رہے - بادشاہ نے قبول کیا - اور میر محمد یوسف کو نیشاپور میں بہت سی جاگیر عطا کی - میر محمد نصیر سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں[1] پیدا ہوئیں - بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین تھا ایک بہن تو عمر میں بڑے اور ایک بہن تھے چھوٹی تھی - جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی اونکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری ماں کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہے اوسکے بڑے بیٹے جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی شادی کر دو - اور اپنے اوس وعدے کو وفا کرو جو میرے والد سے کیا تھا اونہوں نے جواب دیا کہ میں اس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلف محمد قلی خان بیگ کو دے سکتا ہوں کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے **میر محمد باقر** سے منسوب کر دے محمد قلی خان بیگ نے یہ شرط منظور کر لی اور دونوں شادیاں ہو گئیں - جعفر خان بیگ کے نطفے سے دو بیٹے اس لڑکی کے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن اور چھوٹے کا نام مرزا نعیم تھا - میر محمد نصیر نے اپنی چھوٹی بیٹی کو میر محمد شاہ میر پسر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد کیا - اس لڑکی کے میر محمد شاہ میر سے دو بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے - بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا نصیر الدین حیدر خان بیگ تھا - اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے **میر محمد امین** کی شادی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی میر محمد یوسف کے املاک بہت تھیں اس وجہ سے میر محمد امین کو خانہ داماد کیا -

گور سہائے نے تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۱۱ ہجری عہد بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر میں میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا اونکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے - یہ سفر جہاز کی سواری میں کیا - سنہ ۱۱۱۲ میں جہاز پہنچا - میر محمد نصیر نے عظیم آباد میں سکونت اختیار کر لی - شجاع الدولہ ناظم بنگالہ اونکی خبر اور پرورش رکھنے لگا - میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر کا اس عرصے میں انتقال ہوا اور اونکی ایک بیٹا پیدا ہوا - جو اپنے چچا نواب برہان الملک کے

[1] دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

عہد میں شیر جنگ کے خطاب سے مشہور ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد میں صفدر جنگ کیطرف سے
کشمیر کا صوبہ دار رہا۔ تھوڑے دنوں کے بعد میر محمد نصیر فوت ہو گئے۔ میر محمد امین اونکے بیٹے
جو ابھی تک وطن میں تھے اونکو بی بی نے ایک دن کسی بات پر طعنہ دیا۔ صاحب غیرت تھے سنہ ۳۰
ہجری میں وطن کو چھوڑکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ عظیم آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ اونکے
والد مر گئے ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ میر محمد امین نے نیشاپور میں کچھ ٹھیکہ لیا تھا۔ خسارہ ہوا۔ میرزا کی
کی ماں نے زیور فروخت کرکے اوس روپیہ کو ادا کردیا۔ میر محمد امین اس خجالت اور غیرت کی وجہ سے
ہندوستان میں چلے آئے بہادر شاہ کا عہد تھا۔ بہر صورت میر محمد امین اور [illegible] عظیم آباد سے
دہلی چلے گئے۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ میر محمد امین کے ہندوستان میں آجانے اور صاحب منصب
و رتبہ ہوجانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آئے اور راہ میں قندھار کے [illegible] نکاح کیا اوس
زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام نثار محمد رکھا جب ہندوستان میں پہونچے تو فرخ سیر کی ملازمت
حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا۔ اور نثار محمد کو محمد شاہ نے خطاب [illegible] شیر جنگ
دیا تھا۔ میر محمد امین المخاطب بہ سعادت خان برہان الملک کے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں
ہوئیں جنکی تفصیل اونکی سوانح عمری کے آخر میں بیان کیجائیگی۔

میر محمد امین کا دہلی پہنچکر شاہزادونکی جاگیرون کا اجارہ لینا اور معاملہ ایسی خوش وہنری سے رکھنا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بادشاہی منصب دار ہوجانا اور ہندون بیانہ کی فوجداری پانا۔ اور صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا

ٓ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

میر محمد امین نے دہلی مین پہلے ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض جگہونکی حکومت بھی
اوسکی وجہ سے پائی تھوڑے دنونکے بعد نواب سربلند خان صوبہ گجرات سے تعارف ہو گیا
اور اوس نے اپنی سرکار مین میر منزل کا عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک نیچی
زمین مین کھڑے ہو گئے تھے رات کو بارش ہوئی نواب کے رہنے کے تمام خیمے مین پانی
بھر گیا نواب بہت بےچین رہا اور رات بھر بیٹھا رہا۔ صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بلا کر نواب
اون پر خفا ہوا اور کہا تمھارے دماغ سے بوی ہفت ہزاری پائی جاتی ہے اپنے فرض منصبی
پر کم اعتنا کرتے ہو۔ میر محمد امین کو یہ لفظ ناگوار گذرے اور اونکی نوکری سے استعفا دیدیا۔
دوسرے دن سربلند خان نے میر محمد امین کو بلا کر معذرت کی۔ مگر اونھون نے نمانا۔ اور
دلی چلے آئے۔ اور شاہزادونکی جاگیر کا ٹھیکہ لیا۔ جو محاصل اس صیغہ متاجری سے حاصل ہوتا
اوس مین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے۔ جب انکی دیانت اور امانت
اور کارگذاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادونکے ذریعے سے بادشاہ کی حضوری تک نوبت
پہونچی منتخب اللباب اور ماثر الامرا مین ذکر ہے کہ میر محمد امین ابتدا مین منصب ہزاری پر فائز ہوئے
اور فرخ سیر کے رفقا مین داخل ہوئے۔ مرآت واردات مین لکھا ہے کہ ایسا منصب والا شاہی
کہلاتا ہے جو بادشاہزادگی کے دنون مین زمانہ سلطنت و سریر آرائی سے قبل کسی کو دیا جاے
فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت مین میر محمد امین کو ہزاری منصب دیا تھا جب فرخ سیر
تخت نشین ہوا تو محمد جعفر المخاطب بہ تقرب خان خانسامان کو ابتدای جلوس فرخ سیری مین
کرورگیری[۵۱] گنج کی خدمت بھی مفوض ہوئی تو اوسکی نیابت مین میر محمد امین مقرر ہوئے۔ محمد امین
نے راے رتن چند دیوان اعظم قطب الملک عبد اللہ خان سے محبت اور دوستی پیدا کرلی۔
اوسنے ۱۱۲۸ ہجری مین ہندون بیانہ متعلق صوبہ اکبرآباد کی فوجداری کی سند دلادی

[۵۱] کرورگیری محاصلات پر محصل۔ سائر ڈالن ۔۱۲

اس علاقے کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپئے سالانہ تھی محمد امین نے اس علاقے کا بڑی عمدگی سے انتظام کیا۔ سعدونکو خوب سزائین دین اور نام پایا اس وجہ سے منصب مین پانصدی کا اضافہ ہوا اور سید حسین علیخان اور عبد اللہ خان انکی بہت عزت کرتے اور کارگذار آدمی سمجھنے لگے اونہین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی سے شادی کی۔ لیکن اس شادی سے قبل سید طالب محمد خان آصف جاہی کی بیٹی اونکے نکاح مین تھی بلکہ اس نکاح سے بھی قبل ایک شریف خاندانی آدمی کی بیٹی سے جس خاندان سے اشرف علیخان تھے عقد ہوچکا تھا لیکن بیاہ کے بعد ہی یہ عورت لاولد مرچکی تھی۔ میر محمد امین کی بیٹی جو شجاع الدولہ کی والدہ اور صفدر جنگ کی بی بی ہی بیلنے مین اپنے والد کے ہمراہ تھی اور اس وقت اوسکی عمر پانچ یا اس سے کچھہ زیادہ برس کی تھی۔

میر محمد امین کا نواب حسین علی خان اور قطب الملک کے قتل کی سازش مین شریک ہوکر اوسکو مرڈالنا

حسین علیخان کا بڑا بھائی عبد اللہ خان جو فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم تھا لائق فائق آدمی تھا مگر عیاش اور سست بھی تھا اور یہی باعث تہا کہ اوسکی وزارت کا کام اوس کے نائب رتن چند نام ایک ہندو کی سعی واہتمام پر موقوف تھا جسکی سخت تدبیرون اور خود مختاری کے طورونکی بدولت انتظام اوس کا عام پسند نہ تھا غرضکہ نائب کی بدکرداری اور منیب کی غفلت شعاری سے فرخ سیر کو یہ جرات حاصل ہوئی کہ وہ اپنی پوری خودمختاری کی تدبیر سوچنے لگے۔ اور اونکی اس ارادے کی جا بہ جا ہوائیان اوڑین کہ وہ اپنے وزیر کو پھانسنا چاہتے ہیں عبد اللہ خان نے اپنے خلاف سازشون سے خوف کھاکر اپنے بھائی حسین علیخان کو جسنے حزم واحتیاط کی ضرورت سے بادشاہی آوردون کو حکومت سے خارج کرکے ساری فوجون کو اپنا جان نثار بنا رکھا تھا خاندیس سے بلایا۔ راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کو اسبات پر

بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تھوڑا سا عرصہ باقی رہگیا ہے اگر کوئی معقول تدبیرین بڑے تو جلد عمل مین لاوین اور ہرگز کاہلی نہ برتین ۔ مگر وہ بادشاہ ایسے بودے تھے کہ راجہ کی ترغیب و تحریص سے ایسی شجاعت پر بھی آمادہ نہوے جو بقول شخصے مرتا کیا نہین کرتا مدیوی کے وقت اول کرزدو شورا بنا دکہاتی ہے ۔ غرضکہ حسین علیخان دلی مین داخل ہوا اب بادشاہ بڑی ذلت سے اپنے دشمنونکی اطاعت پر مائل ہوے اگرچہ حسین علیخان شہر کے باہر خیمے لئے پڑا تہا مگر عبد اللہ خان کے پہرونکی شہر مین آنے کی اجازت حاصل ہوئی ۔ اور اب یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونون بہائیون کی صلاح و مرضی پر موقوف رہا ۔ مگر باوصف اسکے بعض بعض امیر بادشاہ کے خیرخواہ اپنی ملازمون اور رفیقون کو ہمراہ اپنے لیکر بادشاہ کی امداد و اعانت کی غرض سے آئے مگر حسین علیخان نے شہر مین داخل ہوکر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجہا اور بادشاہ کو جو حقیقت مین بادشاہ کا سایہ تہا محل سے پکڑ لائے جہان جان اپنی بچاتے بیٹھے تھے اور ماہ فروری ۱۷۱۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۱۳۱ ہجری مین اونکو خفیہ خفیہ مروا ڈالا جب فرخ سیر سے تخت خالی رہا سیدون نے بادشاہی خاندان کے ایک نوجوان کو رفیع الدرجات کے خطاب سے تخت نشین کیا ۔ مگر یہ بادشاہ سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مر گیا ۔ اور بعد اوسکے ایک اور جوان کو رفیع الدولہ کے خطاب سے سنہ مذکور مین تخت پر بٹھایا ۔ مگر اوسکی عمر نے بھی وفا نہ کی ۔ چنانچہ وہ بھی تین مہینے سے کم عرصے مین جہان فانی سے گذرا ۔ اگرچہ اوسکے مرنے سے سیدون کو تھوڑا بہت تردد لاحق ہوا ۔ مگر بعد اوسکے ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اوس کا کیا ۔ یہ جوان آدمی روشن اختر نام جسکا حال اپنی پہلی حالت مین عام لوگون کی حالت سے بہتر نہ تہا یعنی وہ کسی زیور کمال سے آراستہ نہ تہا ۔ ماہ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق ماہ ستمبر ۱۷۱۹ء مین یہ شہزادہ محمد شاہ کی خطاب سے تخت پر بیٹھا ۔ محمد شاہ نے اپنی ماں کے سکہلانے پڑہانے سے سیدون سے علانیہ بگاڑ نہ کیا تہا نہایت حزم اور احتیاط اس معاملے مین برتتے تھے اور بڑی صبر

اور تحمل سے ایسی صورتون کے منتظر تھے جو اونکی استحقاق حکومت کے ممد و معاون اور دعوے سلطنت کے موافق اور مناسب ہووین اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتونکو سوچتے تھے جنکے ذریعہ سے اونکو بہت جلد آزادی حاصل ہووے اور اس بڑی خوفناک ارادے مین صلاح کار اون کا وہ محمد امین خان تھا جسنے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اون کو زہان کا کچا اور خاص اپنے معاملے مین پیٹ کا ہلکا پایا تھا - اگرچہ سیدون کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے محمد امین خان کمال متنفر تھا مگر کام نا کام اسنے زمانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی محمد امین خان چین بہادر محمد شاہ سے ترکی زبان مین بات چیت کرتا تھا - اگرچہ سیدونکی رشتہ دار اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے - مگر بات چیت اونکی چلی جاتی تھی - اور جبکہ اُنکے آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے تو اونکی بدولت خفیہ خط و کتابت کا رستہ کھلا - اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک گروہ قایم ہو گیا جسمین پسر محمد امین معروف بہ سعادت خان ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ حاصل تھا اگرچہ یہ سازش ہزار من پردون میں کی گئی - مگر سیدونکو دلو نمیر جیسے بڑے خیال گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے دکن کو جانے کا کام سیدون پر آپڑا تو اونہوں نے بادشاہ کو قابو مین رکھنے کے لئے یہ بات قرار دی کہ حسین علی خان بادشاہ اور بعض مشتبہ امیرون سمیت دکن کو روانہ ہو اور عبداللہ خان دلی مین موجود رہے اور بادشاہ کے مصارف و مناصب کی نگرانی رکھے دونون بھائی بہت سے غور و خوض کے بعد آگرے سے روانہ ہوے - چنانچہ حسین علیخان نے دکن کو اور عبداللہ خان نے دلی کو باگ اوٹھائی اور سازش کرنے والون نے دونون کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد پوری ہونے کا موقع ہاتھ آیا - چنانچہ حسین علیخان کا قتل تجویز ہوا - تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ جب نواح اکبر آباد مین محمد شاہ کا لشکر پہنچا تو سعادت خان برہان الملک ہندون بیانے سے بہاری جمعیت کے ساتھ اپنی مہمی مطالب کے سرانجام کی غرض سے آکر شامل ہوتے - عماد السعادت مین اونکی فوج کی تعداد چودہ ہزار پیادہ و

سوار تیار نہی۔ بادشاہ نے سعادت خان کو تنہی سپاہ کے ساتھ آنے کو غنیمت جانا۔ اسی
کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے اونکی بہت تعریف
کی بادشاہ تو ایسے جبار شخص سے کے دلسے خواہان تھے کہ وہ سادات کا استیصال کرے
نواب حیدر قلیخان نے اپنی فرزندی کے ساتھ میر محمد امین کو عزت بخشی اور بادشاہ نے حیدر قلیخان
کی سفارش سے اونکو سعادت خان بہادر کا خطاب[1] اور اونکے بڑے بھائی کو سنہ ١١٣١
ہجری مین ہوا۔ سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا مین لکھا ہی کہ مرزا نصیر کے باپ کو
سیادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان کے بہنوئی تھے۔ منتخب اللباب مین لکھا ہی
کہ سعادت خان نے محمد امین خان اعتماد الدولہ سے بہت دوستی پیدا کرلی یہان تک کہ اونکے
ہمراز اور شریک مہمات ہوگئے۔ سعادت خان کے دلمین ہمیشہ سید کے خون ناحق کا غبار
جوش مارتا تھا۔ اونہون نے میر حیدر خان کاشغری کو جو اون کا رفیق تھا حسین علیخان کے قتل
کے لیے آمادہ کیا اور یہ راز ان تینون شخصون نے یہان تک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمر الدین خان
پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان تک کو واقف نہونے دیا البتہ دو عورتین اسکی واقف تھین ایک بادشاہ
کی والدہ۔ دوسرے صدر النسا جس کو عبد اللہ خان کی وجہ سے عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی۔ سیر
طالبی سے جس کو عالم شاہی بھی کہتے ہین ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ بھی اس مشورے مین شریک
تھے اور اونہون نے میر حیدر سے کہا تھا کہ اگر تو نے حسین علی خان کو مار ڈالا اور خود زندہ بچا
تو ہفت ہزاری منصب پر پہنچا دونگا۔ اور اگر تو مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک
کرونگا۔ چہارشنبہ ٦ ذی حجہ ١١٣٢ ہجری کو فتحپور سے ٣٠ کوس پر مقام ٹوڈہ مین بادشاہ
کا قیام ہوا۔ امیر الامرا حسین علی خان خیمہ سلطانی سے نکلکر اپنے لشکر کو عازم ہوا۔ اوسوقت

---

[1] تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ سعادت خان کو بہادر کا خطاب اونہین حسین علیخان کے واقعہ کے بعد ملا تھا ١٢

میر حیدر نے ایک عرضی محمد امین خان چین بہادر کی شکایت مین لکھی اور امیر الامرا کو دینے کے لئے چلا - امیر الامرا جہالردار پالکی مین سوار گلال باڑی کے پاس پہنچا تھا کہ میر حیدر خان نے نواب کو عرضی دکہائی وہ پڑہنے لگا - میر حیدر نے دفعتہً اوسکی پیٹ مین چھرا مار کر کام تمام کر دیا نواب کی پھوپی کے بیٹے نور اللہ خان پسر اسد اللہ خان نے قاتل کو بھی مار ڈالا جب امیر الامرا مر گیا تو مغلون نے اوس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لیگئے اس قوی ورید کے مرنے سے اوسکی فوج مین ہل چل پڑ گئی اور اوسکے رشتہ دارون اور رفیقون اور ساز مین کرنے والون اور اونکی رفیقون مین بڑا جہگڑا قایم ہوا اور غیرت خان امیر الامرا کے بھانجے نے دو تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا - سعادت خان حیدر قلیخان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر کے فرمانے سے بیباکانہ حرم سرائے بادشاہی کے دروازے پر جسمین بادشاہ تشریف رکہتے تھے ایسے وقت مین پہنچ گئے کہ حسین علیخان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اسوقت بادشاہ کی مان باہر نکلنے سے بادشاہ کو روک رہی تھی کہ سعادت خان دشمنون کو صاف کر کے امیر الامرا کا سر ہاتھ مین لٹکائے چند تورانی مغلون کو ساتھ لیکر دو شالہ منہ پر ڈالکر زنانے مین گھس گئے اور بڑی منت و خوشامد کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور اونکو اسپر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خیرخواہون کی سرداری اختیار کر کے سیدون سے علانیہ جنگ کرین - اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو اپنی ہاتھی پر بٹھایا اور خود خواصی مین بیٹھا بادشاہ کے ساتھ اسوقت بہت کم آدمی جمع ہو سکے تاہم حیدر قلی خان نے توپخانے کے سپاہیون کو مستعد کر کے ہراول مین رکہا اور غیرت خان پر گولہ باری شروع کی - قمر الدین خان اور سعادت خان اوسکی مدد کو پہونچے اور یہ بھی لڑنے لگے - اس عرصے مین امیر الامرا کا تمام لشکر لٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا - اور سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دارین گئے [۵] سیدون کا

---

[۵] دیکہو تنقیح الاخبار ۱۲

گروہ میدان سے بھاگ نکلا اور بہت سے سیدون نے فوج کے اس حصے سمت جو کہ فرق کا مدد و معاون ہوا تھا بادشاہ کی اطاعت اختیار کی۔ سعادت خان نے رفقائے حسین علی خان کی شورش کے دفعہ کرنے مین بڑی کوشش سے حملے کئے تھے اور اونکی تیغ کشی کی تھی اس جلد وین اون کا منصب پنجہزاری ذات تک پہنچ گیا۔ اس مین اصلی منصب اور اضافہ دونون شامل تھے۔ اور پانچہزار سوار اور بہادری کا خطاب اور علم و نقارے سے ترقی پائی[۱] محمد شاہ نے محمد امین خان جیسے بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور صمصام الدولہ کو میر بخشی کیا اور قمر الدین خان کو بخشی دوم کیا اور حیدر قلی خان کو ہفت ہزاری منصب اور شش ہزار سوار دو اسپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا۔ محمد ہادی موسوم بہ کامو خان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین یوں بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے مین جب بادشاہ کا مقام موضع گوپال پور کے قریب ہوا تو اس جگہ ۱۳ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب اور پانچہزار سوار اور صوبہ اکبر آباد کی حراست اور خلعت خاصہ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ بادشاہ نے عطا کیا تھا۔ اور مرآت جہان نما سے معلوم ہوتا ہے ۱۱۳۲ھ ہجری مین یہ صوبہ اونکی تفویض ہوا تھا۔

سید محمد امین کا چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہو کر قطب الملک عبد اللہ خان سے جنگ کرنا

عبد اللہ خان ابتک دلی مین نہ پہنچا تھا کہ عباسی کی سناونی پہنچی تب اُسنے دلی مین رفیع القدر کے بڑے بیٹے ابراہیم کو جو مقید تھا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا۔ اور اوسکے نام کی سنادی کرائی۔ اور اوسکی طرف سے لوگون کو مراتب عنایت کئے

[۱] دیکھو مآثر الامرا و تاریخ سلاطین متاخرین ہند ۱۲

اور ایسی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاٹون کا سردار چوڑامن راہ مین آکر اوس کی
ملا اور بہت سی لوٹے ہوئے سید بھی اوس کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کی بعد
اونکو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور سعادت خان برہان الملک کو بھی جو ہنڈون بیانہ کے
فوجدار تھے ایک خط بھیجا کیونکہ اونکی ترقی دولت کا باعث نواب عبد اللہ خان کا دیوان راے
رتن چند ہوا تھا۔ لیکن اونھون نے بغور و تامل حقوق سلطانی اور ایسی دنیاوی نیکنامی
کو مقدم سمجھا اور چودہ ہزار سوار پیادہ کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک رہے محمد شاہ
کو اون چار ہزار سوارون کے پہونچنے سے تازہ مدد پہونچی جنکو جے سنگھ راجہ نے اون کی
امداد و اعانت کے لئے شتابی مین روانہ کیا تھا محمد خان بنگش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ
اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو
آگئے۔ نوین محرم ۱۱۳۳ ہجری کو بادشاہ کی فوج شاہ پور سے گذر کر ہیری اور قطب الملک
حسن پور مین بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر ٹھیرا۔ روز پنجشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۳۳
ہجری کو عبد اللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول مین آپ ٹھیرا
اور خواجہ عبد الغنی ولد خواجہ عبد الرحیم کو محمد ابراہیم کی خواصی مین بٹھایا۔ اور نجم الدین علیخان
و سیف الدین علیخان و شجاعت اللہ خان و عبد النبی خان اور بہت سے سادات بارہ اور ایسی
نوکر افغانون کو لشکر کا ہراول کیا اور بخشی الملک سید صلابت خان بہادر و غازی الدین خان
بہادر غالب جنگ و شکر اللہ خان و قلیچ محمد خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان و امیر خان و جان محمد خان
و حمید خان کو ہراول کی مدد کے لئے مقرر کیا اور شہامت خان و فتح محمد خان و نکمل خان
و تہور علیخان بارہ و راجہ محکم سنگھ و عبد القادر خان و حفیظ اللہ خان و مریدخان و خداداد خان
وغیرہ اپنے مددگارون کو میمنہ و میسرہ مین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ
کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لئے سوار ہوئے
اعتماد الدولہ بہادر ظفر جنگ وزیر اعلے و قمر الدین خان بہادر و سیف اللہ خان بہادر دارغہ

گذرداران وامین الدین خان میر توزک معتمد الملک میر جملہ بہادر و عزیز خان بہادر چغتہ
کو بادشاہ نے اپنے پاس قلب مین کھڑا کیا۔ حیدر قلیخان ناصر جنگ افسر توپخانہ ہراول مین
متعین ہوا امیر الامرا خان دوران بہادر صمصام الدولہ منصور جنگ کو میسرہ پہ کھڑا کیا۔ اور
سید نصرت خان و ثابت خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے امرا اونکی رفاقت کو مقرر ہوئے
اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد دست راست پر متعین ہوا۔ اور عینی الملک ظفر خان بہادر رستم جنگ
و راجہ راج بہادر راٹھور و راجہ گلاب سنگھ عقد دریہ حنداول یعنی عقب فوج کی حراست کے لیے
مقرر ہوئے۔ مرات جہان نما سیر المتاخرین اور منتخب اللباب مین ثابت دکہ برہان الملک
دست راست پر تھے۔ اور ماثر الامرا مین لکھا ہی کہ وہ اسوقت میسرہ کی جانب تھے ابھی کسیقدر
رات کا اندھیرا باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی نجم الدین علی خان برادر عبد اللہ خان نے
دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ آتش بار کے ساتھ گنجان درختون کے سایے مین جا کر
بادشاہی لشکر پر ایسی آگ برسائی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے۔ نامی بہادرون کے
چہرون پر ہوائیان اڑنے لگین۔ حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ چالاکی کر کے نصرت خان
اور ثابت خان وغیرہ کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچے مین توپون کی شتر نالی
سے آگ لگادی وہ مورچہ سیدون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جمعرات کا تمام دن لڑائی
مین بسر ہو کر جمعہ کی صبح وقت تھوڑی رات گذری تو حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑھانے کی
کوشش کی۔ گولے مارتے ہوئے قدم بڑھایا۔ جہان کھڑا تھا وہانسے آہستہ آہستہ آگے
کو بڑھا۔ عبد اللہ خان کی فوج پر گولے برستے رہے اکثر جلدی مجروح و مقتول ہوئے۔
اور اوس کے اکثر ہاتھی نشینون نے بھاگنا شروع کیا جن کو گنواروں نے لوٹ لیا۔
پچھلی رات کو راجہ محکم سنگھ کی سواری کے ہاتھی کے گولہ لگا محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہو کر
رن سے اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اوس کے مرنے جینے کی خبر معلوم نہوئی۔ ۱۴ محرم کو
جمعہ کے دن عبد اللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سواروں مین سے صرف پندرہ سولہ ہزار

سوار باقی رہگئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ پسند ہاتھی پر محمد شاہ سوار ہوتے آٹھ نو پہر سب ور روز بادشاہ بنفس نفیس میدان جنگ مین اپنے جان نثارون کے ساتھ موجود رہے تھے بادشاہ نے یورش کا حکم دیا نجم الدین علیخان اور دوسرے سادات بارہ نے جو نہایت دلیر قدم جرات آگے بڑہایا اور بادشاہی فوج پر لوٹ کر قیامت برپا کردی - حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ نصرت یار خان نے سیدون کا مقابلہ کیا - دونون طرف سے تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی سپاہیون کے دل جلنے لگے ایسے وقت مین سعادت خان مدد کے لئے پہونچگئے - طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے - نجم الدین علی خان بھی سخت مجروح ہوا عبد اللہ خان اپنے بھائی پر وقت تنگ دیکھکر باقیماندہ دلاورون کو ساتھ لیکر نجم الدین علی خان کی مدد کو بڑہا چورامن[1] جاٹ نے بادشاہی لشکر کے عقب مین پہنچکر

---

[1] سیر المتاخرین مین لکھا ہے چورامن جاٹ ندرسن سنگھ جد ہرچند رمہندر سورجمل متھرا اور اکبر آباد کا شرار میدار عقا و قلیع راہیوتا ہے چورامن کی حالت یون بیان کی ہے موضع تھون پر جو اب پرگنہ ڈگ مین ہے راجہ رام پسر بھگونت ابن خان چند جاٹ قابض تھا - یہ شخص علاقہ بہانہ آدمی غارتگری کیا کرتا تھا سو وہ سے گرفتار ہوکر مارا گیا - اسکا بیٹا فتح سنگھ تھا مگر اوس مین اپنی قوم کے خوش رکھنے کی لیاقت نتھی موضع سنسنی کے کل آدمیون نے جہان بدن سنگھ پدر سورجمل جاٹ حکمران تھا جمع ہوکر فتح سنگھ کو خارج کیا اور چورامن ابن برج ولد خان چند جاٹ کو سردار بنایا - رستم جاٹ نے چورامن جاٹ سے اتفاق کرکے ایسی غارتگری کی کہ دہلی اور اجمیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے مسدود کردے - فرخ سیر نے چورامن کو خطاب راو بہادر خان اور پانچ پرگنے ٹگر اور کٹھومر اور منڈیپی (ریواڑی) اور بیلکرا اور آدہ دیکر غارتگری سے منع کیا اور رستم جاٹ اور اوسکی پسر کھیکرن کو جاگیرات خلعت بہادری و دیہات بہر تپور و ملاح واکاہ پور و بارہ داکرن وغیرہ کے راہزنی سے باز رکھا - مگر یہ تدبیر کچھ کارگر نہوئی سمت ۱۷۷۸ بکرمی مین تھاکر چورامن بعلت نقیضہ محکم سنگھ پسر خود زہر کہاکر فوت ہوا - محکم سنگھ نے باپ کا قایم مقام ہوکر بدن سنگھ ابن بہاو سنگھ ابن خان چند سے بالاتفاقی پیدا کی بدن سنگھ نے مہاراجہ سوائی جے سنگھ کی مدد سے محکم سنگھ کو شکست دیکر بھگادیا - اب بدن سنگھ تھون پر بھی قابض ہوگیا - بعض مورخ یہ کہتے ہین کہ یہ لڑائی خود چورامن سے ہوئی تھی - اور بعد شکست کے چورامن اور محکم سنگھ دونون مفرور ہوئے اور بدن سنگھ نے کامیاب ہوکر کل قوم جاٹ کی افسری حاصل کی ۱۲

بھیر پر حملہ کیا اور کئی آدمی مار ڈالے ایک ہزار کے قریب بیل اور اونٹ باربرداری کے جو جمنا کے کنارے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے ہکنٹ لئے اور لنگر خانے کا کچھ سامان او صدارت کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاراجی کے بعد عبداللہ خان کی کمک کے لئے چلا آیا۔ شاہ نے جمعدوری اوسکی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چار تیر اوسطرف پھینکے اعتماد الدولہ محمد امین خان اور ہادی خان داروغہ بندوقچیاں خاص اوسکے مقابلے کو دوڑ گئے عبداللہ خان کے پہنچنے سے نجم الدین علیخان کی سپاہ قوی دل ہوکر جا لڑنے لگی بادشاہ کیطرف سے صمصام الدولہ بھی نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا۔ اسپر بھی بادشاہی لشکر کے بہت سے آدمی گھبرا گئے۔ اور صفون میں پریشانی پیدا ہونے لگی یہ حالت دیکھکر سعادت خان اور محمد خان بنگش انکی تقویت کے لئے متوجہ ہوئے۔ اور انہون سے یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا جائے۔ عبداللہ خان نے اس ارادے پر مطلع ہوکر اپنا ہاتھی حیدر قلیخان کے مقابل بڑھایا اور بہت بھی اوس کے حملے کا جواب دینے لگا۔ اسموقع پر ابوالحسن خان بخشی سادات کا بھائی سید علیخان بخشی رسالہ زخمی ہوکر گرفتار ہوا۔ شیخ ہیبت اللہ جو سید عبداللہ خان کے توپخانہ کا انتظام کر رہا تھا اوسپر طلع یار خان نے حملہ کرکے قتل کر ڈالا۔ راجپوت جو بادشاہی فوجمین تھے اوسکی لاش کو گھسیٹ کر بادشاہی لشکر مین لے گئے۔ حیدر قلیخان اور دوسرے جوانمرد ایسی پھرتی سے عبداللہ خان پر لوٹ پڑے کہ اوس کو اظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اسوقت مین عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے۔ اور وہ ہاتھی پر سوار تھا۔ اوس نے یہ خیال کیا کہ اگر مین ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوجاؤنگا تو سواران ہمراہی گھوڑون سے اوتر کر جانفشانی کرینگے۔ چنانچہ وہ ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران ہمراہی نے جو اوس کے ہاتھی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا۔ یا یہ سمجھے کہ آخر کار شکست ہوگی قطب الملک عبداللہ خان کو تنہا چھوڑکر میدان سے

بہاگ گئے لگے ان بہگوڑوں مین سیف الدین علیخان اور شجاعت اللہ خان - اور ذوالفقار علی خان اور عبد اللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے - اور بخشی فوج نے بھی ان معزوروں کا ساتھ دیا بعضے کہتے ہین کہ عبد اللہ خان ابھی ہاتھی سے اوترا نہ تہا کہ سیف الدین علی خان نے میدان چھوڑ دیا تہا - راستے مین اس بھاگی ہوئی جماعت کو گنوارون نے بہت دق کیا - اور بہت سے ہاتھی چھین لئے - عبد اللہ خان کے ہاتھ پر تلوار کا زخم پہنچا تہا - اور پیشانی پر تیر لگا تہا اسوقت حیدر قلی خان تہوڑے سے ساتہیوں کے ساتھ ہاتھوں مین ننگی تلوارین لئے ہوئے عبد اللہ خان کے سر پر پہنچ گیا - عبد اللہ خان نے اپنی سیادت کو شفیع بنا کر امان جان چاہی حیدر قلی خان نے اوسکو قتل نہین کیا - اوسی طرح گرفتار کر لیا - نجم الدین علی خان مجروح بھی گرفتار ہوا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہو کر آئے - حامد خان اور عبد الغنی خان اور دوسرے سردار بادشاہ کی اطاعت کے لئے فوج شاہی مین حاضر ہو گئے - عبد اللہ خان کے ہاتھی گھوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لٹنے سے بچا ضبطی مین آیا - سلطان ابراہیم بھی گرفتار ہوا - چونکہ اوس نے عبد اللہ خان کی نسبت مجبوری اختیار کی تھی اسلئے اوسکی جان بخشی ہوئی - فاعتبروا یا اولی الابصار اس واقعہ کی تاریخ ہے -

میر محمد امین نے اس جنگ مین بڑی جوانمردی دکہائی تھی - بادشاہ نے اوسکے منصب مین اور اضافہ کیا - اصل اور اضافہ ملا کر ہفت ہزاری منصب ذات پر پہنچا دیا اور سات ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر جنگ عطا کیا[۱] - اور ماہی مراتب بھی بخشا[۲] - اور خلعت فاخرہ بھی دیا[۳]

سعادت خان برہان الملک کو صوبہ اکبرآباد کی حکومت

---

[۱] دیکھو ماثر الامرا ۱۲ [۲] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [۳] دیکھو مرآۃ جہان نما ۱۲

اور خواص بادشاہی کی واردغگی ملنا

مرأت جہان نما میں محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۲۰ ربیع الاول ۱۱۳۳ہجری مطابق سنہ ۲ جلوس محمد شاہی کو انجمن خلوت میں سعادت خان کو اپنے خواصوں کی داروغگی اور خلعت خاصہ بخشا۔ اور اسی سنہ میں بادشاہ نے اونکو اکبر آباد کا صوبہ دار کیا۔ اور اونکے بھتیجے نثار محمد خان کو نواب شیر جنگ کا خطاب دیا۔ سعادت خان بادشاہ سے رخصت ہوکر صوبہ اکبر آباد میں داخل ہوتے۔ سرکشوں کی بیخ کنی میں بڑی کوشش کی تین چار قلعے جو متھرا کیطرف اور شاہ جہان آباد کی راہ میں تھے بڑے کشت و خون کے بعد دشمنوں سے چھین لیے۔ ان جھگڑوں میں اونکے ساتھ والے کے قریب آدمی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور مجروح ہوتے۔ بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لیے خلعت اور خنجر مرصع اور ایک فرمان اونکی بہادری کی تعریف اور اپنی عنایت کے اظہار میں اونکو بھیجا

مہاراجہ اجیت سنگھ والی جودھپور کے سپرد صوبہ اجمیر اور احمد آباد بھی تھے ۱۱۳۳ ہجری میں ان صوبوں کی بہت سی رعایا نے شاہجہان آباد میں حاضر ہوکر استغاثہ کیا کہ راجہ نے اپنے ماتحت علاقے میں گاؤکشی بند کردی ہے۔ بادشاہ نے دونوں صوبے اوس سے نکال لیے۔ حیدر قلی خان کو صوبہ گجرات دیا اور مظفر علیخان کے سپرد صوبہ اجمیر کیا۔ اجیت سنگھ نے بغاوت پر کمر باندھی۔ بادشاہ نے اوسکو سزا دینا چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے سعادت خان برہان الملک اس کام کے لیے اکبر آباد سے بلائے گئے۔ کیونکہ امرائے حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چراتے تھے۔ سعادت خان حکم کے پہنچتے ہی بطریق ایلغار اکبر آباد سے روانہ ہوتے اور آخر ذی قعدہ ۱۱۳۳ ہجری میں داخل شاہجہان آباد ہوے۔ جب انھوں نے

اس مہم کے لئے سامان وغیرہ چاہا تو بعض امرائے نزول ساتھ دینے کو تیار ہوئے اور بادشاہ نے اقتدار
سامان سے امداد کی جسقدر وہ چاہتے تھے اسلئے اون کا جانا ملتوی رہا

نیلکا ناگر نائب سعادت خان کا اکبر آباد مین مارا جانا اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو ملنا - برہان الملک کا صوبہ اودھ کی حکومت پر مقرر ہونا اور توپخانہ بادشاہی کی داروغگی بھی پانا

صوبہ اودھ کی خدمت گر دھر بہادر ناگر کے متعلق تھی - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اوسکا انتظام
خاطر خواہ نہین ہو سکتا تری بے انتظامی ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو یہ خدمت دی ظاہرا صوبہ اودھ
علاوہ صوبہ اکبر آباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا تھا[1] - برہان الملک صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے روانہ
ہوئے اور اکبر آباد مین اپنی ایک نائب نیلکنٹھ کو چھوڑا - نیلکنٹھ ایک روز فیل پر سوار چلا جاتا تھا - کسی برے
زمیندار کی اشارے سے ایک جاٹ درختون کے چھاوے مین مخفی بیٹھا تھا - اوس کے برابر سواری پہنچی تو اوس نے
نیلکنٹھ پر بندوق سر کی جسکی گولی سینے کے پار نکل گئی - برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی تو اونہون نے اودھ سے
اکبر آباد کیطرف عزم کیا تاکہ اپنے نائب کا بدلہ لیوین - دربار مین صمصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبر آباد کی
خدمت برہان الملک سے نکلوا کر راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو دلا دی اور برہان الملک کے پاس صرف اودھ کی
صوبہ داری رہی - مگر ماثر الامرا سے معلوم ہوتا ہی کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہ کی متوسلون مین سی تھا -
سلطان ابراہیم اور عبد اللہ خان کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے مین کام آیا تھا اوسکے بیٹون نے اپنے
قلعون کو مضبوط کر کے خود سری اختیار کی تو برہان الملک اونکی سزا دہی کے لئے مامور ہوئے - اور اونکی
تنبیہ کی بابت بہت کچھ کوشش کی گر جنگل کے گنجان ہونے کی وجہ سی اون کا قرار واقعی استیصال نہو سکا
اسلئے بادشاہ نے صوبہ اکبر آباد کی حکومت سی اونکو بدلدیا - اور توپخانہ کی داروغگی اور اودھ کی صوبہ داری
عطا کی - برہان الملک نے اوس صوبے مین پہنچکر بہت سی فوج جمع کی اور بھاری توپین ... بالیا ملک
کا بخوبی انتظام کیا سرکشون کو سزائین دین اور بعض کے ساتھ ملایمت کا برتاو کیا اور اسطرح اوس علاقے مین
امن قائم ہوا ... خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ صوبہ اودھ کے زمیندار سرکشی مین مشہور زمانہ مین شاید ابتدا ایجاد

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ومنتخب اللباب ۱۲ - [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

عالم سے اونھون نے کسی حاکم کی قرارواقعی اطاعت نہ کی ہوگی - برہان الملک نے سب کو بزور شمشیر
مطیع اور خراجگذار بنایا اور اوس صوبہ مین وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد مین یہ بات حاصل نہوئی تھی -
اور صوبہ الہ آباد کے اکثر عمدہ شہر جیسے جونپور بنارس اور غازیپور اور کڑہ مانکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ
قبضے مین لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی - موہن سنگہ کہنوریہ قوم راجپوت تلوی
کا زمیندار تھا اوس نے کبھی کسی ناظم اودہ کی اطاعت نہین کی تھی اوس نے سعادت خان کے ساتھ بھی
سرکشی کی برہان الملک نے اول اول اوس کو منظور ترحم فہمایش کی جب رام نہوا اور پچاس ہزار راجپوت
ہمراہ لیکر مقابلے کو آمادہ ہوا تو نواب نے بھی اوس کی گوشمالی مناسب سمجھی - لڑائی ہوئی نواب کے ہمراہ
صرف دس ہزار سپاہ تھی راجہ مارا گیا - اور اوس کے بہت سے ساتھی کام آئے - باقیماندہ بھاگ گئے
بادشاہ نے جب یہ کارنامے سنے تو ثابت جنگ خطاب دیا - لکھنؤ کے شیخ زادون کی سرکشی اور نواب سعادت خان
کے اون کو قابو مین لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہین سننے کے قابل ہے - مشہور ہے کہ یہ شیخ زادے شیخ
عبدالرحیم کی نسل سے ہین جو قصبہ بجنور ضلع روہیلکھنڈ کا باشندہ تھا نہایت افلاس اور محتاجی کی حالت مین
اپنے گھر سے تلاش معاش نکلا - اور اپنے طالع کی یاوری سے اکبر اعظم شہنشاہ ہندوستان کا ملازم ہوگیا -
ایک مدت تک نہایت جانفشانی کر کے ایسی عزت پیدا کی کہ زمرۂ شاہی منصبدارون مین کہڑا ہونے لگا -
بادشاہ نے شیخ عبدالرحیم کو کمال مرحمت خسروانی سے پرگنہ کورح اور لکھنؤ جاگیر مین دیا شیخ مذکور بڑی دہوم
دہام سے داخل لکھنؤ ہوا اور پانچ محل اپنی پانچ بی بیون کے واسطے بنوائے جسے آجتک پنج محلہ کہتے ہین
وہ اب داخل حصار قلعہ مچھی بہون ہوگیا ہے - اور قلعہ مچھی بہون اپنے رہنے کو دریاے گومتی کے کنارے
پر بنوایا اوس کا مقبرہ عیش باغ کے قریب ہے جسے نادان محل کہتے ہین - بیان کرتے ہین کہ قلعہ مین ایک مکان
کے چھبیس دروازے تھے ہر دروازے پر سنگتراشون نے دو مچھلیان سنگ سے بنا دی تھین - اس جہت سے
اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بہون ہوگیا - شیخ مذکور کے بعد نسلی اولاد ترتیب وار
وارث جاگیر رہی - نواب سعادت خان جب اودہ پر قبضہ کرنے کے لئے چلے اور اثناے راہ مین فرخ آباد
مین آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو یہ صلاح دی کہ لکھنؤ کے شیخ زادے
ایسے سرکش ہین کہین ایسا نہو کہ مثل اورونکے آپ کا بھی حال ہو - اور آپ کی حکومت نہ جمے مناسب یہ ہے
کہ آپ گنگا سے اوتر کر یکایک لکھنؤ مین داخل نہو جیے گا - بلکہ اوس کے قریب کے گانون مین رہیے گا - بعد تدبیر مناسب
ازراہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا - وہ تدبیر یہ ہے کہ شیخ زادون اور قصبات کے رہنے والون مین موافقت
نہین بلکہ عداوت ہے - اور کمزور اپنے بالادست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین - غالب ہے کہ وہ لوگ

آپ کی حکومت کو اپنا وسیلۂ نجات و عافیت سمجھکر طرفدار ہو جائینگے اور شیخزادون کا زور
اونکی اعانت سے ٹوٹ جائے گا - نواب وہان سے چلکر دریاے گنگا کے کنارے پر پہنچے
برسات کا موسم تہا - دریا خوب چڑہا ہوا تہا مع لشکر پار اوترے مشہور ہی کہ جب سواری کی کشتی
بیچ دریا مین پہنچی - ایک مچہلی جست کرکے نواب کے دامن مین آپڑی - نواب نے اوسی شگون
نیک جانکر کبہ چھوٹا جانا مچہ اوس مچہلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین بہی
اور اوسے تبرک سمجھکر خزانہ شاہی مین واجد علیشاہ کے عہد تک رکہا تہا - خلاصہ یہ ہی کہ نواب نے
پہلے مقام نواح قصبہ کاکوری مین کیا یہانتک کہ شیوخ لکھنؤ کے شیخزادون کی مخالفت تہی - نواب کا
آنا اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھے - اور شریک صلاح نیک ہوتے - اور سب طرح کے نشیب و فراز سے
آگاہ کردیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھ شہر مین داخل ہون وہان کی بستی و بلندی ٹیلون و پہاڑ
سے بسلامت گذرنا مشکل پڑے گا - کیونکہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے مین
خواہ مخواہ بر سر فساد ہونگے بہلے اپنے آنے کی اونہین اطلاع دیجئے - اور مقام فرودگاہ لشکر
پوچھئے - موافق دستور قدیم وہ گومتی کے اوس پار کہلا بہیجینگے اوس وقت لشکر کو حکم دیکر وہین
اپنا خیمہ کہڑا کرلیجیے گا - اور تہوڑی سی فوج بہی روانہ ہو - تاکہ وہ بہی داخلہ شہر سے غافل
ہو جاتے ہے - چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر کا گاؤ گہاٹ سے ہوا - نواب رات کو مع سپاہ کے
کشتی تو بہی پلے سے بسلامت شیخن دروازہ سے گذرے - نواب ہاتھی پر سوار تہے - اونہون نے
پہلے اوس تلوار کو جو اوس دروازے کی چھت مین نمایش نخوت و غرور و دبدبہ کے واسطے
لٹکا رکہی تہی کہ صوبہ دار اوسکے نیچے سے جاتا ہے کاٹ کر زمین پر گرادیا - بعد اوس کے خیمہ خاص
روبروے پہاٹک بہی بہون جہان واجد علیشاہ کے عہد تک نقارخانہ قایم رہا نصب کیا -
اوسوقت بڑے بڑے شیخزادے دست بستہ حاضر ہوئے - اور بہ مجبوری سر جہکایا - سمجہے کہ یہ
کام بیگانے کا نہین بلکہ یگانے کا ہے - بعد گفتگوے معاملات و انفصال مقدمات نواب نے
فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچہی بہون خالی کردو - اونہون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے
چیچک مین گرفتار ہین - جب تک اونہین غسل سے فراغت ہو تحصیل سے معاف رکہا جائے -
نواب نے منظور کیا - بعد ہفتے کے جسقدر مال اسباب تہا لیکر اوٹہہ گئے - نواب داخل قلعہ ہوے
اور جسقدر اسباب وہ نہ لیجا سکے وہ نواب کے آدمیون نے لیلیا - اور اسی مطلب خمسہ سے اوٹھو
چہے اور شیخ صدر الدین، محمد خان اور مجد الدین احمد خان وغیرہ بعض بزرگ شیخ معز الدین خان

وغیرہ قریب سات سو آدمیوں کے جو سب باہم قریبی رشتہ دار تھے - اور دوسرے شہر کے [illegible]
آدمی اور بیرونجات کے بھی شیخ زادے حاضر تھے بعد قتل و قتال اہل شہر نے جلکر عرض کیا [illegible]
اگر ہماری قوم آپکی رہبری نہ کرتے نواب کا شہر میں یہانتک آنا مشکل ہوتا نواب نے بھی [illegible]
اسکے ساتھ جواب دیا - اسیطرح میں سے لوٹ کھسوٹ و خون کی ہو چکی - مگر فوج مغلیہ [illegible]
کر لیا - آخر کار یہ بجا ہوگیا - بعض ناقل ہیں کہ کشت و خون نہیں ہوا - اسوجہ سے نواب [illegible]
مقام کو بنیاد فتح و فیروزی تصور فرماکر نقارہ بجانے کا حکم دیا تھا - [illegible]
[illegible] مین صرف ہوتے - بہرصورت اوس دن سے قلعہ مچھی بھون دار الامارت [illegible]
بتدریج تمام صوبے پر تسلط ہوگیا - اور پھر کسی نے سر نہ اوٹھایا - نواب صفدر جنگ [illegible]
وقت مین پانسو روپے بابت کرایہ یہ محلہ شیخ زادوں کو ملتے تھے نواب شجاع الدولہ کے
عہد مین فقط دوسو روپے رہگئے تھے اسوجہ سے کہ شیخ معزالدین خان کو نخوت و غرور بہت ہو گیا تھا
اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ
لکھنؤ پر قبضہ کرلیا - تو اونھون نے تمام شیخزادوں کو جمع کرکے پٹھانوں کو وہاں سے نکال دیا -
اور صفدر جنگ کی حکومت قایم کی - نواب شجاع الدولہ بھی اونکے اس امر مین احسانمند
تھے وہ کبھی نواب کے دربار مین نہ جاتے تھے - نواب آصف الدولہ نے بعوض محلات [illegible]
دروازہ وغیرہ جو اس باغ کے قریب تھے زمین وسیع مفتی غلام حضرت کو اور دو تو قانون [illegible]
اولاد شیخ عبدالرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ موقوف کیا اور حکم دیا کہ چوری کا ذمہ لیں
کیونکہ زمیندار مین جو کہ زمینداری لیتے ہین - شیخزادوں نے قبول نہ کیا - اوس وقت سے محصول
فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا - شیخ زادے برائے نام زمیندار رہے - اس صوبہ کی
آمدنی ستر لاکھ سے زیادہ نہ تھی نواب نے پہلے ہی سال ایک کروڑ سات لاکھ روپیہ بڑھائی
جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا - تو اور زیادہ خوش ہوتے - عماد السعادت کا
مولف لکھتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ نے برہان الملک کا خطاب عطا کیا - صوبہ اودہ مین
امرا اور شاہزادوں کی بھی جاگیر تھی - اور زمینداروں کی شرارت اور ناظموں کی کمزوری کی وجہ سے اونکو
آمدنی وصول نہوتی تھی - ان لوگون سے بھی ایسی جاگیرون کا ٹھیکہ برہان الملک کو دیدیا دوسرے
سال تمام صوبہ اودہ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر امرا دو کروڑ تک پہونچ گئی -

متفرق واقعات اور نواب محمد خان بنگش و نواب سعادت خان برہان الملک

کے بعض قابل تذکرہ معاملات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کالپی اور ایرچ اور دوسرے مقامات واقع بندیلکھنڈ
محمد خان کو تنخواہ مین ملے - اسی سال بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا - اور معزز مسلمانونکی عورات اور
بال بچون کو گرفتار کر لیا - اونکے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب مسمار کر دیے - نواب
برہان الملک نے چاہا کہ مغلوں کو حملہ آورونکے مقابلے مین بھیجین - مگر بادشاہ نے محمد خان بنگش
کو اونکی تنبیہ کے لئے کافی سمجھا - محمد خان جیسا دلیر خان مناسب سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا -
اور وہ سنہ ۱۱۳۳ ہجری مطابق ۱۷۲۱ء مین چھترسال کے مقابلے مین مارا گیا - اوسکی وفات پر
محمد خان صوبہ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا - اس وقت بندیلکھنڈ بھی اوسی سے متعلق تھا - سنہ ۱۱۴۳
کے آخر مین جب محمد خان دربار جاتے ہوئے میرٹھا پہونچا تو ایک فرمان مع ایک حکم مہری
امیر الامرا خاندوران خان کے وصول ہوا جس مین تحریر تھا کہ چھترسال نے بہت سے
علاقے پر اپنا قبضہ کر لیا ہے اور برہان الملک اوس کے مقابلے کے واسطے بھیجے گئے ہین
تم بھی جلد وہین جاؤ - اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا - اس سے قبل برہان الملک
لوٹ آئے تھے - برہان الملک اور محمد خان کے دلوں مین صفائی نہ تھی اس لئے اونہون نے
۱۷۲۹ء مطابق ۱۱۴۱ ہجری مین محمد خان کے مقابل چھترسال کو اکسایا اور اوسکی قاصد کی
خاطر تواضع کی - اسی سنہ مین جبکہ در علاقہ بندیلکھنڈ مین مرہٹون نے جنکو چھترسال نے اپنی مدد
کے لئے بلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو ایسی مصیبت مین اوسنے اپنے بیٹے قایم خان کو حکم دیا کہ
نواب سعادت خان برہان الملک کے پاس جاکر مدد مانگو قایم خان فیض آباد مین آیا مگر سعادت خان
نے کچھہ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی - بلکہ اسے بھی شش و پنج مین ڈال رکھا - ایک دن
سعادت خان کی فوج کے ایک رسالہ دار نے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سو سوارون کا افسر تھا
قایم خان سے کہا کہ تمھین یہانسے فوج ملے گی نہ تم خود یہان سے جانے پاؤ گے اب تم
کوئی اور تدبیر کرو - قایم خان کی ماں بی بی صاحب نے جب دغا بازی کا حال سنا تو نیکنام
خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا - اس شخص نے وہان پہنچتے ہی اوس رسالہ دار کے
پاس جاکر اوس کو مع اوسکے سپاہیونکے جو فرخ آباد و شاہجہانپور و آنولے کے رہنے
والے تھے لعین کا لالچ دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی بہ نسبت تمھارے حق مین بہتر
ہوگا کہ اوسکی خلاصی کراؤ - نیکنام خان نے اون لوگون سی کہہ رکھا تھا کہ جسوقت کوچ کے

نقاری ہمارے لشکر مین بجین اوسیوقت سب لوگ جمع ہو جاوین - اور اوسی دن قایم خان و نیکنام خان نواب سعادت خان کی ملاقات کے لئے گئے - اور روانگی کے لئے رخصت چاہی اونہون نے جواب دیا کہ مینے فوج طلب کی ہی وہ چند روز مین پہنچنے والی ہی - اوس کا انتظار مناسب ہی - نیکنام خان نے نواب کی طرف اشارہ کرکے قایم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو انکے ذریعہ سے رہائی نہین دلا سکتے اور یہ کہکر حالت غضب ناکی مین قایم خان کا ہاتھ پکڑکے دیوان عام کے باہر نکال لایا - امراے مذکور کی ساتھ ساٹھ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوے موجود تھے جنکو یہ حکم تھا کہ اگر کوئی ہماری طرف آنکھ چھپانے کے لئے اوٹھاے تو اوس کو مار ڈالو - جب قایم خان و نیکنام خان لشکر مین پہنچے تو کوچ کے نقارے بجے - اونکی آواز سنتے ہی وہ بارہ سو پٹھان جو نواب سعادت خان کے نوکر تھے اونکو چھوڑکر قایم خان کے ساتھ ہوے - یہ خبر سنکر نواب سعادت خان نے ایک شتر سوار قایم خان کے لوٹا لانے کے لئے بھیجا - مگر نواب کے اس پیغام پر کچھ لحاظ نہ کرکے قایم خان نے سیدھا اپنے گھر کی راہ لی - شرایف عثمانی مین مرقوم ہی کہ جب محمد خان بندیلکھنڈ سے واپسی پر قنوج پہنچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قایم خان کی فوج مین بطور ایک عہدہ کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی محمد احسان نامی کو لایا جس کی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کرلی تھین نواب محمد خان نے اول ہی وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا - وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا - مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکھ روپیہ بقایا کی بابت جو روح الامین خان سے واجب الادا تھا اور جسکے وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا ہوا - اور قاضی مذکور کا مددگار چھوٹ گیا - مصنف سیر المتاخرین نے لکھا ہی کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا - مگر تبصرۃ الناظرین سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان سے صوبہ الہ آباد کی علیحدگی بسبب اون بخشی کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مالوے مین ہوئی ظہور مین آئی جہان کہ محمد خان اوسوقت موجود تھا - اور یہ صوبہ سربلند خان مبارز الملک کو عطا ہوا جبکہ سنہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۲ء مین محمد خان مالوے سے موقوف ہوا تو اوس نے صوبہ الہ آباد کے خواستگار تھی باوجودیکہ برہان الملک باعتبار رتبہ اور دولت کے محمد خان سے بڑھی ہوئی تھی اور اونہون نے بیس لاکھ روپے بھی پیشکش کئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا - چنانچہ سنہ ۱۱۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۴ - محرم سنہ ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ - مئی سنہ ۱۷۳۵ء کو سربلند خان اس

صوبے پر پھر بحال ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد اوسکے محمد خان سی پھر عہدی بحالی کے مدعی تھے
مگر اوس کے استحقاق پر عمدۃ الملک امیر خان کو ترجیح ہوگئی۔ جب محمد خان بنگش کو نواب سعادت خان
کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اوس نے برہان الملک کے چڑانے کے لئے اپنے چیلے سعادت خان
کو بھی برہان الملک کا خطاب دیدیا۔

بھگونت سنگھ ولد اَرُو[1] زمیندار چکلہ کوڑہ کی سرکشی جان باز خان کا مارا جانا برہان الملک کی توجہ سے اس ضلع کا انتظام ہو جانا

جبکہ بھگونت سنگھ زمیندار چکلہ کوڑہ نے سلطنت مین ابتری دیکھکر سر اوٹھایا۔ اور اپنے حاکم جان باز خان کو روانہ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ نے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کو اوسکی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا اور زمیندار مذکور اوسکی آمد کا حال سنکر دشوار گذار جنگلون مین چلا گیا عظیم اللہ خان نے اوس کا تعاقب تو نہ کیا چکلہ اٹاوہ مین ٹھیر گیا۔ پھر خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو اوس چکلہ کی حکومت دیکر دہلی کو لوٹ گیا۔ بھگونت سنگھ کو سزا دینے کے لئے اوس کو حکم دیگیا۔ بھگونت سنگھ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پھر میدان مین نکل آیا۔ اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اوسکی سرکشی سے مجبور ہوکر برہان الملک سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور تاکید کے ساتھ کہا کہ اسلام اور مغلون کی آبرو کا پاس ضروری۔ برہان الملک نہایت شجاع تھے نشۂ مردانگی سے مخمور تھے ۱۱۴۸ ہجری مین شاہجہان آباد کو بادشاہ کے مجرے کے لئے روانہ ہوتے تھے اثنای راہ سے ماہ جمادی الاخرے مین بھگونت سنگھ کی سزا دہی کے لئے اوس کے سر پر جا پہنچے اوس نے بہت چاہا کہ فریب کرکے برہان الملک کو اپنا طرفدار کرلے اور موقع پاکر کام تمام کردے۔ مگر یہان فریب نہ چلا۔ مجبور ہوکر برہان الملک سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ برہان الملک جسوقت راہ سے چلکر خیمے مین داخل ہوئے تو اوس وقت اتفاق سے سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مخبرون نے بھگونت سنگھ کو خبر پہونچائی کہ برہان الملک سبز لباس مین خیمے مین داخل ہوئے ہین۔ اور اونکی داڑھی سفید اور دراز ہے۔ بھگونت سنگھ کمین گاہ سے نکلکر مع اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہنچا۔ اوسیوقت برہان الملک

[1] مرآت واردات محمد شفیع مین یہ نام اسی طرح لکھا ہے ۱۲

ہاتھی پر سوار ہوکر فوج کی نمبر بندی کا حکم دیا لیکن فوج تیار نہ تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار
ہوکر ہمراہ ہوتے اور اس تھوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بھگونت سنگھ کے مقابلہ کے
لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور دوالپاس پہنے ہوئے تھے - اور ابو تراب خان تورانی جو
برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اوس وقت سر برہان میں تھا اور اس شخص کی
داڑھی بھی سفید تھی بھگونت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کر کے اوس کے ہاتھی
کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گہوڑی کو کودا کر اس سختی سے ابو تراب خان کی چھاتی میں برچھا مارا کہ
سنان سینہ سے پار نکل گئی - برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملہ سے بھاگ نکلے
برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیوں کے ساتھ مقابلہ میں جمے رہے اور تیروں کی سن سن میں
بھگونت سنگھ کو گھیر لیا - ارجن سنگھ جو اوس کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہوگیا تھا -
اوسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے سے کودا کر اوسکے سر پر جا پہنچا
ہتیار چلنے لگے - آخر بھگونت سنگھ مارا گیا - ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے
تیر سے جہد کرنا ہی عدم ہوا - برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اوس کا سر کسواکر بادشاہ
کی نذر کے لئے اور اوس کا پوست بھوا کر اوس گھاس سے پر کر کے قمر الدین خان وزیر کے لئے بھیجا
اور چند روز کیواسطے لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کر کے خود دہلی کو روانہ ہوگئے
۷ - رجب ۱۱۴۷ ہجری روز چہارشنبہ کو بادشاہ کی ملازمت سے شرفیاب ہوتے - ایکہزار
اشرفیاں اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی - بادشاہ نے خطاب فتح جنگ فرما کر خلعت مع
سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل عطا کیا - ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبداللہ
وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بھگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹوں کو اپنی مدد کے
لئے ادہر لا رہا ہے - آپ جلے آتے اس لئے برہان الملک ۲ - شوال ۱۱۴۷ ہجری روز
یکشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہوکر دہلی سے روانہ ہوتے -

برہان الملک کی مرہٹوں سے لڑائی اور اونپر فتحیابی

باجی راؤ پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عزیمت کی تاکہ حاصل ملک بادشاہی کا ذر
چہارم جسکو چوتھ کہتے تھے دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے
پس اوس نے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور میں اپنے وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا - چونکہ

امرا کے اختلاف اور نفاق اور خود غرضی کی وجہ سے یہاں کی حالت خراب ہو رہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو
تو اوس کو زیادہ جسارت پیدا ہوئی ۔ اور ابتدای ۱۱۴۹ہجری مین دہلی کی طرف بڑہا ۔ چونکہ اوسکی فوج
نہایت جفاکش اور بہادر تہی جہان حملہ کرتا وہانکی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بہاگ جاتی محمد شاہ
بادشاہ کی طرف سی اس مہم پر اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ ایک بہاری
فوج کے ساتھ مامور ہوئے ۔ مگر انہون نے جرات کر کے مرہٹون پر حملہ نکیا ۔ اس مہم کو لیت
ولعل مین ڈالکر صلح کی تجویزین پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹون کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر
سمجہکر جنگ و صلح کے باب مین مشورہ لینے یہاں سے دہلی کو لوٹ گئے ۔ اور مرہٹون کی لڑائی اور
اس معاملہ کے انفصال کو زمانہ آیندہ پر چھوڑ دیا ۔ برہان الملک نے جو صرف صوبہ اودہ کے
حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھی اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ
اور عمدۃ الملک میر خان کی نسبت چھوٹے رتبے مین تھے ۔ مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور
اور جویائے نام تھے جوان امرا کی سستی اور مرہٹونکی چیرہ دستی دیکھی تو انکو غیرت آئی ۔
باوجودیکہ اونکے صوبے کو مرہٹون کے ہاتھ سے کوئی نقصان نتھا کیونکہ اونکی صوبے کی سرحد گنگا
کے شمال رویہ تھی ۔ اونہون نے ایسی شجاعت سی جو اونکے ہمعصرون مین موجود نہ تھی فوج کو تیار
کر کے مع اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کے مرہٹون سے جنگ کے لئے اپنی دار الحکومت
سے کوچ کیا قمر الدین خان وزیر کی فوج سے مرہٹے مقابلہ کر رہے تہے ۔ اور ہنوز معرکہ عظیم نہ ہوا تہا
کہ برہان الملک ساٹھ کوس راہ ایک دن مین طے کر کے آ پہونچے ۔ باجی راو اس سردار کے
آنے کی خبر سنکر ریواڑی اور پاٹودی کو چلا گیا ۔ اور ان مقبوضون کو لوٹتا اور رو ہلکنڈ گجرات ہوتا ہوا
مالوے مین آیا راجہ بہدا ورکو مرہٹون نے ایک قلعہ کے اندر محصور کر لیا ۔ راجہ برہان الملک
سے توسل رکہتا تہا اوس نے برہان الملک کو عریضہ لکہا اور مدد چاہی ۔ برہان الملک راجہ
کی عرضی پڑہکر تیار ہوئے اور راجہ کو جواب لکہا کہ ہرگز نہ گہبرانا ۔ مین آیا ۔ جلد آتا ہون ۔
مرہٹون کو سزا دیتا ہون ۔ بعد لکہنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ
کا آزوقہ ہمراہ لیا مثل برق و باد روانہ ہوکر گنگا کے پار آئے ۔ اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بھی
عبور کر کے راجہ کی مدد کر کے مرہٹون کو مجبور کرین ۔ چونکہ مرہٹون اور بندیلون نے اتفاق
کر کے دریاے جمنا کے گہاٹون کا بڑی احتیاط سے انتظام کر لیا تہا اسلئے برہان الملک
کو آسانی کے ساتھ جمنا کا عبور جلد میسر نہوا ۔ اور راجہ بہدا ور سے کمک پہنچنے مین

دہلی ہو جانیکی وجہ سے مرہٹوںکے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا ملہار راو ہلکر و جی راو کا بہادر سردار اور اور بہی سردار مع فوج سوار جمنا کے پار جاکر میانِ دوآب مین لوٹ مار کرتے تہے۔ جب برہان الملک کا آنا ان سرداروں نے سُنا مثل مظفر خان و امیر الامرا کے انہین بہی جانا ارادہ محاصرہ کا کیا اور اونکی قریب بہرنے لگا اور اٹاوے سے تا موتی باغ جو آگرے مین ہے سب آبادی کو جلایا۔ اور قصبہ سعد آباد و جلیسر کو لوٹا۔ برہان الملک یہ خبر سنکر طیش مین آئے اور فوج کو آمادہ کارزار کیا اور دوشنبہ ۲۲۔ ذیقعدہ ۱۱۴۹ہجری کو دہاوا کئے ہوئے ملہار راو ہلکر کے سر پر مسافت بعید طے کرکے پہنچے مرہٹوں کو فرصت منہ پہیرنے تک کی نہوئی تلوار سر و شہر مرہٹوںکے چلی بہت مرہٹے مارے گئے باقی بہاگے۔ برہان الملک نے اعتماد پور تک جو میدان جنگ سے چار کوس کے فاصلے پر تہا پیچہا کیا تین سرداروں اور بہت سے مرہٹوں اور اونکی عورتوں کو قید کیا۔ ملہار راو بہی مجروح خفیف ہوکر بہاگا۔ اور ایسی گہبراہٹ مین بہاگا۔ کہ جمنا کے ایسے گہاٹ سے عبور کرنا چاہا جو پایاب اوترنے کے قابل نہ تہا موجوں کی زنجیروں نے سیکڑوں مرہٹوںکے ہاتہہ پانوں باندہ کر دریاے عدم کے کنارے لگا دیا۔ خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ ڈیڑہ ہزار کے قریب مرہٹے گرفتار ہوئے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دو روپئے دیکر رخصت کردیا۔ ملہار راو کے ہمراہ تہوڑے سے آدمی نیم جان سے رہگئے تہے۔ ملہار راو باجی راو کے پاس پہنچا جو اون دنوں سیدون کے کوہستان گوالیار کے قریب مقیم تہا۔ ملہار راو بہت ساماں ہوگیا۔ سب سامان اوس کا لٹ گیا اس حادثہ اور مار پیٹ سے جس کو لوگوں نے بڑی فتح بیان کی جگہ جگہہ یہ ہوائیاں اوڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بہاگ گئے۔ مگر باجی راو ایسی افواہوں کے اوڑنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دہبہ مٹاوے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہو جیسا کہ اوس نے اپنی زبان سے کہا تہا کہ مین اب بہی خاص ہندوستان مین موجود ہوں۔ برہان الملک ملہار راو کو میانِ دوآب سے نکالکر جمنا اُترے۔ دس دس کوس کی منزلیں کرتے چنبل ندی کے کنارے آئے کہین مرہٹوں کا نشان نہ پایا۔ [illegible] کہ دریاے چنبل کے اس پار ہی مقام کرکے یہ ارادہ کیا کہ جریدہ باجی راو پر دہاوا کرکے ہو وہ بہی یاد کرے ایسی سزا ہو پاوے ارادہ اپنے لشکر مین یہ منادی کرادی کہ لشکر کے سوار چار روز کا

---

۱ دیکہو سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ مین ملہار جی لکہا ہے ۱۲

کہانا اپنے گہوڑون پر رکہہ لین - اور مسلح و مکمل ہوکر تیار رہن - اور برہان الملک نے
پانی چھاگلون مین بھروایا اور خمیری روٹیون کو بافراط اونٹون پر لدوایا اور توپین سباب
مثل خزانہ ہاتہیون اور اونٹون پر رکہوائین ہرطرح کی تیاریان کین - اور یہ حکم دیا کہ جس کے
پاس گہوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلیگا اور لشکر مین رہیگا اوسکو گہوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر
کیا جائیگا - برہان الملک نے دلمین یہ ٹہان لیا کہ اگر باجی راو دریاے چنبل کے اوس پار
ہوگا تو مین عبور کرکے فوراً اوسپر حملہ کردونگا - اس نیت سے برہان الملک نے ہلکا سامان ضرورت
کے لایق فراہم کرکے روانگی کا ارادہ کیا -

صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرہٹون کے تعاقب سے روکدینا مرہٹون کا پیشدستی کرکے شاہجہان آباد کیطرف پہنچ جانا - اور اوسکو غارت کرنا برہان الملک اور مرہٹون مین دوستی کا معاہدہ ہوجانا

برہان الملک بہمہ وجوہ تیار تہے کہ یکایک صمصام الدولہ کا شترسوار آیا اور ایک خط برہان الملک کو
دیا مورخون کو مضمون خط مین اختلاف ہے بعض کا یہ قول صاف ہے کہ صمصام الدولہ کے خط مین
یہ لکہا تہا مین باجی راو کی تادیب کو مامور ہوا ہون - یہانتک آیا ہون تعجیل نکرو مجہے آجانے دو -
تمہین خدا کی قسم جو آسکے قدم بڑہاو تمہین بادشاہ کا واسطہ جو آگے جاو - اور بعض نے یہ
لکہا ہے خط مین یہ مضمون تہا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑہانا بادشاہ کا حکم مجہے لڑنے کا ہے
تم نہ لڑنا آگے جاوگے بادشاہ کی عدول حکمی ہوگی یہ جو جرات تمنے کی ہے اوس کی بازپرس
ہوگی - اس کام مین میرا اختیار ہے تمہین کیا سروکار ہے - مرہٹو کی فوج کوتا نا کھرو نکے چھتے
مین پتھر مارنا ہے - خودرائی کرنا سلطنت بگاڑنا ہے - بتدبیر مناسب مرہٹون کا تدارک
کیا جائےگا تعجیل کروگے تو کام بگڑجائیگا - اور بعض نے یہ لکہا ہے کہ جب امیرالامرا صمصام
الدولہ نے برہان الملک کی جرات سے مرہٹون کی مغلوبی سنی اسے بہت ندامت ہوئی -
رفع خجالت کے لئے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لیکر نام پیدا کرے اور بہادری مین
قدم رکہے - یا اونہین بھی مثل اپنے بدنام کرے - اسلئے برہان الملک کو مرہٹو پر جانے نہ دیا اور
بعہد یہ کرکے روکا برہان الملک نے بجاے تحسین نفرین پائی - صمصام الدولہ کی

کم لیاقتی ونادانی پر ہنسی آئی اور یہ سمجھ لیا کہ اس نادان کم جرات نے سلطنت کا بگاڑا
مناسب یہی کہ باجی راو سے صلح ہو جاے - میرا ملک مرہٹون کی تاخت وتاراج سے بچ جاے
باین خیال باجی راو کے سردارون کو جو قید تھے بلایا اونسے خاطر خواہ قول واقرار کروایا اور
کاغذ لکھالیا - بعد اسکے اون سردارون اور دوسرے قیدیون کو خلعت وخرچ دیکر باجی راو کے
پاس بھجوایا باجی راو نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا - اور اپنے معتمدون
کو بھجوا کر یہ اقرار سوگند کیا کہ آپ کے ملک پر مرہٹون کی فوج نہ جاویگی اور تاخت وتاراج نہ کریگی
مرہٹون سے اور برہان الملک سے یہ قول وقرار ہوگیا - مرہٹون نے اوس کا نباہ کیا -
اودھ کے صوبے مین مرہٹون کی فوج کبھی نہین گئی - اور چوتھ وہین کبھی بھی اس صوبے سے
نہین لی - چندوسی کو ایکمرتبہ لوٹا تھا یہ امر سہواً ہوا تھا[۱]

محمد شاہ کو مرہٹون کی چڑہائی کا بہت اندیشہ تھا اسلئے اونہون نے قمرالدین خان وزیر کو بھی مع
اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے روانہ کردیا تھا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر صوبہ
اجمیر کی راہ پر تھے اور نواب محمد خان غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنے لشکر کے مرہٹون کے
مقابلے کے لئے ایکطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور
مہمانون کی ضیافتین ہو چکین - اس عرصے مین چھ سات روز کی مہلت مرہٹون کو مل گئی اور برہان الملک
کے تعاقب سے دلجمعی حاصل ہوئی - اور یہ معلوم ہوا کہ شاہجہان آباد فوج شاہی سے خالی ہے
تو باجی راو یک لخت جمنا سے الگ ہوا اور اوس بادشاہی فوج کے بازو سے جو قمرالدین خان وزیر کے
تحت حکومت متہرا کے متصل بے حس وحرکت پڑی ہوئی تھی چودہ میل کے فاصلے پر بچکر گذرا -
اور ۸ ذیحجہ ۱۱۴۹ ہجری روز سہ شنبہ کو باجی راو اپنے لشکر کے ساتھ تغلق آباد مین جا پہنچا شاہجہان
آباد کے ہندو مسلمان کالکا کے میلے کی تقریب سے تماشے کے لئے وہان جمع تھے اون سب کو
لوٹ لیا اور دوسرے روز شاہجہان آباد کا محاصرہ کرلیا - جبکہ امراے شاہی کو جو مرہٹون کے
تعاقب اور مقابلے کے لئے مامور تھے یہ معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دہلی پر یورش کی ہے اور اپنے
مقابلے مین اونکو نہ پایا تو فوراً دہلی کیطرف بہت عجلت کے ساتھ روانہ ہوئے اعتماد الدولہ
وزیر چونکہ بہ نسبت دوسرے امرا کے دہلی سے زیادہ قریب تھے جلد جا پہنچے - اور ۹ ذیحجہ روز چہار شنبہ

---

۱ دیکھو تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی ساکن سانٹھ سرکار کالپی ۲

کو مرہٹون سے خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے۔ برہان الملک بھی آگرہ
سے ۸ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو بطریق یلغار روانہ ہوئے۔ چہار شنبہ کے دن بڑے مسافت کے
بعد قصبہ تلپٹ مین جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہنچے۔ دوسرے روز کہ عید الضحی تھی
شاہجہان آباد مین برہان الملک پہونچ گئے۔ صمصام الدولہ بھی ہمراہ تھا تیسرے روز نواب محمد خان
بنگش بھی آکر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شمشیر آبدار کا مزہ مرہٹے چکھہ چکے تھے اونکے
لشکر کے پہنچنے کی خبر سنتے ہی بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹودی کی طرف چلے گئے۔
اوران دونون قصبوں کو لوٹ لیا اور وہین سے گجرات اور مالوے کو چلے گئے۔ اگرچہ باجی راو
دکن کو لوٹ گیا۔ مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعانت پر تھا۔ ایسے کوچ و رحلت پر برابر قایم
رہا اور پورے اختیارات اوس کو اسباب کے لئے عنایت ہوئے کہ جو وسیلے و ذریعے سلطنت
کی حفاظت کے ممکن ہوں وہ تمام اکٹھے کرے۔ بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہوگئی تھی کہ آصف جاہ
اوسکے ذریعہ سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس ہزار آدمیون تک بڑھا سکا آصف جاہ کی تدبیر کا
کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خاں کے داماد صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اوسکی
تائید کے لئے موجود و آمادہ تھی۔ برہان الملک کے سوا شاہجہان آباد مین کسی امیر کو مرہٹون
کے تعاقب کی ہوس نہ تھی ہر ایک نے عذر کیا۔ اور اونکی تعاقب مین کوچ نہ کیا۔ بادشاہ اور وزیر
اور امرا نے چوتھہ دینے پر رضامندی ظاہر فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجھائی۔

نادرشاہ کی ہندوستان پر چڑہائی۔ برہان الملک کا محمد شاہ کی مہم مین نادرشاہ سے لڑنے کے لئے شریک ہونا شکست پاکر گرفتار ہوجانا پھر رہائی پانا۔ برہان الملک کا نادرشاہ کو دہلی جلنے اور ہندوستان سے روپیہ وصول کرنیکے لئے اکسانا

نادرشاہ۔ تخت نشین سلطنت ایران ہوکر ایک قزلباش سردار کو برہان الملک کے پاس بھیجا۔
اور اوس کو دو خط دئے ایک محمد شاہ کے لئے دوسرا برہان الملک کے نام سفیر کو ہندوستان کی حدود
مین ڈاکوون نے لوٹ لیا۔ مگر اوسنے وہ دونون خط بچا لئے اور کار سفارت ادا کیا۔ مگر جو خط مراجعت

کی قدرت باقی - جبکہ نادرشاہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تہا تو اوس نے دلی کے دربار
سے گرفتاری یا اخراج اون چند افغانون کا چاہا تہا جو دلی کے پاس بہروس کے ملکون مین
بہاگ کر گئے تہے اور اصل حقیقت یہ ہی کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نہ تہی کہ وہ اس
درخواست کو قبول کرتی - علاوہ اس کے یہ بہی دریافت ہوتا ہی کہ اس سلطنت نے نادرشاہ
کی نادرشاہی کے قبول و تسلیم مین گو نہ تامل کیا تہا - غرضکہ بنظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے
جواب مین بہت عرصہ گذر گیا اور جبکہ جواب اوس کا نہ پہنچا تو نادرشاہ نے تساہل و غفلت
کی بڑی شکایت کی اور بہت برا بہلا کہکر کچہہ توقف نہ کیا - چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو غزنی
و کابل پر چڑہا بعد اوسکی صفر ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۸ء مین ایک ایلچی یہان سے دہلی کو روانہ
کیا جسکو پہاڑی پٹہانون نے بہگانے لگایا یہانتک کہ نادرشاہ نے ہندوستان کی چڑہائی کو
ناواجب نہ سمجہا اور اوسکے لیے بہانہ معقول پایا اور ماہ شعبان ۱۱۵۱ ہجری مطابق ماہ اکتوبر
۱۷۳۸ء مین اپنی مشرق جانب کوچ و مقام کو جاری کیا - مگر دلی کا دربار اب مرہٹون کے خوف
و ہراس اور اپنی خانگی فسادون مین ایسا مبتلا تہا کہ نادرشاہ کے میل و حرکت پر بہت سی توجہہ
نہ کرسکا -

جسقدر دلی کا دربار پہلے نادرشاہ کیطرف سے بے پروا اور غافل تہا ویسے ہی اس وحشت اثر
خبر کے سنتے ہی پریشان و ہراسان ہوا کہ نادرشاہ پہاڑ و لشکے آگے کو بڑہا - اور اوس تہوڑی سی
ہندوستانی فوج کو جو لاہور کے حاکم کی زیر حکومت اوس کے مقابلے پر آئی تہی شکست فاش
دیکر اٹک تک آپہونچا اور وہان کشتیون کا پل باندہکر پنجاب مین داخل ہوا اور آگے کو بلا تحاشا بڑہتا
آتا تہا - جہانتک کوئی چہوٹی بڑی روک ٹوک بہی پیش نہ آئی یہی دلی سے سو میل کے اندر بلا تکلف
بڑہتا چلا آیا اور کسی نے چوٹ بہی نہ کی - اور جب وہ وہان پہنچا تو ہندوستانی فوج کے قرب وجوار
مین اپنے آپ کو پایا - نادرشاہ کی فوج اور سارے ہمراہیون کی جو سب مسلح تہے تعداد بموجب اوس
روزنامچہ کے جس کا ترجمہ فیروز شاہ سے لکہا ہی ایک لاکہہ ساٹھہ ہزار آدمی تہے - مگر اوس کی
دوسرے ایک اخبار نویس نے جو مقام پشاور اوس کی فوج مین داخل تہا سارہے چونسٹہہ ہزار
سپاہی اور چار ہزار پیشگاہ اوسکی بیان کی ہے محمد شاہ نے بڑے عدد چہدا و پہاکر تہوڑی بہت فوج
اکہٹی کی تہی - چنانچہ کرنال کی جانب روانہ ہوئے جہان بڑا لاو لشکر اون کا پڑا تہا اور جبکہ نادرشاہ
آدہمکا تو سعادت خان اودہ کے صوبہ بہی اوسی زمانہ کے قریب اپنے بادشاہ کی مدد کو پہنچے

روانہ ہوئے۔ جب محمد شاہ کو برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو خاندوران خان کو استقبال کے لئے بھیجا۔ ۱۵۔ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری روز سہ شنبہ کو خاندوران نے لشکر سے آدہ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔

جہان کشائے نادری میں لکھا ہے کہ جب نادر شاہ نے یہ خبر سنی کہ برہان الملک تیس ہزار پیادہ اور توپخانہ کے ساتھ اپنے بادشاہ کے شریک ہونے کو آرہے ہیں اور بہت جلد اردوے محمد شاہی میں داخل ہونے والے ہیں تو اوسنے رات ہی میں اپنی فوج قراولی کو متعارف راستے پر متعین کر دیا کہ وہ برہان الملک کو روکے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدہی رات کے وقت محمد شاہ کے لشکر میں داخل ہو گئے۔ اس فوج قراولی نے اون کا تعاقب کیا اور بہت سے آدمی مارے اور اسیر کئے اور جو اسباب پایا لوٹ لیا۔ جبکہ برہان الملک نے یہ حال سنا کہ ایرانیون نے اونکے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو اونہون نے اس خبر سے سراشفتہ ہوکر امیر الامرا کو پیام بھیجا کہ میں اپنے لشکر کی حمایت اور مدد کے لئے سوار ہوتا ہون اور یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوئے باوجودیکہ اونکی پاؤن میں زخم تھا جس کو خزانہ عامرہ میں شقاقلوس کا مادہ لکھا ہے اونکی سپاہ ابھی تمام نہ آنے پائی تھی کیونکہ وہ کڑی کڑی منزلین کرکے آئے تھے۔ اکثر سپاہی منزلون میں اونکے ساتھ نہ پہنچ سکے تھے پیچھے رہ گئے تھے اور جسقدر آدمی ساتھ پہنچے تھے وہ طولانی کوچون کی وجہہ سے تہکے ہوئے تھے۔ اور اسوجہ سے کہ آدہی رات کو لشکر میں داخل ہوئے تھے اکثر خواب میں تھے۔ جب برہان الملک بادشاہ کی ملازمت کے لئے گئے ہوئے تھے اور اونکے ہمراہی کہ تازہ آئے تھے وہ لڑائی کی خبر۔ اور قزلباشون کے قریب ہونے کی اطلاع نہین رکھتے تھے تعجب اور حیرت میں تھے اور خبر سنکر ابتر چلا آتے تھے کہ تیاری کرو لواب جنگ کے لئے سوار ہو گئے ہیں کوئی یقین نہین کرتا تھا۔ بہر صورت برہان الملک چار ہزار سوار اور اسیقدر پیادون کے ساتھ قزلباشون سے لڑنے کے لئے چلے گئے۔ اور لشکر کی حد سے کنارہ تک کوئی تین چار ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے نکلے۔ صمصام الدولہ نے برہان الملک کا پیام بادشاہ کو دیا اور بادشاہ[۱] نے آصف جاہ کو کہلا بھیجا آصف جاہ نے

[۱] عالم شاہی میں لکھا ہے کہ برہان الملک محمد شاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو اون کو اپنے آدمیون کی ایرانیون کے ہاتھوں سے تباہی کا حال معلوم ہوا اوسوقت غیظ و غضب میں آکر مقابلے کے لئے کھڑے ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کہ برہان الملک کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے۔ وہ چونکہ غصے میں بھرے ہوئے تھے سر در حضور سے رخصت ہوئے ۱۲

جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے کم باقی رہگیا ہے اور ابھی برہان الملک کا لشکر تھکا ماندہ ہے
اوسنے آرام نہین پایا ہے اس لئے لڑائی مناسب نہین اونہین حکم دیجئے کہ جلد ہی [illegible] کرین صبح
کو بہیئت مجموعی دشمن پر چڑہائی ہوگی محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا
صمصام الدولہ نے آصف جاہ کی سہل انگاری خیال کرکے کہلا بھیجا کہ اب برہان الملک
دور نکل گئے کچھ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی مقابلہ ہوگیا ہو پس ایسے جان نثار مرد جرار
کی مدد نکرنا مصلحت کے خلاف ہے اور کوئی جائے یا نجائے بندہ تو اونکی کمک پر روانہ ہوتا ہے
یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر موجودہ لشکر اور توپخانے کے ساتھ جو مختصر سا تھا برہان الملک کی
کمک کو روانہ ہوا پہر دن باقی رہا تھا کہ برہان الملک اور صمصام الدولہ دونون نادر شاہی
لشکر کے متصل پہونچ گئے صمصام الدولہ نے اپنی فوج کو برہان الملک کی برابر اوس سے
آدھ کوس کی فاصلے پر کہڑا کیا جہان کشاے نادری اور درہ نادرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد شاہ
بھی نظام الملک اور قمر الدین وزیر کو ساتھ لیکر انکے پیچھے آدہے فرسنگ کے فاصلے سے
اپنی فوج اور توپخانے کے پرے جماکر کھڑے ہوئے نادر شاہ نے مقابلے کے لئے اپنی
سپاہ کے تین حصے کئے دو حصے برہان الملک اور صمصام الدولہ سے لڑائی کے لئے روانہ کئے
اور ایک حصہ اپنے ہمراہ رکھا۔ قزلباش برہان الملک اور امیر الامرا کے لشکرون کے سر پر
پہنچ گئے اور دو گہڑی مین یہ تمام مخالف ملک لڑائی شروع ہوگئی۔ اور امیر الامرا صمصام الدولہ
کے ہمراہی بہت نامی تھے اونمین سے بہت سے مارے گئے۔ اور

اور صمصام الدولہ خود مجروح ہوکر مع چند رفقا کے
باقیماندہ کے میدان جنگ سے سرشام لوٹکر اپنے خیمون کی طرف آیا جسنے سہ شنبہ[۱] ۱۵ ذیقعدہ
کو قضا کی اور برہان الملک میدان جنگ مین کھڑے ہوئے تھے۔ اور اونکی ہمراہیون مین سے
بعض مارے گئے تھے اور باقیماندہ نہایت پریشانی کی حالت مین ایک جگہہ جمع تھے۔
قزلباشون نے اون کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ ایک نیشاپوری ترک جو برہان الملک
کا ہموطن تھا جرأت کرکے برہان الملک کے ہاتھی کے قریب پہونچ گیا۔ برہان الملک نے
اوسکے چہرے پر تیر مارا خان مذکور نے آواز دی کہ او محمد امین تم دیوانے ہوئے ہو کس سے
لڑتے ہو اور اپنی فوج مین کس پر اعتماد رکھتے ہو۔ یہ کہکر نیزہ میان مین گاڑکر اوس سے گھوڑے کو

(۱) تاریخ مظفری مین ہے کہ ۱۵ کو لڑائی ہوئی اور اوسکے دوسرے دن صمصام الدولہ مرگیا۔ ۱۲

باندھ دیا اور ہاتھی کا رستا یکبارگی برہان الملک کی عماری میں جا پہنچا برہان الملک ایران کے ضابطہ سے واقف تھے اسلئے اطاعت بجالائی اور اسیر پنجۂ تقدیر ہو کر اوس ترک کے ہمراہ نادر شاہ کے حضور میں گئے نادر شاہ نے تقصیر معاف فرمائی اونکے ہمراہ نثار محمد خان شیر جنگ بھی گرفتار ہوا تھا۔ خزانہ عامرہ میں لکھا ہی کہ برہان الملک کی پائداری اور شجاعت کو نادر شاہ نے بہت پسند کیا۔ اور کئی بار کہا کہ اتنی جوانمردی جو برہان الملک سے ظہور میں آئی ہندوستان کے اندر کسی لڑائی میں ہمنے نہیں دیکھی۔ اور ہمیشہ برہان الملک کی تعریف کرتا تھا خزانہ عامرہ میں اونکی گرفتاری کا واقعہ اسطرح لکھا ہی کہ شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی مست تھا اور عالم شاہی میں لکھا ہے کہ اس کو برہان الملک کی سواری کے ہاتھی سے عناد تہا اوسی بگڑ کر برہان الملک کی سواری کے ہاتھی پر حملہ کیا۔ اور اس کو ریلتا ہوا نادر شاہ کے لشکر میں لیگیا تلوار اور انکس کے بہت اوس پر وار کئے۔ مگر وہ مانا اسطرح برہان الملک دو تین ہمراہیوں کے ساتھ نادر شاہ کے قبضے میں آ گئے۔ برہان الملک نے دو زخم اوٹھائے تھے ایک تیر کا دوسرا نیزے کا نادر شاہ نے اون کو مصطفے خان شاملو کے حوالے کر دیا۔ برہان الملک نے صمصام الدولہ کی وفات کی خبر سنی تو منصب امیر الامرائی کے اسیدوار ہوتے نادر شاہ سے مصلحت اسیکر یا نہیں کر کے دو کرور روپئے پر اوس سے صلح کر لی۔ اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ یہ دو کرور روپئے حاضر ہو کر پیش کریگا بعد اسکی نادر شاہ واپس چلا جاویگا برہان الملک نے اس تمام مضمون کو ایک کاغذ میں تحریر کر کے بادشاہ کے ملاحظہ کے لئے آصف جاہ کی پاس بھیجدیا جب یہ رقعہ پہنچا تو آصف جاہ اور محمد شاہ جو نہایت مترددتھے نہایت خوش ہوئی محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادر شاہ کی پاس گیا۔ اور ملازمت حاصل کر کے زر موعود ادا کیا۔ اور خوشی خوشی اپنے لشکر میں واپس آیا۔ اور محمد شاہ کے حضور میں پہنچکر اپنی خیر خواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا چونکہ صلح کا عہد و پیمان کرا آیا تھا امیر الامرائی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے اوس کے التماس کے موافق صمصام الدولہ کے انتقال کے دن ہی امیر الامرائی کا خلعت آصف جاہ کو عطا کر دیا۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی کہ آصف جاہ نے امیر الامرائی کا عہدہ پایا تو بیقرار ہو گئے۔ اور نادر شاہ سے عرض کیا کہ لشکر محمد شاہ میں آصف جاہ کو پورا قابو حاصل ہی اوسکی سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا اوسکی نزدیک ایک دو کرور روپے

لے دیکھو سیر المتاخرین ۔ ۱۲

کچھہ حقیقت نہین رکہتی اسقدر روپیہ تو مین ہی اپنے گہر سے دے سکتا ہون باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور مہاجنون کا کیا ذکر ہے اگر حضور شاہجہان آباد کو جو تیس چالیس کوس سے زیادہ دور نہین تشریف لے چلین تو حصول مدعا ممکن ہے۔ نادرشاہ اس بات سے خوش ہوا اور محمد شاہ کو مع حشم و خدم کے اپنے لشکر مین بلا لیا۔ اور برہان الملک پر نادرشاہ روز بروز عنایت زیادہ فرمانے لگا۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور اپنی خاص محفل مین حاضر ہونے کی اجازت دی اور اونکو دولتین کا وکیل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار کل مقرر فرمایا[۱]۔ اور طہماسپ خان جلایر کو جو نادرشاہ کی فوج کے ہراول کا افسر تھا۔ برہان الملک کے ساتھ دہلی کو اپنی روانگی سے قبل بہیجا اور بابت نظامت دہلی کے ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر اور ایک شقہ محمد شاہ سے لکہوا کر شمس الدولہ کے لئے دیا جس کو محمد شاہ دلی مین چہوڑ آئے تہے۔ نادشاہ کے فرمان کی نقل یہ ہے۔

عالی جاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امیدوار مراحم بادشاہانہ بودہ معلوم نماید کہ آن رفیع الشان منیع المکان را از امرای قدیم دولت تیموریہ و معتمدان جاہ گورگانیہ دانستہ نظامت دارالخلافت شاہجہان آباد کہ اعظم دیار ملوک سدت حرم سرای اشرف سلاطین روی زمین ست سرفراز فرمودیم و حسن خدمت و جواہر امانت و دیانت پیری آن سرگروہ نوئینان عالی مقدار بہ گذارش عقیدت گزین راسخ الاعتقاد والا منزلت عالی مرتبت برہان الملک بہادر جنگ کہ بحضور خاکپاے ما منہی بود مستحسن و مقبول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکنہ شہر را دلاسا نماید امیدوار دولت خداداد سازد و توجہ بر دارد کہ رعایا و برایا باسودگی بسر برند و زبردست و زیردست مساوی زیند لسلوک کہ قادر بہ عاجز حملہ آرد و ضبط کارخانجات و اسباب پادشاہی و حراست سلاطین ذمہ خود شناسد غیر منظور است و کلید قلعہ مبارک با جمیع کارخانجات حوالہ طہماسپ خان سردار کہ ہمپاے برہان الملک می رسد نماید درین مادہ شقہ خاص اعلیٰ حضرت نیز بآن قدیم الخدمت صادر شدہ حسب الارقام بعمل آرد۔ و مدار امتوجہ احوال خود شناسد۔ درین باب تاکید داند تحریر فی التاریخ ہفدہم شہر ذی القعد الحرام

نقل شقہ بدست خاص محمد شاہ

قدیم الخدمت من۔ برہان الملک و طہماسپ خان بہادر مع منشور نظامت کہ بنام آن قدیم الخدمت

[۱] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲ [۲] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

از پیشگاہ شہنشاہ صادر شدہ میرسند باید کہ کلید جمیع کارخانجات را حوالہ سردار سازد در این باب
قدغن بلیغ و تاکید شدید دانند۔ برہان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی طرف سے
ایک خط لکھکر مع اون دونون فرمانونکے آغا حسن کاشی کی معرفت بہیجا نقل خط برہان الملک۔
نواب صاحب مشفق مہربان سلمہ اللہ تعالے۔ بتاریخ پانزدہم ذیقعدۃ الحرام دولت خاکبوسی
آستانہ شہنشاہ دست داد و منشور نظامت بنام آن مہربان مع شقہ خداوند نعمت حاصل نمودہ شد
چنانچہ آغا حسن می رسانند و طہماسپ خان بہادر و فقیر بتاریخ سلخ سنہ داخل شہر مے شوم تا باولی استقبال
طہماسپ خان قرین صلاح ست و از قلعہ دار کلید قلعہ پیش خود طلبیدہ با کلیدہاے دیگر کارخانجات
در اول ملاقات حوالہ سردار خواہند فرمود زیادہ والسلام۔
یہ تحریرین شمس الدولہ کے پاس پہنچنے کے بعد پیچھے سے برہان الملک اور طہماسپ خان بھی
دہلی پہنچے۔ شمس الدولہ باولی تک استقبال کو آئے اور ملاقات کے بعد برہان الملک اور
طہماسپ خان و شمس الدولہ کامگار خان کے باغ مین اوترے۔ تہوڑی دیر یہان بیٹھکر کشمیری
دروازے سے شہر مین داخل ہوکر قلعہ کو چلے یار بیگ خان نے قلعہ کی کنجیان حوالے کرنے مین
تہوڑی دیر توقف کیا۔ جبکہ محمد شاہ کا شقہ دیکھا تو قلعہ کا دروازہ کہولدیا۔ طہماسپ خان کی راے سے
دیوان خاص سے اسد برج تک تو نادر شاہ کی حرم سرا کے لئے مکانات مقرر کئے گئے۔
اور باغ حیات بخش سے شاہ برج تک محمد شاہ کے لئے جگہہ چہوڑ دیگئی۔ نادر شاہ بھی محمد شاہ
کو ساتہہ لیکر دہلی کو عازم ہوا۔ ۸۔ ذیحجہ ۱۱۵۱ ہجری روز پنجشنبہ کو محمد شاہ اور ۹۔ ذیحجہ روز جمعہ کو
نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد مین داخل ہوئے۔ نادر شاہ نے تہوڑی سی فوج کو شہر مین منقسم
کرکے یہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانون کی سخت پابندی عمل مین آئے اور محمد شاہ کی حفظ و
حراست کے لئے پہرے بٹھائے جائین۔ باوصف اس کے کہ نادر شاہ نے یہ دوراندیشیان
اور ہوشیاریان برتین۔ مگر ہندوستانی اوس سے راضی نہوئے اور دوسرے دن یہ افواہ
مشہور ہوگئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی۔ اور جونہی کہ دلی کے گلی کوچون مین یہ خبر
پہیلی تو ہندوستانیون کی نفرت بلا مزاحمت ظاہر ہوئی۔ اور ایرانیون کا قتل ہونا شروع
ہوا اور جسطرح سے کہ ایرانی سپاہی جگہہ جگہہ پہیلے ہوئے تھے اوسکی وجہ سے بہت سے لوگ
اونکے ہندوستانیونکے غیظ و غضب کی قربانی ہوے۔ ہندوستانی امیرون نے
ایرانیونکے بچانے مین کوشش نہ کی۔ بلکہ بعض امیرون نے ایرانیون کو قاتلون کے

حوالے کیا جو اونکی محلسرایوں کی حفظ و حراست کے لئے متعین کئے گئے تھے - علی حزین نے بیان کیا ہے جس کو سیر المتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ سات سو ایرانی ماری گئی اور سکاٹ صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۷ میں ایکہزار آدمی بیان کیے گئے ہین - نادرشاہ نے پہلی پہل تو فساد کا دبانا چاہا اور اس بات کے دریافت ہونے سے گونہ رنجیدہ ہوا - کہ وہ فساد رات بہر رہا اور تنزل کی جگہہ اوس کو ترقی حاصل ہوئی - باوصف اسکے صبح کو گہوڑے پر سوار ہوکر اس نظر سے باہر نکلا کہ اوس کو دیکھتا جاگتا دیکھہ کر پھر امن و امان قایم ہو جاتے اور جبکہ وہ باہر نکلا تو اوس نے گلی کوچوں مین اپنے ہموطن بہائیوں کی لاشوں کو پڑا ہوا دیکھا - مگر اسپر بھی جوش اوس کو نہ آیا یہانتک کہ اودہر اودہر سے پتھر پھینکنے لگے - اور چارون طرف سے تیر و بان و سپر برسنے لگے اور یہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اوس کا جو اوس کے پہلو مین جاتا تھا اوس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اوسپر چہوٹ کر آئی تھی - غرضکہ جب نادرشاہ سے یہ دست درازیان دیکھین تو وہ بہت غصے ہوا - اور قتل عام کا عام حکم سنایا - چنانچہ صبح سے بہت دن چڑہے تک وہ حکم قایم رہا - اور اوسکی بدولت وہ صورتین پیش آئین جو لوٹ مار اور بادامنی و تشارک کی نظر سے پیدا ہوسکتی ہین یعنی شہر کو چند مقامون پر ایسا جلایا ہونگا کہ وہ آتشبازی کا تماشا اور خونریزی و ویرانی کا نمونہ بن گیا - خانزادے کاظم خان شیدا نے اس قتل عام کی تاریخ ظلم عام[۱] سے نکالی ہے - جبکہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہوچکا تو محمد شاہ یا اوس کے وزیر کی التجا سے غیظ اوس کا ٹہنڈا ہوا - اور قتل کی ممانعت کا حکم سنایا گیا - اور انتظام اوس کا ایسا معقول تہا کہ جس وقت قتل کی بندش کا حکم صادر ہوا - تو اوسی وقت فوج نے تسلیم کیا اور کسی نے دم نہ مارا - قاتلون کے ہاتھ جہان کے تہان رہگئے - مگر دلی والونکی تکلیفات اسپر موقوف نہوئین اسلئے کہ نادرشاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑہائی سے یہ تہا کہ اوسکے مال و دولت سے اپنے آپ کو مالامال کرے اور جب سے اوس نے فتح پائی تھی تب ہی سے روپیہ کے اخذ و جر کے رنگ ڈہنگ اوس نے ڈالے تہے جسکا وہ خواہان تہا - چنانچہ پہلے پہل سعادت خان اوس کی سزا و نقصان کا ہدف ہوے مگر دلی کے پہونچنے پر تہوڑی مدت گذری تہی کہ سعادت خان مر گئے اور دہلی مین مدفون ہوے -

برہان الملک کی وفات

ماشاءاللہ مراد عنبر مین ذکر کیا ہے کہ برہان الملک اس لڑائی کے زخمون سے ۹ - ذیحجہ روز شنبہ

---

[۱] دیکہو طبقات الشعرا مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق ۱۲

کی شب مین مر گئے اور مرآت آفتاب نما مین لکھا ہی کہ جسدن نادرشاہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا
اوسکی صبح کو برہان الملک نے وفات پائی۔ اور سیر المتاخرین مین بیان کیا ہی کہ لڑائی سے چند
روز کی بعد برہان الملک مرض سرطان کے صدمے سے جو اونکی پانون مین تھا راہی ملک آخرت
ہوئے۔ خزانہ عامرہ مین مذکور ہی کہ نوین ذیحجہ کو برہان الملک نادرشاہ کے حکم کے بموجب دن بھر
اپنے گھر پر بادشاہی کام سرانجام دیتے رہے۔ مگر شقاقلوس کا درد اور بیتابی بہت تھی۔
کبھی غش آجاتا تھا کبھی افاقہ ہوتا تھا۔ عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے اونکی سانس نکل گئی۔ عرش
انتقال کیا نظام الملک آصف جاہ عیادت کے لئے گئے۔ اور پیشتر سے ایک آدمی کو بھیجدیا کہ برہان
الملک کو منع کردی کہ وہ تعظیم کو نہ اٹھین۔ اونھون نے نہ مانا۔ جب آصف جاہ پہنچے خدمتگارون
کی اعانت سے تعظیم کو کھڑے ہوئے۔ علی قلیخان والہ داغستانی نے اونکی مرثیے مین کہتا ہے

رباعی دوران کو سپہر واژگون می گردید ✤ سنگر کہ زمانہ بے تو چون مے گردید ✤
رفتی زجہان و پشت شمشیر شکست ✤ با قامت خم ہمیشہ خون می گردید ✤ شیر جنگ جو کہ
قزلباش سوارونکی جمعیت کے ساتھ نادرشاہ کیطرف سے برہان الملک کے پاس مامور تھا تا کہ
وہ کروڑ روپے جنکے نذر کرنے کا اونھون نے وعدہ کیا تھا وصول کرے وہ اون سوارون کو
لیکر اودھ مین گیا اور صفدر جنگ سے وہ روپئے وصول کر کے نادرشاہ کے پاس لایا۔ گیان
پرکاش کے مولف نے برہان الملک کی وفات کا واقعہ اسطرح ذکر کیا ہی کہ ایکدن نادرشاہ
نے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ کو سخت سست اور نالایم الفاظ کہی نظام الملک آصف جاہ
ایک عیار آدمی تھا اوس نے سعادت خان سے کہا کہ اب زندگی بے لطف ہی اور ایک شربت
کا پیالہ زہر کے پہانے سے پی لیا نواب سعادت خان کہ نہایت غیور تھے اور مردمی کا طنطنہ رکھتے تھی
واقع مین زہر کھا کر مر گئے۔ نادرشاہ ابھی شاہجہان آباد مین مقیم تھا۔ مگر عماد السعادت کا مولف
گیان پرکاش کی روایت کی تردید کرتا ہے۔ اوس کا بیان یہ ہی کہ ایکدن نادرشاہ نے نظام الملک
کو طلب کر کے فرمایا کہ اے بوڑھے تو نے ہمکو قندہار تحریر کیا تھا کہ اگر حضور اشرف ہندوستان
تشریف لائینگے تو پچاس کروڑ روپے کا انتظام کر دونگا۔ اور جو کچھ بادشاہ و امرا سے
ہاتھ لگیگا وہ علاوہ ہوگا۔ اب وہ روپئے کہان ہین۔ جا آج اور کل کی مہلت ہی پرسون تک
اگر حاضر نہ کر سکیگا تو تیری کہال نکلوا لونگا۔ آصف جاہ نادرشاہ سے رخصت ہو کر برہان
الملک کے پاس آیا۔ اور نادرشاہ کی ساری تقریر سنا کر کہا کہ بھائی آج یہ آفت ہمارے سر پر آئی ہے

کا ہمارے خبر نہین ہے اب کوئی صورت بچ جانے کی باقی نہین ہے - مین وہی آصف جاہ ہوں کہ
کئی بار دکن کو فتح کیا ہے مدت العمر مین ۸۷ لڑائیان سر کی ہین لعنت ایسی زندگی پر کہ بڑھاپے مین
ایک گداے قزلباش بچہ بے نام و نشان آکر میرے ساتھ ایسا سلوک کرے مین تو اب اسبات کو
بہتر جانتا ہون کہ میں اپنی جان کو ہلاک کر ڈالون - اور زہر کا پیالہ پی لون - میرے اور نادر کے
سوال و جواب قیامت مین ہونگے - برہان الملک صاف دل تھے - اونہون نے آصف جاہ سے
کہا کہ آپ اپنے مکان کو تشریف لے گئے کہ مین بھی ایسا ہی کرونگا - آصف جاہ رخصت ہو کر اپنے
مکان کو گئے اور برہان الملک نے ایک شربت کے پیالے مین زہر ملا کر پی لیا اور چادر تان کر
سو رہے - اور مر گئے - مگر نظام الملک نے زہر نہین کھایا آرام سے اپنے دیوانخانے مین سو گیا -
جب بیدار ہوا اور برہان الملک کی خودکشی کی خبر سنی تو بظاہر تاسف کیا اور باطن مین مسرور
ہوا - اب آگے عماد السعادت کا مولف کہتا ہے کہ یہ حکایت محض بے اصل ہے حقیقت حال یہ
کہ برہان الملک کے چند ماہ سے دنبل نکلا تھا اور کرنال کی جنگ مین وہ موجود تھا اوسی صدمے کا
وہ مر گئے اونکی اور آصف جاہ کے درمیان ہرگز عداوت تھی اور دلیل اسپر یہ ہے کہ آصف جاہ
کا پوتا عماد الملک ایک شب اپنے ایک دوست سے بیان کرتا تھا کہ برہان الملک بڑی خوبی کے
آدمی تھے - ہمارے دادا اونکو قمر الدین خان وزیر سے زیادہ عزیز رکھتے تھے کیونکہ قمر الدین خان
تو ہمارے رشتہ دار تھے اور برہان الملک باوجود اجنبیت کے بڑے بڑے سلوک کرتے
تھے - عماد الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اوس کے دوست نے کہا بھلا کوئی سلوک بیان تو کرو
اوس نے کہا کہ ایکبار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنون کے اغوا سے پیش خانے کے
پیادون کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم ثانی انہین قید رکھین - والد نے قمر الدین خان کو لکھا
کہ آپ اسوقت دستگیری فرمائین - کیونکہ والد تو دکن مین ہین - اور مخالف لوگ دامن لگے
ہین اور بادشاہ کو غصے کر دیا ہے - آپ باپ کی جگہہ مین - اونہوں نے جواب دیا کہ بادشاہ
سلامت مختار اور جان و مال کے مالک ہین ہم سب اونکے غلام ہین وہ جو کچھہ کرتے ہین خوب
کرتے ہین - بندگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہون والد نے
جب یہ جواب سنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ انگوٹھی سے ہیرا نکال کر
اور پیس کر کھا لین - اس اثنا مین برہان الملک جو دربار مین آتے ہوتے تھے اونہون نے بھی
یہ حال سن لیا نہایت غصے ہوتے - اور بادشاہ کی پاس پہونچے تو خشم آلود او جبین ہین

کھڑے رہے بادشاہ نے اس حال کا سبب دریافت کیا۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام سخت حیران ہی اور نہایت متعجب ہی کہ قلعہ کیون نہین منہدم ہوجاتا کہ آصف جاہ نے رکاب سعادت مین بڑی مستعدی سی خدمات کین اور اوس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہی ایک ادنی آدمی کی طرح سے پیش خانے کے سپاہیون کے پاس نظربند ہی۔ جو کچھ اوس کے باپ نے خدمات کین اونکو اسطرح یک لخت بھلا دینے سے ثابت ہوتا ہی کہ اس غلام کی داڑھی بھی عنقریب اپنے خون سی رنگین ہوگی یہ بات کہی۔ اور پیش خانے مین آکر میرے باپ سی کہا کہ تم کیون یہان بیٹھے ہو تمہارا سسر نامرد ہے اوس سی کچھ توقع مت رکھو میرے ساتھ چلو دیکھون تو کون ایسی ہمت رکھتا ہی کہ مجھ سے تم کو چھڑانے لگا۔ اوس نے بہت الحاح کیا کہ بادشاہ کے بے حکم اُٹھنا اچھا نہین۔ برہان الملک نے نہ مانا۔ اور اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کر اپنی پالکی مین بٹھاکر قلعہ سی نکالکر اوسکی حویلی مین پہنچا دیا اور کہا کہ میرا سر آصف جاہ کے فرزند پر نثار ہی۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سی آئے تو خدا کے لئے یہ نہ کرنا کہ خاموشی کے ساتھ اوسکی ہمراہ چلے جاؤ بلکہ مجھے خبر کردینا اوسی وقت پہنچکر تمھارے باپ کی اون مہربانیونکا جو میرے اوپر ہین حق ادا کرونگا۔ عمادالملک نے یہ قصہ بیان کرکے کہا کہ دادا صاحب اس حال کو سنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوتے۔ جب تھوڑے دنون کے بعد دکن سی دہلی کو آئے اور برہان الملک اونسے ملنے کو گئے تو لب فرش تک استقبال کیا۔ اور ایک مسند پر بیٹھے۔ اور اُس دن سی دونون مین محبت بڑھ گئی۔

برہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور باوفا آدمی تھے اپنے مادام الحیات یہ دستور رکھا کہ جب سرراہ نواب سربلندخان کی سواری ملتی تھی تو ہاتھی سے اوترکر اونکو بڑے ادب سے سلام کرتے تھے جب سربلندخان صوبہ داری گجرات سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہہ ابھی سنگھہ پسر اجیت سنگھہ مقرر ہوا۔ تو سربلندخان دلی کیطرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے اکبرآباد مین ٹھہر گیا۔ یہان سپاہ نے تنخواہ کے لئے اودھم بلوہ کیا۔ سعادت خان نے مروت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے ذمے لے لینا چاہا۔ مگر سربلندخان نے نہ مانا۔ اور اسباب فروخت کرکے سپاہ کی تنخواہ ادا کی[1]

[1] دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

سعادت خان کی پیشانی پر یہ بدنامی کا داغ ضرور رہا کہ اونھون نے نادرشاہ کی ہاتھوں
دلی کو برباد کرا دیا۔ تاریخ مظفری مین ہی روز دیگر فردوس آرامگاہ خلعت میر بخشی گری بنظام الملک
فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوار این خدمت بود از حد کبیدہ
خاطر گشت و نادرشاہ را برفتن دارالخلافت شاہجہان آباد ترغیب نمودہ داد نمک حرامی
ادا کرد و خزاین و دفاین آنجا گوش زد کرد۔ مفتاح التواریخ مین بہی اسباب کی تصریح
کی ہی۔ از گفتن او نادرشاہ از میدان قتال کرنال بہ بہانہ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد
داخل شد و الا ارادہ نادرشاہ چنین نبود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنین یافتہ اند
ع بے سعادت نمک حرام بمرد ٭ (سنہ ۱۱۵۲ ہجری) ایک دن برہان الملک اور عمدۃ الملک
محمد شاہ کے حضور مین حاضر تھے۔ نواب نے امیر خان پر طعن کر کے کہا ع
پسر نوح با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد ٭ یعنی تو کہ شاہ نعمت اللہ کی اولاد
مین سے ہے نامعقول[1] وضع رکھتا ہی۔ امیر خان نے جواب مین کہا سچ ہے ع سگ اصحاب
کہف روزی چند ٭ پے نیکان گرفت مردم شد ٭ یعنی ہم کہ گمنام تھے اس مرتبہ کو پہونچگئے
برہان الملک نہایت کار طلب امیر تھے جرأت کے ساتھ رعیت پروری بہی مزاج مین تہی۔
نہایت مدبر۔ شجاع منتظم تھے مرتے وقت خزانے مین نقد نو کروڑ روپے چھوڑے طبیعت
موزون تھی۔ شعر بہی کہتے تھے۔ امین تخلص کرتے تھے۔ میر عبد الغنی طالع تخلص ایک غزل کے
مقطع مین کہتا ہے ع طالع این مصرع نواب دل از دستم برد ٭ دل غمگین بکسی الفتم دیا دم نیست
دوسرا مصرع امین کا ہی۔ ریاض الشعرا مین علی قلی خان داغستانی نے اونکے نام سے یہ شعر
لکھا ہے ع زکدام رہ بیایم کہ بچشم تو درآیم ٭ کہ بگرد چشم مستت ہمہ نیزہ سیاہ است

نواب سعادت خان برہان الملک کا جانشین

قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکے بیٹے کو جو چھوٹا تہا
بادشاہ کے ہان سے خلعت عطا ہوا۔ مقدار اوہ عارضہ چیچک یا کسی اور مرض مین بچپن ہی مین مر گیا

---

[1] امیر خان کے ساتھی زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھون مین کاجل لگاتے تھے دانتو مسی ملتے تھے۔ ہاتھ پیر مین
مہندی لگاتے تھے۔ انگوٹھی چھلے اور چاندی کے تعویذ اور دونون کانون مین ملے پہنتے تھے اور جو نواب کی ہی [illegible]

تو مرزا مقیم کو جو نواب برہان الملک کے داماد تھے اصالتہً خلعت مرحمت ہوا جنہوں نے اپنی یاوری اقبال سے صفدر جنگ کا خطاب پایا۔

اولاد نواب سعادت خان

نواب سعادت خان برہان الملک کے ہندوستان میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نور جہان بیگم۔ تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم۔ چوتھی محمدی بیگم پانچویں آمنہ بیگم اور بیٹا برہان الملک کے بعد حالت طفلی میں مر گیا۔ جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو اونکی اول یہ منشا ہوئی کہ اپنے بھتیجے نثار محمد خان شیر جنگ سے بیاہ دیں۔ لیکن چونکہ وہ لونڈے بازی میں مصروف رہتے تھے اسلئے اپنی بڑی بہن کے بیٹے مرزا مقیم ابن جعفر خان بیگ کو نیشاپور سے بلاکر صدر جہان کی اُنسے شادی کردی اور جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف ہینگا بیگم دس برس کی عمر کو پہنچی تو اپنی چھوٹی بہن کو جو میر محمد شاہ میر کی زوجیت میں تھی مع اوسکے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے نیشاپور سے بلواکر نور جہان بیگم کی شادی اپنے اس بھانجے سے کردی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ سعادت خان کے خطاب کے ساتھ مخاطب تھی۔ چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلیخان ابن مرزا محسن برادر مرزا مقیم کے ساتھ ہوا۔ اور پانچویں بیٹی آمنہ بیگم کا بیاہ سید محمد خان سے ہوا کہ جن سے صدر جہان بیگم زوجہ نواب صفدر جنگ خانم صاحبہ بنتا

منصب کی توضیح

برہان الملک کے بیان میں مذکور ہوا ہی کہ ایکبار اونکو منصب ہزاری دوبارہ منصب ڈیڑھ ہزاری تیسری بار پنج ہزاری چوتھی بار ہفت ہزاری ملا۔ سمجھنے کے لیے ان منصبونکی تھوڑی سی تفصیل آئین اکبری سے یہان لکھتا ہون۔ اس کتاب مین بیان کیا ہی کہ اکبر شہنشاہ ہندوستان نے دہ ہزاری تک منصب مقرر کیے تھے پھر اس مین ہر ایک کے باعتبار تنخواہ کے تین تین درجے تھے۔ ان منصبون مین سے پنجہزاری تک نوکرون کو ملتا تھا اوس سے آگے بادشاہ کے بیٹون کے واسطے مخصوص تھا ہر ایک منصب والے کے لیے گھوڑے ہاتھی۔ باربرداری اور تنخواہ خصوصیت کے ساتھ مقرر تھی۔ مثلاً

منصب ہزاری کے لئے گہوڑونمین عراقی ۰ا مجنس ۰ا ترکی ۲۱ یابو ۳۱ تازی ۱۲ جنگلہ ۲۱ ہاتہیون مین شیرگیر ۷ سادہ ۸ منجہولہ ۶ کرہہ ۷ بہندرکیہ دوبار برداری مین اونٹ ۲۱ خچر ۴ گاڑی اور چہکڑے ۲ تہ تنخواہ ماہانہ درجہ اول ۸۲۰۰ روپیہ درجہ دوم ۸۱۰۰ روپیہ درجہ سوم ۸۰۰۰ روپیہ۔

ڈیڑہ ہزاری گہوڑون مین عراقی ۱۲ مجنس ۱۲ ترکی یابو تازی جنگلہ چوبیس چوبیس ہاتہیون مین شیرگیر ۸ سادہ ۱۰ منجہولہ ۸ کرہہ ۷ بہندرکیہ دوبار برداری مین شتر ۳۴ - خچر پانچ گاڑی اور چہکڑے ۵۰ تنخواہ ماہانہ درجہ اول دس ہزار روپیہ درجہ دوم نو ہزار آٹہہ سو روپیہ درجہ سوم نو ہزار سات سو روپیہ۔

پنجہزاری اسپ عراقی ۴۲ مجنس ۴۳ ترکی ۶۸ یابو ۶۸ تازی ۶۷ جنگلہ ۶۶ ہاتھی شیرگیر ۲۰ سادہ ۳ منجہولہ ۲۰ کرہہ ۲۰ بہندرکیہ ۱۰ - اونٹ ۸۰ خچر ۲ چہکڑے اور گاڑی ۱۶۰ تنخواہ درجہ اول تیس ہزار روپیہ درجہ دوم انتیس ہزار روپیہ درجہ سوم ۲۸ ہزار روپیہ۔

ہفت ہزاری اسپ عراقی ۴۹ مجنس ۴۹ ترکی ۹۸ یابو ۹۸ تازی ۶۸ جنگلہ ۶۸ فیل شیرگیر ۳۰ سادہ ۲۴ منجہولہ ۲۷ کرہہ ۲۷ بہندرکیہ ۱۲ - اونٹ ۱۰ خچر ۲۷ گاڑی چہکڑے ۲۲۰ ماہانہ ۴۵۰۰۰ روپیہ۔

مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کے حالات

نسب مرزا مقیم

ترکمانون میں دو قومیں ہین ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو آقا قوئینلو اور دوسری کو قرا قوئینلو کہتے ہین۔ قرا قوئینلو کی شاخ مین سے قرا یوسف بن قرا محمد ترکمان فرمانروای دیاربکر امیر تیمور کی سپاہ کے حملے سے بہاگ کر بادشاہ مصر کے پاس چلا گیا - جب امیر تیمور کا انتقال ہو گیا تو قرا یوسف کو اپنا ملک واپس لینے کا موقع ہاتہہ آیا بادشاہ مصر نے اوسکو سامان شایستہ دیکر رخصت معاودت عطا کی - فی الفور ترکمانونکی جمعیت کثیر اوس کے جھنڈے کے تلے جمع ہو گئی اور دیاربکر مین پہنچ کر اپنے ملک موروثی پر قبضہ کر لیا - ابابکر بن میران شاہ بن امیر تیمور سے تبریز میں لڑائیان ہوئین جن میں سے پہلی لڑائی مین کہ روز جمعرات ۲۴ - ذیقعدہ سنہ ۸۰۹ ہجری

واقع ہوئی تھی میران شاہ مارا گیا اورا بابکر ایران کیطرف بھاگ گیا۔ بعد اسکے امیر تیمور کا بیٹا
شاہ رخ مرزا ایک زبردست فوج لیکر قرا یوسف کے سر پر پہنچ گیا۔ مگر ابھی لڑائی شروع ہونے
پائی تھی دونون لشکر مقابل پڑے ہوئے تھے کہ شب ہفتم ذیقعدہ ۸۲۳ھ ہجری کو قرا یوسف نے
ہیضہ کیا اور مر گیا اوسکی وفات کی تاریخ وزیر نامے میں یون لکھی ہے۔ ع وفات میر یوسف شاہ
تبریز + کتابت شد بتاریخ کتابت + شاہ رخ مرزا نے اوسکے بیٹے جہان شاہ کو تبریز مین
باپ کا قایم مقام کرکے معاودت کی۔ جب جہان شاہ مر گیا تو اوسکی جگہہ اوس کا بھتیجا بداغ شاہ
تخت پر بیٹھا۔ اور بداغ شاہ کے بعد حسین علی مرزا مسند نشین ہوا اوس کے بعد شاہزادہ
ناصر مرزا بادشاہ ہوا۔ اوسکی بعد شاہزادہ منصور مرزا مسند آرا ہوا یہانتک کہ ایران مین شاہ
عباس اول نبیرہ شاہ طہماسپ صفوی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اس بادشاہ نے تبریز
کی تسخیر کے لئے لشکر کشی کی اور اوسے فتح کرکے منصور مرزا کو اپنے ساتھ نیشاپور کو لیگیا۔
اور اوسکے لئے جاگیر مقرر کردی۔ منصور مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا اوس کا بیٹا جعفر خان
بیگ تہا اور اوسکے بیٹا محمد قلی خان ثانی ہوا۔ محمد قلی خان بیگ کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا
محمد شفیع خان بیگ (۲) چھوٹا جعفر قلی خان بیگ۔

عماد السعادت اور قیصر التواریخ کی جلد اول اور وزیر نامے مین اسی طرح مرقوم ہے اور یہ حالات
کتب معتبرہ کے مخالف ہین ثبوت ان کا بجز انہین کتابونکے دوسری جگہہ نہین ملتا۔ غور کرو۔
(۱) مذاق قرا یوسف کا پوتا نہین بیٹا تہا۔ چنانچہ حبیب السیر کی جلد سوم کے جزو سیم
مین لکھا ہے کہ جب قرا یوسف ترکمان مصر مین پناہ گزین تہا تو وہان اوسکے ایک بیٹا پیدا
ہوا جسکا نام پیر مذاق خان ہے۔ احمد جلایر بغدادی بھی اون دنون وہین پناہ گزین تہا۔ جسنے
اوس لڑکے کو اپنی فرزندی مین قبول کیا (۲) شاہ رخ مرزا نے آذربائیجان پر چڑھائی
کی تو قرا یوسف ساز و سامان کے ساتھ مقابلے کو تبریز سے نکلا اوجان مین آیا اور وہاین مرگیا
اسکندر نے تبریز پر قبضہ کرکے شاہ رخ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شاہ رخ کی چڑھائی کے وقت
جہان شاہ بن قرا یوسف سلطانیہ مین تہا وہ باپ کی وفات کی خبر سنتے ہی وہانسے بھاگ گیا
اسکندر اور اسپند قرا یوسف کے دو بیٹے تھے وہ بھی شاہ رخ کی فوج سے شکست پا کر بھاگ گئے
جب شاہ رخ فتح تبریز سے فارغ ہوکر واپس ہوا۔ تو اسکندر نے پھر آذربائیجان پر قبضہ کرلیا
شاہ رخ نے دوبارہ چڑھائی کی تو اسکندر بھاگ گیا۔ آخر کار شاہ رخ نے اپنا بیچا چھڑا دی

جہان شاہ کو آذربائیجان کی ولایت دیدی (۳) وزیرنامے مین جعفر بیگ خان کو محمد قلی بیگ
کا پوتا لکھا ہے - اور دوسری کتب مین بیٹا بتایا ہے (۴) شاہ عباس ماضی نے جب تبریز پر چڑھائی
کی تو اوس وقت وہ سلطان ترکی کے قبضے مین تھا نہ صفوی مرزا کے چنانچہ جلد ہشتم روضۃ
الصفا مین ذکر فتوح آذربائیجان و تبریز مین لکھا ہے کہ آذربائیجان اور تبریز پر سلطنت
عثمانیہ کا قبضہ تھا - اور روم کیطرف سے علی پاشا یہان حاکم تھا اوس سے اور غازی بیگ کرد
سے اس زمانے مین جھگڑا پیدا ہوگیا علی پاشا نے اردان اور نخچوان اور تبریز کا لشکر جمع کر کے
غازی بیگ پر چڑھائی کی اوس نے اپنے بیٹے ابدال کو شاہ عباس ماضی کے پاس استمداد
کے لئے بھیجا شاہ عباس نے اس موقع کو بہت غنیمت جانا کیونکہ اسوقت تبریز ویسے ہی
خالی تھا اور تیاری کر کے ارادہ سفر مازندران کی شہرت دیکر ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری
کو اصفہان سے کوچ کیا اور حدود قزوین سے چھ دن مین گذر کر تبریز پہنچ گیا - اور گیارہوین
دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا رعایا یہان کی تمام شیعہ تھی اسلئے وہ
شاہ عباس کے آنے سے بیحد خوش ہوئی - اور سہل طور پر شاہ عباس کو وہان قبضہ میسر ہوگیا
تبریز بہت خراب و ویران ہو رہا تھا - اسلئے کہ عرصہ بیس سال تک عثمانیہ فوج کے صدمات
اوٹھاتا رہا - علی پاشا غازی بیگ سے صلح کر کے شاہ عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست
پائی اور تبریز پر شاہ کا قبضہ مستقل ہوگیا -

اب ہم اصل سلسلہ بیان کیطرف پھر رجوع کرتے ہین - اور اونہین معمولی تواریخ اودھ کی
سند سے لکھتے ہین کہ **مرزا شفیع خان بیگ** پسر محمد قلی خان بیگ کی چار بیٹیان تھین
اونمین سے ایک بیٹی **مرزا مسیح** سے بیاہی گئی جن کی سیادت مین کلام ہے - اس لڑکی
کے مرزا مسیح سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام محمد علیخان اور دوسرے کا مرزا رحیم خان
تھا محمد علیخان ابن مرزا مسیح کے بیٹے مرزا حسین خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بیٹی کے
ساتھ ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوا - اور محمد علیخان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے
فرزند سے منسوب ہوئی تھی - اوسکی اولاد عالم طفولیت مین مرگئی - مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین
ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا - بیٹی مرزا مہدی پسر نواب شجاع الدولہ سے بیاہی گئی -
اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام مرزا مسیح تھا جن کی پنشن ریاست لکھنؤ اور سرکار انگریزی
سے سو سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی - سرکار انگریزی مین اونہون نے ضلع اکبرآباد مین تحصیلداری

کی خدمات ادا کی تھین جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے پنشن پاتے تھے اور بلا ولد کہنہ سن قبل مرگئے **دوسری بیٹی** کا میر عبداللہ سے بیاہ ہوا تہا جس کے بطن سے میر عبداللہ سے تین بیٹے پیدا ہوئے نصیر الدولہ نواب عبدالمطلب خان اور مرزا حیدر علیخان اور مرزا اکبر علیخان یہ سب بے اولاد مرگئے بجز مرزا عبدالمطلب خان کے جنکے ایک بیٹی تھی جو مرزا مسیح ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی۔ میر عبداللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام کو پہنچتا ہے۔ اور **تیسری بیٹی** جو اپنی تمام بہنون سے چھوٹی تھی مرزا یوسف سے منعقد ہوئی۔ اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے (۱) سید محمد خان (۲) مرزا شاہ میر خان (۳) میر امین خان (۴) مرزا جعفر جو نجف گڈھ میں چیچک کی وبا کے صدمے سے ہلاک ہوئے **چوتھی بیٹی** مرزا شفیع خان نے اپنے بھتیجے مرزا محسن سے بیاہی جو میر محمد امین سعادت خان برہان الملک کے بھانجے اور مرزا مقیم المخاطب بہ صفدر جنگ کے بڑے بھائی تھے۔

جعفر قلی خان بیگ ابن محمد قلی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المخاطب بہ نواب برہان الملک کی حقیقی بہن سے ہوئی تھی جن کے دو بیٹے پیدا ہوئے (۱) بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن تھا (۲) اور چھوٹے کا مرزا مقیم تہا۔ مرزا محسن بھی چار برس کے تھے اور مرزا مقیم چھ مہینے کے تھے جو انکی ماں نے انتقال کیا۔ مرزا مقیم کو انکی خالہ نے جو محمد شاہ سیر ب میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھین اپنا دودھ پلاکر پرورش کیا تہا۔ اور یہ دونون بھائی اپنی خالہ کے گھر مین جوان ہوئے۔ مرزا محسن (جنہون نے ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری شب چہارشنبہ کو عارضہ ہیضہ مین انتقال کیا تہا) انکی شادی انکے چچا محمد شفیع خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جس سے انکے دو بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام جعفر قلیخان اور عرف مرزا نیر بگ تہا۔ اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد قلیخان عرف مرزا کوچک تھا۔ اور انہین آغا بابا بھی کہتے تھے۔ مرزا محسن کی دونون بیٹیوں مین سے بڑی بیٹی لاولد فوت ہوئی۔ اور چھوٹی بیٹی مرزا ابوتراب خان ابن مرزا ابوطالب خان سے منعقد ہوئی جو نواب صفدر جنگ کی پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور نسبا ان کا سادات حسینیہ تہا اور انکے دادا مرزا فخر الدین محمد خان مشہد مقدس مین حضرت امام رضا کے روضے کے متولی تھے۔ مرزا ابوتراب خان داماد مرزا محسن کے دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا سعید و تہا اور چھوٹے کا

مرزا ابوطالب خان نام تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابوطالب خان کا بیاہ نصیر الدولہ ابن نواب
سعادت علیخان ابن نواب شجاع الدولہ خلف نواب صفدر جنگ کی حقیقی بہن فاطمہ بیگم
نامی کے ساتھ ہوا۔ اور اونکی تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے یہ نام ہین مرزا ابوتراب خان۔
اور مرزا ابوالقاسم اور مرزا ابوالحسن عرف مرزا امین۔ انمین سے مرزا ابوتراب خان کی
شادی غازی الدین حیدر خان ابن نواب سعادت علیخان کی نواسی حاجی بیگم سے ہوئی اور
معتمد الدولہ مرزا ابوالقاسم خان حاجی بیگم کی دوسری بہن زہرہ بیگم سے بیاہی گئی یہ دونون
لڑکیان نواب محسن الدولہ کی حقیقی بہنین تھین جو بوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر کے بطن سے
تھین۔ مرزا منبر الدولہ ابوالحسن عرف مرزا امین نصیر الدولہ محمد علیشاہ ابن نواب سعادت علیخان
کی چھوٹی بیٹی نواب روشن آرا بیگم سے بیاہی گئی مرزا محسن کے بڑے بیٹے جن کا نام جعفر
قلی خان اور عرف مرزا بزرگ تھا میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی سے جو چھوٹی بی بی کے ساتھ
مشہور تھین بیاہی گئی۔ انسے ایک بیٹا مرزا شفیع خان نامی پیدا ہوا تھا۔ جب مرزا شفیع خان
نیشاپور سے ہندوستان مین آئے تو نواب شجاع الدولہ نے اونکو اپنی سپاہ مین رسالہ دار کردیا
اور آمنہ بیگم کی بیٹی کے ساتھ جو میر محمد امین المخاطب برہان الملک کی نواسی تھی اونکی نسبت
ہوئی لیکن ابھی رخصت عروس نے نپائی تھی کہ نواب شجاع الدولہ نے انتقال کیا اور مرزا شفیع خان
دہلی کو چلے گئے نجف خان ذوالفقار الدولہ کے انتقال کے بعد دلی کے امیر الامرا ہوئے محمد بیگ
خان ہمدانی نے دغا سے مار ڈالا مرزا بزرگ کے ایک بیٹا اور بھی تھا جو چھوٹی بی بی کے علاوہ
ایک اور عورت کے بطن سے تھا اونکا نام زین العابدین خان تھا جو مرزا شفیع سے عمر مین بڑے
تھے زین العابدین خان کا ازدواج نواب محمد قلیخان کی بیٹی بدھن بیگم کے ساتھ ہوا تھا۔
بدھن بیگم برہان الملک کی بیٹی محمدی بیگم کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوے
بیٹی بن بیاہی مر گئی بیٹے کو مرزا بزرگ کہتے تھے اون کا عقد نکاح نواب شجاع الدولہ
کی بیٹی سے ہوا مگر اس بیگم کے بطن سے مرزا بزرگ کے کوئی اولاد نہ تھی البتہ دوسری بی بی سے
ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئے اور وہ خود حالت جنون مین مر گئے۔ بیٹے کا نام قایم علیخان تھا جو
مرزا برہان الدین حیدر عرف مرزا جھنگلی کی پوتی سے بیاہے گئے تھے۔ اور قایم علیخان کی
بہن مرزا جھنگلی کے بیٹے نواب مرزا کے ساتھ منسوب ہوئی تھی جن کے بطن سے تین بیٹے پیدا
ہوئے نواب محمد قلیخان عرف مرزا کوچک۔ ابن مرزا محسن جو اپنے

چچا صفدر جنگ کیطرف سے الہ آباد کے ناظم تہے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے
پہلے محمدی بیگم بنت نواب برہان الملک کے ساتھ بیاہے گئے تھے اُنسے ایک بیٹی بدھن
صاحبہ نامی پیدا ہوئی جس کا بیاہ زین العابدین پسر مرزا بزرگ ابن مرزا محسن کے ساتھ
ہوا محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد قلیخان نے میر شاہ میر پسر میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی
عرف بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور مین منسوب ہو چکے تھے اوسے ایک بیٹا
مرزا جعفر نامی پیدا ہوا اور محمد قلیخان کا ایک بیٹا اور بی بی سے محمد علیخان نام تہا محمد علیخان
مرزا جعفر سے دو برس بڑا تہا محمد علیخان کا بیاہ نہوا۔ مگر بی بیان بہت تہین۔ محمد علیخان کے
۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیان تہین۔ بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان جنکی شادی ننھی بیگم بنت نواب
سعادت علیخان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان بوتی بیگم بنت غازی الدین
حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تہین منسوب ہوا۔ بوتی بیگم کا انتقال نواب سعادت علیخان
کے عہد مین ہو گیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیان حاجی بیگم اور نواب بیگم چھوڑین محسن الدولہ
کی شادی نصیر الدولہ محمد علیشاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر
کے عہد حکومت مین ہوئی تہی محسن الدولہ کے ایک بیٹے مرزا علی قدر کی شادی علی نقی خان
وزیر واجد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونون بہنون کو بادشاہ بیگم زوجہ غازی
الدین حیدر نے پرورش کیا تہا جنکی شادیان مرزا ابو تراب خان عرف مرزا ابو القاسم خان اور مرزا ابو طالب خان
کے ساتھ ہوئین۔ محمد علیخان کا تیسرا بیٹا اکبر علیخان ہے جنکی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے
جو غازی الدین حیدر کے بڑے مقرب تہے ہوئی مرزا مقیم خلف جعفر خان بیگ کو جنکے
ماموں برہان الملک نے نیشاپور سے ہندوستان مین بلایا تو وہ حسب الطلب وطن سے روانہ ہند
ہوے سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اون سے
کر دیا اور تہوڑے دنون کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ برہان الملک
کی سفارش سے محمد شاہ نے اونہین ابو المنصور خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا[۱]۔ اس
خاندان مین نواب صفدر جنگ اپنی بیاہتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادتخان
برہان الملک کے سوا مدت عمر مین کسی عورت سے واقف نہوے۔ صفدر جنگ کے اکلوتے
بیٹے کا نام مرزا جلال الدین حیدر تہا جنکو صفدر جنگ نے پہلے پہل محمد شاہ سے

---

[۱] دیکھو جامع التواریخ ۱۲

تو پہنچانے کی داروغگی دلا کر بات پیراستہ کرادیا تھا۔ یہ شجاع الدولہ کے خطاب کے ساتھ مشہور و معروف ہیں **فائدہ جلیلہ** یہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی لکھنے سے چارہ نہیں کہ قرات نامہ جلد نمبر سوم متعلقہ صفحہ ۱ میں لکھا ہے کہ **پدر منصور علیخان کاسہ سازے بود** کئی کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ابوالمنصور خان کی جگہ منصور علیخان لکھا ہے اور یہ سہو ہی

صفدر جنگ کی مسند نشینی

جب برہان الملک نے انتقال کیا اور وہ دفن ہو چکے تو اونکے بھتیجے شیر جنگ نے طہماسپ خان جلائر کے ذریعہ سے نادرشاہ کے حضور میں ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ میں سعادتخان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہوں اور اونکی جانشینی میرا حق ہے۔ اور ابوالمنصور خان صفدر جنگ اونکی بھانجے میں بھتیجے کے موجود ہوتے بھانجے کو میراث نہیں پہنچتی۔ اسلئے امیدوار ہوں کہ اپنی بھائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرماویں تاکہ صوبہ داری اودہ کی سند مجھکو مرحمت ہو جاوے اس اثنا میں راجہ لچھمی نراین پسر راے ہرنراین وکیل نواب برہان الملک نے ایک عرضی اس مضمون کی تیار کی کہ نواب برہان الملک کو شیر جنگ کے ساتھ صفائی دلی حاصل نتھی۔ اگر صفائی دلی حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے برہان الملک کے مال و اسباب کے مالک نہ صفدر جنگ ہیں نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی ہیں جسکو چاہیں بخشیں صفدر جنگ مرد متین اور خدا ترس اور صاحب لیاقت اور وعدہ کے پابند ہیں اور تمام سپاہ اونسے راضی ہے اور دو کرور روپیہ حضور میں پیش کرنے کا اونہوں نے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبدالباقی خان زنگیہ کے توسط سے نادرشاہ کے حضور میں بھیجوائی نادرشاہ نے دونوں عرضیاں ملاحظہ فرماکر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کر کے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودہ کو صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اپنی بھائی کی دو سو سوار بھی روانہ کیے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زر پیشکش وصول کرلاویں۔ چنانچہ وہ خلعت صفدر جنگ کے پاس بھیجگیا اور دو کروڑ روپئے داخل خزانہ نادری ہوئے اور صفدر جنگ صوبہ اودہ کی حکومت پر مستقل ہو گئے[۱] مگر جہان کشاے نادری اور درہ نادرہ میں لکھا ہے

---

[۱] دیکھو عماد السعادت ۱۲

کو برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکی خزانہ اودھ سے ایک کروڑ روپیہ اور قیمتی جواہرات اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ کی پاس آئے

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بھائیون کا بغاوت کرنا اور صفدر جنگ کا اونکی تنبیہ کے لئے عزیمت فرمانا

بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودہ کی علاقے مین تہا اور یہ شخص ساختہ و پرداختہ اسی خاندان کے ہاتھ کا تہا جب تک وہ زندہ رہا نہایت مطیع رہا اوسکی بعد اوسکی بیٹے اور بھائیون نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی - مخالفت کرنے لگے - صفدر جنگ نے اونکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلئے اطاعت پر مائل نہوے صفدر جنگ نے بارہ شبانہ روز اونسے لڑائی جاری رکھی اور آخر کار اونکی قلعے مفتوح ہو گئے اور اونکی تمام ساتھی منہزم ہوئے - بن جی کا ایک بھائی معرکہ مین کام آیا اور دوسرا گرفتار ہوا - اور تمام ہاتھی گہوڑے اور توپین نواب کے قبضے مین آئین - اسی زمانہ مین مرہٹون کی آمد آمد کی شہرت ہوئی - نواب نے اونکے مقابلے کے لئے انتظام کیا اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکہا اوس نے نواب کو جواب دیا کہ اگر وہ ادہر کا قصد کرینگے تو مین ضرور اونسے جنگ کر کے سزا دونگا - [1]

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سی بنگالہ کو جانا

عماد السعادت مین لکہا ہی کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتہ اونکی مقابلے کے لئے روانہ ہوا - تو نواب امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو متواتر عرضیان اس مضمون کی بہیجین کہ ان دنون مہابت جنگ دکہنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالہ

---

[1] ستفادا از عزیز القلوب جو مجموعہ ہی نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کے خطوط کا جسکو بہگوانداس میر منشی نواب مذکور نے جمع کیا ہے ۔

کی تمام فوج اوسکی ساتھہ ہی حضور صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھہ اوس
ملک پر قبضہ کر لین اور ایسا ملک وسیع اولیاے دولت کے قبضے مین آجاے - اگر حضور
اوس ملک کی نیابت صفدر جنگ سے متعلق فرمادینگے تو صفدر جنگ سال بسال زرخراج
بخوبی ادا کرتے رہینگے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے سپرد ہو جاے گا
تو وہ بھی ایسا ہی کریگا - بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو
حکم دیا کہ وہ بنگالہ کو فوج لیکے چلے جاوین[1] مگر جام جہان نما اور ماثر الامرا سے ثابت ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو ۱۱۵۵ ہجری مین مہابت جنگ کی مدد کے لیے بھیجا تہا جس کا
قافیہ مرہٹون نے تنگ کر رکہا تہا اور اس مہم کے صلے مین قلعہ رہتاس اور قلعہ چنار گڈھ
بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تہا - بہر صورت صفدر جنگ آدہی فوج نولراے
کی ماتحتی مین صوبہ اودھ کے انتظام کے لیے چھوڑ کر خود ۱۱۵۵ ہجری مین عظیم آباد
کو روانہ ہوے اون دنون اسد الدولہ ہدایت علیخان (سمہا ریوری) مہابت جنگ
کی طرف سے عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبہ کا کام کرتا تہا اوسکی فوج کم تہی وہ صفدر
جنگ کی آمد آمد سے گہبرا گیا اور بیتاب نراین معروف بہ پرتاب سنگہہ دیوان آتمارام سے
خط و کتابت کرکے اوسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی - نواب نے اوس کے
حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین - بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج
عظیم آباد مین داخل ہوئی تہی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر رہی تہی لیکن نزدیک تہا
کہ داخل ہو اسلیے کہ کوئی مانع و مزاحم باقی نہ رہا تہا - مہابت جنگ کو جلد وقائع نگار کی
تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کرکے عظیم آباد کیطرف لوٹا اور صفدر جنگ
کو لکہا کہ مجہکو عرصہ دراز سے آپکے ملنے کا اشتیاق تہا الحمد للہ کہ خود بدولت بہ نفس نفیس
تشریف لائے اگر اوسجگہہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہو جاتا - اب امیدوار ہون کہ میرے
پہنچنے تک وہان سے روانہ نہون - نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکہہ کر سمجہہ لیا کہ مہابت
جنگ دہمکی دیتا ہے - اس لیے راجہ نولراے کو ایک شقہ لکہا کہ تم وہان کا انتظام
کرکے تمام فوج کے ساتہہ فورا ہمارے پاس چلے آؤ کہ مہابت جنگ سے لڑائی درپیش ہے
بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے صفدر جنگ کو ایک شقہ لکہا جس کا مضمون

[1] دیکہو جام جہان نما ۱۲

یہ تھا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہے بہت جلد اپنے صوبے کو
لوٹ جاؤ تو بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اس مضمون کا بھیجا۔ چونکہ تم کو مرہٹوں کی
مہم درپیش ہے اور تمام سپاہ کے ساتھ اونکے مقابلے کے لئے اپنے مقام سے کوچ کیا ہے
مگر اطلاع یہ خبر ملی تھی کہ بنگالے میں سوائے فوج پیادہ محافظ شہر عظیم آباد کے اور سپاہ نہیں
اسلئے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مبادا مرہٹے وہاں پہنچکر غارتگری کریں۔ پس صفدر جنگ کو
اوس ملک کی محافظت کے لئے مامور کیا تاکہ مرہٹے ادہر کا رخ نہ کریں۔ اس لئے تم کو
اونکا مقابلہ نکرنا چاہئے بلکہ نہایت محبت سے پیش آنا چاہئے۔ صفدر جنگ اس شقہ کے
پہنچنے کے بعد وہیں مقیم رہے۔ جب دیکھا کہ مہابت جنگ مرشد آباد میں ٹہیر گیا اور جس
عجلت کے ساتھ ادہر آرہا تھا اب نہیں آتا تو اودہ کیطرف واپس ہوتے اس کے بعد
مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا۔ اور بادشاہ کا شقہ اپنے خط کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیجا
مہابت جنگ کے خط کا مضمون یہ تھا کہ آپ کی فوج کے دبدبہ سے مرہٹے بادشاہی ملک
میں دخل نہیں کرسکے بلکہ خاص آپ کی آمد کیوجہ سے صلح کرکے چلے گئے پھر آپنے اتنی
جلدی کیوں مراجعت کی اتنا ضرور ٹہیرنا چاہئے تھا کہ میں وہاں پہنچ جاتا مراسم
شکر گذاری بجالاتا۔ اب مجھکو نہایت شرمندگی ہے۔ غرضکہ صفدر جنگ نو مہینے کے بعد
اپنے صوبے میں داخل ہوگئے۔ سید ہدایت علیخان سہارنپوری ہمراہ تھا۔ مگر سید
ہدایت علیخان کے بیٹے نے سیر المتاخرین میں جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عماد السعادت
کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگھوجی بہوسلے نے بہاسکر
پنڈت کو بنگالے پر یورش کے لئے بھیجا تو مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت میں لکھا
کہ ایسے وقت میں کوئی سردار میری مدد کے لئے متعین فرمایا جائے۔ اگر خدانخواستہ فدوی
تباہ ہوا تو سلطنت کی شان و شوکت میں بل آجائیگا۔ محمد شاہ نے اپنے امرا سے مشورہ
لیا اور عمدة الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینا چاہئے
بادشاہ نے نہایت جلد ایک شقہ خاص اپنے قلم سے ابو المنصور خان صفدر جنگ
کو لکھا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کے لئے بنگالہ کو چلے جاؤ۔ اور عمدة
الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ
کی مدد پر روانہ کرے وہ حیلہ نہ کرنے پائے۔ بہ تعمیل حکم صفدر جنگ نے آخر شوال

یا اول ذیقعدہ ۱۱۵۵ ہجری مین فوج مغل اور ہندوستانی اور کسی قدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کے ساتھ جس مین مغل سات ہزار کے قریب ہونگے۔ اور ہندوستانی دس بارہ ہزار تھے اور دوسرا سامان توپخانہ وغیرہ کا ہمراہ لیکر اپنی دارالامارت فیض آباد سے کوچ کر کے عمدۃ الملک کو لکھا کہ مین بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہون۔ مگر مرہٹون سے لڑنا آسان نہین ہے میرا صوبہ مفسدا اور بدمعاش زمینداروں کا آرام گاہ ہے۔ انکی وجہ سے ناموس کے باب مین بڑا اندیشہ ہے نہ تو صوبہ اودہ مین چھوڑ سکتا ہون۔ کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے مین نہین ہے اور نہ ہمراہ لے جا سکتا ہون۔ پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ عنایت ہون تاکہ عیال واطفال کیطرف سے دلجمعی کر کے مرہٹون کی سزا دہی مین مصروف ہوون۔ عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکھا کہ بادشاہ سے عرض کر کے اجازت حاصل کرلو اور اس بارے مین مین بھی بادشاہ کے حضور مین تحریک کرونگا۔ جب بادشاہ کیخدمت مین عرضی گئی تو اونھون نے قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعون کو صفدر جنگ کے حوالے کردین۔ صفدر جنگ بنارس تک پہنچکر پل باندھ کر دریاے گنگا سے اوترے اور اپنے عیال واطفال کو لیکر قلعہ چنارگڈھ مین آئے اور اوس کو دیکھکر پسند کیا اور اپنی جانب سے اوس کی محافظت کے لئے آدمی مقرر کر کے آپ بہ کمال شوکت وجاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد تک ہمراہ لے گئے۔ اس ارادے سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد ونواح مین مرہٹون سے مقابلہ ہو جائیگا۔ تو بہرصورت متعلقین کو قلعہ مذکور مین پہنچا دیا جا سکتا ہے مہابت جنگ نے سید ہدایت علی نایب عظیم آباد کو لکھا کہ صفدر جنگ مدد کو آتے ہین جب قریب پہنچین تو استقبال کرنا چاہیے تاکہ اونکو کسی طرح کا ملال نہو عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سے عجیب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تھا۔ گویا ایک قیامت برپا تھی۔ کیونکہ یہان کے لوگون نے دہلی مین قتل عام نادری کی خبر سن رکھی تھی۔ سید ہدایت علی کے پاس جسقدر سپاہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے ساز وسامان اور فوج کی آن بان کے روبرو اوسکی کیا حقیقت تھی سید ہدایت علی چونکہ صفدر جنگ سے پہلے سے شناسائی نہین رکھتا تھا حفظ آبرو کے خیال سے مرید خان کو ملاقات کے لئے واسطہ بنایا۔ یہ مرید خان چونکہ محمد شاہ کے امرا مین سے تھا اسلئے صفدر جنگ سے تعارف رکھتا تھا۔ مرید خان صفدر جنگ کی ملاقات کو گیا۔ اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لئے تقریب کی اور صفدر جنگ کیطرف

ایک پروانہ دستخطی اور دلاسے کے مضمون لیکر سید ہدایت علی کے پاس بھیجا۔ سید ہدایت علی گھاٹ
منیر تک اپنی ضروری سامان کے ساتھہ استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اوسپر بہت مہربانی
کی بعد اسکے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے اور سید ہدایت علی نے کے طرز عمل سے بہت خوش رہے
صفدر جنگ نے عظیم آباد پہنچکر حکم دیا کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور مال وغیرہ سے خالی کر دینا
چاہتے ہے۔ بلکہ اس حکم کے پیشتر ہی اونکے نوکر قلعہ کے دروازونپر بیٹھہ گئے تھے۔ آدمیون کا
نکلنا اور اسباب کا باہر آنا متعذر ہوا۔ سید ہدایت علی نے حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ بڑے
کر و فر سے شہر عظیم آباد مین داخل ہوئے اور قلعہ کو بنظر اجمالی ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیون کو متعین
کیا۔ اور خود اپنی نانا کی قبر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد مین مدفون ہین۔ یہ جگہ سعادتخان
کے باپ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے اور دولسنے باکی پور مین ۱۰ دن اون کالشکر مقیم رہا
گئے تمام منصب دار اور امرا و زمیندار اونکی سلام کو حاضر ہوئے صفدر جنگ مین غرور
و نخوت بہت تھی اکثر عالیشان آدمیون سے نہایت بے التفاتی سے پیش آتے جس سے وہ لوگ
بیدل اور ناراض ہوئے کچھہ عمدہ ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مہابت جنگ عظیم آباد مین
اسلئے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرہٹے ادہر کا رخ کرین تو اونکی مقابلے مین کام آئین۔ صفدر جنگ نے
اونکی تعریف سنکر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپ ہمین دیدو اور اونکی قیمت ہمسے لیلو
ہدایت علی نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگر ہے اور نہ مین اوس کا گماشتہ ہون وہ بھی امیر ہے
اور حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ و اتحاد ہے۔ بس اوس کا اور آپ کا مال و اسباب جسطرح چاہین
جو چاہے تصرف مین لائے۔ مگر مین اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا
صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھہ التفات نہ کیا۔ اور دو تین ہاتھی۔ تین چار توپین اپنی سرکار
مین داخل کرلین۔ اور یہ بات بالکل اونکی شان کے لایق نہ تھی۔ جب یہ خبر مہابت جنگ سے
سنی تو اوسپر بہت شاق گذرا اور سمجھ نے خیال کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ ہے
اسلئے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ مرشد آباد کو نہ آئی اپنے صوبے کو معاودت
فرمائیے۔ اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کی مدد کی حاجت نہین
باقبال حضور جو کچھہ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا۔ امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کے
نام واپسی کا حکم صادر فرمایا جائے۔ ورنہ میری اور اونکی صحبت موافق نہ آئیگی۔ بادشاہ نے
بموجب گذارش مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد

اپنے صوبے کو لوٹ جاویں اور اونکی وکلاء کو بہی تاکید سخت ہوئی ابہی صفدر جنگ کے
پاس بادشاہ کا شقہ معاودت کے باب مین نہین بہیجا تہا۔ مگر اونکی وکلا نے اونکو پیشتر ہی
اس امر کی اطلاع کردی کہ نہایت جنگ کی عرضی موصول ہونے پر بادشاہ نے معاودت
کے واسطے آپ کو لکہا ہے اور صفدر جنگ کو اونکی ہرکارونکی ذریعہ سے یہ بہی خبر پہونچی کہ
بادشاہ کے حکم کے موجب بالاجی راو نہایت جنگ کی کمک کے لئے نہاسا کے
مقابلے مین اپنے مقر دولت سے روانہ ہوا ہی۔ چونکہ باجی راو اور برہان الملک سے سنہ ۱۱۴۹ ہجری
مین جہگڑا ہوا تہا اور چند مرہٹہ سرداروں کو برہان الملک نے میدان معرکہ مین گرفتار کیا تہا
کہ وہ ابتک صفدر جنگ کی قید مین تہے اسلئے صفدر جنگ بالاجی راو سے اندیشہ رکہتے تہے
اسلئے اونہوں نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجہا۔ اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گہاٹ
سنیسر پل باندہکر اوترگئے اور سنیسر سے سید ہدایت علی کو رخصت کردیا اور صفدر جنگ نے
محمد خان بنگش کو بہی لکہا کہ آپ مرہٹوں کو ادہر آنے سے روکیں۔ اگر اون ممالک مین پہنچ
گئے تو اونکے ہاتہ سے بڑا نقصان پہنچے گا۔ جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ ہوا خواہان کو چاہیے
سے ہرطرح آپ اپنے دل کو مطمئن رکہین۔ کیونکہ کفار کے حق سے ہم تمام مسلمانونپر
واجب ہی کہ متفق اللفظ والمعنی ہوں۔ اور چونکہ ہمارے اور آپکے درمیان مراتب یگانگی
کے علاوہ اتحاد دلی متحقق ہے پہر کسطرح کفار کی شورش کے وقت علیحدہ رہ سکتا ہوں
اور پہر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب مین محمد خان یوں لکہتا ہی کہ مرہٹوں کی تنبیہ
اور گوشمالی ساز و سامان سے تعلق رکہتی ہی۔ اور خدا کے فضل سے آپ ہرطرح کا سامان
اور اقتدار رکہتے ہین اور توپین اور جزائل آپکے پاس ایسی ہین کہ اگر اون گمراہوں کے ایک
لاکہہ سے زیادہ سوار مقابلے مین آجائینگے تو اون کے صدمات سے مثل ناعان کمان دیدہ کے
ٹہر نہین سکینگے۔ اگرچہ میری خانہ نشینی اور بے سامانی کی کیفیت چہپی ہوئی نہین ہی۔
لیکن پہلے اس سے بہی مکرر آپ کو لکہا گیا اور اب پہر تحریر کرتا ہوں کہ مین ہرطرح آپکا شریک
ہوں اگر فرض کرلیا جائے کہ مرہٹے جمنا کو عبور کرینگے تو اول اون کا مقابلہ میرے ساتہ
واقع ہوگا اور خدا کی عنایت سے اونکو سزا ایسی پر ایسی اچہی طرح دیدیجائے گی کہ پہر اونکو
گنگا کے عبور کرنے کی مجال نرہیگی [1]

---

[1] مکاتبہ عزیز القلوب ۱۲

عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدر جنگ کو دہلی مین بلانا

عمدۃ الملک[1] امیر خان نے قمر الدین خان وزیر اعظم کی نیش زنی کے خوف سے جسکی وجہ سے اوس کو شاہجہان آباد چھوڑکر الہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدر جنگ سے دوستی پیدا کر لی تھی سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دہلی مین طلب کیا تو اوس نے بادشاہ سے عرض کر کے صفدر جنگ کو بھی اودہ سے بلوایا ابتدای رجب سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین بادشاہ کا شقہ صفدر جنگ کی طلب مین بہیجا۔ بعد و ود شقہ بادشاہ[2] صفدر جنگ نے جو کہ سابق سے عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کر کے اپنے تیئن اوس کا متوسل خیال کرتے تھے اوس سے حاضری کے بارے مین رای لی۔ عمدۃ الملک نے ایسے مقتدر کا اتفاق اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین ضروری سمجھہ کر ترغیبات دین۔ صفدر جنگ اوسکو ایما سے روانگی پر آمادہ ہوے راجہ نولراے کو جو سابق مین صفدر جنگ کی سرکار مین ادنے درجے کا ملازم تہا اور بتدریج ترقی کر کے اعلے درجے پر پہنچ گیا تہا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چندروز تا فراہمی فوج اور اپنے سرداروں اور معتمدوں کے حاضر ہونے اور سامان سفر تیار کرنے کے لئے ٹہہرے رہے اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا۔ عمدۃ الملک صفدر جنگ کی روانگی سے قبل الہ آباد سے کوچ کر کے رمضان سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین دہلی پہنچ گیا تہا وسط شعبان مین صفدر جنگ تمام سامان تیار کر کے چلنے کو تیار رہے۔ جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار ہوا تو ایک گہڑی رات سے بیگ خان کے مکان مین ٹہیرے۔ اور عبد الرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھہ کر ساعت روانگی کی خبر دی۔ صفدر جنگ سوار ہو کر اپنے باغ میں داخل ہوے جو تہوڑی مسافت پر استادہ تھا یہان چندروز قیام کر کے اوائل ماہ رمضان مین کوچ کیا اور مع اہل و عیال کے روانہ دہلی ہوے۔ گیان پرکاش مین لکہا ہے کہ سواری فیض آباد سے سات آٹھہ کوس پر نکلی تھی کہ وہان یعنی اثنا ے راہ دہلی مین شجاع الدولہ کی ولادت کی خبر پہنچی تمام رسالہ داروں اور جماعہ داروں اور امیروں نے مبارکباد کی نذرین دکہائین۔ ایک شخص نے تاریخ تولد اسطرح نظم کر کے نذر کی ہے[3] ہوالتماس نواب منصور بر آمد آفتاب از مطلع نور۔ نواب نے ناظم کو پانچہزار روپے نقد دیے اور ایک گانوں جاگیر

---

[1] یہ بیان جام جہان نما سے ملتا ہے [2] یہ بیان سیر المتاخرین سے ماخوذ ہے ۱۲

مین عطا کی تھی اور جس مقام پر یہ خبر سنی تھی وہان مبارک گنج آباد کیا۔ اس شعر کے دوسرے
مصرع سے گیارہ سو چوالیس نکلتے ہین۔ اور یہ سفر گیارہ سو چھپن مین واقع ہوا تھا۔ گمان ہوتا ہے کہ شعر
کے مؤلف کو سہو واقع ہوا۔ حقیقت مین شجاع الدولہ ۱۱۴۴ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔ مگر یہ
وہ زمانہ تھا کہ صفدر جنگ ابھی مسند نشین نہین ہوتے تھے۔ برہان الملک زندہ تھے۔
صفدر جنگ نے نانامئو گھاٹ واقع پرگنہ بلہور[1] ضلع کانپور پہنچکر چار روز تک مقام کیا
اور کشتیون کا پل بند ہوا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خان چیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد
کی طرف سے پرگنات ہوسی نگر بلہور اکبر پور اور قنوج کا عامل تھا۔ اوس نے کہا کہ جب تک
اوس نقصان کی بابت جو مضلون کو پہنچے معاوضہ نہ دیا جاوے تب تک میری عملداری کی
حدود مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے ہون۔ یہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار
گذرا اور اوہون نے ایک سانڈنی سوار اس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا نواب نامدار
سلامت شمشیر خود را درمیان نکنن وگرنہ آب نخواہد ماند محمد خان نے اپنے دیوان صاحب
راے کو جواب ترکی بترکی لکھدینے کا حکم دیا منشی نے اوس خط کی پشت پر اسطرح
جواب لکھا نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در معرکہ میدان بے خون چشیدہ
بیان نمی آید صفدر جنگ نے یہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے
لیکن اونکی مشیرون نے اونکو لڑنے کی راے نہین دی۔ اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا
سبب ہوگا اور لوگون نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوئے تو کہا جاوے گا
کہ چیلے کے ساتھہ لڑے تھے اور اگر خدانخواستہ بنوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لیے
بدنامی کا ٹیکا آپکے ماتھے رہیگا۔ چنانچہ وہ اوس قرب و جوار سے فی الفور روانہ ہوکر
دہلی چلے گئے۔ شمشیر خان کے اشارے سے اونکی خاص فوج کا اسباب لٹ گیا
کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکھنؤ کے حکام اور محمد خان کے خاندان مین باہم ملال
پیدا ہوگیا۔ یہ بیان اون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ مگر غزیر القلوب سے
معلوم ہوتا ہے کہ نواب محمد خان بنگش اور صفدر جنگ مین اسوقت تک نہایت دوستی
اور تپاک تھا اور نواب محمد خان کی عین خوشی یہ تھی کہ صفدر جنگ اثناے سفر مین فرخ آباد
مین بھی نزول اجلال فرمائین۔ اور صفدر جنگ کا بھی ابتدا مین یہ ارادہ تھا۔ مگر پھر

[1] یہ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

زبانی رستم بیگ ایلچی حواله شده بود با ابراز نامبرده دریافت شد اگر تشریف آوری شریف باین راه اتفاق می شد لوازم ضیافت قسمی که دل میخواست بعرصهٔ ظهور می رسید لیکن چه توان کرد بنابر تاکید حضور انور عزیمت سامی از سمان راه صورت گرفت باین ساعت رسیدن طعام پخته متعذر بود لهذا رفعت پناه شمشیر خان و افضل خان را فرستاده شده مراتب اشتیاق را گذارش خواهند آورد امید که تا هنگام مواصلت مسرت سالمت همواره به صحائف نشاط آگین انبساط تزئین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط باید داشت ۔ اب ہم پھر اصل بیان کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ نول رای جو صفدر جنگ کے ساتھ تھا اوسکو صفدر جنگ نے گنگا کے گھاٹ سی اودھ کو رخصت کردیا اور سید ہدایت علی کو خیر آباد کی فوجداری دیکر نول راے کے ہمراہ کیا اور کہا کہ تمنے سفر کا رنج اوٹھایا ہے ۔ چند روز آرام کرو اگر راجہ سی صحبت بر آر نہو تو ہماری پاس چلے آنا ۔ مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نکی اور صفدر جنگ کے ہمراہ رہے کوہ جالیسر کے نواح میں عید آئی صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوئے پھر کوچ کرکے دہلی کے نزدیک پہنچے نثار محمد خان بہادر شیر جنگ ولد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کے ماموں کا بیٹا تہا اور بجاے خود ایک امیر تھا مع راجہ لچھمی نراین وکیل صفدر جنگ کے دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ دریاے جمنا کے کنارے پہنچے اور یہان مقام کیا اور اپنی فوج مغلیہ اور ہندوستانی کو تیار کرکے جنکے پاس باناتی وردی اور ولایتی گہوڑے نقرئی سازسے آراستہ تھی ۔ اور ہاتھیوں کو زری کی جہولوں اور گنگا جمنی حوضوں سی سجا کر بڑے تجمل اور شوکت سی اپنے مقام سے سوار ہو کر قلعہ شاہی کیطرف روانہ ہوئی صفدر جنگ کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیوں سی کم ہجوم نہ تھا صفدر جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل ہوکر حسب ضابطہ دیوان خاص کے طلائی برج مثمن کے مقابل جو خورشید کی طرح دمک رہا تھا سواری سی اوترے اور ادائے تسلیمات اربعہ بجا لاکر تہوڑی دیر کھڑے رہے اور پہولوں کا ہار لیکر جو بادشاہ نے کسی خواجہ سراے محل کے ہاتھ بہیجا تہا سوار ہو کر اپنے قیامگاہ کو لوٹ آئی ۔ بادشاہ صفدر جنگ کی طرز سواری سی نہایت محظوظ ہوئے جمعرات کے دن ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے پاس جمنا کے کنارے بر دو درجے کے خیمے برپا ہوئے اور صفدر جنگ تمام خدم و حشم اور فوج و سامان کے ساتھ کشتیوں کے پل پر سے عبور کرکے اپنے خیمہ گاہ میں جا اوترے

وزیر اعظم قمرالدین خان حسین بہادر نصرت جنگ استقبال کو آئی خیمہ اول ملازمان صفدر جنگ سے بھرا ہوا تہا حکم دیا کہ یہ سب آدمی خیمے سے نکلکر میدان مین زین پوشون پر بیٹھہ جاوین اور خیمے کو ہمراہیان وزیر کے لیئے خالی کردین وزیر کے ہمراہیون نے اوس خیمے مین پہونچکر ہجوم کیا وزیر صفدر جنگ کے خاص خیمے کے دروازے پر پہنچکر وہان ذرا ٹہیرے اور چند مصاحبون اور امرا کو ہمراہ لیکر اندر گئی۔ صفدر جنگ بھی چند مصاحبون کے ساتھ خیمے مین انتظار کرتی تھی جب وزیر کو دیکہا تو مسند سے اُٹھے اور وسط صحن تک استقبال کر کے بعد معانقہ ایک مسند پر آن بیٹھے گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کی مدارات ہوکر جواہرات اور کپڑو نکے خوان اور ہاتھی گھوڑے پیشکش مین دیے گئے۔ اسکے بعد وزیر رخصت ہوکر پیشتر چلے اور اونکے پیچھے سے صفدر جنگ بڑے کروفر کے ساتھ سوار ہوکر شام کو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور تسلیم کورنش ہوکر دارا شکوہ کی حویلی مین داخل ہوئے یہ حویلی برہان الملک کے عہد سے بادشاہ کی عنایت سے اونکے قبضے مین چلی آئی تھی۔ آخر بتدریج تمام لشکر اور فوج شہر مین داخل ہوگئی۔

نول رائے کا حال و انتظام

یہ نول رای صفدر جنگ کا دیوان یعنی بخشی تہا اور سکسینہ کایستھہ جلوا اور براسنا خاندان سے تہا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا۔ اپنی خوش لیاقتی سے صفدر جنگ کا دیوان ہوگیا تہا۔ اول اول رتن چند دیوان اعظم عبداللہ خان و حسین علیخان قاتلان فرخ سیر کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ سنہ ۱۱۳۱ھ مین ہوئی تھی۔ گیان پرکاش مین لکہا ہے کہ جب نواب صفدر جنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول رای نے اودہ مین سیاہ کو ترقی دی عدالت گستری کے ساتھ حکم چلایا مزاج مستقل رکھا جو بات منہ سے نکالتا اوس پر جم جاتا قوم مغل اور ہندوستانی کو ایک نظر سے دیکھتا تمام ملازمین کو ماہ بماہ تنخواہ دست بدست تقسیم کراتا۔ اوسکی سرکار مین بانجہار سوار خوش اسپہ و جواسپہ ملازم تھے۔ اور پیادونکی فوج بھی بھاری تھی۔ اور توپخانہ۔ اور شترنال اور زنبورچی اور شب برچے بہت کثرت سے رکہتا تھا۔ اور جزائل انداز اور بان انداز اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کیے تھے جب کبھی اوسکو یہ خبر پہنچتی کہ فلان جگہ کے زمیندار نے سرکشی کی ہے تو فوراً دو پہر لیان کرتا ہوا وہان پہنچتا۔ اور اوسکو قرار واقعی سزا دیتا زر تحصیل مین اوسنے نہایت آسانی کر دی تھی۔ اور تنخواہ سب کو خزانے سے نقد دیتا تھا۔ اور ماہ اسا[illegible]

میں ہر ایک پرگنہ اور گانوں کی تشخیص کراتا اور تشخیص سے ایک حبہ زیادہ نہ لیتا رعایا اور آبادی کی
ترقی میں رات دن کوشش کرتا مال ملک میں بڑھاتا - اوس کے عہد حکومت میں سب خوش تھے
اوس کی انصاف کی ایک حکایت یہاں بیان کی جاتی ہی کہ ایک بار نول رای کا مقام پرگنہ سانڈی
میں قصبہ سی چار کوس کے فاصلہ پر ہوا - اوس کی سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ ڈیرا اور سامان اور تمام
لشکر کو رات سی روانہ کر دیتا اور خود غسل اور پوجا کر کے اور کھانا کھا کر پہر دن چڑھے سوار ہوتا -
اوسدن اپنی ضروریات سی فرصت پا کر کمر باندھ کر ہتھیار لگا کر ڈیرے سی نکل کر ہاتھی پر سوار ہونا چاہا
کہ اوسی وقت پرگنہ سانڈی کی رعایا سے اہل حرفہ نے آ کر دہائی دی اور فریاد کی کہ سلام اللہ [illegible]
نے ڈاکہ مارا ہی - ہمارا مال لوٹ لیگیا ہی - راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کریں تو غول سی
دو شتر سوار نکلے اور اوسکو لانے کے لیے شتر دوڑا کر گئے - ابھی راجہ کھڑا تھا کہ فراشوں نے مرضی
پا کر کرسی اور مونڈھا اوسی جگہ لا کر بچھایا راجہ اور رسالہ دار و جمعدار و مصاحب گھوڑوں سے
اوتر کر بیٹھے اور بادشاہوں کا تذکرہ باہم ہونے لگا - ایک پہر نہ گذرا تھا کہ سلام اللہ کو شتر سوار
لے آئے راجہ نے اوس سی بلند آواز کی شائستہ کہا کہ یہ آدمی فریادی ہیں - تمنے کیوں انکو لوٹا
ہے - سلام اللہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام گناہگار ہی - حکم ہوا کہ راضی نامہ لاؤ - اوسیوقت
سب [illegible] [illegible] کر کے راضی کیا اور اونسے راضی نامہ حاصل کر کے نذر کیا نول رای
نے رعایا سی دریافت کیا کہ راضی ہو گئی - عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہنچے اوسوقت
راجہ سوار ہوا نقارہ آگے تھا - نقارچی نے ڈنکے پر چوٹ ماری - غرضکہ راجہ نول رای ایسا
داد گستر تھا کہ رعایا اور سپاہ دونوں اوس سی راضی تھے -

صفدر جنگ کو توپخانہ کی افسری اور کشمیر کی صوبہ داری ملنا

عمدۃ الملک کی سفارش سی ۶ صفر ۱۱۵۶ ہجری روز یکشنبہ کو اول روز میں بادشاہ [illegible]
کو میر آتشی یعنی توپخانے کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے زرہ داری اور
حقوق [illegible] [illegible] کی تھا اور [illegible] [illegible] کے الفاظ اپنی زبان سے ارشاد کیے - صفدر جنگ [illegible]
[illegible] [illegible] آتش کے لیے ضروری ہوتا تھا قلعہ میں آراستہ کر کے اپنی [illegible] [illegible]
اور [illegible] ہدایت کی بادشاہ سے سفارش کر کے [illegible] کی سند اوسکو دلا دی اور بادشاہ
کی کورنش سے مشرف کرایا - اور خدمت مذکورہ کا خلعت دلوایا - ۲۷ شعبان ۱۱۵۵ ہجری

کو بادشاہ نے اسد الدولہ اسدیار خان کو صوبہ داری کشمیر سے معزول کرکے یہ خدمت صفدر جنگ کو عطا کردی جنہوں نے اپنے ماموں کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور رہ وسنائی کے وہاں کے بندوبست کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہاں پہونچکر میر اللہ کو جو بڑا بہادر اور متمرد تھا جھوٹے عہد و پیمان کے ساتھ دلجوئی کرکے اپنے پاس بلایا اور قید کردیا۔ اور تھوڑے دنوں وہاں رہکر انتظام کرکے صفدر جنگ کے ایک رفیق افراسیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے حکم سے اوس صوبے کی نیابت پر چھوڑکر خود شاہجہان آباد کو لوٹ گیا۔

ملازمان نواب علی محمد خان روہیلہ کے ہاتھ سے داروغہ عمارات صفدر جنگ کو ہزیمت پہنچنا صفدر جنگ کا محمد شاہ کو نواب علی محمد خان سے ناخوش کردینا بادشاہ کی نواب علی محمد خان پر چڑھائی طول طویل محاصرے کے بعد نواب علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کرلینا بادشاہ کا نواب علی محمد خان کے ہاتھ سے ملک روہیلکھنڈ نکال لینا

سنہ ۱۱۵۸ھ میں داروغہ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لٹھے کاٹنے کے لئے دامن کوہ کماؤن میں آیا تھا۔ نواب علی محمد خان روہیلہ کے ملازم تھانے میں متعین تھے اونسے لڑائی ہوگئی اور کئی آدمی دونوں طرف سے مارے گئے۔ اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب کئے گئے داروغہ کارخانہ نے کو جنگل میں چھوڑکر دلی بھیجا۔ اور صفدر جنگ سے کہا کہ آپکی عمارت کا تمام کارخانہ روہیلوں نے برباد کردیا اور نوکروں کو مار ڈالا۔ صفدر جنگ کو بہت غیظ پیدا ہوا کہنے لگے کہ اب ہماری یہ ذلت ہوگئی کہ روہیلوں نے ہمارے کارخانہ عمارت کو لوٹ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات میں کریں اور بادشاہ کو علی محمد خان کی سزا دہی پر متوجہ کریں تو بہتر ہے۔ ورنہ میں ضرور بادشاہ سے عرض کرونگا اعتماد الدولہ نے اگرچہ بظاہر آپسے بلے کردیا لیکن صفدر جنگ سے دلی عناد کی وجہ سے دربردہ نواب علی محمد خان کے طرفدار رہے۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہوگیا کہ اعتماد الدولہ دوسی نواب علی محمد خان کی جانبداری کرتے ہیں تو عمدۃ الملک امیر خان اور غازی الدین خان

فیروز جنگ اور محمد اسحاق خان اور حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ میرم خان اور کامیاب خان وغیرہ
کو موافق کرکے ایک بڑا شکایت آمیز واقعہ بادشاہ کے سامنے پیش کرکے بادشاہ کو روہیلوں کے
استیصال پر متوجہ کیا۔ چنانچہ محمد شاہ ایک لاکھہ جمعیت کے ساتھہ بذات خود اس مہم پر آمادہ ہوئے
انند رام مخلص نے اس مہم کے سفرنامہ میں لکھا ہے۔ کہ ۲۴ محرم ۱۱۵۸ ہجری کو محمد شاہ دہلی سے سوار
ہوکر لونی باغیچہ میں ٹھیرے۔ وزیر الممالک اعتماد الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان اور ابو المنصور خان میر آتش
وغیرہ امرا ہمرکاب تھے۔ ماہ صفر میں بادشاہ نے امرا کو جمع کرکے علی محمد خان کی تنبیہ کے لئے
روانگی کی رائے قرار دی لشکر کی ہراولی وزیر الممالک کو ملی۔ ۱۲ صفر کو پانچ گھڑی دن چڑھے
بادشاہ نے تخت رواں سواری پر سوار ہوکر فرحت افزا سے کوچ کرکے دریائے ہنڈن کے پاس
خیموں میں مقام کیا۔ ۱۵ کو جشن نوروز کی محفل منعقد ہوئی جسکا رنگ سبز مستقی تھا اور وہ مراد ہے
تحویل آفتاب سے بکیت الشرف میں وزیر اور صفدر جنگ اور عمدۃ الملک نے ایک ایک سو ایک ایک
اشرفیاں نذر دی تھیں۔ اور تہنیت کے آداب بجا لائے اور ۱۹ صفر کو بادشاہ نے پرگنہ موہانہ میں
پہنچکر حکم دیا کہ میر بخشی دریائے گنگا کے پل کی درستی کو روانہ ہو اور بادشاہ رام گھاٹ ضلع بداؤن
کی راہ گنگا کو عبور کرکے پرگنہ گنور میں آ پہنچے۔ اسوقت نواب علی محمد خان نے آنولہ کو چھوڑکر بن گڈھ
عرف یوسف نگر میں پناہ لی۔ ۹ ربیع الاول سے ۱۶ ربیع الاول تک سنبھا زلو میں بادشاہ کا مقام
رہا ۱۷ کو آگے روانہ ہوئے صفدر جنگ کے قزلباش ملازم گانوں میں جاکر لوٹ مار کرتے تھے
اور جانور اور آدمی پکڑ لاتے تھے۔ وزیر الممالک نے بادشاہ سے عرض کرکے کھیتوں اور دیہات
کی حفاظت کے لئے فوج مقرر کردی اور حکم دیا کہ اب اگر کوئی قزلباش رعایا کو ستائے تو اسکو
سزا دینا چاہئے۔ اور باندھ کر لانا چاہئے۔ ایکدن صفدر جنگ کی سرکار کے چالیس ہاتھی
کھیتوں کی چیزوں کو لدے ہوئے تیس قزلباشوں کے ساتھ لشکر میں آرہے تھے فوج محافظ
اونکو وزیر الممالک کے پاس پکڑ لائے وزیر نے اونکو بادشاہ کے حضور میں پیش کردیا حکم ہوا کہ
ہاتھی جسکے ہیں اوسکے پاس پہنچا دو مگر آئندہ ایسا ہوگا۔ تو جملہ چیزیں سرکار میں ضبط کر لی جاینگی
صفدر جنگ نے اون قزلباشوں کو اتنا پٹوایا کہ دو آدمی صدمے سے مر گئے پہلی ربیع الثانی
کو سنبھل سے بادشاہی فوج آگے بڑھی ۱۷ ربیع الثانی کو ایک مقام پر امرا بادشاہ کے
پاس حاضر ہوئے چونکہ تھوڑے عرصہ سے بعض وجوہ سے صفدر جنگ اور قایم جنگ میں ملال تھا
اسلئے وزیر اعظم نے بادشاہ کے حکم سے دیوان خاص کے خیمے میں بادشاہ کے پس پشت

دونون کے ملاپ کراکے بغلگیر کرادیا۔ ۲۳ ربیع الثانی کو بادشاہی فوج بن گدھ سے
چار پانچ کوس کی فاصلہ پر جا پہونچی سہ پہر کے وقت نواب علی محمد خان کی فوج شاہی فوج پر
حملہ کرنے کے لئے قلعہ سے نکلی اور آگے بڑھی۔ عمدۃ الملک امیر خان اور صفدر جنگ
حاکم توپخانہ اور نواب وزیر الممالک مقابلے کو روانہ ہوئے اور گولہ اندازی شروع کرائی۔ نواب
علی محمد خان کی فوج پسپا ہوکر قلعہ مین گہس گئی ۲۶ ربیع الثانی کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نول رائے
نائب نظامت صوبہ اودھ بادشاہ کے حضور مین آتا تھا کہ اوسکی اور علی محمد خان کی سپاہ سے
لڑائی ہوگئی اور بایزید خان علی محمد خان کا سردار مارا گیا صفدر جنگ یہ خبر سنکر مدد کو
سوار ہوئے۔ نواب وزیر نے اپنے سرکار کے بخشی اول صوفی بیگ خان نامی کو حکم دیا کہ فوج
لیکر صفدر جنگ کے ساتھ جائے اور وزیر آپ سوار نہ ہوئے۔ اسلئے کہ ہرکاروںکی زبانی معلوم
ہوگیا کہ لڑائی ہونے کی خبر غلط ہے۔ اصل اس واقعہ کی اسقدر تھی کہ نول رائے کی آمد آمد کی خبر سنکر
صفدر جنگ اس خیال سے سوار ہوئے تھے کہ مبادا نواب علی محمد خان اوس کا راستہ نہ روکیں
ان سب باتون کے علاوہ صفدر جنگ کی اصلی غرض یہ تھی کہ وہ بادشاہ سے عرض کر سکیں کہ نائب
اودھ کا نائب ایک بھاری جمعیت رکھتا ہے۔ حالانکہ ایسا تھا تو اوسکے ہمراہ لانے مین اوسکے
ہمراہیونکی تعداد کہلے گی نہین مغلطہ باقی رہیگا۔ اور یہ رای اونکی بہت صائب تھی۔ غرضکہ
صفدر جنگ نول رائے کو ساتھ لیکر سہ پہر کے وقت لشکر شاہی مین داخل ہوئے۔ امرائے
بادشاہی نے علی محمد خان کے مغلوب کرنے مین نہایت سستی اور کاہلی کا برتاو کیا۔ اننددام اس
امر کی نہایت شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ ان بے صلاحیت اور برگزیدہ ہا
دولت کے کیا مدنظر ہے۔ سلطنا بھی مین انکی نہین بودی تدبیرونکی وجہہ سے لشکر نادرشاہی
ہندوستان پر مسلط ہوگیا۔ اور اسے تباہ کردیا۔ نواب علی محمد خان ایک چہوٹا سا تعلقہ دار ہے
بادشاہ نے اوسپر بنفس نفیس چڑہائی کی۔ اور اوس کے قیامگاہ سے تین کوس کے فاصلے
پر پہونچگئی۔ مگر وہ ابتک مطیع نہو سکا۔ امرائے شاہی روز حملے کے لئے سوار ہوتے ہین
اور کچہہ دور جاکر لوٹ آتے ہین۔ اور اسی قدر پران سردارون نے کفایت نہین کی۔ بلکہ
ایک یہ قیامت کی بات ہے کہ بادشاہ کو بعض امرائے بے سروپا اور تہوڑے سے خواص اور
چند خواجہ سرا کے ساتھ تنہا چہوڑکر خود آگے بڑہکر ڈیرے کردیتے ہین۔ میر آتش کا
یہ حال ہے کہ وہ توپخانے کے افسر ہین مگر سب سے زیادہ کاہل مزاج اور بے پروا

ہین - مآثر الامرا مین لکھا ہی کہ وزیر کے مستعدی نہ ہونے کو نواب علی محمد خان نے غارت کر دیا تھا
مگر پھر بھی وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے برخلاف نواب علی محمد خان کی طرفداری کرتے تھے
سیر المتاخرین کا مولف بھی کہتا ہی کہ وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے ساتھ تھا اور بعضے بھی
اسلیئے نواب علی محمد خان کے در پردہ طرفدار تھے - ان دونون امیرون نے بھی اس بار پہلے کی مہم
کو وزیر کی مرضی پر چھوڑ کر آپ ڈھیل ڈال دی تھی - بنگڈھ کے گرد اسقدر گنجان بانس بوئے ہوئے
تھے کہ کسی صورت سے گولہ اونکی پار نہ جا سکتا تھا - ہان بڑے بڑے گولے شاہی توپون سے
بنگڈھ مین پہنچتے تھے اور طول محاصرہ سے گھوڑون وغیرہ کو گھاس دانہ کی بہت تکلیف ہونے لگی تھی
آخر الامر روہیلون نے نواب علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیے کیونکہ بادشاہ سے سلطنت
جنگ کرنا ہے اور اسپر اوسکی عورت حرام ہو جاتی ہی بحکم جمادی الاولی کو نواب علی محمد خان نے نواب
قایم خان والی فرخ آباد کی معرفت بادشاہ کی خدمت مین اطاعت اور عفو تقصیر کی درخواست
کی اور بادشاہ سے بعض شرائط کی بجا آوری پر راضی ہوتے اور اقرار کیا کہ [illegible] کے موافق
زر نقد بھی نذر کرونگا - وزیر الممالک نے بتوسط ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کے حضور مین
بھیجی - بادشاہ رضامند ہو گئے اور وزیر الممالک کو اختیار دیا کہ جو مناسب سمجھو اور [illegible] کے مطابق
کارروائی کرو - اور دوسرے دن سوال و جواب ہو کر صلح قرار پائی - اور حضرت سے لڑنا بھی موقوف
ہوئی - ۳ - جمادی الاولی روز جمعہ کو نواب علی محمد خان بنگڈھ سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے
سوار ہوئے - اس عرصہ مین آندھی چلنے لگی - پھر کچھ بوندا باندی ہوئی - اونکی سواری آہستہ
آہستہ چلکر قایم خان کے ڈیرے کے پاس پہنچی - وہان تھوڑی دیر قیام کیا - اور راہ کی گرد آلود
اور بھیگی ہوئی پوشاک بدلی - آنند رام مخلص نے بنگڈھ کے سفرنامہ مین بھی اسی طرح لکھا ہے -
یہان ایک بات جان لینے کے قابل ہی کہ تاریخ فرخ آباد مین آرون صاحب نے بیان کیا ہی
کہ نواب علی محمد خان صفدر جنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی مین حاضر ہونا چاہتے تھے -
اور نواب صفدر جنگ کے دیوان نول راے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا تھا
قایم خان کی فوج صفدر جنگ کے داہنے ہاتھ کیطرف تھی - ایک دن نواب علی محمد خان بارہ سوار
زرہ پوش پٹھانون کی ہمراہی مین صفدر جنگ کے پاس جاتے تھے - جب اونکی نظر قایم خان کے
خیمے پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہی - جواب ملا کہ قایم خان کا - تب اونکی خاص سردارون
نے کہا کہ کیا ضرور ہی معاملہ صلح کو اعتبار ایک شخص اور اوسکے دیوان نول راے پر رکھا جاے

یہان آپکے ہمقوم نواب قایم خان موجود ہین اونسے سفارش کے واسطے درخواست کیجے نواب نے
اس بات کو قبول کیا - اور قایم خان کے پاس گئے قایم خان اونسے نہایت تپاک سے ملے جب صفدر جنگ
نے جو منتظر تھے یہ مضمون سنا تو نہایت برہم ہوئے اور تمام عمر نواب قایم خان سے بغض رکھا -
یہ بیان انندرام کے بیان کی سلامتے جس سے ہمنے اقتباس کیا ہے صحیح نہین معلوم ہوتا اور نہ یہ قیاس مین
آتا ہے کہ نواب علی محمد خان پہلے سے تجگی کئے بغیر یونہی قایم خان کے ڈیرے چلے جاتے -
خلاصہ کلام یہ ہے کہ نواب علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قایم خان کے ڈیرے پر چھوڑا اس
اور دو تین سو سوارونکے ساتھ نواب وزیر الممالک کے ڈیرے پر گئے - عمدۃ الملک اور ابو المنصور خان
صفدر جنگ اور قایم خان مورچونسے سوار ہوکر بادشاہ کے دربار مین چلے گئے اور سہ پہر کے وقت
نواب وزیر نواب علی محمد خان کو اپنے ہمراہ لیکر مورچونسے سوار ہوئے وزیر الممالک پہنچے تو بادشاہ
محل کے اندر سے نکلے - دیوان خاص مین مسند زرین پر بیٹھے - اول عمدۃ الملک مدار المہام پھر دوسرے
امراے سلطنت باریاب مجرا ہوئے - بعد اسکے بادشاہ نے علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا
انتظام الدولہ خلف وزیر اعظم اونکے دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر حضور مین لیگئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اس کو آزاد اور اسکی تقصیرات کو معاف کیا اسکے ہاتھ کھولدینا چاہئے - نواب علی محمد خان اداب
بجالائے اور ہزار اشرفیان نذر گذرانین جو منظور ہوئین - نواب علی محمد خان کو رخصت کردیا -
اور حکم دیا کہ بالفعل قایم جنگ کے پاس رہین - پانچ جمادی الاولی یکشنبہ کو چھ گھڑی دن
چڑھے بادشاہ نے کوچ کردیا - تمام لشکر کے پیچھے عمدۃ الملک تھے - اور نواب علی محمد خان
سو سوار اور سو پیادونکے ساتھ عمدۃ الملک کے ساتھ ساتھ تھے - اور اونکے تمام علاقہ پر فریدالدین خان
ابن نواب عظمت اللہ خان سابق صوبہ مرادآباد حاکم مقرر کئے گئے - اور بادشاہ نے قایم خان کو
قایم الدولہ کا خطاب عطا کیا - واپسی کے وقت گنگا کے پل کی تیاری کا کام محمد علی خان چارچی
ملازم صفدر جنگ کے سپرد ہوا تھا - پل کی تیاری مین بڑی دیر اور دقت واقع ہوئی - سلخ
جمادی الاولی ۱۱۵۸ ہجری کو بادشاہ شاہجہان آباد مین پہنچ گئے - ابو المنصور خان صفدر جنگ
روہیلون کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ انمین کا ایک متنفس باقی نہ رہے اسلئے
بادشاہ سے کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب علی محمد خان کو میرے حوالہ کردین - مگر وزیر اعظم اونکے
ہمیشہ آڑے آتے تھے اور صفدر جنگ کی کوئی بات نواب علی محمد خان کی برخلاف بادشاہ کی حضور مین چلنے نہ دیتے

۱ دیکھو تاریخ عالم شاہی

شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ بادشاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجم الدولہ میں قرابت پیدا ہو جائے
ایک دن صفدر جنگ سے کہا کہ شجاع الدولہ کا کہاں بیاہ کروگے عرض کیا کہ میرے ماموں سعادت خان
کی بیٹی آگے اوس سے نامزد ہوئی تھی مگر اوس لڑکی کی پیٹھ پر ایک خط منحوس ظاہر ہو گیا ہے - اس لئے
شجاع الدولہ کی ماں اس نسبت پر راضی نہیں ہے - تھوڑے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلیخان
داغستانی ششانگشتی کے گھر سے آتا ہے - اگرچہ علی قلیخاں سید عباسی ہے اور حسن علیخان کا
بھتیجا ہے جو شاہ طہماسپ صفوی ثانی کا وزیر تھا - لیکن چونکہ اوسکی بیٹی گنا بیگم ایک کسبی کے بطن سے
ہے اسلئے شجاع الدولہ کی ماں اس قرابت سے بھی راضی نہیں اب دیکھئے کہاں قرار پاتی ہے بادشاہ نے
فرمایا کہ نجم الدولہ کے بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلہ نسب حلیمہ مرضعہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو پہنچتا ہے - ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجم الدولہ کی بہن کے
ساتھ ہو جائے صفدر جنگ نے عرض کی حضور کا حکم غلام کے سر و چشم پر بادشاہ نے فرمایا
کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے آداب تسلیم ادا کیا - چنانچہ سنہ ۱۱۵۸ ہجری میں شادی
قرار پائی بڑی دھوم سے شادی ہوئی ۴۶ لاکھ روپئے صرف ہوئے[1] صفدر جنگ نے اپنی
خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لئے بڑا تکلف اور کروفر کیا تھا - یہانتک کہ ساچق کے دن ایکہزار
کئی سو گھڑے چاندی کے تیار کرا کے عروس کے گھر بھجوائی کہ ہر ایک گھڑا سو روپیہ کے خرچ میں تیار ہوا تھا
بادشاہ نے عروس کی جانب سے انتظام کے لئے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا[2] - آبحیات میں
مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گنا بیگم دختر قزلباش خان امید
کے حسن و جمال اور سلیقے اور سگھڑاپے اور حاضر جوابی اور موزونی طبع کی شہرت ہوئی تو نواب شجاع
الدولہ نوجوان تھے اوس سے شادی کرنی چاہی - بزرگوں نے حسب آئین بادشاہ سے اجازت
مانگی - فرمایا کہ اوس کے لئے ہم نے تجویز کی ہوئی ہے - ایک خاندانی سیدزادی لڑکی کو حضور نے بنظر ثواب
متبنی کر کے پالا تھا اوس کے ساتھ شادی کی - اور اس دھوم سے کی کہ شاید کسی شاہزادی
کی ہوئی ہو - یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان انکی بڑی عظمت کرتے تھے -

---

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

وہ وہین بیگم صاحبہ اون کا نام تہا۔ اور آصف الدولہ کی والدہ حقیقی ۔ اس بیان مین بعض باتین غلط ہین۔ اور غلطی اونکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہین ۔

نجم الدولہ اسحاق خان بن موتمن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان موتمن الدولہ کا باپ شوستر سے ہندوستان مین آیا اور دلّی مین بعہد محمد شاہ کے عہد مین بادشاہی نوکر ہوا۔ اور غلام علیخان خطاب پایا۔ بکاولی کا تعلقہ اوسکے سپرد ہوا۔ اسحاق خان ہند مین پیدا ہوا۔ محمد شاہ نے غلام علیخان کو خانسامانی کی خدمت دی مرزا حسن اوسکے باپ کا نام تہا اسحاق خان نے کمالات مین خوب دستگاہ حاصل کی۔ نظم و نثر عربی و فارسی مین مہارت کامل رکہتا تھا محمد شاہ کی خدمت مین اسکا تقرب بہت بڑہ گیا۔ موتمن الدولہ خطاب پایا۔ دیوانی خالصہ کی خدمت اوسکے سپرد ہوئی اوس کے رسالے مین کئی ہزار سوار بادشاہی نوکر تھے جنکے گہوڑون کا داغ حرف ق مقرر تھا جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخر ہے۔ بادشاہ کو جسقدر اوسپر اعتماد تھا اوتنا کسی دوسرے امیر پر نہ تھا۔ اوسکی ناک مین چند پہنسیان نکلین ورم آگیا پانچ چھہ نوبت آئی ۲ صفر ۱۱۵۲ ہجری کو دوشنبے کے دن انتقال کیا یہ شعر اوس کا ہے ؎

زلسکہ در دل تنگم خیال آن گل بود + نفیر خواب من امشب صفیر بلبل بود

موتمن الدولہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی چہوڑی ۔ ۹ صفر روز جمعہ کو تینون بیٹے بادشاہ کی سلام سے مشرف ہوئے موتمن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ کرائی ۔ بیٹوں کے یہ نام ہین (۱) مرزا محمد یہ دونون بہائیون سے بڑا تہا۔ بادشاہ نے اول اسکو اسحاق خان خطاب دیا جو اوسکے باپ کا خطاب تہا۔ اور آخر مین نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر بیحد مہربانی کرتے تہے ایکبار مرزا محمد کو بادشاہ نے بطور سلاطین کے عہد طفلی مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹھالیا۔ کہتے تھے کہ اگر اسحاق خان نے مرزا محمد کو نہ کہا ہوتا تو نہین جانتا مین کہ میری زیست کیونکر ہوتی نجم الدولہ بخشی چہارم تہا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد مین بہی بخشی گری کی خدمت پر رہا۔ اور شاہ جہان آباد کی کروڑگیری کی خدمت بہی اوس سے متعلق رہی صفدر جنگ کے ہمراہ احمد خان بنگش ابن نواب نواب محمد خان بنگش کی لڑائی مین ۲۲ شوال ۱۱۶۳ ہجری کو مارا گیا۔ اور دہلی مین مدفون ہوا (۲) مرزا علی افتخار الدولہ (۳) مرزا محمد علی سالار جنگ ۔ آخر محرم ۱۱۶۸ ہجری مین یہ دونوں بہائی عالمگیر ثانی کے عہد مین اودہ کو

چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہو چکا تہا۔ شجاع الدولہ حکومت کرتے تھے پھر شاہ عالم نے
سعادت خاں کو تین بخشی گری کا خلعت دیئے۔ یہ واقعہ ۲۴ رجب ۱۱۵۵ ہجری کا ہی۔ دریای لطافت میں
لکھا ہے کہ یہ تینوں بہائی نہایت عیاش تھے۔ اسلئے لطیفہ گو اور خوش کلام اور بری بیگم دہلی کے
اونکی صحبت میں رہتے تھے۔

احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لئے صفدر جنگ کا سرہند کو جانا اور قمر الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کارنمایاں دکھانا صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

ماثر الامرا میں لکھا ہی کہ ۱۱۵۹ ہجری میں بادشاہ نے صوبہ الہ آباد عمدۃ الملک سی نکالکر صفدر جنگ
کے سپرد کر دیا۔ اور خزانہ عامرہ میں لکھا ہے کہ ۱۱۵۹ ہجری میں عمدۃ الملک اپنے ایک نوکر کے ہاتھ
سے مارا گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالہ کر دیا۔ ۱۱۶۱ ہجری مطابق
۱۷۴۸ء میں احمد شاہ درانی نے صوبہ لاہور وملتان پر چڑہائی کی اور اوس ملک کو دل کہولکر
لوٹا جب اوس کو ملک ہند کی بدنظمی اور دربار کی بے خبری کی خبر پہونچی تو دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا
اور لاہور سی دہلی کیطرف کوچ جاری کیا۔ محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لئے اپنی تمام
فوج اور توپخانہ اپنے ولیعہد شاہزادہ احمد کے ساتھ کرکے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان
اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگھ ولد راجہ جے سنگھ سوائی وغیرہ کو اوسکی
ہمراہ کرکے روانگی کا حکم دیا۔ ایسری سنگھ نے اسوقت پر بادشاہ سی عرض کرایا تھا کہ قلعہ
رنتھنبور مجھے عطا ہو جاوے۔ اور اوس قلعہ کے ملنے تک جانے میں ڈہیل کرتا تہا۔ بہت سے
امرا کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جاوے۔ مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ
ایسا قلعہ نہ دینا چاہیے۔ اگر کبھی مخالفت ہوگی تو راجپوتوں کے ہاتھ سے اوس کا نکلنا مشکل
ہوگا۔ ۱۸ محرم ۱۱۶۱ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذو الفقار جنگ اور معین الملک
وغیرہ کو بیرون شہر سے مع سرپیچ عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اور نو گھڑی دن چڑہے بادشاہ
نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سرپیچ باندہا اور بادلہ کا طرہ اپنی دستار سی نکالکر

اونکی دستار مین لگا دیا اور ابدالی سے جنگ کرنے کے لئے رخصت فرمایا۔ تاریخ احوال سلاطین
متاخرین ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہین گئے تھے
بادشاہ کے حضور مین رہے تھے۔ شاہزادہ احمد تمام لشکر اور امرا کے ساتھ سرہند سے گذر کر دریائے
ستلج کے کنارے ماچھی واڑے مین پہنچا اور احمد شاہ ابدالی لودہیانہ کی راہ بالا بالا داخل سرہند ہوا
اور ۱۳۔ ربیع الاول کو اس مقام کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ یہ خبر سنکر ابدالی کے تدارک کے لئے
اوسطرف کو روانہ ہوا اور اپنی فوج کا پڑاو ڈالکر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے
گرد خندق کہدوائی۔ ۱۵۔ ربیع الاول سے ۲۰ تک لڑائی جاری رہی۔ کسیقدر رسد کی گاڑیان
اور بانونکے چھکڑے اور توپون کی گاڑیان شاہزادے کے لشکر سے پیچھے رہگئی تھین اون پر
ابدالی کے لشکریون نے قبضہ کرلیا۔ ہندوستانی فوج اور بہیر بہت تھی۔ مگر افغانی فوج کے
خوف سے خندق کے اندر محصور تھی۔ ۲۲۔ ربیع الاول کو اعتماد الدولہ قمر الدین خان اپنے
خیمے مین چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ابدالی کے لشکر مین سے ایک گولہ آکر اونکے لگا اور وہین رہگرای
ملک بقا ہوئے۔ راجہ ایسری سنگھ وغیرہ راجپوت سردار جنکے ساتھ بیس تیس ہزار آدمی تھے وزیر کے
مقتول ہوتے ہی بھاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین خان عرف میر منو ابن قمر الدین خان
نے مع شاہزادے کے پائداری کی۔ ۲۴۔ ربیع الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج ہند کے مورچے ۲
بر ہاوا کیا۔ معین الملک نے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کر کے مخالف کے اکثر آدمیون
کو ملک عدم کو پہنچایا۔ مگر ہندوستانی بہت کثرت سے کام آئے۔ چونکہ افغانی فوج قریب آگئی تھی
اسلئے قریب تھا کہ ہندوستانیونکو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھکر تھوڑی
فوج شاہزادے کی کمک کے لئے روانہ کی۔ اور خود پیادہ پا ہوکر اپنی فوج کے دہکیلے اور بان اور
جزائل اپنے سامنے کر کے معین الملک اور ابدالی کے درمیان مین حائل ہوگئے۔ اور بڑی
دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ ادھر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدمہ اوٹھا چکی تھی
کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانہ آتشبار کے ساتھ آگرے۔ اور اس گرما
گرمی مین ہندوستانی توپخانہ کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے مین جا کر گرا جس سے
توپون کی گاڑیون مین آگ لگ گئی ہزارون بان چلنے لگے۔ ابدالی کے بہت سے آدمی
خاک بر لوٹ گئے۔ اور اوسکی فوجکی ساری جوانمردی ختم ہوگئی۔ یہانتک کہ میدان جنگ سے
قدم اوٹھ گئے۔ رات کو احمد شاہ نے کچھ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے۔ اور صبح کو

میدان جنگ سی کوچ کرکیا محمدشاہ مژدۂ فتح وفیروزی اور وزیر کی جان نثاری اور صفدرجنگ
کی جوانمردی اور کوشش کی خبر سنکر بہت مسرور ہوے چونکہ بادشاہ کی طبیعت ان دنون
علیل تھی اسلیے شاہزادے اور صفدرجنگ کو عجلت کے ساتھ اپنے پاس طلب کیا میدان جنگ سے
شاہزادہ مع صفدرجنگ کے روانہ ہوا محمدشاہ کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا تھا اسلیے شاہزادے
اور صفدرجنگ کی طلب مین متواتر رقعے صادر ہونے لگے۔ اور یہ لوگ جلد ہی روانہ ہوے
ابھی پانی پت کے متصل پہنچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۵ - اپریل سنہ ۱۷۴۸
کو محمدشاہ نے انتقال کیا ۲ جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو صفدرجنگ نے مقام پانی پت
مین چتر شاہی اور لوازم جلوس آراستہ کرکے بادشاہ کی نذر سی گذرانا۔ اور سلطنت ہندوستان
کی مبارکباد دی۔ اور آداب بجالائے۔ بادشاہ نے کہا کہ وزارت تمکو مبارک ہو[۱]

صفدرجنگ کو دہلی کی وزارت ملنا

احمدشاہ اپنے باپ محمدشاہ کے جانشین ہوے وہ احمدشاہ درانی کی موت کی دھوم دھام ہونے
سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور اونھون نے فیروزمند کی لوٹ مار سی سلطنت کو محفوظ
وحراست مین رکھنے کیغرض سی وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا۔ مگر جبکہ آصف جاہ
نے انکار کردیا اور صفدرجنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو۔ جسکے بعد ہی اونسنے وفات پائی تو
بادشاہ نے ناصرجنگ آصف جاہ کے جانشین کو بھی امداد و اعانت کے واسطے اوس فوج سمیت
بلایا جو اوسکی سعی و ہمت سے فراہم ہوسکتی تھی۔ مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ
احمدشاہ درانی اپنی قلمرو کے مغربی حصے مین مصروف و مشغول ہے۔ چنانچہ اس خبر کو سنکر
احمدشاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوے اور انتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے
موافق پورا کرنا چاہا۔ اور اب اوسکی مدد کی کچھ ضرورت نرہی اسوقت جدید وزارت قایم کرنے
کی تجویز درپیش ہوئی۔ صفدرجنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی۔ اور طرح طرح کی
کوششین اس کامیابی کے واسطے کررہے تھے۔ نواب علی محمد خان، پہلے کو جو ابدالی
کے حملے کے موقع پر دوبارہ روہیلکھنڈ کی حکومت پر قایم ہوگئے تھے ایک خط اونھون نے

---

[۱] دیکھو مرات آفتاب نما ۲ دیکھو ہلسن صاحب کی تاریخ ۔

اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ، محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوئے مگر اتک عہدہ وزارت کسی امیر بادشاہی
کے نام قرار نہیں پایا ہی بظاہر مدنظر بادشاہ کی میری طرف ہی - مگر امرا سے تورانی چاہتے ہیں
کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ ابن اعتماد الدولہ قمرالدین خان کو مرحمت ہوا - اگر آپ بھی تشریف
لاکر ہمارے شریک ہوں تو ہم آپکی اعانت قمرالدین سے زیادہ کرینگے نواب علی محمد خان ان دنوں
محمد شاہ کے مرنے اور نئے بادشاہ کے مسند نشین ہونے کی وجہ سے یہ چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے
کوئی آدمی دہلی کو بھیجکر کسی رکن سلطنت کی معرفت اپنے معاملے کی پختگی بادشاہ کے حضور سے
کرالیں صفدر جنگ کی تحریر کو غنیمت سمجھکر اونکو اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت
نواب علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استسقا میں مبتلا تھے - قوت سامعہ میں بھی بڑا خلل آگیا تھا
دوسرے قوی بھی بیکار سے تھے اسلئے آپ تو جا نہ سکے حافظ رحمت خان کو ہزار سوار دیکر دہلی کو
روانہ کیا حافظ صاحب دہلی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ نے جن کو بڑا انتظار تھا حافظ
صاحب کے وردو کی خبر سنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان کے ساتھ استقبال کو بھیجا
یہ دونوں سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی میں لے گئے اور اونکے ڈیرے شیر جنگ کے باغ میں
نصب کرائے صفدر جنگ نے تمام لشکر کے لئے ضیافت بھیجی - دوسرے دن صبحکو صفدر جنگ نے
حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لئے بلایا اور بہت تعظیم و تکریم کی گلے سے لگایا اور تخلیہ کر کے
تورانیوں کی مخالفت اور ایرانیوں کی موافقت کی ساری داستان بیان کی - حافظ صاحب نے
صفدر جنگ سے کہا کہ میں آپکی مرضی کا تابع ہوں آپ جو حکم دینگے اوسکی تعمیل کرونگا - اور اپنی قیامگاہ
کو لوٹ آئے اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی ملاقات کو جانے لگے - کئی دن کے بعد
صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کر کے کہا کہ کل میں خلعت حاصل کرنے کے لئے قلعہ کو
جاؤنگا - پانچ ہزار تورانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے کی کوشش کے لئے قلعہ کے
دروازہ پر کھڑے ہونگے - اور یہ چاہینگے کہ مجھپر سبقت کر کے انتظام الدولہ کو خلعت دلوادیں
اسلئے کل صبح آپ اپنے سواروں کو ساتھ لیکر میرے پاس آجائیں - چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ
رجب کی چوتھی تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا حافظ صاحب تیاری کر کے صفدر جنگ کے دروازہ پر
پہنچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کر کے حافظ صاحب کے منتظر تھے اونکے پہنچتے
ہی نہایت تزک و شان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوئے - تورانی قبل سے پانچ چھ ہزار کے قریب
جمع ہوکر چاہتے تھے کہ قلعہ میں گھس جائیں - مگر جاوید خان قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا

اونکو قلعہ کی اندر داخل نہین ہونے دیا کہ اتنی مین صفدر جنگ کی سواری جا پہنچی .... تورانی صفدر جنگ کی جمعیت دیکھہ کر دم بخود ہوگئی اور کچھہ نہ بولے صفدر جنگ قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اودہم بائی المخاطب بہ قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ کے حکم سے جاوید خان خواجہ سرا نے قلعہ کا دروازہ کہولدیا اور صفدر جنگ کو تہوڑے سے خدمتگارون کے ساتھ قلعہ مین لے لیا حافظ رحمت دروازہ پر تورانیون کے مقابلہ کے لئے کہڑے رہی - بادشاہ نے صفدر جنگ کو خلعت ہفت پارچہ مع جارقب وزارت اور قلمدان مرصع اور دوسرے جواہر کے دیا اور عمدۃ الملک[1] مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار خطاب عطا کیا اور منصب ہشت ہزاری ذات اور ہشت ہزار سوار کا دیا تہوڑی دیر کے بعد صفدر جنگ خلعت وزارت ہندوستان پہن کر قلعہ سی نکلے - اور اوس جمعیت کے ساتھ اپنی حویلی کو چلے آئے تیسرے روز صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ کے دربار مین پیش کر کے خلعت اور نوبت اور خطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا پھر باہم دوستی کا عہد و پیمان کر کے اپنی طرف سے خلعت گہوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر رخصت کیا اور نواب علی محمد خان کے لئے تمام روہیلکھنڈ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی سلطنت کی طرف سی جاری کرا دیا - میر آتشی کا خلعت صفدر جنگ پر بحال رہا اور تہوڑے دنون کے بعد اونکی استدعا کے موجب میر آتشی کی نیابت کا خلعت اونکے بیٹے شجاع الدولہ کو بادشاہ نے دیا

صفدر جنگ کی ہلاکت کے لئے سازش ہونا اور اون کا اس حادثہ سی صحیح و سالم رہنا صفدر جنگ کا بادشاہ سی روٹھہ جانا بادشاہ کا اون کو منانے کے لئے اونکی حویلی پر جانا - اکبر آباد و ملتان اور اجمیر اور الہ آباد کی حکومت کا انتظام

۱۱۶۱ ہجری مین ایک عجیب سانحہ واقع ہوا - وہ یہ کہ نواب صفدر جنگ عید اضحی کے دن عیدگاہ سی لوٹکر گہر کی طرف آ رہے تھے کہ قلعہ کے پاس جہتہ[2] ...

[1] دیکھو سیر المتاخرین و خلاصۃ التواریخ اور تاریخ مظفری مین عمدۃ الملک کی جگہ لفظ عمدۃ الملک ہی ہے [2] مرات آفتاب نما مین لکہا ہے که در جہتہ که تکمو مشہور ست عرض راه یکسر لغیه چپرہا سے دست راست آتش گرفته بان و گوله و تمنچه و تفنگ الی آخره اور احوال سلاطین متاخرین مین یون لکہا ہے که درانثائے راہ جہتہ لکمو یکبارگی آواز بان و طپانچه و تفنگ بیامد و گویہا ... آتش ریخت اور تاریخ مظفری مین ہی - درکلمہ ساباط لکمو قریب قلعہ بادشاہی از زمین بر بلندی عماری فیل جناب صفدر جنگ محاذی کلمہ مذکور آمد آتش داده سا باط بسین مہملہ مفتوح الف ساکن اور بائی موحدہ مفتوح اور ... عامی بمعنی ہی منتہی الادب مین پوشش رہگذر کی معنی مین لکہا ہے - تاریخ مظفری کا مولف یہ لفظ جہتہ کی جگہہ بولا ... رستہ کو کہنے مین جو سنا ہوا ہو - اکثر شہرون مین جہتے کے بازار ہوتے مین تاریخ مظفری مین ایک اور مقام پر لکہا ہے کہ اس جہتہ پر ...

مین جو لکھنو کی تمام سے مشہور ہی جسقدر سرراہ مکانات بر چھپر تھے اونکو آگ لگ گئی اور اوس آگ مین بان اور گولے چلنے لگے۔ صفدر جنگ کی سواری کا گھوڑا اور دو تین خدمتگار اونکی صدمہ سے مر گئے اور صفدر جنگ گھوڑے سے گر پڑے۔ مگر کوئی صدمہ نہ پہونچا۔ بعد اس کے صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہوتے۔ بہت ہی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق لیکن راز نہ کھلا۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اس واردات کا گمان انتظام الدولہ خلف کلان قمرالدین خان کی طرف پیدا ہوا اور وہ بھی چند روز کے بعد اس شبہ کے رفع کرنے کے لئے صفدر جنگ کے گھر پر معذرت کو آیا گو ظاہر مین صفائی ہوگئی۔ مگر طرفین کے دل صاف نہوئے۔ اور مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے دل مین بادشاہ کی طرف سے کدورت پیدا ہوگئی۔ اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے۔ بادشاہ نے مصلحت اسی مین سمجھی کہ صفدر جنگ کے مکان کو خود تشریف لیگئے۔ اور پھر طرح سے مطمئن کردیا۔ مگر چونکہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ کے مزاج مین بہت دخل کامل ہوگیا تہا۔ بادشاہ نے اوس نواب بہادر خطاب دیا تہا۔ بادشاہ کے تمام احکام اوسکی مرضی کے موافق صادر ہوتے تہے۔ اسلئے صفدر جنگ کے دل مین کدورت ابہرتی رہی۔ تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے مخلع ہونے کے چند روز بعد پنجشنبہ ۱۴۔ رجب سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو اکبر آباد اور الہ آباد کی صوبہ داری کا خلعت سید صلابت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات فرخ سیری کو مرحمت ہوا۔ اور دو شنبہ ۲۰۔ رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودہ کی صوبہ داری کی مستقل کا فرمان اور غسلخانے اور تسبیح خانے کی داروغگی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی۔ مگر پہر یہ تجویز قرار پائی کہ صوبہ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تہا۔ صوبہ الہ آباد سے جو ذوالفقار جنگ سے متعلق تہا تبدیل ہوا۔ کیونکہ الہ آباد کو اودہ سے قرب تہا۔ پس اودہ اور الہ آباد صفدر جنگ کے پاس رہی۔ اور اجمیر اور اکبر آباد امیر الامرا ذوالفقار جنگ کو مل گئے۔ تاریخ[۵۷] مظفری مین ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے اپنے جلوس سے دوسرے سال صفدر جنگ کے مشورے سے شاہنواز خان پسر دوم عز الدولہ ذکریا خان کو صوبہ داری ملتان کا خلعت دیا۔ کیونکہ معین الملک سے صفدر جنگ کو ملال تہا۔ شاہنواز خان

---

[۵۷] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

پندرہ سولہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے لاہور کیطرف گیا۔ ملتان کے متصل معین الملک کے نائب کوڑامل کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا۔

صفدر جنگ کا نواب قایم خان بنگش والی فرخ آباد کو روہیلوں سے لڑا دینا قایم خان کا مارا جانا صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کرلینا۔ اور خاندان بنگش کی بربادی و ہزیمت مین فریب اور حیلے کام مین لانا

صفدر جنگ خاندان بنگش کے دشمن جانی تھے اونھون نے ایک فرمان قایم خان کی طلبی مین جاری کروایا قایم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین رکھتا ہے وہ اوسکے خاندان کے دشمن ہین۔ اس جواب سے بادشاہ اور وزیر دونون سخت ناراض ہوے۔ وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیے اوس وقت صفدر جنگ کو یہ سوجہا کہ قایم خانکو روہیلون سے لڑادو دونون مین سے جس کو شکست ہوگی اوسمین اپنا مطلب نکلتا رہیگا کیونکہ نواب صفدر جنگ روہیلونسے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنی ملک کے قریب اون کا جما ہوا ہونا اون کو پسند نہ تھا۔ قمرالدین خان وزیر اعظم اور نواب علی محمد خان جب تک رہے صفدر جنگ اپنے دل کا بخار روہیلوں سے نہ نکال سکے جبکہ ۳ شوال سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۴ ستمبر سنہ ۱۷۴۹ء کو نواب علی محمد خان کا آنولے مین مرض استسقا سے نہ مرض سرطان سے جیسا کہ سیرالمتاخرین مین ہے انتقال ہوگیا تو صفدر جنگ کی رای سے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان قایم خان کے نام اس مضمون کا تیار ہوا کہ ایک بڑا کام تمھارے ذمے کیا گیا ہے یعنی بہت سے محال بریلی و مرادآباد کے جو محمد شاہ کے زمانے مین تمھاری مدد سے حاصل ہوے تھے اونپر دوبارہ سعداللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کرلیا ہے لہذا یہ ملک تمھاری حوالے کیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا جاتا ہے کہ جاکر اوسپر قبضہ کرلو۔ یہ فرمان شیر جنگ ولد سیادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ شیر جنگ فرخ آباد کی

سلہ تکملہ ذکر ملوک مؤلفہ حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی ۱۲

قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر بڑھکر قایم خان نے بڑے تزک و احتشام سی استقبال کیا فرمان
اوسکو پڑھکر سنایا گیا۔ قایم خان اداب بجا لایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان قلعہ
کو واپس آیا یہان شرفا اور عہدہ دارون نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکبادی قایم خان کا
ملک روہیلکھنڈ سی بالکل ملا ہوا تھا اسواسطے اوسکے اور روہیلون کے درمیان بہت مخالفت
تھی۔ روہیلے نواب قایم خانکی طرف سے حملے کی صورت دیکھکر خوفزدہ ہوئی۔ اور اس بلا کے
ٹالنے کے لئے اونھون نے ایک عرضداشت نواب علی محمد خان کی بیوہ کیجانب سی نواب قایم خان
کی خدمت مین بھیجی اور عرض کرایا کہ ہم ایک رقم معقول نذر کرینگے اور جتنی پرگنے دریاے گنگا کے
کنارے پر واقع ہین چھوڑ دینگے اور ارواح حضرت رسول مقبول و حضرت غوث اعظم کو شفیع بنایا
مگر نواب نے بخشی محمود خان کے بہکانے سے صلح نامنظور کی اور روہیلون کی سفارت ناکامی کے
ساتھ الٹے کو واپس آئی روہیلے فوراً اپنی فوج جمع کرکے جسمین پچیس ہزار آدمی سے کم اور چالیس
ہزار آدمی سے زیادہ نہین بتاتے ہین دوری رسولپور کے باغات مین جو بدایون سی چار میل جنوب
و مشرق میں ہی خیمہ زن ہوئی نواب قایم خان پچاس ساٹھ ہزار سپاہ اور بڑے توپخانے کے
ساتھ فرخ آباد سی آگے بڑھا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دریای گنگا کے کنارے قادرگنج مین
پہونچا اور یہان کشتیون کے پل کے ذریعے سی گنگا کو عبور کرکے ضلع بدایون مین داخل ہوا۔ روہیلون نے
راہ فرار مسدود دیکھکر اپنے خیمون کے گرد خندق کھودنی شروع کی۔ نواب قایم خان نے ۵۔ ماہ
ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری کو علی الصباح حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہنکر مع اپنی بھائیون
اور خاص سردارون اور رشتہ دارون اور اون راجون کے جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوا۔
روہیلون کیطرف سی بھی فوج مقابلے کو تیار ہوئی۔ اور بہت بڑے کشت و خون کے بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ
دن چڑھے قایم خان مارا گیا۔ اور اوسکی باقی ماندہ سردار کچھہ زخمی اور خستہ و خراب ہوکے بھاگی
اور روہیلون نے قایم خان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا اور قایم خانکی لاش کو تلاش کرکے پالکی مین
رکھکر چند معتمدون کے ساتھ فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا لڑائی سے تیسرے
روز وہ لاش فرخ آباد پہنچی۔ اور اوسکی باپ محمد خان کے پہلو مین دفن ہوئی قایم خان کی تجہیز
و تکفین کے بعد مالیہ بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ قایم خان نے نواب محمد خان کے گیارہوین
بیٹے امام خان کو قایم خان کی جانشینی کے لئے نامزد کیا جب قایم خانکی شکست و موت
کی خبر دہلی مین پہنچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا۔ سواے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے کہ

وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوئی اور خوب ہنسی اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائی۔ کیونکہ صفدر جنگ
قایم خان سے ابتدا سے عداوت رکھتے تھے۔ اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قایم خان محمد شاہ کی ملازمت
کو جاتا تو دیوان عام مین گھوڑے پر سوار ہو کر آتا تھا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تھا کہ وزیر اور بخشی
اور تمام امرا نقار خانے کے دروازے سے پیادہ پا دیوان عام مین داخل ہوا کرتے تھے محمد شاہ نے
قایم جنگ کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تھا[1]۔ جبکہ صفدر جنگ اپنے بڑے مطلب یعنی روہیلونکی شکست
سے مایوس ہوئے تو اونہون نے اپنی بدبختی کے نقصان کو یون پورا کیا کہ قایم خان مقتول
کے ملک پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بدولت بنفس
نفیس فرخ آباد کیطرف نہضت فرمائین تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نرہے اور سب مطیع
ہو جائین۔ اور اگر کوئی بندگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اوسکا وہی انجام
ہو جو قایم خان کا ہوا وہ سب نکالدئے جائینگے اور اونکی بنیاد ملک سے مستاصل کردیجائیگی
بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہو رہا تھا جو تدابیر وزیر نے پیش کین سب بے تامل راضی ہوگئے
اور سلخ ذی الحجہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق نومبر ۱۷۵۰ء پنجشنبہ کو احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کول
پہنچے اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس مقام پر چھوڑا جو بہانسی دہلی کو لوٹ گئے اور خود تھانہ دریا گنج
کیطرف بڑہے۔ یہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین فرخ آباد سے ۳۵ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال
و مغرب مین واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے۔ اور یہ سب اونکی قرابت دار
مرزا نصیر الدین حیدر و نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ کے زیر حکم تھے۔ با وجود
اسکے وزیر نے راجہ نول رای کو یہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکر میرے شریک ہو۔ نولرای نے
صوبہ اودھ کو چھوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۶۴ ہجری مطابق ۱۵ دسمبر ۱۷۵۰ء
کو مع رام نراین کے جو دس ہزار جوانون کے ساتھ اوس سے آن ملا تھا دریای گنگا کو عبور کیا اور دوسرے
روز کالی ندی کے کنارے کیطرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے روانہ ہوا
دوسرے دن نول رای اور بقا اللہ ایک گھاٹ سے ندی کے پار ہو کر پیادہ کھڑے
ہوئے۔ اور اپنے سپاہیونکو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے
مرنا یا جیتنا۔ ندی اوسوقت بڑے جوش و خروش سے جا رہی تھی۔ پانی بہ شدت بڑہ رہا تھا

---

[1] دیکھو فرح بخش صفحہ ۱۶۵ دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب ۱۲

اور ہواے شمال خوب سردی چمکا رہی تہی - اور رسد کی نہایت قلت تھی - غلہ زعفران کے بہاؤ تہا ایک دن کپڑون اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا - بعد اس کے فوج نے خداگنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا - پٹہان افغان مع فوج تعدادی ۲۹ ہزار د تو بخانہ کے مقیم تہے نولرای کی فوج لے ڈیڑہ کوس کا اور کوچ کیا - اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی - میر محمد صلح اور راجہ برہتی پت پیش لشکر پر متعین تہے - قلب لشکر خود نولرای کے زیر حکم تہا - میسرہ نواب نعما الدولہ کے تحت مین اور میمنہ رام نراین کے حکم مین تہا - کل لشکر مین پچیس ہزار سوار تھی اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر کا کچھہ شمار ہی نہ تھا - خیمے پانچ چھہ کوس کے میدان مین استادہ تھی - بلکہ جہانتک نظر جاتی تھی خیمے ہی دکہلائی دیتے تھے - شرایط عہد و پیمان باہم شروع ہوتے اور پٹہان فرخ آباد کو واپس گئی ۲۲ - محرم سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۲ - دسمبر سنہ ۱۷۴۹ء کو نول رای خداگنج کو پہونچا - پیسوقت یہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کاسگنج لین پہونچ گئے ہین - اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہین اگرچہ قایم خان کے چھوٹے بھائی - اور بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تھے - مگر ابتدا مین کوئی تیاری نہ کی گئی - مگر آخر میں کالے شمشیر خان کی کوشش سے کچھہ آدمی فراہم ہوتے اور کالی ندی کے کنارے پر متصل خداگنج شہر ۱۲ میل کے فاصلے پر سمت جنوب و مشرق متعین کئی گئے تا کہ نولرای کو بڑہنے سے باز رکہین معظم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہو کر دوسری سمت بہیجا گیا - داود خان سعادت خان اسلام خان اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گرد گشت کرتے تھے - اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باریتعالے مین دست بدعا رہتے تھے کہ بار خدایا ایسا ہو کہ بادشاہ بد اندیش و زیر کی صلاح پر عمل کر کے ہمارا معتقد کرے - اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہماری خاندان سے چہین نہ ہوے از راہ پیش بینی بطور تقدم بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ روانہ کی کہ زمانہ سابق مین یہ قاعدہ تہا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ مین مارا جاتا تھا تو اوس کے خزاین ضبط ہو جایا کرتے تھے - مگر اوس کے مراتب بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکہی جاتے تہے - لہذا مراحم خسروانہ سے امید کیجاتی ہے کہ عرض زن بیوہ کی درجہ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر بعفو جرایم سابقہ و عطاے ریاست امام خان مرحمت ہو - وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام دریا گنج سے یہ جواب بہیجا کہ مین قبل ازین ایک عرضداشت بہمین گذارش خدمت سلطانی مین پیش کر چکا ہون - اور جہان پناہ

نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی نسبت بحالی ریاست بنام امام خان مزین بدستخط خاص
عنایت فرمایا ہے وہ مین اپنے ساتھ لایا ہون اوس زمانے مین یہ دستور معین تھا کہ جس کسی کو ایسی
غرض پیش آتی وزیر کے قیامگاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ کی پیش کرتا۔
وزیر کو تو کل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اوس کی ذریعہ سے حاصل ہو جاتا بلکہ خلعت سرفرازی
بھی ملتے تھے اور مراتب نواب سابق بحال ہو جاتے تھے صرف اوسوقت حسب مذکورہ بالا اپنی تعین
سطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی۔ خیر یہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا۔ وزیر کے خط مین
اور بھی مکر اور خوشامد کی الفاظ تھے یعنی اونھون نے تحریر کیا کہ قایم خان کی وفات سے مجھکو کمال
صدمہ ہوا مین اوس کو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا۔ اب گویا میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر
فضل الہی شامل حال ہے تو مین روہیلون کا نام ونشان ملک ہندوستان مین باقی رکھونگا
بی بی صاحبہ نے اونکی تحریر کو راست تصور کر کے اور اون کے مواعید فریبی پر بھروسہ کر کے اونکی
لشکرگاہ مین جانے کی تیاری شروع کی اور ایک شتر سوار شیر خان و جعفر خان کو جلد آگے سے
واپس لانے کے واسطے دوڑایا جہان یہ دونون نولراے کو روکے ہوئے تھے۔ ان دونون کو یہ
بھی حکم بھیجا کہ نولراے سے بھی حتی المقدور اس باب مین کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہیے
کیونکہ یہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہے۔ یہان نولراے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدل
راستہ پانا بہت مشکل ہے فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان اور جعفر خان
کے پاس بھیجی کہ مین غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہون۔ اور جسوقت مین وزیر کے پاس
پہنچونگا تا مقدور تمھاری بہت کچھ سفارش کرونگا۔ اور تمھاری منشاے دلی کے حصول مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوگی۔ اون جیلون نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سے اوسکی سخنان فریب
آمیز کو بھی سچ جانا۔ اور چونکہ اوس وقت اونکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ
مین جانے کا مقصد رکھتی ہین۔ لہذا اور بھی اوس کے اقرار و پیمان پر بھروسہ کیا۔ اور فی الفور جلد کوچ
کوچ کر کے فرخ آباد کو واپس گئے۔ اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے مع اپنے چیلون کے
وزیر کے لشکرگاہ کیطرف کوچ کیا۔ جسوقت مئو مین پہنچین سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوے
اور جسوقت وہان سے روانہ ہوئین سب رئیس جلو مین اونکے ساتھ ہوئے۔ جب وزیر کے لشکرگاہ
کے قریب پہونچین سب پٹھان سردارون نے وہان مقام کیا۔ وزیر نے جسدم بی بی صاحبہ
کے آنے کی خبر سنی شیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ جسوقت شیر جنگ

قریب پہنچا لب بنے ہاتھی سے اوترکر با ادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور قایم خان کے
قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا وہ خوب رو دیا اسوجہ سی کہ وہ دونون ایک طورسی بھائی ہوتے تھے ۔ کیونکہ
اوہنون نے باہم پگڑی بدلی تھی ۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ مین تم کو بجاے قایم خان کے سمجھتی ہون
اس مصیبت کے وقت میرے کام آو ۔ اوس نے جواب دیا مین بسر وچشم حاضر ہون ۔ جان تک
دریغ نہ کرونگا ۔ بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فرودگاہ کی طرف گئین اب
متوسط شیر جنگ شرائط عہد وپیمان شروع ہوے ۔ تھوڑی دیر بعد نول رای وہان پہنچا ۔ جب وہ وزیر
کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اون قول وقرار پر بیان بالکل عمل نہ کیا جو اوس نے فرخ گنج مین کیے تھے
بلکہ جو کچھہ وہان وعدہ کر آیا تھا یہان بالکل اوسکے خلاف گفتگو کی ۔ اور بجز برائی کے ایک بات بھی
خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی منہ سے نہ نکالی ۔ چونکہ اسکو بمقابلے اور نوکرون کے وزیر کے
مزاج مین زیادہ رسوخ تھا پس جو کچھہ برائی اوس نے بیان کی وزیر نے تسلیم کر لی اوسوقت شیر جنگ
سے کچھہ کام نہ بنا اور معاملہ نول راے کے توسط سی شروع ہوا ۔ اوسنی شمشیر خان اور جعفر خان
اور اور لوگون کو بلایا اور اونسی کہا کہ ملک معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کرور روپیہ
داخل خزانہ شاہی ہونا چاہیے ۔ بعد تھوڑی بحث کے شمشیر خان و جعفر خان نے علحدہ جاکر
باہم کچھہ مشورہ کیا ۔ اور آکر نول رای سی کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین ۔ اس مین سے
نو لاکھہ بالفعل کچھہ نقد اور کچھہ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین ۔ اور باقی اکیس لاکھہ تین
سال کی مدت مین ادا کرینگے مگر شرط یہ ہی کہ فرمان شاہی بعطاے حقوق نواب سابق وخلعت سرفرازی
کے حاصل ہونا چاہیے ۔ راے مذکور وہان سی یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو ۔ مین وزیر
کے اطلاع کیے دیتا ہون اور جو کچھہ حکم ہوگا آج شام کو اوس سی مین مطلع کر دونگا ۔ یہ کہکر وزیر
پاس گیا ۔ اور کل ماجرا بیان کیا اوہنون نے باہم صلاح ومشورہ کر کے ناظر یعقوب خان کو
بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا ۔ جسوقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اونکو اپنا چیلہ
یعقوب خان وخان بہادر یاد آیا ۔ اور اوس کو یاد کر کے خوب روئین ۔ ناظر نے یعقوب خان
و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی ۔ بعد ازان جس پیغام کے واسطے
آیا تھا اوس کا مذکور شروع کیا ۔ کہا وزیر نے فرمایا ہی کہ مین آپ کو اپنی مان کی برابر جانتا ہون
غضنفر جنگ اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے ۔ اور ضرور ہی کہ اونکی جانشینون کو
بھی وہی مرتبہ حاصل رہی ۔ بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیے ۔

بی بی جھجیاں نے یہ سب سمجھے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کئے کہدیا کہ بی بی صاحبہ
اس عالم مجبوری مین کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھہ روپیہ دینگی۔ ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ
مسجل بہ مہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا۔ اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بہی شمشیر خان
اور جعفر خان کو نہ کی۔ اور کاغذ مہر کرکے ناظر کے حوالہ کردیا۔ ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا۔
اور وزیر نے ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا اقرارنامہ لکھدیا۔ اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ
اور ناظر یعقوب خان و جگل کشور کو روپیہ لانے کے لئے ساتھہ کردیا۔ نول رای نے شمشیر خان
و جعفر خان کو طلب کیا اور انسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے ساٹھہ لاکھہ روپیہ دینے کا
اقرار کیا ہے۔ چنانچہ یہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی۔ تم جواب دہ ہو۔ اس کے عوض تعلقہ
اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے۔ شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے
اور شکایت کی کہ ہمنے تو تیس لاکھہ روپیہ پر تصفیہ کر لیا تہا۔ آپنے ساٹھہ لاکھہ کا اقرار کیون
لکھدیا۔ بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس مین اصلا میرا قصور نہین ہے۔ جو کچھہ کیا بی بی جھجیان
نے کیا۔ خود کردہ را علاج نیست۔ ناچار بی بی صاحبہ بہمراہی ناظر یعقوب خان و جگل کشور
فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین۔ وہان پہنچکر جو کچھہ از قسم نقد و جواہر۔ ہاتھی گہوڑے
اسباب خانہ داری۔ باورچی خانہ کے برتن وغیرہ ہاتھہ لگا سب وزیر کے مختارون کے
حوالے کیا۔ وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا۔ اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی
اور جو قیمت اس طور سے مشخص ہوئی اوس مین سے پچاس ہزار مہا کرلیا۔ یہ سب اسباب چالیس
لاکھہ کا تہا۔ تب مختارون نے باقی بیس لاکھہ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا۔
مگر اونہون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے۔ ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے
لشکرگاہ کو چلین جو کچھہ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہو جائیگی دوسرے روز بی بی صاحبہ
مع بیٹون اور چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئین۔ جب مئو مین پہونچین ہمارا نائب
استقبال کو آئے اور وہان سے انکی جلو مین ہمراہ ہوئے۔ جب وزیر کے لشکر کا قریب پہنچین
وہان اپنا ڈیرا قایم کیا۔ دوسرے روز نول رای نے شمشیر خان۔ اور دوسرے چیلون
کو بلا بہیجا۔ اور باقی رقم کا مطالبہ کیا۔ اور تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا۔
اور شام تک وہ اس امید مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہو جائیگا۔ اب نول رای
نے بذریعہ ہرکارے کے اول اطلاع بہیجکر وزیر کے پاس گیا۔ اور کل حال بیان کیا۔ قریب

تن بارہ ہزار سواروں کے ساتھ رہتے تھے - یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے
چیلوں نے مذکورہ وزیر سے لڑائی لینے یہ بھی ظاہر کردیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک
امداد پٹھانوں کا آیا ہے - اور جب چیلوں سے کہلا بھیجا کہ آج رات تمہیں ہو تمہارا معاملہ کل پر
ملتوی کیا گیا ہے - اور لوٹ رہا ہے - اس احتمال کی نظر احتیاط کہ شاید پٹھان مبادا یہیں آئیں
بی بی صاحبہ کے بیٹے کے روبرو چند توپیں زنجیروں سے جکڑی ہوئیں تمام رات قائم رکھیں رات کی
تاریکی جب جاتی رہی - اب بی بی صاحبہ نے یہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرائط
آئی ہیں یا بقصد جنگ اگر یہ ارادہ صلح آئی ہیں تو ان مسلح افغانوں کو جو آپ کے ہمراہ آئے ہیں اپنے
مکانوں کو واپس بھیج دیجئے - بی بی صاحبہ نے ہر ایک قوم کے سردار کو بلا کر حکم دیا کہ سب تم کو واپس
جاؤ - پٹھانوں نے عرض کیا کہ ہم ملازم موروثی ہیں ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آپکو اس صورت سے دشمن کے
قابو میں چھوڑ جائیں کیونکہ تنہا چھوڑ دینے سے ہمیں خوف ہے کہ کہیں آسیب آپکو نہ پہونچے بی بی صاحبہ
نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کیثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر اوٹھا دینے پر آمادہ نہ ہوگا
تب پٹھانوں نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم میں ہماری عرض کارگر ہوگی لاچار مئو کو واپس آئے
اور باغات میں بغرض حفظ اپنی جائداد و خاندان کے قیام کیا اور یہاں شب و روز مسلح کھڑے
رہتے تھے - شمشیر خان اور دوسرے چار چیلوں کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق
کی جانب کوچ کیا جب یہ خبر فرخ آباد کے پٹھانوں کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہو گئے ہیں اور
وزیر مشرق کیطرف بڑھتے آتے ہیں سب شہر کو چھوڑ کر مع متعلقین مئو کو اوٹھ گئے - اور
ایک متنفس بھی شہر میں باقی نہ رہا جب وزیر مع لشکر مئو کے قریب پہونچے تو نول رائے نے اجازت چاہی
کہ حکم ہو تو میں مئو کو جلا کر خاک سیاہ کر دوں کہ نام و نشان اس قوم پٹھان کا باقی نہ رہے - ہرچند کہ
وزیر کی آرزو دلی بھی یہی تھی - مگر از راہ دوراندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانوں میں بہت زور
باقی ہے - اور بہت کثرت سے ہیں - شاید انکو غلبہ حاصل ہو جاوے اسلئے ابھی حملہ کرنا خوب نہیں
اس ارادہ کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے - یہ بڑے شکر کا مقام ہے کہ قائم خان کی
ماں اور اوس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھ آ گئے ہیں - جب وزیر مئو کے قریب پہونچے
تو جو اندیشہ کہ اونہوں نے اپنے دل میں دور کیا تھا اوس کو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل
کیا سوار سب تیر شمشیر - بان بندوق سے مسلح پاپیادہ صفیں باندھے کھڑے تھے - وزیر اونسے
جنگ کی کوشش نہ کرکے مشرق کیطرف دریاے گنگا کے کنارے بڑھتے چلے گئے -

یہانتک کہ یاقوت گنج مین داخل ہوئی یہ مقام فرخ آباد سی چھہ میل کے فاصلے پر جنوب و مشرق
کی طرف واقع ہی۔ یہان وزیر نے پڑاؤ ڈالدیا نول رای شمس آباد سی گذر کر فرخ آباد پہنچا اور قلعہ
مین داخل ہوا اور وہان بوجوہ چند مقام کیا۔ جب اوسنی قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہا کہ اونہین مکانات
کے بہروسے پر باون ہزاری بنتے تہے قلعہ تو چھوٹے سے زمیندار کی گڑھی کی برابر بھی نہین ہی
اور اسی طرح کلے الفاظ تہکتے میرزا ماپہر لایا۔ دوسرے روز کوچ کرکے یاقوت گنج مین دہنسہ
سے جاملا جیسی کہ چڑ بیمار خبر لونکو دام مین لاتی غرض سے دانہ ڈالتا ہی اوسی طرح وزیر بی بی صاحبہ
اور چیلون کو طرح طرح نعمتین کہلاتے تھے اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ
معاملہ مین آج کل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہر روز اس امید مین گذرتا تھا کہ آج
ہم بعطاے خلعت و خطاب رخصت کئے جاینگے ان بیچارونکے کتنے روز اس امید موہوم مین
کٹے ایک رات وزیر نے نولراے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اوسنے راے دی
کہ چیلون کو پابزنجیر کرکے اپنی ساتھ لیکر آپ دہلی کیطرف روانہ ہون۔ اور بعد آپکی روانگی کے
مین بی بی صاحبہ اور اونکی پانچون بیٹونکو گرفتار کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بہیجدونگا وزیر نے
اس عرض کو منظور کیا۔ اور دوسرے روز پانچون چیلون یعنی شمشیر خان و جعفر خان و نعیم خان
و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل محمد آباد و سراے
اگہت کی راہ سی دہلی کیطرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کی بعد نول راے نے قایم خان کے
پانچون بہائیون حسین خان اور اسمعیل خان اور امام خان اور فخر الدین خان اور کریم داد خان کو
طلب کیا اور اونکی روبرو ازراہ مکر اونکی خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف
کی۔ اور بعد اسکے خود کسی حیلہ سی اوٹہا اور ایک معتمد سی یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادونکی واسطے
خلعت لاؤ یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع
زنجیر و نکی آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر
صاحب کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اس کافر نے یہ کام آپکے سپرد کیا جاے تعجب ہی کہ آپ سید ہوکر
ایسے نالائق کام کو اختیار کرین کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت موجود ہوتے
تو تلوار کا لطف دکہاتے۔ یہ کہکر یاقوت بٹھا دیا۔ ہر ایک بہائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ
پہلے بیڑیان میرے پاؤن مین ڈالو۔ بعد ازان انکو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بہیجدیا
جب انکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانونکو بڑا انتشار پیدا ہوا۔

وزیر کا نول رائے کو قایم خان بنگش کے ملک پر اپنی طرف سے حاکم کرنا۔ نول رائے کا پٹھانوں کو بڑی ذلت پہونچانا بی بی صاحبہ کی رہائی

نواب وزیر کے حکم سے نولرای نے قنوج مین قیام اختیار کیا۔ یہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب و مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے۔ یہ شہر اسوجہ سے پسند کیا گیا کہ صوبہ اودہ الہ آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہی نول رائے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سراے کے بانی نے تعمیر کروایا تہا اس مکان کو نول رائے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تہا۔ خاص نول راے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے۔ اسکے سوا بہت سی فوج نقارہ اللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر و میر قدرت علی خان دای پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھی وزیر نے تمام ریاست فرخ آباد کو خالصہ کر لیا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ صوبہ کی قوم شہر فرخ آباد یسر سے افاغنہ کے آل تمغا تھے قایم جان کی والدہ کے نام بحال رکہے[۱] قنوج سے عامل و سزاول روانہ کیے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک مکانون مین افغانوں کی شکست و ذلت کی منادی کرین۔ ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑہایا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قایم گنج کے علاقہ مین جو بستیان مین وہانسے جرمانہ بھی وصول کیا۔ فقط مؤ اس ظلم سے مصئون تھا۔ اور یہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تہا کہ یہان بیشمار پٹہان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوبہ و خٹک و غلزی و ورکزی دگو جرد خلیل و مہمند بستے تھے۔ یہ سب شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھی مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچاوین جو نول راے کے اختیار مین تھین۔ گیان پرکاش کا مولف اس مقام پر نول راے کے دبدبہ اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہی کہ راجہ اکبر یار خان کو

---

[۱] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

فرخ آباد چھوڑکر قنوج کو گیا۔ معلوم ہوا کہ چوروں اور ڈاکوں کے خوف سے شہر کے دروازے
شام سے بند ہوجاتے ہیں۔ راجہ نے منادی کرادی کہ جو کوئی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم
متصور ہوگا۔ اور کوتوال کو یہ حکم دیا کہ اگر اب شہر میں چوری ہوئی تو سخت سزا دوں گا۔ جب تک
راجہ کا عمل و دخل رہا کسی شخص کا ایک پائی کا نقصان نہوا۔ اب پٹھانوں نے بی بی صاحبہ کی رہائی
کے لئے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب رائے قدیم ملازم بنگش کو جو نول راے سے شناسائی بھی
رکھتا تھا۔ نول راے کے پاس روانہ کیا۔ چونکہ نول راے اور صاحب راے دونوں ایک قوم کے تھے
اور صاحب راے نے نول راے سے دلی میں شناسائی بھی حاصل کرلی تھی۔ اوس نے نول راے
کے پاس پہونچکر تھوڑے روز میں اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی میں بھی آنے جانے
لگا۔ اور یہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے زنگ محل میں ہوا کرتی تھی۔ ایکدن صاحب راے
نے رخصت کے بارے میں عرضی لکھکر ایک ذراسی جگہہ خالی چھوڑکر اپنے ہاتھ میں لیکر رات کو صحبت
مے نوشی میں راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شادی درپیش ہے داروغہ کے نام رخصت کی اجازت
چاہتا ہوں۔ اوس نے حکم دیا کہ رخصت کردیں۔ اسطرح حکم لکھاکر رخصت ہوکر اپنے ڈیرے پر
آیا۔ اور عرضی میں جو جگہہ ذراسی سفید چھوڑی تھی وہاں بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کا نام
لکھکر داروغہ کے پاس جاکر دو ہزار روپئے بی بی صاحبہ کیطرف سے بطور انعام کے دیئے اور
پہر بھر رات باقی رہی رتھ پر سوار کراکے روانہ ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ اپنی جان سے ہاتھ دہوکر یہ
کیا ہے۔ جب صبح کو راجہ نول راے دربار میں بیٹھا داروغہ نے مجرا عرض کرکے وہ عرضی دکہائی راجہ
حکم اور دستخط دیکھکر دریاے حیرت میں ڈوب گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہوں کہ مغالطہ دیکر
دستخط کراتے ہیں تو بدنامی ہے۔ اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے۔ اوس نے اپنی جان سے ہاتھ
دہوکر اپنے آقا کے ساتھ نمک حلالی کی ہے۔ راجہ نے صاحب راے کو بلاکر کہا کہ تیری نمک حلالی پر
آفرین ہے کہ جان کا خوف نہ کیا ایسے آدمی جہان میں کم ہوتے ہیں[۱]۔ مگر آرون صاحب نے
تاریخ فرخ آباد میں اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے۔ اوس نے لکھا ہے کہ ایک ایلچی
نول راے نے بدست ہوا۔ اور گو کہ دہرم شاستر کا اوس کو ذرا بھی علم نہ تہا۔ مگر اوسوقت
حالت مستی میں کچھہ مذکور دہرم کا اور کچھہ بڑائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب راے بھی

---

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۳

اوسوقت متوالا بنا اور اسیطرح کی گفتگو کرنے لگا - کہ یہ سب صحیح ہی - لیکن جبتک قول و فعل یکسان نہون تو سب دہرم بیچ ہے - کیونکہ مین دیکہتا ہون تمہارے سب کام شاستر کی خلاف ہین نول راے نے جواب دیا کہ مینی آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہو صاحبراے نے کہا کہ اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکہا ہی اور کس متی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ عورت پر ظلم روا ہے - اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ - نول راے نے جواب دیا کہ مینی کسی عورت پر ظلم روا ہے - اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ - نول راے نے جواب دیا کہ مینی کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی - صاحبراے نے متوقع دیکہکر کہا کہ مینی ایک بہائی کو قید مین دیکہا ہی اور لوگ کہتے ہین کہ اوس کا کچھ بھی قصور نہین ہی - پھر یہ ظلم نہین تو کیا ہے - اب جو تم دہرم کی باتین کرتے ہو سب فضول ہین - اور فرض کیا جاے کہ اوس نے قصور بہی کیا ہی - لیکن اب جو تمام ملک تمہارے قبضے مین ہی - اور تم نے امن بھی قایم کر دیا ہے - پہر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو قید مین رکھنا کیا ضرور ہی - صاحبراے کی یہ تقریر نول راے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدھی رات تھی اوسنے صاحبراے سے کہا اچھا تم جاکر اوس کو چھوڑ دو صاحبراے نے کہا بغیر تمہارے تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فوراً نول راے نے مدہوشی مین ایک تحریری حکم رہائی پر اپنی مہر ثبت کر کے صاحبراے کے حوالے کیا صاحبراے فی الفور پھاٹک پر پہونچا سپاہیونکو حکم دکہلایا اور اونکو کچھ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہانسے نکالکر تاکید کی کہ فوراً اپنے رتھہ پر سوار ہوکر جلدی یہانسے روانہ ہو اونہون نے اسقدر جلدی کی کہ اٹھہ میل کا فاصلہ نو گھنٹون مین طے کیا - اور مو پہونچکر ایک بیل گر کر مر گیا - جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحبراے نے سب لوگونکو خاموش رہنے کی غرض سے خود نول راے سے پیشتر سے پوچھا کہ تمنے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہے - جب نول راے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکہلایا - اوسوقت نول راے نے صاحبراے کو بہت ملامت کی کہ تمنے اپنی دوست تمکو فریب دیا اوس نے جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑہکر ہے تب نول راے نے خفا ہوکر کہا کہ ہماری سامنے سے چلے جاؤ یہ کہکر اوس نے حکم کیا کہ پانسو سوار پٹہانی کو گرفتار کر لانے کے لئے فوراً روانہ ہون یہ سوار بنی گنج دکالی ندی تک گئے - مگر اوس کو کہین نہ پایا - اب نول راے نے کل ماجرا دیوان کو لکھہ بہیجا مگر اسطرح جسے بناکر لکہا کہ سب الزام جیسے اپنی اوپر حرف نہ آئے -

نول راے کی حکومت کی سختی سے پٹھانون مین بغاوت کے

خیالات پیدا ہونا

نول رائے کے اہلکارون و ملازمون کا ظلم حد سے گذر گیا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون نے مقابلے کی فکر شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس سے افغانون کو مجبوراً آمادہ جنگ ہونا پڑا صورت اوسکی یہ ہے کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو ملازم نول رای نے اوس کا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا گیا عورت وہ روپیہ اپنے خرچ مین لائی بعد ایک مہینے کے وہ ہندو سوت واپس لایا۔ اور عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام بھی واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین واپس نہین دیسکتی ہون اور نہ زمانے مین ایسا دستور ہے کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاوے اسپر ہندو نے اوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بترکی دیا تب ہندو نے پاؤن سے جوتا اوتار کر اوس عورت کو مارا تب وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا تمکو فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تمپر کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمہارے کئے کچھ نہین ہوتا کہ کوتوالی کے ایک ادنیٰ ہندو نے آفریدی کی جورو کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہ ماجرا سنا اونکو تاب نرہی اور رستم خان ایک متمول آفریدی اور دوسرے افغان جو شہر کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور عرض کیا کہ اب ہمسے نول رائے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ آخر صلاح کیا ہے۔ تب اونھون نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے ایک بیٹے کو ہمارا سردار کرین تو ہم نول رائے سے جنگ کرین۔ اوس نے جواب دیا کہ یہ خیال اپنے دل سے دور کرو مین تمکو کیسے لڑاؤن میرے پانچ بیٹے تو الہ آباد کے قلعہ مین ہین۔ اور خاص خاص چیلے دہلی مین مقید ہین جب رستم خان نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کچھ خیال ہی نہین کرتین تو اوسنے دوسری تدبیر سوچی۔

نواب احمد خان غالب جنگ برادر قائم خان بنگش کی مسند نشینی اور نول رای کے ساتھ جنگ کی تیاری

احمد خان نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کا دوسرا بیٹا تھا۔ جب وزیر بعد ضبطی ریاست فرخ آباد دہلی کو واپس آئے تو اوس زمانے سے احمد خان نے اپنے گھر کے گوشۂ عافیت مین سکونت اختیار کی۔ یہ مکان فرخ آباد مین واقع ہے اسوقت اوسی صرف اسقدر مقدرت تھی

اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے جولائی سنہ ۱۸۵۰ء مین پندرہ جوان توسی اوسکی مکان کو گھوڑونپر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے وقت پہنچے اونکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کا اسوقت کس ضرورت سی آئے ہو اونہون نے نولرائے کے جاسوسون کے خوف سی کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے۔ جواب دیا کہ ہم شادی کے واسطے سامان خریدنے کو آئے ہین نواب نے اونکی واسطے کھانا تیار کرنیکا حکم دیا بعد اسکی افغانون نے کہا کہ ہم آپ سی خلوت مین کچھ کہا چاہتے ہین۔ دونون خادم اور رمضانی کو باہر کر دیا۔ اور باہم بات چیت شروع ہوئی۔ یہ سب زنانے مکان مین تھے اور زنجیر اندر سی بند تھی۔ پانچ چھ گھنٹے تک گفتگو رہی۔ آخر الامر یہ معلوم ہوا کہ نواب نے اُنسے کہا کہ مجھے تمپر اعتبار نہین ہے جیسے تمنے قایم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا اسیطرح میرا ساتھ چھوڑ دوگے اونہون نے عہد کیا کہ ہرگز ہمسے ایسا نہوگا اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ ہم کسی حال مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے یا جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اُنسے قسم چاہی اونہون نے قرآن مجید کی قسم کھاکر کہا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہین گے قریب غروب یہ پٹھان رخصت ہوئے اور کہا کہ ہم کو کل تک پہونچنا منظور ہی۔ دن بہت کم ہی اور سودا سلف کرنا ہے وہانسے ترپولیا بازار کو ہوتے ہوئے جو جو شی جس جس کو مطلوب تھی خریدنے کی نولرائے کی جاسوسون اور سپاہیون نے اونہین روکا اور پوچھا تم کہان آئے ہو۔ اونہون نے جواب دیا ہم بازار سی کپڑا خریدنے آئے ہین یہ سب رستم خان اور دوسرے پٹھان تھے۔ یہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنے حسب منشا اوس کسی عہد و پیمان کرکے مئو کو واپس آئے تھوڑے دن بعد گل میان نام ایک قاصد مئو سے بی بی صاحبہ کے پاس سی احمد خان کے پاس آیا۔ اور یہ پیام لایا کہ بی بی صاحبہ نے آپ کو بلایا ہی احمد خان مئو کو چلا وہان پہنچکر بی بی صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور نذر گذرانی شاید اس باب مین بی بی صاحبہ سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی تھی باوجودیکہ احمد خان ارتھسمک[1] کی بیماری رکھتا تھا۔ مگر رستم خان اور دوسرے پٹھانونکی رائے اور بی بی صاحبہ کی اجازت سے سردار بنایا گیا اسوقت تمام پٹھان اسپر مستعد ہو رہے تھے کہ نولرائے پر حملہ کیا جائے صرف اسقدر دقت تھی کہ ان

---

[1] گیان پرکاش ۱۲

غریبون کے پاس روپیہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ جسقدر ریاست وہان
ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہ روپیہ حسب ضرورت اوسکے بہائیون اور عمدارون مین
تقسیم ہوا دس ہزار روپیہ احمد خان کو بہیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت مین صرف کرے بعوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سپہ سالار مقرر کیا - اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت
کیا - موضع قایم گنج کے متصل موضع جلولی کے ایک دولتمند گہسیا نامی نے کئی ہزار روپیہ
اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع مذکور کی معافی اوسے دیجائیگی - اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھہ
روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو مئو سے سولہ میل پر تہا لوٹ لائی یہان
ستر توڑے روپیہ کے اور ایک توڑہ اشرفیون کا ملا - جب اس صورت سے کچھہ روپیہ فراہم ہوگیا تو احمد خان
نے جلولی کے پاس موتی تا عینون جہنڈا گاڑا قریب چھہ ہزار کی فوج مجمع ہوگئی اور افواہ یہ مشہور ہوئی کہ
پچاس ہزار فوج جمع ہوئی ہے - بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر نواب عنایت
کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانین - گہسا کورمی شمس آباد کے تہانے پر حملہ کرنے کے لیے
بہیجا گیا - شمس آباد مئو سے پانچ چھہ میل سمت مشرق واقع ہے - اوس روز لوگون نے جو خاص اوسکے
مقرر ہوتے تہے نول راے کے سب تہانون پر حملہ کرکے اوسکے ملازمون کو بہگا دیا آمادگی سے
نو روز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ مین لا کر رکہا اور منادی کرا دی کہ جس کسیکو نہایت
احتیاج ہو تیسرے فاقے اس مین سے پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے
زیادہ کوئی نہ لے اور جس کے پاس کچھہ موجود ہو وہ کچھہ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور
بارہ ہزار پیادون کے مجمع ہوگئے - جب یہ خبر اکبر یار خان کو پہنچی جو پرگنہ کورادلی ضلع مین پوری
مین کالی ندی کے اوسطرف مقیم تہا اور صفدر جنگ اوس لڑائی کی نیابت مین بیس ہزار
سوارونکے ساتھہ مقرر کرگئے تہے - تو اوس نے وہانسے کوچ کرکے علی گنج مین جو مئو سے چھہ
سات کوس کے فاصلہ پر ہے پڑاو ڈالا - ایک نمکش سردار فتح مامور خان نامی صفدر جنگ
کی سرکار مین چارسو سوارونکی افسری پر مقرر تھا - اور اکبر یار خان کے ساتھہ متعین تہا رستم خان
نے ان دونون مین فساد اور بدظنی پیدا کرنے کے لئے ایک خط اس مضمون کا فتح مامور خان
کے نام لکھا کہ آپکے اس ارشاد کے بموجب کہ " تم ہوجاؤ مین خانصاحب اکبر یار خان کو عبور
دریا کراکے لاتا ہون اس طرف سے مین اور ادہر سے تم اونکو گہیر کر پکڑ لو " سب انتظام
درست کرلیا ہے - جسوقت آپ لکھین - سوار لیکر پہنچون - " اور اکبر یار خان کو گہیر لون

رستم خان نے یہ خط اپنے ہرکارے کو دیا اور اوسکو ہدایت کردی کہ اکبر یار خان کے کیمپ مین پہنچکر اونکی ڈیوڑھی پر فتح مامور خان کا ڈیرہ دریافت کرنا۔ چنانچہ ہرکارہ وہ خط لیکر وہان پہنچا اور اکبر یار خانکی ڈیوڑھی پر فتح مامور خان کا ڈیرہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے ہرکارون نے خط اوس سے لیکر اکبر یار خان کو دکھا دیا اوس نے دلمین سمجھا کہ بیشک سیاہی ہوگا اور اوسی وقت چوکی کے فیل پر سوار ہوکر کوڑاولی کیطرف چلا گیا۔ فتح مامور خان نے اس بات سے تعجب کیا اور آدمی بھیجکر اونسے دریافت کیا کہ اسطرح یکایک کہان جاتے ہو اور ایسی روانگی کے ارادے سے مجھکو اطلاع بھی نہ کی۔ اکبر یار خان نے جواب دیا کہ تم بھی سوار ہوکر میری پاس جلد چلے آؤ سب حال روبرو کہونگا۔ آدمی جب یہ جواب لایا تو فتح مامور خان نے روانہ ہوکر اوس سے ملاقات کی اوس نے خط دکھایا اور کہا کہ پڑھو فتح مامور خان نے پڑھکر ہاتھ سر پر مارکر کہا کہ زرگری ہی مین نمک حرام نہین ہون آپ بغیر میرے مشورے کے کیون روانہ ہوئے اب آپ لوٹ چلئے مین ہراول ہوتا ہون آپ مجھسے چار کوس پیچھے رہئے۔ اکبر یار خان کے دل مین ایسا خوف جم گیا تھا کہ نہین لوٹا۔ اور اوسی طرح کوڑاولی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے یہ خبر سنی تو دو ہزار سوار و پیادون کی فوج کے ساتھ کہاس کوٹھی پر دھاوا کرکے تمام بازار لشکر کو جو بیخبری کی حالت مین تھا لوٹ لیا اور وہان سے شمس آباد کو آیا۔ نواب احمد خان نے موتی باغ سے کوچ کیا۔ پانچ روز مین پٹھان فرخ آباد پہنچے بھادون کا مہینہ تھا بارش بشدت ہو رہی تھی۔ یہان یہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے بم ٹیلہ پر جسنے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا حملہ کرنا چاہئے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ ابھی اس الجھاو مین نہ پڑو جب تک لڑائی کو فتح کرلو پھر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور مین کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

جنگ خداگنج و قتل نول رائے

پٹھانون کے سر اوٹھانے سے تھوڑے ہی دنون بعد نول رای کو خبر پہونچی کہ مؤ کے افغان جنگ پر آمادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہین نول رای نے گالیان دینا شروع کین۔ اور کہنے لگا کہ ان نان بزون اور کو جڑون کو مع اونکی عورتون کے برہنہ کرکے سبکو ہاتھی کے پاؤن تلے روندوا ڈالون تو سہی یہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے قنوج سے مغرب کیجانب مؤ کو کوچ کیا۔ اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایکہزار توپین تھین

اوسنے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کیطرف کوچ کیا - اور اس ندی کو اوتر کر اوس کے
پاس کنارے پر خداگنج مین پڑاو ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کیطرف بفاصلہ ۲۰ میل اور قنوج
سے شمال مغرب کیطرف تین میل کے فاصلے پر ہے نول رائے نے نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ
کو تمام حال لکھا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے راجہ کو یہ حکم پہونچا کہ مین خود آتا ہون
جب تک مین پہنچ نہ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانورون
یعنی افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے تو سب کے سب گردن مین پتھر باندھکر ندی مین ڈبا
دئے جائینگے یہانتک کہ اون کا تخم سرزمین ہند مین باقی نرہیگا نول رائے نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاو کے
گرد خندق کھدوائی اور خندق پر توپین لگادین - اور سب توپون کو زنجیرون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو
حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کردین اور کہدین کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا
تو وزیر وراجہ کے عتاب مین پڑیگا - اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کی مشرق
کی سمت کوچ کا حکم دیا اوسکی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جسکی عمر اوسوقت
صرف پندرہ سال کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان و خانساماں خان و جمال خان و
بہادر خان و محمد ماہ خان و باز خان داؤد پوری و روشن خان ککی و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان
کشمیری و مرزا انور بیگ کے تحت مین تھی اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی
شامل جنگ تھے - یعنی حاجی سرفراز خان و راست خان و سرمست خان و نامدار خان کلان
و نامدار خان خرد و شیر دل خان و نامبر دل خان و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان
و باز خان و بہادر خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے دو بیٹے معتمد خان کے اور عثمان خان و لہ
اسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے نول رائے کی فوج سے دو میل کے
فاصلے پر پڑاو ڈالا یہ پڑاو بہاے پور کی پختہ سڑک پر خداگنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین
واقع ہے - نول رائے کی کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق
۲۱ و ۲۲ جولائی سنہ ۱۷۵۰ء کو فوج تعدادی تیس ہزار بماتحتی نصیر الدین حیدر جو وزیر کا ہمزلف تھا
و اسمٰعیل بیگ کابلی جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار [illegible] کا چیلہ مشہور تھا - اور راجہ
دیبی دت فوجدار کول اور محمد علی خان ولد پائندہ خان اکبری کے روانہ کی چونکہ اسمٰعیل بیگ
کو راجہ سے دلی بغض تھا اسلئے اوس نے پہنچنے مین تساہل کیا جب جسونت راجہ مین پوری نے
سنا کہ یہ فوج سکیٹ پہنچی تو اوسنے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ فوج عنقریب مین پوری

پہنچے گی اگر اسکے پہنچنے سے قبل تمنے نول رای کو سمجھہ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سی تم پر حملہ ہوگا۔ قاصد جو
نول رای کے کیمپ مین موجود تہا۔ احمد خان کے ہرکارے خفیہ اوسکے پاس آتے جاتے رہتے تھے
اوسی بھی ایک پرچہ پر یہ شعر لکہہ کر احمد خان کو بہیجدیا ؏
اے سہ جوری شد لقا زود بیا زود بیا ۔ دیر مکن بہر خدا زود بیا زود بیا ۔
یہ خبر سنتے ہی نواب احمد خان نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا۔ اور اونسے کہا کہ یہ ماجرا ہے
اور اب تمہاری صلاح کیا ہے۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا کہ کل تائید
الہی پر بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچہہ ہونا ہو سو ہو جاے۔ گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس تہا
فقیری بہیس کرکے دشمن کا بہید لینے کے واسطے روانہ ہوا۔ یہان اسنے دیکہا کہ سب طرف
توپین چڑھی ہوئی ہین۔ اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہی کہ جسطرف حملہ کیا جای۔ صرف ایک
طرف خندق پر بائیس سید متعین کیئے گئے تہے۔ اسجانب جیتہ توپین۔ نہین یہ بڑا اوکی پشت
تہی اور اسی طرف کالی ندی کا کنارہ تہا۔ گل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک
جانب ہی کہ جہان صرف پانسو بندوقچی متعین ہین۔ اور یہان پہنچنے مین تین کوس کا چکر پڑے گا۔
لیکین مین اقرار کرتا ہون کہ مین وہانتک آپکو ضرور پہنچاونگا۔ ۹۔ رمضان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق
یکم اگست سنہ ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گہنٹہ بعد
اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کیطرف روانہ ہوا۔
رستم خان اوسکی بائین جانب تھا۔ مینہ بشدت برس رہا تھا گل میان فوج کے آگے ہولیا۔
اور نہایت ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ بچلا تاکہ گہوڑونکی ٹاپونکی آواز دشمن کے
کان تک نہ پہنچے جس صورت سی نول رای کی فوج کے سامنے کا رخ چھوڑکر ٹہیک اوس کے
عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانسو بندوقچی متعین تھے جا پہونچے۔ مقبرہ خدا گنج سے
ایک میل مغربی سمت درمیان حدود دہ موضعوں کہتیا و گنگاپتی کے یہ بڑا و واقع تہا طلوع آفتاب سے
ڈیڑھ گہنٹہ قبل گل میان نے نواب سے کہا دیکہو تو یہان سید ہین۔ اور سیدون نے آواز سنکر
آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان تیلے کے ارادے سے آئے ہین۔ یہ کہکر خوب
ہوشیار ہو گئے۔ اب افغانون نے حملہ کیا۔ اور دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین۔ اور
تلوارین بہی نکلیں۔ کیمپ مین منادی ہوگئی کہ دشمن ایک جانب سے لشکر مین آگہسا ہے۔ مین باقی
اسقدر شدت سے برس رہا تہا کہ کسی کی آواز سمجہہ مین نہ آتی تہی۔ اور تاریکی اسقدر تہی

کہ دوست دشمن مین فرق نہ معلوم ہوتا تھا توپین فوراً دغنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی
جس سمت کو لگی ہوئی تہین اوسطرف سر کردی گئین۔ سیدون نے اول حملہ مین پٹھانون کو ہٹا دیا۔
پٹھان کچھہ دور بہاگ گئے۔ تب احمد خان نے اونکو بہت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجکو اسواسطے
لائے ہو کہ مین تمکو نامردونکی طرح بہاگتے دیکھون کل تمہاری عورتین بے آبرو کیجائینگی اور تم برہنہ کیے
جاؤگے یہ کہکر اوسنے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ وہ اوس مقام سے واپس جانا پسند
نکرتا تہا۔ مگر رستم خان وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو
تو اپنے گہوڑون سے اوتر پڑو اور پیدل آگے بڑھو تاکہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو
رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گہوڑون سے اوتر پڑے ظاہر ہے کہ جب سوار میدان جنگ مین گہوڑے سے
اوترتا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اوسوقت بہاگنے کے ارادے بالکل منقطع کرکے
سر بکف ہوکر لڑتا ہے پٹھانون نے اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھے اور ڈہال تلوار لیکر گھس پڑے
کچھہ سید تو مارے گئے۔ باقی فرار ہوئے اور راستہ کھل گیا۔ تب سب افغان اندر
گھس آئے اور نول رائے کے مورچے کے پاس جا پہونچے۔ یہان فوج بھی کم تھی۔
کیونکہ اصل فوج حفاظت کے واسطے جابجا منقسم تھی قاصد نے نول رائے کو خبر کی کہ پٹھان
سیدون کو مار کر اور بہگا کر اندر گھس آئے ہین اور آپ کے مورچے کے قریب ہتھیار چل رہے
ہین چونکہ نول رائے بغیر پوجا کیے کبھی نہ نکلتا تھا یہ خبر سنکر وہ پوجا کے واسطے بیٹھا
اور کہنے لگا کہ کچھہ مضائقہ نہین مین اون کو سنجرون کو اپنی کمان کے گوشے سے باندھ کر
لاؤنگا۔ دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا اے بیوقوف تو یہان بیٹھا ہے اور
پٹھان تیرے دروازے تک آپہونچے ہین۔ یہ سنکر نول رائے مسلح ہوا اور اون دو لون ہاتھیون مین سے
جو اوس کے دروازے پر بندھے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا۔ اون ہاتھیون پر سب وقت ہودہ ہرنگا
نقرئی جوڑا کسا جاتا تہا۔ اور ہودے مین دو کمانین اور ترکش تیرون سے بھرے ہوے لگے رہتے
تھے نول رائے نے دو تیر ایک ساتھ چلّے مین رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہ الفاظ زبان مبارک
پر لاکر مارے ہو رے سارے کو سنجرون کو چلاتے ہے ۱۰۔ رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی جو
ہو رہی تھی نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تہا۔ اور اوسکی حفاظت کو پٹھان ڈہال تلوار سے
کہڑے تہے۔ تاکہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے۔ پچاس ساٹھ کہار پالکی کے ساتھ تھے
اون مین سے ایک زخمی بھی ہوا۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار

پیدل کے اوسجگہ آپہونچے جہاں نولراے پہرا ہی تہین چارسو جوانون وچہہ سات ہاتہیوں کے
ہاتہی پرسوار کہڑا تہا اس تہوڑی جمعیت کا کچہہ خیال نہ کرکے نولرای کی تلاش مین بڑہے
وہ چندہی قدم گئے ہونگے کہ نولراے کے ہمراہی کے ایک پٹھان نے الغوزہ کی آواز پشتو زبان
مین کہا ای کافرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی نہ آنے پائی یہان سرداران فوج کہڑی مین
الغوزہ بجنے کی آواز تو سب نے سنی مگر اوس کا کہنا کوئی نہ سمجہا - محمد خان کے بہائی نے جو کابل
مین افغانستان سے آیا تہا نولراے کے افغان کے اوس حملہ کا ترجمہ کرکے اپنی ساتہیونکو سنایا
محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کیطرف بڑہو - اور بعدلوگوں نے کہا کہ باڑہ مارو
دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوگئے لیکن باقی آگے بڑہے - جب نولراے کے فیلبان نے
دیکہا کہ لڑائی سخت ہی تو راجہ سے کہا کہ یہ ہاتہی چالیس فرسنگ جلدی کا دہکتا ہی - اگر حکم ہو بہاکی
نکال لے چلوں - نولراے نے اوسکی کمر پر لات ماری - اور کہا کہ ہاتہی بڑہا جبکو لڑائی سخت ہے
ہو ہاتہی بان نے ہاتہی بڑہایا - اوسوقت نولراے نے گالی دیکر کہا اے کو بجز و مین تمکو قرار واقعی
سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک بہی باقی نرہیگا - یہ کہکر اوس نے ایک تیر
مارا جو محمد خان کے سینے مین لگا - محمد خان نے تیر کو ہاتہہ مین لیکر کہا یہ تیر تو کس نامرد کے ہاتہہ سے
آیا ہے کہ تجہہ مین کچہہ بہی زور نہ تہا نولراے نے یہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پہر
محمد خان کے نہ لگا - ایک سوار کی گردن مین لگا جو گہوڑے سے گر گیا اوسوقت ماری کے ایک
سید محمد صالح نام نے نولراے سے کہا مین نہ کہتا تہا کہ پٹھان دہنگے امیر زادہ رحم نکرنا چاہئیے
اب جہانتک ممکن ہو اونہیں جب درست کیا جاے - وہ اس نقطہ تک پہونچا تہا کہ محمد خان کے والد
کے ایک غلام نے اوسپر بندوق چلائی - گولی پیشانی پر لگی اور وہ جوش مین سرد ہوگیا -
اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے نولراے کے گولی لگائی کہ وہ بہی مر گیا بہر پٹھانون نے
دشمن کو تلوار پر رکہہ لیا - اور ہزارون کو خاک و خون مین ملا دیا - نولرای کے فیلبان نے جب
اپنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتہی کو ہانکا - اور کالی ندی پر [illegible] رفوج جا پہونچا
جب راجہ کی فوج نے نولراے کے ہاتہی کو نہ دیکہا اونکے دلمین خیال گذرا کہ یہ ہودہ [illegible]
خالی ہاتہین سہا اسردار یا تو زخمی ہوا - یا مارا گیا - پس فورا کل فوج نے پیٹہہ پہیری - [illegible] دیہات والے
بہاگنا شروع کیا جو شناوری مین مشاق تہے یا جو گہوڑے پر اچہا [illegible] [illegible] [illegible] پر سکے
اور جو شناوری سے ناآشنا تہے یا پیدل سوار تہے وہ دریا مین ڈوب گئے - [illegible]

افغانونکی نول راے کی فوج پر گویا غنیمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل تک دشمن کی ہزیمت کے محمد خان اتفاق سے صرافہ کے ڈیرون کیطرف جا نکلا ایک چھوٹے سے خیمے مین چند سوے ہوئے بنیئے چوپڑ کھیل رہے تھے اونھون نے اوسکو نول راے کے ملازمین سے تصور کیا اور پوچھنے لگے بتا تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین۔ ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی انکو تو خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی۔ اوسنے جواب دیا کہ نول راے مارا گیا اور دو نک۔ نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی۔ اور تم ابھی تک اسی خواب و خیال مین غرق ہو اونھون نے یہ خبر متوحش سنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا۔ اتنے مین چالیس پچاس افغان اور آپہنچے اور چاہا کہ اونکو قتل کرڈالین۔ یہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس دو ہیون اشرفیون کے صندوق ہین سو ہم حوالے کئے دیتے ہین۔ ہم کو کیون مارتے ہو۔ نواب صفدر جنگ کی رعایا تھے اب نواب احمد خان کی رعایا ہین پٹھانون نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیہ لے لین پھر انکو قتل کرڈالین۔ مگر محمد خان نے انکو اس ارادے سے باز رکھا۔ جب محمد خان نے دیکھا کہ لوٹنے والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اوس نے اوس غلام کو جسنے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیئون کو لشکر مین لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی۔ چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپیے کے لانے کے واسطے بھیجدئے۔ ان صندوقون مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھ آئی۔ اس عرصے مین لڑائی کا ایک ہاتھی جسپر علم کا جوشنہ اور زربفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو قتل کرین۔ مگر اوسنے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کی پالکی کے قریب بٹھا کر فتح کی مبارکباد دی۔ اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجئے۔ پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا۔ اور فیلبان کو لاٹھیون کے ہوسے سے گرادیا۔ اس صورت سے اوسکی جان بچی۔ رمضانی چھوکرا جو نواب احمد خان کے ایک خدمتگار کا بیٹا تھا اوسوقت نواب کی پالکی پکڑے ہوئے ساتھ موجود تھا نواب نے اوسکو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو لے۔ گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تھا۔ مگر اوسوقت سوار ہوکر بخوبی ہانک لے گیا۔ اب لوٹ شروع ہوئی۔ نواب نے حکم دیا کہ سوا ہاتھیون اور توپون اور خیمون اور طبل جنگی کے جو شے جس کے ہاتھ آئے وہ اوس کا مالک ہے۔ مال غنیمت اسقدر ہاتھ آیا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا۔ اس لڑائی مین علاوہ نول راے اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاء اللہ خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف

تبصرۃ الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے ۳۷ اعلے عہدہ داروں کے نام بیان کئے ہیں
جو جنگ مین کام آئے نواب بقا اللہ خان جو نہایت عجلت مین طلب ہوا تھا ۹ رمضان ۱۱۶۳ھ
کو مکن پور روانہ ہوا مکن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کیطرف واقع ہے اس رات وہ قنوج رہا اور
دوسرے روز علی الصباح وہ سب روانہ ہوئے - جب نول راے کا لشکر چار کوس رہگیا ہوگا
کہ یکبیک مفرورین انبوہ انبوہ پہنچنا شروع ہوے رای پرتاب سنگھ جو زخمی ہوکر بھاگا تھا اول اوسی
کیفیت مشرح اس مصیبت کی بیان کی بقا اللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام کیا مگر یہ خیال کرکے کہ با
فوج نہایت قلیل سے قنوج کیطرف واپس چلا تاکہ راجہ کی مستورات و بچون کو کہین لیجاے - ان سب
کو مجتمع کرکے مع راجہ کی لاش کے اور جسقدر ہاتھی گھوڑے واسباب وغیرہ مل سکا اونکو ساتھ
لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفرورین بھی اوسکے ساتھ ہوئے ان مین پرتاب سنگھ و حسن علیخان بھی تھے
جو دونون زخمی تھے راستے مین جو ممکن تھا پھر سے ہمراہ لیا - روز شنبہ تاریخ ۱۱ رمضان ۱۱۶۳ ہجری
مطابق ۳ اگست ۱۷۵۰ء کو وہ محسن پور پہونچے یہ مقام کانپور سے بہ سمت مغرب پانچ میل کے فاصلے پر
واقع ہے دوسرے روز جاجمئو مین پہنچے یہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھ یا سات میل گنگا کے کنارے
پر واقع ہے نول رای کی لاش کو صندل کی لکڑیوں مین گنگا کے کنارے پر جلادیا نول رای کے مارے
جانے کی تاریخ ایک شخص نے اسے نول سرخ رو سے نکالی ہے ص

روان کرد خون یلان جو بجو ٭ ادا کرد حق نمک مو بمو ∴
زیزدان رسید چو ز رو ملک ٭ بیا رو سرو - ای نول سرخ رو

۱۴ رمضان مطابق ۶ اگست کو کانپور پہنچے - یہ کوڑے سے پانچ کوس ہی یہان سے
راجہ متوفی کے گھربار کو لکھنو کو بھیجدیا - اور بقا اللہ خان نے کوڑے مین قیام کیا فتح کے
دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہوگئی - اس مین صاحبزادے اور چیلے
اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور بیشمار تاجر اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے
جب ہمراہیون نے اس فتح کی خبر سنی خوف زدہ ہوکر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑکر اپنی گانون کو بھاگ گئی
جنگ کے بعد احمد خان نے بھوری خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانسو بندوقچیون
کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ کیا - اور اوسکو حکم دیا کہ نول راے کے رنگ محل
پر جاکر قبضہ کرلے اور رانی کی ہر چیز کی حفاظت کرے - اس حکم کی تعمیل حرف بحرف کی گئی -
یہان لاکھون روپیہ تو نقد تھے اور غلہ بافراط تھا رحم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ قسم سے

چند روز بعد میر اباب دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب بادشاہ کے حاکم کے رنگ محل مین بھی گیا اسوقت یہ مکان بالکل خالی پڑا تھا۔ مگر روپیہ اور اشرفیون کے توڑے جابجا پہیلے ہوے تھے یہان زربفت طلائی کے پردے پڑے تھے دروازون اور چوکہٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑہے تھے ایک پلنگ جڑاو بچھا ہوا تہا اوسپر مخمل کے تکیے دہرے ہوے تہے طباق اور صروپی سونے چاندی کے بعض بعض جڑاو بھی رکہے ہوے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت قلعہ دار کے وہان سے نکلے آیا تہا اوس سے تمام عمر بعیش گذرگئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سی فرخ آباد مین داخل ہوا۔ بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی مان کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گذرانی اور سہ محال کے تہانہ پر اپنے آدمی متعین کئے۔ اور جو کچھ ضبط کیا تہا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پور پرگنہ قایم گنج کے ایک بہاٹ مسمی بہبوتی نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کرکے سنایا جسپر نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا۔ وہ گیت مندرجہ ذیل ہی ؎

عجب وہ صاحب قدرت ہی جسنے جگ سنوارا ہی ✤ خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگار ہے

کہڑا بانداکم کسکہ غنیم او پر نئے لشکر ✤ لگے اوس کے عجب جگر عزوری کا خمار ہی

نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات پاجی کو ✤ نول سے مرد غازی کو بہنچ گولی سے مارا ہی

نول ہو دی ہی کٹھ موڑا۔ کہین ہاتھی کہین گہوڑا ✤ قبایل بھی کہین چھوڑا نہ سر چیرا سنبہارا ہی

چلین توپین دہرادہڑ سے رہکلے بھی پڑا پڑ سے ✤ بشتر نالین پڑا پڑ سے تہو رکا پہاڑ لے ہے

چلین تیرین ہناسن سی چلین گولی سنا من سے ✤ کٹین بکتر جہنا جہن سے تیری تلوار دہار لے ہے

بہبوتی نام ہے میرا عطائی پور مین ڈیرا ✤ یہی ہی مئو کا کہیڑا تلے گنگا کنارے ہے

صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑہائی

افغانونکی آمادگی جنگ کی خبر تہوڑے ہی عرصہ مین دہلی پہونچی۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ احمد خان برادر قایم خان بنگش ملک و پرگنات کی آبادی مین خلل انداز ہوتا ہی۔ اگر چند روز اسی طرح رہیگا تو اوس کا مقابلہ مشکل ہوجاےگا۔ بادشاہ نے عرض سنکر وزیر کو باغیونکی سرکوبی کی اجازت دی۔ وزیر نے دس ہزار پیادہ بارہ ہزار سوار توپخانہ و خزانہ اور دوسرا سامان جنگ لیکر ۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۶ جولائی

ستمبر ۴ کو دہلی سی کوچ کیا اور دریاے جمنا سے اوترکر اوسی تیاری مین مصروف ہوے ۲۸
و ۲۹ شعبان کو اونہون نے کچھ فوج نصیر الدین حیدر و اسمٰعیل بیگ خان جیلہ کے ہمراہ حکم
نول راے کی کمک کو روانہ کی سلخ ماہ رمضان روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۳ جولائی سنہ ۱۷۵۰ع
کو وزیر نے دہلی مین واپس آکر بار دیگر بادشاہ سی رخصت حاصل کی اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان بہادر
و میر نظامی اور میر بقا پسران اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور نواب ناصر جنگ خان صوبہ دار کابل وغیرہ
امرا اور دوسری فوج بادشاہی اونکی ہمراہ ہوئی اور بوقت رخصت وزیر و [illegible]
[illegible] مرحمت ہوا ۔ اور نجم الدولہ کو فتح پیچ مع شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عطا ہوا ۔ اور وزیر بڑے
لشکر کے ساتھ کوچ کیا ہمراہ [illegible] کو جمعیت دو ہزار سوار سے اپنی شامل کیا اور کنور سورج
[illegible] مدن سنگھ والی جیپور کو بذریعہ خط مدد کے واسطے طلب کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ میری
اس تحریر پر [illegible] لیکن دوستانہ خیال کرنا کنور سورج مل مقابلہ [illegible] اونہون نے
مہاراج بہن سنگھ سے اجازت چاہی ۔ مہاراجہ نے جواب لکھا کہ حسب الطلب نواب جانے کا
مضایقہ نہین مگر [illegible] دوراندیشی ہوشیار رہنا چاہیے اور مسلمانونکے قول پر اعتماد نکرنا چاہیے
سورج مل پندرہ ہزار سوار کی جمعیت سی پرگنہ سے روانہ ہوا وزیر کی فوج پر سرداران مفصلہ ذیل
حکمران تھے ۔ نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ و مرزا محمد علی خان کوچک و
عیسی بیگ خان جیلہ و آغا محمد [illegible] مرزا اسمعیل بیگ و نعیم خان ۔ دہلی سے چلکر تین چار
روز مین دو منزل آے تھے کہ اونہون نے نول راے کی شکست کی خبر سنی وزیر کو سنتے ہی
کمال غم و غصہ آیا اور کہنے لگا ۔ افسوس اس خود بین [illegible] نے کمک کا انتظار نکیا ۔ اگر تھوڑا
بھی توقف کرتا تو ان [illegible] کو مع نصیب ہوتی یہ کہکر [illegible] پلنگ پر ہاتھ دیا اور
تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہوگیا جب وزیر نے تکیے سے سر اوٹھایا اور اون کو غش سے افاقہ ہوا
تو ایک منشی کو بلایا اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بعد
صدور حکم ہذا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑی عقوبت سی
قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین حیدر کی نام جو بعد ازان شجاع الدولہ
کے نام سے مشہور ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کرے ۔ ہمراہ [illegible] پاس
تھے بموجب حکم وزیر کے قلعدار الہ آباد مع جمعدار [illegible] قیدیون کے پاس بارادہ معلوم گیا
جبوقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان [illegible] نے قلعہ دار سے مخاطب

ہوکر کہا کہ بعد وفات قاسم خان کے مین منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہون تو مین ہون ان
بیچارون کا کیا قصور ہی - لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دو اور تا صدور حکم ثانی انکا قتل ملتوی رکھو قلعہ دار نے
ایک نہ سنی آخر جلادونکی طرف بڑہا ہر ایک اپنے قتل مین مقابلہ اپنے دوسرے بہائیون کی پیش دستی
چاہتا تہا - غرض سب کے سب قتل ہوکر قلعہ مین مدفون ہوے جسوقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر
کو پہنچا تاریخ ۲۰ رمضان ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۲ اگست ۱۸۴۷ء کو اونے زین العابدین خان داروغہ
محلسرا سے کہا کہ پانچون جیلون کو باہر لاؤ زین العابدین خان پالکی لیکر محبس مین گیا - اور کہا شمشیر خان
وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل جانے کا حکم آیا ہے - لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے
جواب دیا میں خوب جانتا ہوں جہاں مجھے بہیجانے کا حکم ہے خیر چارونکو تم بیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ
مین غسل کر کے کپڑے بدل لون اور اپنی عبادت سے فارغ ہو لوں زین العابدین شمشیر خان کو بہت
عزیز رکہتا تہا مگر وزیر کے حکم سے مجبور تہا - شمشیر خان کو چہوڑ کر باقی چارونکو پالکی مین بٹھا کر لے گیا -
جب یہ مقتل مین پہونچے جلادونے بٹھا کر چارون کے سر تن سے جدا کر دئے اس عرصے مین شمشیر خان
نے نہا دہوکر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی - اور اپنی جانماز بچہا کر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا
زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہنچا اور کہا پالکی پر سوار ہوکر تشریف لے چلئے تب اوس نے
قرآن مجید کو جزدان مین رکھ کر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور بیس اشرفیان دین کسی سید کے
ذریعہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ کرا دینا اور جو نقدی پاس تہی نکال کر دیا کہ یہ کسی غریب پریشان کو
دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اوتار کر اپنے نوکر کے حوالے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا
اور اپنی تسبیح مع قرآن دی اور کہا کہ اگر شیر علی کے کوئی اولاد ہو تو اوس کے گلے مین ڈالدینا -
یہ سب وصیتین کر کے برہنہ پا مقتل کیطرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہر چند کہا کہ پالکی پر سوار ہو
مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا قبل نشین بہی ہوئے ہین مگر یہ
کل دنیوی حوصلے اب ختم ہوتے - جب مقتل مین پہونچا اور چارون لاشون کو دیکھا کہنے لگا بہائیو
انا انشاءاللہ بکم لاحقون جلال الدین نے اوس کو دیکھ کر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر اسوقت
کہان ہی - جواب مین اوسنے یہ اشعار پڑہے

ہمان شمشیر و شمشیر ران ہم + یہ سامم کہ قبضہ نہ دلمدہم وگر یہ ترا جان و مانت حریص + بیکدم تہ خاک کردم عدم

یہ سنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اس کا سر تن سے اوڑادے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا
مگر خطا کی - دوسرا ہاتھ لگایا پھر بھی خطا کی - تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کھڑا تھا

کہا تو اسے قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکے اصرار سے تلوار ہاتھ میں لی اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کر دیا۔ لاش کلمہ پڑہتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہو گئی۔ اور انگلیاں دونوں ہاتھ کی اتبک واسطے تسبیح بر جنبش کرتی تہیں یہ حالت دیکھکر مغل اوسکی طرف متعجبانہ بڑہا اور پیٹھ پر ہاتھ رکھکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئی۔ جو ہین یہ الفاظ اوس نے زبان سے نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور پرکو عین آئی مغل یہ حالت دیکھکر زار زار رونے لگا۔ اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھ سے قتل کروایا۔ پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بھاگ گیا

شمشیر خان کے مارے جانے کی تاریخ یہ ہے [1]

خنجر دست عدو گوہر جانش سفت	حور از گیسوی خود خاک رہش را برفت
سال تاریخ وفاتش رحرد مرحسنم	ہاتفے صاحب شمشیر بہادر سے گفت

۱۱ ۹۳

جلال الدین نے پانچوں لاشوں کو کنوئیں میں ڈلواکر کنواں پتھروں سے پٹوا دیا۔ وزیر نے مقام مارہرہ کے باغات میں پڑاؤ ڈالکر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا۔ نصیر الدین حیدر اور اسمٰعیل بیگ خان جو راجہ نول راے کی کمک کے واسطے بھیجے گئے تھے جب مین پوری کے قریب پہنچے تو جا سوسوں کی زبانی نول راے کی شکست و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس ہوکر وزیر کے لشکر سے آن ملے جو اوسوقت مارہرے کے قریب مقیم تھا وزیر کے پاس ستر ہزار سوار سے زیادہ جمع ہو گئی۔ اور گیان چکات کے موافق نے وزیر کی ہمراہ سپاہ کی تعداد ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار پیادہ بتائی ہے۔ اور اس ضمن میں ایک عجیب سانحہ ہوا

وزیر کی فوج کے ہاتھ سے قصبہ مارہرہ کا غارت ہونا اور نجیب شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

---

[1] مفتاح التواریخ میں یہ تاریخ راجہ مرلی دہر کے واقعہ کی لکھی ہے اور کہا ہے کہ وہ صفدر جنگ کے ایما سے ۱۱۶۳ ہجری میں مارا گیا تھا۔ مگر مجھے اس تاریخ کو شمشیر خاں کے واسطے بہتر جاننے کی دو وجہ ہیں ایک تو یہ کہ شمشیر کا لفظ اسکے مادہ میں آیا ہے۔ اور وہ شمشیر خاں کے لیے مناسب ہے۔ اور مرلی دہر کی اس میں کوئی بھی رعایت نہیں۔ دوسرے ۱۱۶۴ ہجری میں دوبارہ صفدر جنگ نے پٹھانوں پر مرہٹوں کی امداد سے حملہ کیا تھا تو اس یورش کے برسیاں میں راجہ مارا گیا تھا۔ اور راجہ مرلی الا دہر ۱۱۶۲ھ مطابق ماہ ۱۷۵۱ء تک تو احمد خاں کے ساتھ لڑائی شمشیر خاں ۱۱۶۳ ہجری میں شہید ہوا تھا۔ ۱۲ منہ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

بنیاپالی سے پانچ میل پر معرکہ واقع ہی سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کی داہنے بازو پر بیچ لشکر
کے دب تہا اور اسماعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تہا۔ اور بہت سنگہہ راٹھور بھی
وزیر کے ہمراہ تھا۔ احمد خان نے سورج مل کے پاس وکیل بھیجکر کہلایا کہ بھائی قایم خان نے روہیلون
کی جنگ مین ذلت پائی۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر صفدر جنگ نے بادشاہ سی اس ملک کی سند
کی حاصل کی تہی۔ اسبات کو سنکر والدہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئی۔ اور کل مال و اسباب
نذر کیا اور بادشاہ کی خدمت مین معاملہ پیش کیا وزیر نے ظاہرداری سی خاطر و تسلی کرکے قسم کہائی مگر
ویسے کیے پر عمل نہ کیا اور مطلق رحم نکرکے ہمسے لڑائی شروع کی ہی۔ آپ ایسے بے ایمان کی مدد کرتے ہین
یہ نازیبا ہے۔ مناسب یہ ہی کہ ایسے معاملے سے آپ علحدہ ہو جاوین۔ سورج مل نے جواب دیا کہ آپ بر سر
مقابلہ آگئے صلح کی گنجایش نہین ہی اگر پیشتر سے کہتے تو ایسا کیا جاتا۔ احمد خان نے شاہجہانپور و تلہر
و بریلی و آنولہ و جونپور کے پٹھانون سے امداد کی درخواست کی جو بعد مین احمد خان کے حین حیات آکر آباد
ہوئے تہے۔ گل رحمت مین لکھا ہی کہ احمد خان نے بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کی طرف سے ایک ایلچی
روہیلون کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین۔ حافظ صاحب نے پٹھانونکی تباہی پر خیال کر
پربول خان اور دوندے خان اور دوسرے جمعدارون کو چیدہ سپاہ کے ساتھ احمد خان کی کمک کو روانہ
کیا اور حکم دیا کہ کڑے کڑے کوچ کرکے جلد احمد خان سے جا ملیں اور آپ بھی روانگی کے ارادہ سے
شہر بریلی کے قریب باہر ڈیرا کر کہڑے کرائے۔ مگر اسبات کی تحقیق کرتے رہے کہ وزیر فرخ آباد کو پہنچے
یا نہیں نوبت [illegible] اور سپاہ کی فراہمی مین مشغول ہوتے رہے۔ احمد خان اوسوقت مع رستم خان کے مغرب کی
سمت روانہ ہوا۔ جب دونون لشکر مقابل ہوئے تو نواب احمد خان نے رستم خان سی کہا کہ چونکہ نواب وزیر
اور سورج مل دونون ایک ساتھ مہم جنگ کے لیے آتے ہین لہذا مناسب یہ ہی کہ فوج علحدہ علحدہ
کرکے اپنا اپنا حریف انتخاب کرلیں۔ رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب وزیر سے لڑے اور
سپاہی پٹھان سے لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا تاریخ ۲۲ شوال ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۴ ستمبر
۱۷۵۰ ع کی شب کو وزیر نے سید ہدایت علی کو جو کہ نجم الدولہ محمد اسحاق خان کی فوج کے ہمراہ مین تہا
اور بریلی مین رہکر پٹھانونکی لڑائیان اور اونکی داؤن گہات دیکھ چکا تہا مشورہ لیا اونہی کہا کہ یہ لوگ اکثر
کمین گاہ تیار کرکے دشمن پر حملہ کرتے ہین۔ اگر اوسوقت طرفثانی با ہشیاری کرے تو دشمن مغلوب
ہو جاتے ہین اسلیے تین چار ہزار سپاہ اپنی سواری کے ہاتھی کے سامنے مع بندوق و جزایل
کے رکہنا چاہیے کہ اونکی شورش کے وقت آپکے ساتھ حملہ آور دشمن کے حملے کا تدارک کرین

اسماعیل بیگ خان نے عرور مین آکر کہا کہ کل دیکھو کیا ہوتا ہی۔ احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہی۔ سید ہدایت علی جانب رہا صبح ہوتے ہی بعد نماز دیر سے لڑائی کا حکم دیا اور توپچانہ ابنی رودرو کہا اور سورجمل جاٹ و اسماعیل بیگ خان مع پچاس ہزار جوانونکے رستم خان کی جانب بڑہے اور حملہ شروع ہوا اوسکی بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسماعیل خان اور سورج مل اس بلندی کے دامن مین مقیم ہوے اور چوٹی پر جبہ تو پین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر ٹھیک زد پر تہا رستم خان نواب احمد خان کے پاس گیا۔ اور حملے کی اجازت چاہی۔ نواب کا منشا یہ تھا کہ جنگ مین تہوڑا سا توقف ہونا چاہیے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہی کیونکہ دشمن قوی ہی اس لیے اوس سے لڑائی شروع کردینا قرین مصلحت ہی وہ اپنی پالکی پر سوار ہو کر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا جونہین بڑہنے کا حکم ہوا پٹہان فوراً شمشیر بدست حملہ کرتے ہوے بلندی پر جا پہونچے۔ اور توپو نپر متقنہ کرلیا۔ رستم خان نے تہوڑے فاصلے پر بہت فوج دیکھی کہ صف باندہے کھڑی ہی اونسی حکم دیا کہ حملہ موقوف نہو۔ یہ سورج مل کی فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی۔ سورج مل نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہی بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو اور اسمعیل خان بہت تنگ تہا دریہ جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تہو مشورہ کرنے لگا۔ اونکی یہی صلاح ہوئی کہ یہان قریب نہ آنے پائین بلکہ ہم اونکو اپنے داہنی طرف سے گہیرین اسلیے یہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قایم کرکے پٹھانون کیطرف بڑہی۔ اونہون نے توپ اور بندوق اور تیر سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی۔ رستم خان اسم بامسمے تہا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور تلوار لیکر مع اپنی فوج چلے جو گہوڑون سے اوتر پڑی تہی آگے بڑہا اور بہت سے دشمنون کو قتل کیا اور بہتیرون کو ہلاک کیا۔ افغانون نے اس فتح مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرکہا مگر چونکہ غنیم کی تعداد زیادہ تھی رستم خان مع چھہ سات ہزار جوانونکے اس معرکہ مین قتل ہوا۔ سورج مل اور اوسکی رفیقون نے باقی لوگوں کا علی گنج کیطرف بہت دور تک تعاقب کیا۔ یہ مقام میدان جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق مین واقع ہی اس لڑائی مین سورج مل کے ہمراہ بلو سنگہہ چودہری بلب گڈہ و کھیم سنگہہ و صاحب رام و سکہرام و کہوشی رام چودہری سنگہہ و صورت رام و تلوک چند تہے کہ ان مین سے بلو سنگہہ و صورت رام و کہوشی و تلوک چند چودہری سنگہہ مارے گئے۔

اوسی وقت رستم خان سے کچھ داہنی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تہا ایک قاصد نے آکر اوسکے کان مین کہا کہ رستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس سے آثار خوف

یاس رخ کے چہرے سے برنمایان ہونے دیتے اور عالم سکوت مین اپنے سردارونکی طرف پھرکر اونسی
بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے فتح حاصل کی اور سورج مل و اسمٰعیل خان و ہمت سنگھ تینون کو گرفتار
کرلیا چلو ہم بھی کوشش کرین نہین تو وہ بہادری مین ہم پر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین
اگر ہم اوس پر غالب آتے ہے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہاری تو ہم مین سے کوئی غیر کو منہ دکھلانیکے قابل نہ رہیگا
سردارون نے جواب دیا اگر فضل الٰہی شامل حال ہے اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھہ ہوتا ہے
ہم دکھلاتے دیتے ہین جب کل نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا کہ خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھہ اوٹھاکر
خدا سے دعا مانگی اور اپنی جان کو اوسکی حفظ و امان مین سپرد کرکے دشمن پر حملہ آور ہوئے جب دونون
فوجین مقابل ہوئین نصیرالدین حیدر نے جسکی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم دیا مگر پٹھانون نے
ایسی عجلت کی کہ اون کا کچھہ بھی نقصان نہوا جب وہ قریب پہونچے تو مصطفےٰ خان نے جو جنگ تنہائی مین
مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا۔ نصیرالدین حیدر اوس کا مقابل ہوا۔ اور دونون مرکر گھوڑون سے گر گئے
جب نصیرالدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا تو اوس کے پاؤن اوکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی۔
اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہان مصطفےٰ خان اور نصیرالدین حیدر کی لاشین پڑی تہین
وزیر کو یہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی بغاوت سے ہوئی اوس سے احمد خان کا مقابلہ
نکیا ملکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکہا کہ اوس کے آدمیون نے منہ پھیر لیا ہے تو اوسنے بعجلت تمام محمد علی خان
رسالہ دار و نواب حسن خان جماعہ دار بلگرامی و غیرہ و عبدالنبی خان جیلہ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ جلد پیش
پیش لشکر کو کمک پہنچائین۔ چونکہ مغلونمین ہر طرف پریشانی پہیل گئی تہی لہذا اس تازہ وارد فوج کی
کوششین محض بیکار ہوئین محمد علی خان ما بین باروبر گیا۔ یہان تین ہزار فوج پیدل صف باندھی کہڑی تھی
کہ اونکے پیچھے کچھہ سوار بھی تھے جب پٹھان قریب آپہونچے تب نورالحسن خان اور اوسکے سپاہیون نے
کمان اوٹھائی اور عبدالنبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سرکین اس سے بہت سے پٹھان مارے گئے
اور منتشر بھی ہوگئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑہتے چلے آتے تھے۔ محمد علی خان کے داہنے
ہاتھہ مین گولی لگی اور نورالحسن خان کے ہاتھی کے پانچ زخم تلوار کے لگے۔ اس مقابلے مین میر غلام نبی
و میر عظیم الدین سید بلگرامی مارے گئے۔ اور ناصر خان بھی کام آیا۔ جسوقت نواب احمد خان میدان مین
پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی سب توپین یکبارگی سرکین اونمین گولہ اور لوہے کے ٹکڑے بہری تہی
اونکی آواز سے زمین تو لرزاوٹھی۔ مگر افغانون کو کچھہ بھی نقصان نہ پہونچا۔ فقط بہلول خان کی ایک
انگلی کی کہال اوڑگئی مگر زمین و آسمان دہوان دہار ہوگیا بالکل تاریکی چھاگئی۔ احمد خان نے تہوڑی سی

توقف کیا۔ جب دھوان کم ہوا تو ڈھاک کے درختون کی آڑ مین بڑھنا شروع کیا سوارون نے گھوڑون سے
اوتر کر تلوارین ہاتھ مین لے لین اور آگے ہو لیے۔ نواب احمد خان کہارون سے یہ آواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی
جلد بڑھا لے چلو اور دشمن کی توپون تک پہنچا دو اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا۔ جب پٹھان توپون کے قریب
پہنچے مدد و قون نے گولندازون کو بھگا دیا۔ زنجیرین لشکرگاہ کی تلوارون سے کاٹ دین اور وہان
جا پہنچے۔ جہان وزیر کھڑے تھے۔ اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب احمد خان بھی ایک جنگی فوج لیکر
فوراً اوسی جگہ نواب وزیر کی طرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانون نے تلوارین ہاتھ مین لین اور کس کے
لپٹے لگا دیتے لاش پر لاش گری جاتی تھی اوسوقت ایک روہیلہ پٹھان وزیر کے ہاتھ مین آ سکا
اور لڑائی ہوتی دیکھ کر اوسی ایک شتر سوار جنرل کے واسطے روانہ کیا اوس کو کہلا بھیجا کہ تم صاحب کی
سپاہ کو حضرت جنرل حوضے کا ہاتھی گھیرا ہی اس بین وزیر سوار ہے اوس طرف آدمی ایک ہمراہ ہو تو ایسا کہ کوئی
کہ کوئی ہماری روک بھی نہ کر سکے گا۔ لیکن کا اعتبار تین سو جوانون کے ساتھ اوا طرف نکل آیا جہان وزیر کھڑا
تھا اور کہ ہنود و مسلمان سب متفق مارنا شروع کیں وزیر کا قلعہ دار مارا گیا اور مدد کو پہنچے سماعت اور
کارندہ مرزا علی تقی بھی جو وزیر کے خواص بین بیٹھا تھا زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا لعنی
چہرے وگردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کھا کر حوضے مین گر پڑے
اور کا حوضہ نہایت مضبوط آہنی چادرون کا بنا ہوا تھا اور اسقدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تھا اس
سبب وہ اور زخمون سے محفوظ رہے۔ پٹھانون نے حوضہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھ کر اوسکا
کچھ خیال نہ کیا۔ اور بھاگنے والون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے۔ فقط نوازش خان و محمد علی خان اسی
حال میں رہے یہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل
فیروزی بجوا دو۔ مگر باوجود اس طلب کرنے کے سوا دو سو جوانون کے ایک شخص بھی وزیر کے پاس
نہ آیا۔ اب مات ہونے لگی۔ غیب بھی خرابی جگت زان کا بھائی بجائے مدد نت مقتول کے وزیر
کے ہاتھی پر سوار ہوا تو وزیر کا ارادہ واپسی کا تھا۔ مگر یہ مجبوری تو میدان جنگ سے مار رہے کی
طرف واپس چلے کہتے ہین کہ جب وزیر کو ہوش آیا تھا داڑھی کے بال کھسوٹے اور دانتون سے
ہونٹ چبائے اور دونوں ہاتھ ملے۔ وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی دیر بعد سعادت علی خان و اسمٰعیل
و راجہ ہمت سنگھ۔ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست کامل دیتے ہوئے اور دنگا ختم کرتے ہوے
خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے نواب احمد خان مع چند جوانون کے اسوقت وزیر کے
لشکرگاہ پر قبضہ کئے ہوئے تھا جب اوس کی نظر لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب

ماری کیطرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھا کر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوا اوس کو آفت سے بچانے والا کون ہی۔ دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینوں سرداروں کو پہنچی اونکی حواس جاتے رہے اونکی خوشی مبدل برنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے کانپتے دہلی کیطرف راہی ہوئے احمد خان بنگش خدا نے بچا لایا اثنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسی اور نواب اسحاق سے مقابلہ ہوگیا اوس نے بہادری سے کہا کہ مین وزیر ابو المنصور خان ہون یہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور ہاتھی پرسے اوسکو پکڑ کر اوس کا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگا یہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا۔

سید ہدایت علی نے کل لشکر کو بھاگ جانے کے بعد وزیر کے توپخانے کی توپین جسقدر ساتھ چل سکین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیون کو جمع کرکے ساتھ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبہ مارہرہ مین پہونچکر جو میدان جنگ سی اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہی سید نور الحسن کو حکم دیا کہ تکلیف زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سینکنا شروع کیا اکثر معلون ہی سے وزیر کے لشکر کے آدمیون کو لوٹا اور جو بچے اور گانون والونکے ہاتھ لگے تو اونھون نے اونکو لوٹ لیا۔ ہان مارہرے سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہان وزیر نے ایک شب مقام کیا۔ اور یہان سی دہلی کو روانہ ہوئے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ اونکی شکست و ذلت کی خبر جا پہنچی امرائے منافق اور بادشاہ اور اونکی ماں اودہم بائی اور جاوید خان وزیر کے مال و اسباب کی ضبطی کی فکر کرنے لگے۔ مگر کچھ دہشت کھا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے۔ جب سنا کہ وزیر زندہ نزدیک آپہونچے تو اونکی پہونچنے کے منتظر ہوئے۔ وزیر کی بی بی نے وزیر کے پہنچنے سے قبل بیٹے اور امیرون کو حکم دیدیا تھا کہ جسقدر آدمی موجود ہین اونکو ہر وقت لڑنے مرنے کے لئے تیار رکھین۔ ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۰ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو وزیر دریاے جمنا کے کنارے شاہ جہان آباد کے مقابل پہنچے اور بادشاہ سی سوال و جواب شروع ہوئے حکم نہ تھا کہ شہر مین داخل ہون۔ قاضی نے فتوے دیدیا تھا کہ اگر وزیر بند شکست پا کر لوٹے تو ہاتھی سے باندھکر شہر کے نثار کرنا چاہیے [۱] سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر شہر مین داخل ہوئے۔ اور جب

---

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲/۱۲ دیکھو سیر المتاخرین اور آزاد کی تاریخ میں ۱۹ ابھی ۱۲

امراے منافق کی حرکات سے اور دیکھی نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو دجنکی سازش سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جایداد ضبط ہو جاوے اور بجاے اونکی وزیر سابق سے قمر الدین خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان مقرر ہو) پیام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندوں پر گران ہے - اور مجھ سے کیا بازی دو رہی ہے او نہون نے وزیر سے معذرت کی - فرخ بخش میں لکھا ہے کہ محمد اسحاق خان کی لاش اوسیطرح میدان جنگ میں پڑی رہی تھی - محمد سلطان جو بیٹا اوسکا ہے نواب علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار کا بیٹا ہے - اور دہلی میں سالار جنگ اور مرزا علی خان کی رفاقت میں رہتا تھا اسحاق خان کی شہادت کا حال سنکر اور معلوم کرکے کہ اوسکی لاش اوسی طرح میدان جنگ میں پڑی ہوئی ہے دہلی سے معرکہ میں آیا اور شکر کے لاش کو اوٹھا لیگیا اور سالار جنگ کے پاس پہنچا دی اور تجہیز و تکفین کی - وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آئے تو کیا کرنا چاہیے اوسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچھ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے کل کیفیت مشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شایستہ معرض بیان میں لایا اور کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوا ورنہ وہ مطیع سرکار رہتا بعد گفتگوے بسیار اوسنے کہا اب آپ ہی انصاف کیجیے اس میں کس کا قصور ہے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تمنے عرض کیا سب صحیح ہے - محمد خان غضنفر جنگ اور اوسکی خاندان سے کوئی گستاخی سرکار سے نہیں ہوئی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے لیکن تمھاری کیا راے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم کرے تو اوسوقت کیا کیا جاویگا - فیروز جنگ نے التماس کیا کہ صلاح دولت یہی ہے کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان شاہی مع خلعت و فیل و اسپ و شمشیر بھیجا جاتے اور اوس کو لکھا جائے کہ اب تک جو کچھ ہوا اوسکا کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہتا سب وزیر کی شرارت سے ہوا وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان شاہی مع خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا - حافظ رحمت خان کے افسرون نے بھی اس جنگ میں بڑی دلاوری دکھائی تھی - نواب احمد خان نے صفدر جنگ پر فتحیابی کے بعد حافظ الملک کے جماعہ داروں کو خلعت اور ہاتھی گھوڑے اور نقد و جنس دیکر رخصت کیا اور حافظ صاحب کو شکرگزاری کا خط لکھا - اور اوس میں یہ بھی تحریر کیا کہ اودھ کے فتح کرنے کا

ارادہ ہی اگر آپ اپنی سپاہ خیر آباد تک جو آپکے ملک کی سرحد پر ہے بڑھا ئین تو بہتر ہو حافظ صاحب نے
شیخ کبیر اور پیر بول خان کو سپاہ دیکر سرحد ملک اودہ کی طرف یورشین کرنے کے لیے بھیجا
جنہوں نے حد شرقی خیر آباد تک فتح کر لیا اور احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان عرف جہان خان
چھیلے کو مع دس ہزار سوار و بیشمار پیادہ کے لکھنؤ صوبہ اودہ پر قبضہ لینے کے لیے بھیجا اور
سادی خان اور کاسے خان ولد شمشیر خان کو کوڑے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا محمد امیر خان
کو غازی پور پر روانہ کیا - ولراے کی شکست و موت سے الہ آباد کے بڑے حصے میں بد انتظامی واقع
ہو گئی تھی سروپ سنگھ کھیچر جو پرگنہ کرہ الی پر قابض تھا جو زمانہ حال میں ضلع الہ آباد میں واقع ہی و بیسر سنگھ
ولد ہندو سنگھ چندیلہ و گھنشار سنگھ رکھنی جو سابق میں پٹھانوں کے دوست تھے اب ان سب نے
مرہٹوں سے سازش کی اور مثل سال گذشتہ اب بھی مرہٹوں کو ندی کے اس پار لانے کا ارادہ کیا
ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۳ ہجری میں پٹھانوں نے ملیح آباد میں تھانہ قایم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵
کوس کے فاصلے پر واقع ہے سانڈی کو جو اب ضلع ہردوئی میں ہے گمر بڑ کر دیا اور امیٹھی کو جو اب
ضلع سلطان پور میں واقع ہے لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دال مئو[1] اور رای بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان
کیا ۔

نواب احمد خان کی فوج کی اودہ پر یورش

محمود خان اپنے باپ نواب احمد خان کے حکم سے اودہ کو چلا - ۱۰ جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری
کو بلگرام کی غربی طرف فروکش ہوا اوسکی فوج کے پٹھانوں نے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند
لوگوں کو زخمی کیا وہاں کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اونکو بھی تاب نہ آئی چند پٹھانوں کو
زخمی کیا - اور محمود خان کے لشکر کی دو سو راس باربرداری لوٹ لیگئے - محمود خان نے وفور غصہ سے
مع جملہ فوج تیار ہو کر شہر کا محاصرہ کیا اور اوسکی لوٹنے کا ارادہ کیا وہاں کے لوگ محلہ محلے کے چہ کوچہ
مستعد مقابلہ ہوئے - مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ جو احمد خان سے ربط و ضبط رکھتے تھے وہ
محمود خان کے پاس گئے اور اصلاح کر کے اس فتنہ برخاستہ کو خاموش کیا - محمود خان نے
وہاں سے ماہتو کی طرف آکر اپنے کسی بھائی اعمام کو مع بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ پر روانہ کیا

[1] گنگا کے کنارہ پر واقع ہی ۔

حکم دیا اور اوسنے پانچہزار فوج کو کسی سردار کو دیکر لکھنؤ روانہ کیا سردار مذکور نے شہر کے باہر
پڑاو کیا اور ایک کوتوال اپنی طرف سے مقرر کرکے شہر مین بھیجا۔ شہر اسوقت صفدر جنگ کے
عملے سے خالی تھا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بقاء اللہ خان کے ہمراہ
قلعہ الہ آباد مین چلے گئے اکثر مغل اپنا اسباب شیخ معز الدین کے گہر امانت رکہہ گئے تہے۔ اوسکو اوسکے
ہمسایون نے منع کیا تہا کہ ان لوگون کا مال گہر مین رکہنا بجا نہین ہے۔ کیونکہ افغانون کو دعوے پیدا
ہوگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گہمنڈ مین آکر نہ مانا معز الدین خان مقتضاے
وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا۔ اوسنے بڑی عزت کے ساتھہ ملاقات کی۔
کوتوال نے شہر مین بیجا حرکات اور سختیان شروع کین۔ شیخ نے اوسکو سمجہایا اسی ضمن مین
کسی مفتری نے سردار افغانان سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے آپکے کوتوال کو بیعزت کیا ہے۔
معز الدین اوسوقت سردار کے پاس بیٹھا ہوا تہا اوسنے کہا کہ کیا مجال کوئی ایسا کرسکے مین جاتا ہون
اور مفسدون کو سزا دیتا ہون اور فوراً رخصت ہوکر شہر مین آیا۔ شیخ نے یہ خیال کیا کہ اس فرقہ
افاغنہ کی امان کا اعتبار نہین۔ پس شہر کے شرفا کو طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ وعدہ کا پابند نہین ہے
انکی اطاعت سے بجز ندامت کچہہ حاصل نہوگا اسلئے بہتر ہے کہ سب ملکر انکو یہانسے نکالدین بعض تو خوف کہاکر
جان بچاگئے۔ بعض رفاقت کو آمادہ ہوئے۔ معز الدین نے زیور فروخت کرکے روپیہ مہیا کیا۔ اور
شیخ زادہائے شہر کو جمع کرکے انکو کہا کہ کوتوال کو نکالدین۔ شیخ زادون نے ایساہی کیا معز الدین
نے کسی مغل کو مغلئی لباس پہناکر اپنے مکان مین بٹھادیا۔ اور صفدر جنگ کی منادی کرادی۔ اور
اعلان کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بھیجا ہوا کوتوال ہے۔ اور ایک سبز جہنڈا علی کے نام کا استادہ کیا۔
جو اوس جہنڈی کے نیچے آتا اوس سے رفاقت کی امید ہوتی۔ سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ کیا۔ دو سو
شیخ زادون نے مقابلہ کیا دریای گومتی کیطرف سخت لڑائی ہوئی پٹھان بھاگ نکلے۔ وہ سردار بھی جسکے
ہمراہ پندرہ ہزار سپاہ تھی بھاگ گیا تمام توپخانہ اور اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا۔ محمود خان نے
جو بچا بچایا مئو کے گہاٹ پر مقیم تہا یہ خبر سنکر لکہنؤ کیطرف کوچ کا ارادہ کیا معز الدین نے اوسکو پیام دیا کہ
آپ لوگ اپنی حماقت سے اس درجہ کو پہنچے اب بندہ خود ہی آپکے پاس پہنچتا ہے۔ جبتک توقف کیجے
ابھی محمود خان وہین مقیم تہا کہ یہ مفرور افغان جا پہونچے اور شیخ زادون کی بہادری کا حال بیان کیا
محمود خان خوف زدہ ہوکر اپنے ملک کیطرف واپس ہوا۔ شیخ زادون نے تمام پٹہانون کو اودہ کی
عملداری سے نکالدیا۔ یہ بیان سیر المتاخرین کے مؤلف کا ہے جسنے ان پٹہانون کی ترقی کو بہت

رنج و تعصب کی نظر سے دیکھا ہی - حقیقت حال یہ ہی کہ جو وقت لکھنؤ کے شہزادون نی سر اوٹھایا
تو اس وقت مین وزیر نے مرہٹون کی امداد و اعانت کے ساتھ فرخ آباد پر دوبارہ چڑہائی کی تہی
اسوجہ سے انتقام ممکن نہ تہا یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تہا[۱] کیان کا ریخ
کا مؤلف کہتا ہی کہ محمود خان نے لکھنؤ مین بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی نداں محل واقع لکھنؤ مین
رہتا تھا اوس کا نام شاہ سبحان تہا اور بہت پاک باطن تہا محمود خان اوس کے پاس کبھی کبھی
جایا کرتا تہا ایک روز آدمی بڑی جوش دلسانہ[؟] کہ تم بہر تعدی کرنے سے باز نہین آتے کل کو شعلہ
آتش اُٹھے گا جو صدہا آدمیون کو ہلاک کریگا - اور اب تمہاری حکومت یہان سی اُٹھ گئی ہی جلد ہی
یہان سی چلے جاؤ چنانچہ دوسرے دن پٹھانون کے باروتخانے مین آگ لگ گئی - ایکبارگی بڑا
آواز ہوا - صدہا آدمی اوڑ گئی - تین تین چار چار کوس پر جا کر گرے - علی الصباح محمود خان نے
لکھنؤ سے کوچ کردیا -

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد عکر نواب بقا اللہ خان ولد مرحمت خان
جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بہتیجا تہا اور اپنی چچا کے عہد سی کوڑہ کا فوجدار تہا اور پرتاب نراین
اور خان عالم و امیر خان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ کی ساتھ وزیر سی ملنے آئے تہے لکھنؤ کی راہ
جھوسی بہاگ گئے - تب علی قلی خان داغستانی[۲] صوبہ الہ آباد کا نائب اُنسے ملنے کو آیا اوس وقت
اونہون نے معلوم کیا کہ سادی خان بیس ہزار سپاہ کے ساتھ آیا ہے - علی قلیخان اپنی
فوج اور کچھ راجہ پرتاب نراین کی فوج لیکر سادی خان کے مقابلے کو بڑہا دونون فوجون کا
کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا - اور جنگ شروع ہوئی - سادی خان شکست کہا کر لوٹا جب
. . . . . . - اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی تو اوسنے ارادہ کیا کہ بہت سی کمک
بہیجے - مگر صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلئے کیونکہ آپکی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد
کا قلعہ خالی کردینگے - بقا اللہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی آمد سنکر بعجلت تمام

---

[۱] دیکھو آرون صاحب کی تاریخ ۱۲

[۲] یہ علی قلی خان داغستانی وہہین جسکا تخلص والہ ہی ۱۲ خزانہ عامرہ -

وہاں سے پھرے اور الہ آباد کی قلعہ مین پناہ گزین ہوئے انکے ساتھ راجہ ہمت سنگھ اور پسران
راجہ نولراے بھی تھے احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین پہنچکر چند روز قیام کیا اور یہ عزم
کیا کہ خود وہانسے گھر کو واپس آئے اصفجنگ ان تین سرداران یعنی منصور علی خان و رستم خان بنگش
و سعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چھوڑے ان تینون سردارون کی پاس بہت سی سپاہ نوکر تھی
لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی برہتی پت ولد چتردہاری ولد بہے سنگھ سوم ہنسی حاکم
پرتاب گڑھ اور راجہ بلونت سنگھ حاکم بنارس کے وکیل جب اوسکے پاس پہنچے تو اوس کو آگے بڑھنے
کی ترغیب ہوئی۔ مضمون نامجات کا یہ تہا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑھینگے تو ہم لوگ کوشش
کرکے بہت جلد قلعہ خالی کرینگے۔ پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجاے گا
ان نامونکے پہنچنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑہا راجہ برہتی پت پرتاب گڑہ سی اپنی فوج
لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ نواب نے اوس کو خلعت عطا کیا۔ اور خود اوسکی درخواست
پر اوس کو پیش لشکر مین قایم کیا الہ آباد پہنچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کرکے
جہوسی کو پہنچا۔ اور یہان اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ تہا
تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کرلیا
کوئی جگہ بجز شیخ محب اللہ آبادی کے مسکن و دریاباد کی لوٹ سے باقی نرہی ان دونون جگہونپر [illegible]
قایم تھے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرتے تھے
اور یہ دونون نوابان بنگش کی اطاعت سی عار رکہتے تھے۔ چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تھی
اسلیے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوتے اتفاقاً اندر گر سنیاسی کہ مہادیو پرست تھا مع پانچہزار
برہنہ جنگ جو فقیرون کے وہان تیرتھ کو آیا اور اسنے شہر اور قلعہ کے درمیان مین ہیلے یہ فقیر
وزیر کے نوکرونکی جانب شریک ہوئے۔ وزیر کے آدمیون نے اندر گر کو بہترا کہا کہ قلعہ کے اندر
رہنا چاہیے۔ اوس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا۔ بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تہا
اور جنگ مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اوسنے دریا پر ایک پل اوس مقام پر باندہا جو درمیان
تربینی جو قلعہ کا پہاٹک ہے اور قصبہ اریل کے واقع ہے۔ یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے
پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا لشکرگاہ تو اوس قصبے مین چہوڑا۔ اور خود مع فوج صبح
و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا۔ اسوقت انھین سے برابر توپین نواب احمد خان پر چہوٹتی رہین اوسکی جانب
راجہ برہتی پت اور اوسکے تعلقدارون نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے

راجہ بلونت سنگھ جسے بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جہوسی کو پہنچا اور نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا۔ محمود خان حال مین لکھنؤ سے آیا تھا۔ راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا اوس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اوسکی ریاست اوسکے نام کردی۔ باقی نصف ملک پر صاحب زمان خان ولاکٹہی جو شیودی نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ ساتھ لیکر اراتل کو جاؤ۔ اور دشمن کو وہانسے ہہگا کر اپنی فوج کا بڑاو وہان ڈالو تاکہ قلعہ آمد و رفت رکے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جہوسی کو آکر ناوین مہیا کرنے کا حکم دیا۔ جب نواب بقار اللہ خان کے جاسوسون نے اس ارادے کی خبر اوسکو پہونچائی تب اوس نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگونسے مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہئے جس سے وہ جانب سے بہیر حملہ نہوسے پاوے۔ آخر سبہ راویون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کرین۔ بقار اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا۔ اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سے ملحق ہوئی۔ اندرگر سنیاسی بہی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑہا۔ اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندہکر بعزم جنگ ٹہرا ہوا جسوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اوسنے نواب منصور علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنیکو بہیجا بموجب حکم کے وہ آگے بڑہے۔ علاوہ ازین اونکی ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار شکل خان کے حکم مین اور تین ہزار پیدل جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تہے اسکے سوا اور بہی سردار ساتھ تہے یعنی نامدار خان بہادر غیرت خان لوز خان ولد غلیل خان متبنیا نامدار خان بہادر ہمت خان متبنیا و عبداللہ خان اورکزئی نواب احمد خان نے ان سب کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑہکر دشمن کو ہہگا دین راجہ برتہی پت سے نواب احمد خان نے کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر ہے وہان جاؤ راجہ حملہ مین آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ تین گہنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخر کار راجہ پرتہی پت جو آگے تہا قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین در آیا۔ یہ دیکہکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑہے راجہ ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا۔ تب اوسکے ہمراہی اپنے گہوڑونسے اوترکر شمشیر بدست

دشمن پر جھپٹے اس مقام پر پہنچکر منصور علی خان بھی اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہنچا
بقاء اللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوئے ۔ اور جب بقاء اللہ خان نے
دیکھا کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پل کے پار گیا ۔ اور گولنداز توپین قلعہ مین چھوڑکر پل کے
پار بھاگ آئے اور بھاگتے وقت اپنے کنارے کیطرف پل توڑدیا ۔ نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے
یہ فتح بھی نصیب ہوئی اور میدان پر قابض ہوئے ۔ اور جسجگہ یہ لوگ مقیم ہوئے وہان سے پل تمام
وکمال نظر آتا تھا ۔ جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی
فوج کو دشمن پر بڑھا لیگیا ۔ جب منصور علیخان کے لوگون نے یہ حال دیکھا از راہ رشک جلدی بڑھکر
اون لوگون سے آگے ہوئے ان کا یہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جا رہین ۔ راجہ رقی پت کی بھی رای ہوئی
لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سُنی فوراً ایک شتر سوار نواب منصور علی خان کو واپس
بُلانے کے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر سر دے مارنے کی برابر ہے حکم
پاتے ہی منصور علی خان نے قصد لوٹنے کا کیا ۔ مگر رقی پت نے کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ قلعہ خالی ہو گیا ہے پس اس مین کیا قباحت ہے ۔ اگر ہم پل کے سرے تک جا رہین اگر قلعہ مین کوئی متنفس
باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی چلاویگا ۔ پس اگر ہمپر گولی نہ چلائی جاوے گی تو تصور کرینگے
کہ قلعہ خالی ہے ۔ اور اوسپر قبضہ کرلینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا
قصد نہین کرسکتا ہون ۔ یہ کہکر شادیانے فتح کے بجوائے ۔ اور نواب کی خدمت مین واپس آکے
مع دوسرے سرداروں کی نذر گذرانی نواب احمد خان ابھی قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کئے پڑا تھا کہ تھوڑے
عرصے بعد یہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کیطرف بڑھ گئے ہین اوس طرف روانگی کو
تیار ہوا احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر یکا یک یہانسے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کرے گی
اسلئے بادشاہ کا فرمان پہنچنے کی خبر اوڑادی اور فرمان باڑی سات آٹھ کوس کے فاصلے پر
کھڑی کرا کر شب کو رسالداروں جمعداروں اور مصاحبوں سے بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان باڑی
در ہے ۔ رات سے سوار ہونگا ۔ تمام سامان روانگی کا تیار کرلو اس تدبیر سے وہانسے کوچ کیا
جب وزیر کی چڑھائی کی خبر مشہور ہوئی ۔ راجہ پرتاب گڈھ بھی لوٹ گیا ۔

نواب احمد خان کے افسر سے بلونت سنگھ راجہ بنارس کی مخالفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے محاصرے مین مصروف تھا تو دستی یہان سے صاحب خان

دلاراک جونپوری کو مقامات جونپور۔ اعظم گڈھ اکبرپور دیگر مقامات مین اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ بلونت سنگھ
نے نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہنچا کہ اوس کو ملک سے بھگا دو۔
اوس کو کمک پہنچی گئی۔ اور اکبر شاہ راجہ اعظم گڈھ اور سمشاد جہان زمیندار ماول اوس کے آکر شریک
ہوئے ماول اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا
قلعہ سرہان پور کا چند روز کی محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا ازان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چھ
گھنٹہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور ہو کر گھس آئے۔ اور اوس مقام پر قابض ہوگئے صاحب زمان
خان نے آپ ہی چڑھنے میں تاخیر کی اور نظام آباد کی طرف کوچ کیا۔ یہ مقام جونپور سے تیس میل
شمال مشرق مین ہے بلونت سنگھ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا مذکور پیشتر ہو چکا ہے صاحب زمان خان
مع حاجی سرفراز خان کے اوس حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریائے گنگا کے شمال کی
طرف واقع ہے۔ بلونت سنگھ گنگا پور سے جو بنارس سے تھوڑی فاصلہ پر مغرب مین واقع ہے روانہ ہو کر مڑیاہوں
پہنچا۔ یہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہے۔ اور صاحب زمان خان سے اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا
ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا بلونت سنگھ کے افغان سرداروں نے اپنے ہم قوم افغان یعنی
صاحب زمان خان سے جنگ کرنے سے انکار کیا۔ لاچار ہو کر بلونت سنگھ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا۔
صاحب زمان خان نے چاندی پور مین پڑاو ڈالا۔ دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت نہ ملنے تنخواہ
کے بلوہ ہو گیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کی طرف روانہ ہوا۔ بلونت سنگھ نے تب اوس کا گھر لوٹ لیا۔ صاحب زمان
خان نے اعظم گڈھ مین اپنے آپ کو محفوظ نہ جانکر ملک بتیا کو گیا اور وہان کے راجہ سے روپیہ مانگا وہ
تھوڑے عرصے بعد جونپور کو واپس آیا لیکن بلونت سنگھ نے پہرا اسے مقرر کر دیا۔ نقل ہے کہ سب
بنارس کی مہاجنوں نے پٹھانون کی آمد سنی وہ پھولپور جو بنارس سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے
گئے اور کہا ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہین اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آوین
ان کا یہ خیال تھا کہ کہتے تھے اگر ہم پٹھان کو خواب مین بھی دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین۔ مختصر
دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور پٹھان واپس گئے۔

وزیر کا بادشاہ سے عفو قصور کرانا اور اون سے احمد خان پر چڑھائی کی اجازت لینا۔ مرہٹون اور بھرتپور کے جاٹون کو اپنی مدد کے لئے بلانا

وزیر رام چھتری میں شکست کھا کر ۲۹ شوال ۱۱۶۳ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۱۷۵۰ء کو دہلی واپس آئے
اور یہاں پہونچکر اونہوں نے دیکھا کہ بادشاہ مجھسے سخت ناراض ہیں تو سخت غمگین ہوئے۔ ایک
عرصے تک وہ گھر سے نہ نکلے ہر وقت سر پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہتے تھے۔ آخر الامر اونکی بیگم نے اون کو
دُھارس دی۔ اور اقرار کیا کہ جسقدر روپیہ میرے پاس ہے سب تم کو دیتی ہوں۔ یہ سُنکر اونکو ہمت ہوئی۔ اور
اونہوں نے راجہ ناگرمل اور لچھمی نراین اور اسمٰعیل بیگ خان کو طلب کیا۔ اور سید عبد العلی کو بھی جو اونہیں
دنوں اجمیر سے بھیجا تھا شریک مشورہ کیا۔ اسمٰعیل بیگ خان نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج
منگانا چاہیے۔ ناگرمل کی رائے ہوئی کہ روہیلوں کو ملانا چاہیے۔ اور کہا کہ قایم خان کے حملے کے
سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانوں سے عداوت رکھتے ہیں۔ وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ اور
کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اور غنیم اون سے لڑنے جائیگا تو سب متفق ہو جائینگے
تب وزیر نے سید عبد العلی سے صلاح پوچھی اوس نے کہا کہ آپکی ساتھ فوج سابق میں بھی کم تھی
اور اب بھی جسقدر درکار ہو مہیا ہو سکتی ہے۔ مگر سرداران جنگ دیدہ و آزمودہ کو رفیق کرنا چاہیے۔ وزیر نے
کہا آجکل ایسے کون لوگ ہیں۔ جواب دیا کہ بخت سنگھ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہیں
اور راجہ لچھمی نراین نے بھی مرہٹوں کی فوج کثیر کا ذکر کیا اور کہا کہ آپا سیندھیا اور ملہار راو کے پاس ستر
اسی ہزار فوج اس وقت کوٹہ کی قرب و جوار میں ہے۔ ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانوں کے واسطے بس ہیں
اور پٹھان مرہٹوں کے نام سے چونک پڑتے ہیں اب وزیر نے مرہٹوں سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا۔ وزیر کو
دوسرا امر اہم یہ باقی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت سے رضامند کرنا چاہیے۔ اس غرض سے وزیر نے راجہ
جگل کشور وکیل مہابت جنگ کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور اوس سے اعانت چاہی
اگرچہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ بہت عزیز رکھتا تھا وزیر کا حال بالتصریح سننے کے بعد جاوید خان
نے کہا کہ ایسے معاملے کی بحث بالمواجہ ہونی چاہیے بروز چہارشنبہ میں بغرض فاتحہ خوانی حضرت
سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کی درگاہ میں جاؤنگا۔ بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤنگا
اسوقت جو عرض ہو بیدھڑک جو وہ سمجھانا چاہیں مجھسے بیان کریں۔ جگل کشور نے واپس آکر وزیر سے
اوس کا پیام بیان کیا۔ چہارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کے
بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا۔ ادہر اودہر کی باتوں کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلامت
کا مزاج تمہاری طرف سے بالکل پھر گیا ہے کسی کو جرات نہیں کہ کوئی بات تمہاری بہتری کی تمہارے حق میں
حضور میں عرض کرے۔ اور نواب فیروز جنگ اور احمد خان کے واسطے سعی کرنے پر جسقدر

مستعد ہی کہ کسی کی مجال نہین ہی کہ اوسکے خلاف ایک بات بھی منہ سے نکال سکے وزیر نے
بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے سمجھے اور کہا کہ اگر آپ اس معاملے مین دست اندازی کرین اور
بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین تو خوب ہو - اور تاریخ مظفری سے
معلوم ہوتا ہی کہ وزیر نے [illegible] اوس کو [illegible] لاکھہ روپیہ بطور رشوت کے دینے پر راضی
کر لیا - نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہاری حق مین
سفارش کرونگا - اور انشاء اللہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف رجوع کرو دونگا - بعد اس
گفتگو کے وہ سوار ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک اخبار نویس کے پاس سے جو احمد خان کے
لشکر گاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات شرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت
و راجہ بلونت سنگھہ اور دوسرے زمیندار مع نذر کثیر نواب کی خدمت مین حاضر ہوتے اور اپنی تئین
نواب کا مطیع قرار دیا ہے بھی الہ آباد کے محاصرے کے واسطے نواب کے شریک ہوتے ہین - بڑی فوج
جمع ہو گئی ہی اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکھہ سوار اور ہزار پیدل زیر لواے نواب
احمد خان مجتمع ہو گئے ہین - دیکھا چاہیے بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی
نواب ناظر نے موقع پا کر جسطرح وزیر سے اقرار کیا تھا کہنا شروع کیا - اور جو باتین از راہ
دور اندیشی اوس کو سکھلائی تھین اوس نے بادشاہ سے بیان کین - ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے
دل پر بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کیطرف خیال کرتا ہون تو مجھے سخت تردد ہوتا ہی میری
نیند جاتی رہتی ہی - صفدر جنگ کے شکست کھا کر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک
فرمان گویا بصورت تہنیت نامے کے احمد خان کے نام با ستقرار ریاست روانہ کیا تھا
او سپر قناعت نہ کرکے اوس نے ریاستہاے خالصہ پر بھی قبضہ کر لیا ہی اور اپنے بیٹے کو بہ غرض
تسخیر ملک اودھ کے روانہ کیا ہی - اور جو الہ آباد کو محاصرہ کیے ہوئے ہے اسکے بعد بنگال کا عزم
کریگا - اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو خبر [illegible] دی ہی کہ اوس نے لشکر عظیم اکٹھا کیا ہی
علما یہ کہتے ہین کہ کتاب [illegible] دروین [illegible] [illegible] ہی کہ کوئی افغان
و [illegible] جمعیت تا تعداد دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہنچے [illegible] درینولا احمد خان کے پاس ایک
لاکھہ سے زاید فوج ہی اور [illegible] [illegible] [illegible] سے کچھ لڑ بھڑ
رسکتا ہے جب جاوید خان [illegible] [illegible] [illegible] بادشاہ سخت
متردد ہو کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بھی [illegible]

عرض کیا کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوس کو تفویض کیا جاے
بادشاہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھہ بھی امید نہین ہی کیونکہ وہ فوج کثیر بیدق بات
بہ سب کچھہ لیکر گیا تہا مگر احمد خان نے تہوڑی سی فوج سے اوس کو شکست فاش دی۔ اور اب جبکہ احمد خان
کی طاقت بہت بڑہ گئی ہے تو صفدر جنگ اوس دل ہاری فوج سے اب کیا کر سکتا ہی اور نہ وہ رائے
یا یہ زد شکست ہوئی بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری رائے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام
مین اسے ہرگز منظور نہین کر سکتا ہون کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی منفعت نہوگی۔ جاوید خان نے
جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بہی تدابیر ہین آیا سندہیا اور ملہار راو جو اس وقت
راجپوتانے مین ہین وہ اگر طلب کئے جاتے تو حضور عالی کی نوکری کر لین گے۔ اور اپنے انتفاع کی امید
سے جو حکم اونکو دیا جائے گا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھ عمل مین لائین گے سورج مل جاٹ
کی فوج بہی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھ گئی تہی مگر اوس نے شکست نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا
حافظ رحمت خان روہیلون کا سردار صفدر جنگ کا دوست ہو آخر الامر بادشاہ جاوید خان
کی باتو مین آگئے۔ اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اس کا قصور معاف کیا گیا ہے۔ اور کل دربار مین
حاضر ہو۔ جاوید خان خوش خوش اپنے گہر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونون
باہم بغلگیر ہوئے۔ بعد ازان جو گفتگو بادشاہ سے ہوئی تہی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان
جوگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان کو گیا اور اوس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہون
اور فی الفور ایک فرد نذرانے کی تیار کرین۔ تعداد نذرانے کی دس لاکہہ روپیہ ہے کم نہو
جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ دس لاکہہ نذر مقرر ہوئی ہی کہ جاوید خان سے ملاقات کے
وقت دیا جاہئے[1]۔ دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام مین
سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا امرا و رئیس مع میر تزک حاضر ہوئے اور آداب بجا لا کر اپنے
اپنے پایے پر کہڑے ہوئے اوس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو دربار
سلطانی مین حاضر کرے۔ جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا تین خوان جواہر بار جہا
قیمتی کے اوس کے روبرو پیش کئی گئی۔ بعد معمولی انکار کے اوس نے اونکو قبول کیا۔ بعد ازان وہ
حضور مین حاضر ہو گئے۔ وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکہدیا بادشاہ نے سر اوٹہا کر
چہاتی سے لگایا۔ وزیر نے عرض کیا کہ غلام سے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہے۔ بقول سعدی

ت۱ دیکہو تاریخ آردل ۱۰۲

علیہ الرحمۃ ۵

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش — عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آورد

بادشاہ نے فرمایا کہ مینے بعد غور تمہارا قصور معاف کیا۔ اور عذر پذیرا کیا۔ خلعت دہ پارچہ مع فیل و اسپ و شمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فرو مدرانہ بتعداد دس لاکھ پیش کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوئے گھر کو روانہ ہوئے حسب استدعا نے حامد خاں ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے نام ایک فرمان شاہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بھی دیا اور مرہٹوں کے پاس یہ تحریریں لیکر راجہ مہانراین[۵۱] جو وزیر کی سرکار کا مدار علیہ تھا اور منتر سکنداس[۵۲] درجوگل کشور[۵۳] روانہ ہوئے ور ہالو رای وکیل مرہٹون کا بھی انکے ساتھ گیا۔ ان قاصدون کو کوٹہ میں وہ پڑاؤ اسطرف اور دہلی سے دو سو اسی میل جنوب مین مرہٹے ملے انہون نے وزیر کے خط کا مضمون معلوم کرکے آپ نے دو کروڑ روپئے طلب کئے۔ رام نراین نے کہا کہ تمہاری نظر مین پچاس لاکھ روپے زیادہ ہین۔ ہم تو ایک معاملے مین اتنے لیتے ہین ہماری نظر مین اسقدر روپیہ ہیچ ہے۔ ہم کو کیا ضرور ہے کہ پچاس لاکھ روپیوں کے لئے چار لاکھ پٹھانوں سے لڑائی کرین۔ جنگ دو سردار دیتے ہیں کیونکہ یقین ہے کہ ہم ضرور اونپر فتحیاب ہونگے ممکن ہے کہ ہمکو ہی شکست ہو جاوے آخر ملہار راؤ ایک کروڑ پر راضی ہو گیا کیونکہ وہ صفدر جنگ کو حاتم سے کم نہ جانتا تھا اور آپا کو بھی راضی کر لیا اور اپنے حقیقی بھتیجے تکوجی[۵۴] جو جسونت راؤ کا بھائی تھا ساتھ لیا۔ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ فی ہزار پندرہ ہزار روپیہ یومیہ سورج مل کا اور ۲۵ یا ۳۰ ہزار روپیہ تا اختتام جنگ مرہٹوں کا قرار پایا۔ اور گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ مرہٹوں کے لاکھ سواروں کو جو بالتخصیص آئے ملہار راؤ نے ایک لاکھ روپیہ روز اور پچاس مقام دینے کا اقرار ہوا۔ اور سورج مل خود اول سے شریک ہوا تو جملہ سامان جنگ مثل توپ و بان و جزائل و گولہ بارود وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال

---

۵۱ دیکھو گیان پرکاش اور عماد السعادت اور اوروں نے رام نراین کہا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین بھی نراین ہے ۱۲ ۵۲ دیکھو گیان پرکاش ۱۲
۵۳ دیکھو سیر المتاخرین ۵۴ دیکھو عماد السعادت ۱۲

مجال نہ تھی کہ از سر نو سامان عظیم کر لیتا اور دشمن پر چڑھتا اور جب یہ دہلی کے قریب پہنچے تو ملہار راؤ وزیر کے وکیلون کو رخصت دیکر صفدر جنگ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ دار الحکومت مین آنا کیا ضرور ہی ہم بالا بالا فوج لیکر جاتے ہین اور یہ نہین چاہتے ہین کہ آپ کی فوج لڑائی مین ہماری شریک رہے۔ بلکہ کوئی اس معاملہ مین دخل نہ دے۔ راجہ نراین وغیرہ سردارون سے رخصت ہوکر وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روانگی کو آمادہ ہوئے۔ لیکن سلطنت کا خزانہ اون کا ایک کرور روپیہ سے کم تھا اور سوای مصارف فوج مغلی و ہندوستانی کے اونکی ذات خاص کے مصارف بھی زیادہ تھے ایک کرور روپیہ مرہٹون کو دینا ٹھیرے۔ پھر اس لئے اون کے دل کو فکر تھی لچھمی نراین سے اس معاملے مین مشورہ کیا۔ اوس نے عرض کیا کہ مرہٹہ اپنے تئین اس قرار پر خرچہ جنگ ٹھیرا ہی کہ وہ بالکل پٹھانون کا ملک فتح کرا دین تو اوسوقت یہ رقم دیجائے گی جب آپ کا قبضہ اس ملک پر ہو جائے گا۔ تو کرور روپیہ کیا چیز ہین۔ بالفعل جو کچھ روپیہ آپکے پاس موجود ہی اوس مین سے تھوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرف مین لایئے۔ نواب وزیر اس بات سے مطمئن ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے[1]۔ اور بعض کہتے ہین کہ مرہٹے دہلی مین آئے تھے اور جب وہ اوس کے قریب آ پہونچے تو ایک عہدہ دار اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہار راؤ اور آپا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئے۔ اور خلعت مرحمت ہوا۔ وزیر نے سورج مل جاٹ کو بھی بلوایا اور اوس کو بھی خلعت ملا۔

وزیر کی دوبارہ فرخ آباد پر چڑھائی۔ اور فتحگڑھ کا محاصرہ

وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کر کے رخصت کیا اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو۔ اوائل جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری مین صفدر جنگ اپنی اور مددگارونکی فوج لیکر دار الخلافت سے برآمد ہوئے۔ عماد السعادت مین لکھا ہی کہ اوسوقت صفدر جنگ کے ہمراہ دو لاکھ سپاہ اور ہزار کے قریب چھوٹی بڑی توپین اور ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے سردار تھے۔

صفدر جنگ نے دریای جمنا کو عبور کر کے پہلا پہ ظلم مرہٹونکو

---

[1] دیکھو عماد السعادت ۱۲

دیا کہ شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کول کے نواح سے بھگا دینا چاہتا ہے۔ اور جب وہ
فرخ آباد کی طرف بھاگے اوس کا تعاقب کرتے ہوئے فرخ آباد کیطرف بڑھنا چاہتا ہے ملہارراو اور
آپا نے پنڈاروں کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور ویران کرتے چلے جاؤ بموجب
حکم کے لوٹنا شروع کیا اور چوبیس ہزار سواروں نے شادل خان حاکم کول و جالیسر کا گھیرا
تھوڑے عرصہ میں ملہارراو اور آپا سیندھیا خود وہاں پہونچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شادل خان
کے پاس بمقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تھی۔ مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا۔
اور جہاں تک ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے
بہت سے آدمی مارکر آخرکار گنگا پار ہوکر قادر چوک پہونچا۔ یہ موضع پرگنہ اوجھانی ضلع بداؤن میں
واقع ہے۔ وہاں سے اوس نے کل حال احمد خان کو بمقام الہ آباد لکھ بھیجا اور مشرق کی سمت
گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کیطرف روانہ ہوا۔ احمد خان نے وزیر کی شکست سے چھ ماہ
کے بعد شادل خان کا پسپا ہونا مرہٹوں کے مقابلے سے سنا نواب نے راجہ برتھی پت کو طلب
کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی طرف جانا ضرور ہے۔ انشاء اللہ تعالے اوسکو
بار دگر شکست دیکر واپس آتا ہوں اوس وقت اضلاع مشرق پر قبضہ کرونگا۔ راجہ برتھی پت نے
کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ
وزیر تو قریب پہنچ ہی چکے ہیں۔ آپ عین وقت پر پہنچے ہی تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جائے گی اوسکی
مجتمع کرنے کی دقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودھ کو چلیں اور
وہاں سے جانب مغرب روانہ ہوں۔ اس میں چند فوائد ہیں ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑے گی
فوج بھی منتشر نہ ہوگی۔ اور زمیندار لوگ اودھ کے جو پہلے اپنے گھروں سے بعد زوال بدعمل
بھاگ گئے تھے وہ پہلے آئینگے مدد روپیہ اور سپاہ سے دینگے۔ دوسری وجہ یہ ہے
کہ بہت سی زر آشنا فوج یعنی کرایہ کی فوج جو آپکے حکم میں جمع ہوئی ہے جب آپ فرخ آباد
کو تعجیل روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چھوڑ دینگے نواب نے کہا میں اپنے سرداروں سے مشورہ کروں
دیکھوں اونکی کیا رائے ہے۔ راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و منگل خان غلزئی
و محمد خان آفریدی و مستجاب خان ورکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سرداروں کو طلب کیا
حسب وقت اونہوں نے راجہ کی صلاح سنی کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دینگے۔
زائد لوگوں کی رائے تو یہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اوترنا چاہئے۔ فقط حاجی سردار خان کی رائے

اسکی خلاف بھی سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر گنگا پار
جاینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے بھاگ گئے - ہم کو خوف نکرنا چاہیے یہ وہی
وزیر ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہین اور اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن
کو زندہ نہ جانے دینگے - اور ہماری نزدیک اوسکی فوج کی یہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے
کو مارنا کیا مشکل ہے - نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہو
اوس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میری بات سے خوش نہونگے میری راے راجہ پرتھی پت کی راے سے موافق
ہے - اور مین سمجھتا ہون کہ اوس کی راے بہت مناسب ہے - حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد
کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا - اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اوس سے اوس کو اطلاع دی
راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا کہ مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب کے
چھوڑے جاتا ہون اسلیے تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودھ کے زمینداروں سے کہو کہ اپنے اپنے
گھرون مین جابسو راجہ کو اوسوقت خلعت مرحمت ہوا وہ رخصت ہوکر دریاے گنگا کو عبور کر کے
اپنے ملک کو روانہ ہوا - نواب کا بیٹا جو اودھ کے فتح کرنے مین مصروف تھا اور اوس کا ارادہ
لکھنؤ اور کاکوری کے شیخ زادون کو سزا دینے کا تھا - جنھون نے سر اوٹھا کر مرہٹون کو نکال دیا تھا
چونکہ اوسوقت مین انتقام حکمت نتھا اسلیے یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کیطرف لوٹا اور سیا ندی پالی
سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اوس مقام پر پہونچا جسکی دوسری جانب بمقام تہگڈھا اوسکی
باپ کا لشکر پڑا تھا نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہوکر چھ روز کے عرصے مین اپنی دار الریاست
کو پہنچا - مگر اوسکے ساتھی جو محض زر آشنائی کے رستے سے اوس کا ساتھ چھوڑ کر جاے عافیت
مین پناہ گزین ہوے صرف وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا ساتھ رہ گئے پہلے اوس نے
بی بی صاحبہ اور اپنی دوسری رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہنچا دینے کی فکر کی یہ سب
بمشکل تمام دہانسے آنولہ و شاہجہان پور کو روانہ ہوئین - شہر کے بہت سے باشندون نے
جب بی بی صاحبہ کو وہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا - نواب نے ہر سردار کو نام بنام
طلب کیا - اور اوس سے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کسطرح مقابلہ کرنا چاہیے - تمام رئیس و فوج کے سردار
و تاجر جو وہان حاضر تھے اور باقی بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لائق و عاقل سمجھے جاتے تھے نواب کے
روبرو حاضر ہوے - انھون نے عرض کیا کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہے - اور نواب کی فوج
بمقابلہ اوسکی گویا دال مین نمک کی برابر ہے - یہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین

مگر بہادر ہیں۔ لیکن بزرگون کا قول ہی ایک شخص مقابل حریف سے جنگ کرسکتا ہے۔
اور نہ ایک ہزار سے اس مین سکت نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنیکی طاقت
رکھتا ہے مگر وزیر اس وقت سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے
ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے حاث و مرہٹے مور و ملخ کیطرح ایک انبوہ کثیر کے
ساتھ آئے ہین لہذا مصلحت وقت یہی ہی کہ یہان سے حسین پور گھاٹ پر جو شہر سے تین میل
مشرق کیطرف واقع ہی۔ گنگا کے کنارے اوٹھ چلنا چاہیے وہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہی جہان سے
تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ اس قلعہ کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل
کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے بڑے بڑے غار اور خندقین ہین لہذا اس مقام پر
پڑاو ڈالنا خوب ہوگا۔ اس کا مذکور نہین ہی کہ شہر کا قلعہ کیون بیکار رہا شاید اس وجہ سے
کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روکدین اور رسد کی آمد بند کردین۔ فتحگڈھ کے نیچے دریا ہی
ہے جس مین کشتیان بہ آسانی مہیا ہوسکتی ہین۔ مگر تاوقتیکہ دشمن پار ہو کر دوسرے کنارہ پر
قابض نہو یہ خوف نہین ہوسکتا ہی۔ نواب نے سرداروں اور رشتہ دارون اور مشیر کارون
کی یہ صلاح سنکر اسی مشورے پر باتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر
دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہنچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے روز توپخانہ
پہنچا اور توپین لشکر مین داخل ہوئین۔ نواب خود خندقون و غارون کیطرف جن کا مذکور ہوچکا ہی
گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کسکر نصب کین۔ توپون پر اپنے سپاہیون اور رسالہ دارون
کو متعین کرکے خود لشکرگاہ کو آیا۔ اور ناؤون کا ایک پل تیار کرایا۔ جس روز پل تیار ہوا نواب کا
بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی داہنے کنارے پر پہنچا۔ اور رشادل خان غلزئی بھی
قادر چوک سے آیا۔ اسکے پہونچنے سے دوسرے روز دونون نے نواب کی ملازمت حاصل کی
اب ہم وزیر کیطرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری۔ جب وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان
الہ آباد سے واپس آیا ہے۔ اور شہر کی حفاظت کی تیاری کررہا ہے تو اونہون نے ملہار راو
اور آپا کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے مطیع
حکم ہین وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ احمد خان کے محاصرہ
کے واسطے بھیجدو کہ جاکر چارون طرف رستہ بند کردے۔ اور کہین سے کھانا پانی یا چارہ
نواب کو نہ پہنچنے پائے۔ بموجب حکم کے اونہون نے ستیا کو بجمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد

کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہنچے اونہون نے دیکہا کہ سردار چہوڑکر چلے گئے ہین
اونہون نے بہت سے گانون اور بستیون کو آگ لگا دی۔ جب مرہٹون کے سوار شہر مین پہنچے
اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بہوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید اون کے دلمین
تہی وہ سب جاتی رہی اب وہ اوس مقام کیطرف روانہ ہوئے جہان نواب احمد خان آمادہ جنگ
مقیم تہا۔ جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہار راؤ اور سیندہیا نے ہمکو اس
فوج سے ایسی بہادری کا اوس سے تہوڑی سی فوج جسے وزیر کی بلشمار فوج کو زک دی ایسے لوگون کی ساتہ
بڑی حزم و احتیاط سی مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ سنکر گویہ توپین یاقوت گنج مین رکہی ہین جو شہر سی پانچ میل
اور فتحگڈہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہی تانتیا نے اپنے چند سوار اوسطرف روانہ کیے۔
اونہون نے چند گنوارون کو مجمع کیا اور تینون اپنے لشکر کی طرف کہینچ لیے چلے جب قاسم باغ کے
قریب پہنچے جو قلعہ فتحگڈہ اور حسین پور کے نصف میں جنوب مغرب مین ہے تہان پٹہان گڑہون کے اندر
کمین گاہ مین تہے۔ فوراً مرہٹون پر آپڑی اور گولیان اوربان اونپر چہوڑنا شروع کیے بندوقون کی
آواز سنکر نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آکہڑا ہوا اور اپنے رسالہ دارون
کو حکم دیا کہ پٹہانون پر گولیان چل رہی ہین اونکی جاکر مدد کرو۔ شاہ دل خان بنگش و سجاد خان
آفریدی و محمد علیخان آفریدی و میان خان خٹک و عمر خان گوالیاری و نامدار خان برادر نواب
عزت خان نور خان ولد خلیل خان بنگش خان تلہر والا اور دوسرے افغان سردار مورچے کو چہوڑکر
پٹہانون کی مدد کو پہنچے۔ تانتیا بہی اونپر پڑا کہ اونکو لڑکر بہگا دیوے۔ جب دونون فوجین قریب
ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی۔ پٹہانون نے ایسا سخت حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑکر
تلوارین مارین آخرکار مرہٹے حملے کی تاب نہ لاکر بہاگے۔ جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہنچی
اوسنے شتر سوار کو بہیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑہین پیچہے واپس آوین۔ سردارون نے یہ
حکم سنکر لوٹین جو واپس آتے ہین آگے روانہ کین اور حد درجہ خوشی کے ساتہ اونکے پیچہے ہوئے
نواب احمد خان نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردارونکو خلعت عنایت کیا اور اپنے خیمے کو واپس
گیا تانتیا کی شکست کی خبر سنکر وزیر مع جاٹ و مرہٹون و باقی فوج کے کوچ کرکے نواب کی خندق
کے قریب آپہنچے۔ ملہار راؤ اور سیندہیا و تانتیا کو قاسم باغ مین چہوڑکر خود آگے بڑہے اور شکی
رامپور مین پہنچے۔ یہ ایک گہاٹ دریای گنگا کا دریاے مذکور کے داہنے کنارے پر قریب بارہ میل
فتحگڈہ سے بڑہکر پرگنہ بہوجپور مین ہے۔ یہان اونہون نے اپنا لشکرگاہ قایم کیا۔ اور

مرہٹے نے اور اوسی کے محاصرہ کرنے کو بہیجے لیکن یہ نواب ایسا جری اور اسکی اقا

نورالحسن خان بلگرامی حکم دیا کہ کشتیون کا پل تیار کرے - اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سُنی
اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کرے تاکہ وزیر پل بنوانے
پاوے - اس نوجوان نواب نے شام سنگھہ برادر شمشیر جنگ چیلہ کو اوسطرف بھیجا یہ سردار مع فوج کے
اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدھا پل تیار ہو گیا تھا - اوس نے ایسے گولے اور بان اوپر چھوڑنا شروع
کیے کہ دشمن پل چھوڑ کر بھاگ گئے - اسمرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار
پھر کام شروع کیا - اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی - ہر روز ملہار راو اور آپا سیندھیا کے لشکر سے
نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا غروب برابر توپین چلا کرتی تھین - اور ہر شام افغان اپنے
خندقون سے نکلکر توپخانے پر حملہ کرتے تھے - اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگا کر دو ایک
چھوٹی توپین اپنے لشکر مین کھینچ لاتے تھے - تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے
تھے نکلکر اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمے کے قریب بیٹھے تھے - دشمن نے سب کو ایک جا دیکھ کر
اپنی بڑی توپ کا اونکی طرف رخ کر کے سر کی - اتفاقاً گولہ کاظم علی خان ولد شمشیر خان کے پہلو مین لگا
یہ اوسوقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا - علاوہ ازین نواب شادی خان نواب محمد کے سولہوین بیٹے کا
بازو اوس سے اوڑ گیا - اور دو ایک کو زخمی کیا - یہ سب مر گئے - جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہنچی وہ
پالکی پر سوار ہو کر وہان آیا اور اونکے کفن دفن کا حکم دیا - اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ
اونکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور ہلاک کرونگا - لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھانون کا
دستہ پیادون سے تین سو نکلا - اور مرہٹون کے لشکر پر ٹوٹ پڑا - تمام رات ایسی بہادری سے لڑتے
کہ مرہٹون کے قدم اوکھاڑ دیے - جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے
مرہٹون کے سر نیزون پر لیے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے - جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہنچی
اوس نے مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان
باوجودیکہ محصور بھی ہے تاہم اوسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھ سپاہی نکلکر مرہٹون پر حملہ کرتے ہین
اور اونکے سر نیزون پر چڑھا لاتے ہین - آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے - مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمھاری
داڑھی پر تھوک دونگا - آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو - اور ان دونون باتون مین
سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اونکے سر لا کر میرے قدمون پر ڈالو یا اپنی جان دو
یہ سنکر سب آکر مرہٹون مین شریک ہوئے - اور تھوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم باغ

کیطرف اوس جانب بڑہے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علی خان تیرہوین بنگش نواب محمد خان
کے قایم تہا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تہی فقط ناہموار زمین تہی۔ شیر بچے
باغ سے نکلے اور ایک نیچی زمین مین پناہ لیکر پہری بندوقین چلانے لگے۔ اور اسیطرح
دوسرا دہاوا کرکے توپخانے کے قریب پہنچ گئے۔ جب قزلباش سوارون نے دیکہا کہ شیر
بچے توپخانے کے قریب پہونچے وہ اپنے گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور اونکی مدد کو پہونچی
اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا۔ پٹہان جو دشمن کے منتظر ہے۔ اونہون نے پہلے ایکبارگی
توپونکی سرکی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کہینچ کہینچکر اونپر جہپٹے۔ اور بہتسے
حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اونہون نے بہاگکر قاسم باغ مین پناہ لی پٹہانون نے
اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اون کو بہگاکر خود قابض ہوئے داہنی طرف باغ کے مشرق مین
کچہہ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہے یہان مرہٹونکی بڑی فوج کمین گاہ مین تہی۔ جب مرہٹون نے
دیکہا کہ وزیر کی فوج بہاگی اور پٹہان اپنا مورچہ چہوڑکر اون کے تعاقب باغ تک بڑہ آئے ہین
بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کنان اور اونکی توپخانے کے درآئے
یہ ہمت زیر حکم تانتیا کے تہا۔ جب شجاعان قوم افغان نے دیکہا کہ دشمن نے ہماری واپسی کا
راستہ روکدیا ہے باہم یہ کہا کہ یارو پہلے تیر دشمن کے گہوڑون کے پیرونپر چلا۔ اور تلوارین بہی
پہلے گہوڑون ہی کے پیرونپر لگاؤ۔ جب دشمن گرجاوین پہر اونکو قتل کرلینا۔ باہم یہ تجویز ٹہراکر
اسی طور سے مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور بہتون کو مارلیا۔ آخر مرہٹے اوتر پڑے۔ اور جنگ شروع
ہوئی منصور علی خان صاحبزادہ یہ جنگ اپنے مورچے سے دیکہہ رہا تہا یہ دیکہکر اوس نے
اپنی تلوار لی۔ اور پیادہ پا دشمن کیطرف چلا اوس کے ہمراہی بہی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے
ہوتے منصور علی خان نے اپنے ساتہیون اور اون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہوگئے تہے
جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ایکہزار آدمیون کے تہے یہ سب بڑہکر افغانون اور مرہٹون
کے بیچ مین گہس پڑے اونہون نے دوسری جانب حملہ کیا۔ اور اس موقع پر باغ یعنی مشرقی
سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ اونکی کمک کو آپہونچے۔ عبداللہ خان ورکزئی
رضا بخش خان خٹک داؤد خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیرزنی کی کہ
مرہٹون کے قدم اوکہڑ گئے۔ جب تانتیا نے دیکہا کہ میرے لوگ بہاگنے پر آمادہ ہین۔
ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہورہا تہا۔ اور اسوقت وہی آثار نمود

وہ گھوڑے سے اوتر پڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے نوکر اوسکو سوار کرکے بزور لشکر کو واپس لاتے۔ جب مرہٹون نے شکست کہا کر بہاگنا شروع کیا۔ تب منصور علیخان اور دوسرے سردارون نے اپنے اپنے گھوڑے منگوائے اور سوار ہوکر انکی تعاقب مین باغ کے مشرقی گوشے تک گئے یہان سے اوہنون نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر مین پہنچے منصور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے کو داہنے ہاتھ پر چھوڑ کر گھوم کر باغ کے بائین گوشے کیطرف آئے اور یہان مقیم ہوئے۔ نواب احمد خان اوسوقت اپنی گھوڑے پر سوار ہوکر توپخانے کے قریب آیا اور تمنا ارون سے کہا کہ مورچہ چھوڑکر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو آیندہ مرہٹے تمکو زیادہ تکلیف نہ دینگے۔ منصور علیخان اپنے موقع قیام پر آیا احمد خان نے اوسکی بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار ہو اسکے بعد احمد خان اپنی مقامگاہ کو واپس آیا۔

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلے کا نواب احمد خان کی مدد کے لئے فرخ آباد کو جانا اور مرہٹو نکے ہاتھ سے شکست اُٹھاکر آنولہ کو واپس آنا۔ اپنے ہمراہیونکی بیدلی کیوجہ سے نواب احمد خان کا بھی اپنے حصار کو چھوڑ دینا

آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہی کہ جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی تو احمد خان نے ہرجانب مدد کے لئے لکھا۔ علاوہ دوسرون کے اوسنے حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلہ کو بھی بطلب امداد تحریر کیا۔ اور یہ لکھا گو ہمارے اور تمہارے درمیان مین منافقت ہی لیکن باہمی جھگڑے طے ہوتے رہینگے۔ لیکن یہ ضرور نہین کہ غیر کے ہاتھ سے ضرور روا رکہا جاے امید ہی کہ آپ فوج مدد کے واسطے روانہ کرینگے تاکہ ہم اوس غنیم پر جو ہم دونون کا دشمن ہی حملہ کرین۔ حافظ رحمت خان نے عذر کیا کہ ابھی تمکو قایم خان کے خون کا دعوے باقی ہے تاوقتیکہ اوس کا تصفیہ نہو جائے

ہمکو اپنے آدمی تمہارے قبضے میں کرنے سے خوف آتا ہے۔ اس بیان کو دیکھکر ہمکو وہ بات تعجب انگیز معلوم ہوئی کہ جو گل رحمت میں لکھا ہے کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل بہ معیت دوندے خان اور سردار خان کی ماتحتی میں ایک فوج نواب احمد خان کی مدد کو روانہ کی تھی جو رام چھتونی کے مقام پر اوسکے شریک ہوکر وزیر سے لڑی۔ اس واقعہ کو فرح بخش میں یوں بیان کیا ہے کہ جب احمد خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہیلہ میرے ساتھ شریک نہیں ہوتے تو قایم جنگ کے خون کی معافی کا ایک محضر تیار کرا کے بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کے ہاتھ آنولہ کو بھیجا محضر کا مضمون یہ تھا کہ ہمنے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوس کا دعوے ہم نکرینگے بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانسامان وغیرہ اکثر امرا کے مکانوں پر گئیں اور سب سے بڑی منت و زاری کے ساتھ کہا کہ ایسے سخت وقت میں احمد خان کی مدد کرنا چاہیئے۔ سرداران مذکور چونکہ جہاندیدہ و جنگ آزمودہ تھے رفاقت و اعانت سے صاف پہلو تہی کی۔ اور کہدیا کہ قایم خان نے ہماری ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ اوس کے ننگ و ناموس کے اب ہم شریک ہوں بی بی صاحبہ سب کی طرف سے مایوس ہوکر نواب سعد اللہ خان کے محل میں گئیں۔ اور بیگمات کو اغوا کرکے نواب سعد اللہ خان کو آمادۂ اعانت کیا۔ پٹھانوں کی بہادری کی داستان اور ننگ و رفاقت کے قصّے ایسے طرز سے بیان کئے کہ نواب سعد اللہ خان مدد کو آمادہ ہوگئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان۔ دوندے خان ملا سردار خان بہادر خان جیلہ نواب علی محمد خان۔ اور فتح خان خانسامان کو طلب کیا۔ حافظ رحمت خان اس وجہ سے کہ وزیر سے اور اون سے اتحاد تھا خاموش بیٹھے رہے اور دوسرے سردار بھی اونکی خاموشی کی وجہ سے کچھ نہ بولے نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم بولتے نہیں تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخر آپ کا ارادہ کیا ہے اونہوں نے جواب دیا کہ جو سب سرداروں کی راے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ رحمت خانؒ نے جواب دیا کہ اس لڑائی میں کسی جانب شریک نہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر فتح حاصل ہوئی تو اس میں سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے۔ اور خدانخواستہ اگر فتح

حاصل ہوئی تو اس میں سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے - اور خدانخواستہ اگر ہزیمت

(۱) منتخب العلوم میں بھی بیگم کے آنے کا ذکر ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹیر میں غلطی سے لکھا ہے کہ احمد خان روہیلوں سے مدد حاصل کرنے کے لیے آنولہ کو خود آیا تھا ۱۲

ہوئی تو تمام آفت اور بلا ہمپر نازل ہوجائیگی۔ بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سے سب
روہیلہ سرداروں میں ممتاز رکہا جاتا تہا بول اوٹہا جھارے سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیوں
نہیں اوڑہ لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کسی پٹہان کے منہ سے نہ نکلے ہونگے۔ اور نواب
سعد اللہ خان کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر مجہکو حکم ہوگا تو کل میں اپنا رسالہ لیکر بغیر حکم روانہ
ہوجاؤنگا۔ اور جس پٹہان کو اپنے نام اور آبرو کا خیال ہوگا اوسکو ساتھ ہونے کا اختیار ہے
یہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری میں مصروف ہوا۔ نواب سعد اللہ خان محل میں گئے۔ اور جو بحث
حافظ رحمت خان اور بہادر خان میں ہوئی تھی بعینہ لفظ بلفظ ماں سے بیان کی اور پوچہا کہ میں حافظ
رحمت خان کی بات سنوں یا بہادر خان کا شریک ہوں ماں نے کہا کہ ایسے امورات میں ہم مستورات
سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری رائے میں یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت
خان وزیر کی جانبداری کی وجہ سے منع کرتے ہیں۔ اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے
واسطے یہ عزم کرتا ہے یہ گفتگو اپنی ماں سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آئے اور اپنے خاص خاص
سرداروں کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے
جو ہو سو ہو کل میں روانہ ہونگا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسرونکو اختیار ہے
تب اونہوں نے بہادر خان کو بلاکر یہ حکم دیا کہ میری فوجمیں حکم سنا دو کہ جو جو اپنی تئیں میری لازم
جانتے ہیں تیاری روانگی کی کریں نہیں تو میں سب کو برطرف کردونگا۔ بہادر خان نے یہ
حکم سنا دیا سوای حافظ رحمت خان۔ دوندے خان اور بخشی سردار خان کی فوج کے باقی سب
روانگی پر آمادہ ہوئے اور فتح خان خانسامان بھی ہمراہ ہوئے اور دوسرے دن کوچ
ہوا۔ جب فتحگڈہ کے محاصرے کو ایک مہینے سے زائد عرصہ گذرگیا۔ تب یہ خبر مشہور ہوئی کہ
نواب سعد اللہ خان قریب آپہونچے۔ اس خبر سے وزیر اور ملہار راؤ اور آپا سیندہیا کو نہایت
تردد پیدا ہوا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر نے نواب سعد اللہ خان کو لکہا کہ میرا دعوی
احمد خان سے تہا تم اوسکی مدد کو کیوں آئے تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ۔ اور اطمینان کیساتھ
رہئیے مجہے کوئی تعرض نہیں۔ حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ گو میں سعد اللہ خان
کو بہت روکا۔ مگر اونہوں نے نہ مانا۔ اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوئے ہیں۔ اسلئے میری
صلاح یہ ہے کہ جس خوبی سے ممکن ہو احمد خان سے صلح کرلو۔ کیونکہ صلح ہر حال میں عداوت سے بہتر ہے
دوسرے روز وزیر ملہار راؤ اور آپا سیندہیا کے لشکر میں گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے

کوچ کا حال بیان کر کے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہی ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنے خاص خاص سرداروں کو بلایا اور اون سے کل حال بیان کر کے مشورہ پوچھا - جملہ سرداروں نے باستثنا آپا سیندھیا کے جو دریردہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہین - ہم سے پوچھنے کی کوئی حاجت نہین ہی ہمین جو حکم ہوگا اوس کے بجا لانے پر مستعد ہین تب وزیر نے آپا سیندھیا کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہی - اوس نے جواب دیا کہ حیات راجہ بیان جو کچھہ ماجرا اتنک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہین - یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھہ عاجز نہین ہین راؤ تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھا - مگر اوس کو کامیابی نصیب نہین ہوئی وزیر کے لشکر مین گو کہ چیدہ فوج ہی - مگر اوسکی جو کچھہ حالت ہی اوس سے وزیر خود واقف ہین - احمد خان دونون کی فوج پر غالب رہا ہی - اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہو جائینگے تو افواج متفقہ کو شکست دینا مشکل ہوگا - وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت خان لکھتے ہین کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوے ہین - بعد اس مذکور کی حافظ موصوف صلاح دیتے ہین کہ قبل اس کے کہ سعد اللہ خان پہنچین احمد خان سے صلح کر لینا چاہیے - اب تمہاری صلاح کیا ہے - اونہون نے جواب دیا از ین چہ بہتر است - اس سے دونون جانب کی جانین بچینگی - وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچھنا ہی کہ اس عہد و پیمان کی ابتدا کیونکر ہونا چاہیے - اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اوس سے ہماری کسر شان ہی - آپا سیندھیا نے کہا کہ میری راے مین نواب غیرت خان اور ہمت خان کے بلانے سے کہ یہ بھی پٹھان ہین یہ صلح شروع ہو سکتی ہے - ملہار راؤ اور آپا سیندھیا مع دیگر سرداروں وہان سے اوٹھے - اور دوسری جگہہ جا کر مجتمع ہوے - اور نواب غیرت خان اور ہمت خان کو بلوا بھیجا مرہٹون نے اونسے یہ کہا کہ ہم یہ نہین چاہتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جاے یا وہ اپنے ملک سے بھگا دیا جاے یا میدان مین اپنی جان دیوے - چونکہ ہمارا منشا ہی کہ وزیر او احمد خان مین صلح ہو جاے - اسلئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ سترا لہ تجویز کرین - تب ان دونون پٹھانوں نے جو ظلم وزیر کے ہاتھ سے احمد خان کے خاندان پر پہنچے تھے بیان کئی - اور مرہٹون کو بھی ملامت کی کہ تم مین اور غضنفر جنگ کے خاندان مین جو اتحاد تھا وہ تم بھول گئی - مرہٹون نے تسلیم کیا کہ بیشک ہمسے سابق مین دوستی تھی - مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اس مضمون کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون - اور اتنک ہمنے بالکل بے پروائی سے

جان بوجھکر غفلت کی ہے۔ تب عزت خان اور ہمت خان سے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا
جو ایسا سلوک غضنفر جنگ کے ساتھ کیا اور بہت سی اعتراض کئی بعد اس قیل و قال کے پوچھا کہ
اب تجویز کیا ہے۔ اوہنوں نے کہا کہ اس وقت آپ تشریف لیجائیں۔ ہم باہم سرداروں سے
مشورہ کرتے ہیں جو کچھ طے پائے گا اوسی آپکو اطلاع دیجائیگی دونوں پٹھان رخصت
ہوکر اپنے خیموں کو آئے ادھر ہنود مشورہ کرنے لگے آخرالامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ
بطور خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹوں کے ادا کریں۔ اور علاوہ ملک سورجی کے وزیر اپنے دو محال
ساندی و پالی احمد خان کے حوالے کردیں جب اوہنوں نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی
اوہنوں نے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان و ہمت خان کے خیموں کو گئے
اور اپنے شرائط مجوزہ بیان کئی اوہنوں نے اون شرائط کو بھی نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب اوہنوں نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے کرنے اس معاملے کے نواب احمد خان کے
پاس بھیجا چاہیے۔ نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے
منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور
ساندی پالی آپکو دینا تجویز ہوا ہے۔ جونہی یہ بات احمد خان نے سنی اوسنے کہا کہ وزیر دس کروڑ
روپیہ میرے بھائی کے خونبہا میں دیں میں قبول نکرونگا۔ اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہوں
تب بھی راضی نہونگا۔ اوسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا۔ اور یہ مصرع پڑھا
ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ✦ دشمنوں کو یہ نہ تصور کرنا چاہیے کہ میں مجبور ہوں
کیونکہ میں ہر وقت اوسی میدان میں لڑنے پر مستعد ہوں۔ وزیر کو جو میں نے زک دیا ہے وہ ایک مثل
ہوگئی ہے۔ سورج مل جی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا۔ انشاءاللہ
تعالی بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذی عزت اور بہادر لوگ کسطرح عمل کرتے ہیں۔ جبکہ تقدیر آزمائی
لڑائی پر ہی تو صلح کیا ہوگی۔ اگر فتح حاصل ہوئی میری خواہش پوری ہوگی۔ اگر میں بدقسمت
نکلا تو خداوند مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر خون غضنفر جنگ کے بیٹوں کا بعوض زر کے فروخت نکرونگا
یہ کہکر امر الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے کے بعد
قاصد نے خبر دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریا گنگا کے کنارے مقام کریں گے
حکم ہوا کہ محمود خان اور شیر خان اونکی پیشوائی کو جاویں۔ طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ
قبل دونوں سردار نواب سعداللہ خان کے استقبال کو گئے دوسرے روز

نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی ۔ اور تلواریں کھینچی ہوئی احمد خان کی سپاہ کو
نظر آئی ۔ نواب سعد اللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے ۔ احمد خان کے ہمراہی اس رب
لکاک کو انہوں نے دیکھ کر فرط خوشی سے توپیں داغنے لگی سید اسد علی شاہ بہت سے آدمیوں کے
ساتھ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے ۔ سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہے تھے
جب شاہ ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اونپر طاری ہوئی ۔ اور اوس حالت میں
فرمایا کہ مقتول بہت اور مغلوب ہوئے ۔ جب وہ کیفیت زائل ہو گئی کہنے لگے کہ انکی خوشی
وغرور سی خدا کو خوش نہ آئی وہ دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے ۔ ۳ ۔ جمادی الاخری سنہ ۱۱۶۴ ہجری
کو نواب سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے بائیں کنارے استادہ کرائے ۔ اور
احمد خان نے اون کے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان درکزئی کے ہاتھ بھیجا اور نواب احمد خان
نے نواب سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوتر آؤ کیونکہ فوجوں کا متفق ہونا بہت ضروری
یہ پیغام نواب سعد اللہ خان کو پہنچا ۔ لیکن اونہوں نے کہا کہ میں اپنے خاص خاص سرداروں سے
مشورہ کر کے جواب دونگا ۔ بعد اونہوں نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کر کے اون سے
احمد خان کا پیغام کہا ۔ بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے سامنے بھی
سر غائب ہو جانا مناسب نہیں ہے ۔ احمد خان کو جواب بھیجا گیا ہے کہ انشاء اللہ کل آپکے ہوا خواہ
آپکے دشمنوں یعنی وزیر اور سرداران جات اور مرہٹہ کے سر بطور تحفہ پیش کرینگے
سعد اللہ خان چونکہ نوعمر اور ناتجربہ کار تھے اونہوں نے وہی پیغام بھیجدیا ۔ احمد خان نے
جواب دیا جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی سمجھو ۔ مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے کہ کسی
حال میں دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا ۔ اور اگر مرہٹے منہ موڑیں تو اون کا تعاقب نہ کیجیو ۔ اور
اپنے سپاہیوں کو اونکے تعاقب سے باز رکھیو ۔ کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدہ سے
اپنے دشمن کو اوسکی جگہ سے دور کر دیتے ہیں تا کہ مدد اوسکو نہ پہونچ سکے ۔ دوسرے روز
سعد اللہ خان اور منور خان ۔ اور محمود خان آمادۂ جنگ ہوئے ۔ اور اپنی فوجوں کی
صف باندھکر دشمن کیطرف بڑھے ۔ وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہوئے
ہے ۔ اونہوں نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور سورج مل جاٹ کو غرض مشورہ کے طلب کیا
یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیجی جاتی ہے اس سے قبل
کہ سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائیں ۔ کشتی رامپور کا پل جو خراب ہو رہا تھا ۔

جمادی الاخری کو اوسکی مرمت کرائی گئی - پٹھانوں نے بہت مزاحمت کی مگر گولونکی بوچھار سے
پل کے قریب نہ آسکے پھر کھانڈے راو اور تانتیا گنگا دھر جمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہو
جواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بھیم سنگھ زمیندار گوالیار مع چالیس ہزار سوار و پیادہ کے
اونکی کمک کو پہونچے - اور پٹھانوں پر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیوں نے توپوں
کا مینہ برسانا شروع کیا - بعد اسکے بندوقیں سر کیں رفتہ رفتہ اونہوں نے بندوقیں سر کیں
رفتہ رفتہ اونہوں نے بندوقیں بندکیں - اور تلواریں کھینچ کھینچکر دشمنوں پر حملہ آور ہوئے - اور
اونہوں نے فی الفور شکست دی بہادر خان نے احمد خان کی نصیحت فراموش کرکے دریا کنارے
سے آگے اور دشمن کے تعاقب پر رہا - بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار آدمی تھے - بہادر
پیچھا کرتے ہوئے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہنچے - دشمن نے دیکھا کہ فقط ایک ...
اور تھوڑے سے جوان ہیں - اور اونکے پیچھے کچھ کمک بھی نہیں مڑکر چاروں طرف سے ...
کو گھیر لیا - بہادر خان ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا - اور اوسکے جوان بھی تلوار کھینچکر
... اسکے ہمراہ ہوئے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی - لیکن دشمنوں نے اسطرح گھیر لیا تھا
جیسے شکار کو گھیر لیتے ہیں - اور تیر اور گولیاں اوسپر برسانا شروع کیں - اونہوں نے بھی
تلواروں اور برچھوں اور نیزوں سے بعض کو زخمی و قتل کیا - جب تک بہادر خان کے
جسم میں جان رہی تلوار ہاتھ سے نہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا - کوئی اوسکی
مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا - دشمنوں نے اوس کا سر کاٹ لیا - اور
جو کچھ سپاہی باقی رہگئے اونہوں نے بھاگ کر جان بچائی - جب نواب سعد اللہ خان نے سنا کہ
بہادر خان قتل ہوا - اونہوں نے فتح خان خانسامان سے پوچھا کہ اب کیا صلاح ہے - بہادر خان
سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی
فتح خان سے کہدیا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ میں آگے ہوگا - ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اوسکو
مدد نہ دینے پائے - اور وہ مغلوب ہوکر مارا جائے - اور اس صورت سے اس خار کو دور کرنا
کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا ہے - اگر کہیں احمد خان وزیر پر غالب آیا
تو بیشک سلطنت کا دعوی کریگا کیونکہ پھر کوئی اوسکے مقابلے کو باقی نہ رہیگا - اور اوس وقت قائم خان
کے انتقام میں تمام روہیلوں کو ملک سے نکالیگا - جب نواب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
صلاح پوچھی تو اونہوں نے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلیے -

نواب سعد اللہ خان سنے جواب دیا کہ جو امر ہونی ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہ مین چھوڑ دین
فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہین ہے وہ بھی تہوڑی مدت مین
آنولہ کو آتے گا وہان جو کچھہ مصلحت ہوئی ہے او سیر کیا ہوتا سعد اللہ خان رستم خان کی باتون مین
آ گئے اور آنولہ کی طرف پہر گئے ۔ نواب سعد خان و محمود خان سنے جب سعد اللہ خان کو پہرتے دیکھا
تو احمد خان کے پاس واپس آئے رانا بہیم سنگہہ و جواہر سنگہہ ولد سورج مل جاٹ جو اوسوقت دریا کے
کنارے فوج پر حکومت کرتے تہے ایسے موقع پر رہتے کہ صاحبزادہ ملکور دک سکین جواہر سنگہہ نے
چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا خیر خواہ تہا۔ لیکن خان
جو نواب غضنفر جنگ کا مشہور جیلہ تہا اوس کا چچا تہا رانا نے جب اس طرح جواہر سنگہہ کو سد راہ ہونے
سے ممانعت کی تو صاحبزادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے جب یہ خبر
مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا ۔ اور سعد اللہ خان آنولے کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر مین شل
بید کے لرزنے لگے ۔ نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر تو پخانے کے قریب آیا ۔ اور سپاہیوں سے
بات کیا کہ ہماری لڑائی کچھہ سعد اللہ خان کی کمک پر منحصر نہ تھی ۔ انگریز لے جاتا تو کل تو پخانہ
بڑہا کر سنگی رام پور کو جا کر وزیر سے مقابلہ کرونگا ۔ اور بعد ازان سرداروں کو بھی شیوہ ملا کر کہا خوب
ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتین کرکے
وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اور اوس نے پل کو توڑنے کا حکم دیا ۔ اب محاصری کو ایک مہینہ اور گیارہ روز
ہو چکے تھے ۔ پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا دی اور
شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکر گاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہو گئی ۔ فوج کے
جن آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے ۔
سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے ۔ ان سرداروں نے فوج کا خوف
دیکھہ کر نواب کے پاس جا کر سب حال کہا ۔ نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے اونہون نے جواب
دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہئے ۔ پہلے تو اوس نے انکار کیا ۔ مگر بالآخر یہ دیکھ کر کہ کوئی دوسری
صورت نہین ہے ۔ وہ گریز پر راضی ہوا ۔ اور اپنی بھائیون مرتضی خان و خدا بندہ خان و اعظم
خان و سوز خان و صلابت خان و شایستہ خان اور سردارون مین سے خاص خاص کو مثل
رستم خان بنگش و عنایت علیخان و عہتاب خان و شادل خان و مشکل خان و سعادت خان
و مستجاب خان کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلا ۔ اور شب کی تاریکی مین جانب پچہم دریا کے کنارے

کنارے ہی چلا ۔ہٹے بہاگتے ہوئے پٹھانون کے تعاقب مین لشکر مقام شکارپور آپہنچے یہ مقام فتحگڈھ سے
پانچ میل ہے۔ نواب کمرول گھاٹ تک برابر بہتا چلا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع
ہے۔ اور یہان اوس کا ہاتھی کالا پہاڑ نامی دریا سے نکلا۔ رمضانی اوسکو ہانکتا تہا بہت سے جوان
ندی سے پیچھے گھوڑے پر اپنے جان لے کی کوشش مین ضایع ہوئے۔ نواب امرت لوکی راہ سے
تنا تہا میورپہنچا۔ اور وہان سے آنولے مین داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر
پھیلی اوسکے سپاہیون اور اونکے دلوں پر جو اتنک دور دراز کے مورچون پر تھے خوف طاری
ہوا۔ اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا۔ بعض تو جھاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے۔ اور بعض نے
گھوڑے دریا مین ڈالدیے اس امید سے کہ پار نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے۔

جنگ روہیلکھنڈ

احمد خان جب آنولے مین داخل ہوا تو یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات کو آئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر
مین لکھا ہے کہ وزیر نے روہیلکھنڈ مین بڑھنے کے اثنا مین اسد پور سے روہیلون کے حاکم کے نام ایک
تحریر اس مضمون کی بھیجی تھی کہ پچھلے تین سال کا خراج جو تمہارے ذمے واجب الادا ہے وہ شاہی
خزانے مین داخل کرو اس تحریر کے پہنچتے ہی۔ تو روہیلون نے کوئی جواب بھیجا نہ کچھ سامان جنگ
تیار کیا۔ بڑی بے پروائی کے ساتھ اوس کا کچھ خیال کیا۔ نہ یہ بات ذہن مین آئی کہ اس جھگڑے مین
نواب سعد اللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوجکشی کی مخالف ہو جا
ئے گی۔ لیکن اس تحریر کے دیکھنے کے بعد یہ اثر ضرور ہوا کہ اپنی تھوڑی سی جماعت لیکر نواب
سعد اللہ خان کی خبرگیری کے خیال سے اونکی طرف روانہ ہوئے اسکے پہنچنے سے پہلے صفدر جنگ نے
اسلام نگر پرگنہ بداون کے قریب احمد خان بنگش اور اوسکے ہمراہیون پر اچانک حملہ کرکے ایسی شکست
فاش دی کہ کسی کے پاؤن میدان مین نہ جمے۔ روہیلون اور بنگشون کی تعداد ملکر قریب بارہ ہزار
آدمیون کے تھی اور آخر مین کچھ اور زیادہ ہوگئی تھی۔ مگر عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ ساٹھ ہزار
سپاہ احمد خان کی تھی اور تیس ہزار سپاہ روہیلون کی تھی۔ نواب وزیر افواج مرہٹہ و جاٹ کو
پٹھانون کے تعاقب پر مقرر کرکے خود صوبہ اودھ کو چلے گئے۔ اور وہان سے الہ آباد پہونچے اور
وہان ہوکر اودھ کو لوٹے۔ اور گومتی کے کنارے مقام کیا۔ راجہ پرتھی پت کو پرتاب گڈھ سے
بلایا۔ اگرچہ راجہ کو وزیر سے بیحد خوف تھا۔ مگر مجبوراً وزیر کی خدمت مین حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ

اسکے بیس ہزار سوار و پیادے اوسکے ساتھ تھے غلطنہ بھی کسیقدر رکھتا تھا۔ پرتاب گڈھ سے
کوچ کرکے وزیر کے لشکر مین پہنچا۔ جب وزیر کے ڈیرے مین داخل ہوا تو وزیر اوسکی مزاج پرسی
کرنے اوٹھ گئے۔ اوسوقت علی بیگ خان حاجی نے بھگر راجہ کو پکڑ لیا۔ وہ علی بیگ خان کو
چمٹ گیا اوسکے پاس ہتھیار نہ تھی۔ اسلئے علی بیگ خان نے رخسارون کا گوشت دانتون سے کاٹ کر
تھوک دیا کہ تمام ڈیرا اوسجگہ گر پڑا آخرکار راجہ مارا گیا اوس کا سر کاٹ کر سراپردے کے باہر پھینکدیا
اوسکی فوج جابجا بھاگ گئی نواب صفدر جنگ بھی فوجکے آدمیون سے فراہم ہوتے۔ بعد اسکے
نواب وزیر فیض آباد کو گئے۔ اودھر پہاڑون مین نواب احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورے سے
یہ بات قرار پائی تھی کہ بالفعل کوہ کمایون کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہیے۔ چنانچہ دوسرے
روز نواب احمد خان۔ نواب سعد اللہ خان حافظ رحمت خان بخشی سردار خان۔ فتح خان خانسامان
دوندے خان وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مرادآباد پہنچے
ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چندروز مقام کرنا پڑا جبکہ ان سردارون کو یہ خبر ملی کہ وزیر نے گنگا رام پار مین
مرہٹون کو چھوڑکر اپنے صوبون کو گئے ہین تو روہیلہ سردارون نے احمد خان سے کہا کہ مناسب یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آنولے کو واپس چلین۔ چونکہ بارش قریب ہے۔ ہم سب کچھ آرام کرینگے اور اپنے ہمقومون
کو ہر طرف سے بلا لینگے اور مرہٹون سے جنگ کرینگے۔ یہ صلاح سب نے پسند کی وہ آنولے کو واپس آئے
روہیلے اپنے مکان کو چلے گئے۔ اور احمد خان شہر کے باہر خیمہ زن ہوا۔ جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات
ختم ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی پہاڑون کی طرف کشتیان جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل
بنایا گیا۔ یہ ندی روہیلکھنڈ مین بہتی ہوئی قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب
سے گنگا مین داخل ہوتی ہے۔ جب مرہٹون کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلون اور دوسرے افغانون
کو ساتھ لیکے حملہ کرنے کو بڑھتا ہے۔ اونہون نے کہا ندے راو ولد ملہار راو کو بیشمار فوج کے
ساتھ اوس سے جنگ کرنے اور بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان۔ اور روہیلہ سردار اپنے پل پر سے
رام گنگا کو پار ہوئے اور اپنی سپاہیون کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا۔ اوسی کے
کنارے کنارے چلنا ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان
کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا۔ دوندی خان جو پیش لشکر مین تھے۔ اونہون نے دشمن
کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون۔ لہذا اونہون
نے کوچ موقوف کرکے دریا کے گھاٹ کے دونون گوشون یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ جما دیا

اس تدبیر سے اونہون نے دشمن کے پہنچنے کی راہ مسدود کردی جب کہ نذے راو نے راہ ہر طرف سے مسدود پائی پیغام صلح کا بھیجا قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا کہ ہم حسب الحکم سلطان الہند کے اس جنگ مین شریک ہوئے ہین۔ مگر ہم دل سے وزیر کیطرف سے نہین لڑسکتے ہین۔ محض وقت کا نباہ کرتے ہین۔ اس وقت جو کچہہ ہمارے اور تمہارے درمیان باہم مخفی طور پر طے پاجائے گا۔ ہم قسم کہا کر اقرار کرتے ہین کہ جنگ کمایون شروع ہوگی ہم تمکو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہ پیغام احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اونسے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی۔ اور یہ بھی کہا کہ میرے باپ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین اتحاد بھی تہا۔ بعد اس کے اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دوندو خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹونکی راہ جو اونہون نے بند کردی ہی کھولدین۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دوندی خان کسی کا حکم نہین سنینگے۔ ہان اگر آپ خود وہان تک چلنے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانین اور مین آپکے ساتھ چلتا ہون۔ افغانون کی فوج کی ترتیب یہ تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کے واسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اونکے پیچھے فتح خان خانسامان تھے۔ اور اونکے بعد نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان یہ دونون ہاتھی پر سوار تھے۔ یہ سب نواب احمد خان کا ہراول تہا۔ نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان ٹہکر دوندے خان۔ کے پاس گئے۔ اور مرہٹونکی درخواست سے اون کو مطلع کیا۔ اور کہا کہ اونہون نے اپنے اقرار پر قسم کہائی ہے۔ دوندے خان نے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست کرینگے۔ کیونکہ اونکی حالت نہایت نازک ہو رہی ہی تین طرف تو اونکی ندی حائل ہی اور چوتھی جانب مینے راہ بند کردی ہی۔ اب اون کا ایسا حال ہی کہ بلا تقدیم و بے تقضیع اوقات اونکو ہم بآسانی شکست فاش دے سکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے۔ نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچہہ تم کہتے ہو سب صحیح ہی مگر مذہب اسلام مین امان مانگنے والے کو امان ندینا جائز نہین بلکہ سخت برا ہے۔ اگر وہ جہوٹی قسم کہا بیٹھے خدا اونکو سزا دے گا۔ دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا۔ اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ راستہ کہولدی سپاہی وہان سے ہٹ گئے۔ اور دشمن کے واسطے راستہ کہولدیا۔ نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے۔ دوسرے روز افغان نادون کے پل پر پہنچے جو وزیر نے سنگی رامپور پر بنوایا تہا مسلمانون کے پہنچنے سے قبل مرہٹون نے پل کو توڑ ڈالا تہا۔ جب نواب احمد خان اور دوہیلے وہان پہونچے تو اونہون نے دیکہا کہ ہمارے

اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہی دونون جانب سے توپین چلتے لگین جبکہ
مرہٹون کا نازک حالت مین راستہ کھولدیا گیا تھا وہ پٹھانون کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئی مگر قریب
نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کرنیکی صورت نہ تھی ۔ اور خوراک جو سپاہی
اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی روہیلہ سردارون نے نواب احمد خان سے صورت حال
بیان کی ۔ اور کہا کہ اس وقت یہی مناسب نظر آتا ہی کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے
سورج پور پرگنہ کپل مین ایک گھاٹ ہی ۔ اور فرخ آباد سے بیس میل اور شیرگڈھ سے چالیس میل کے
فاصلے پر واقع ہے ۔ اونہون نے خیال کیا کہ ہم کو وہان بھی پل مل سکینگے ۔ اور ہم دریا سے بہ آسانی
اوترکر بر سمت ملہار راو کی طرف بڑھینگے ۔ کیونکہ اسوقت ملہار راو کے پاس تھوڑی سی
فوج تھی اس لیئے پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین ۔ اور کوچ کے وقت یہ مشہور
کرینگے کہ ہم اپنے رام گنگا کے پل کیطرف غلہ کا ذخیرہ اکھٹا کرنے کے واسطے واپس جاتے ہین
اور تازہ رسد بہم پہنچاکر پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ شروع کرینگے ۔ نواب احمد خان نے
اس تجویز کو پسند کیا ۔ اور افغانون نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہی
لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا مذکور سنا تو اپنے بھتیجے محمد قلی خان
کو اپنی طرف سے نائب اپنی صوبون کا کرکے اور بقاء اللہ خان کو اوسکے ساتھ مقرر کرکے جلد
کوچ کیا اور گنگا کو مہدی گھاٹ سے اوترکر ۹ محرم ۱۱۶۵ ہجری مطابق ۱۷ دسمبر ۱۷۵۱ء کو
ملہار راو سے مقام سی رامپور جا ملے مہدی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے نیچے چالیس
میل کے فاصلے پر واقع ہی جب وزیر وہان داخل ہوئے کل توپین سلامی مین سر ہوئین اونکی
آواز سے پٹھانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سنی
سب نے مجتمع ہوکر صلاح کے آخر یہ بات قرار پائی کہ سیدھے قلعہ شیرگڈھ عرف یوسف نگر کیطرف
کوچ کر چلین ۔ یہ مقام پرگنہ بداون مین آنولہ اور بداون کے درمیان مین ہی ۔ بازید خان حاکم
توپخانہ طلب ہوا ۔ کہ اپنی سب توپین مطبوعہ رہیلہ سرکر کے روانہ ہوجاوے ۔ بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ
روانہ ہوا اس نئی تجویز کی اطلاع سپاہ کو نہین ہوئی ۔ جب توپخانہ روانہ ہوگیا ۔ کل فوج مین
پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نہ رہے فقط عہدہ دار اور خاص خاص لوگ توالبتہ
اس خوف سے محفوظ تھے ۔ جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہ حال دیکھا تو متردد ہوکر کہنے لگے
کہ ہم تو بے جنگ شکست ہوگئی ۔ نواب احمد خان مع فوج کے روہیلونکی تعداد سے نصف

کوس پر تہا اوسکو اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلوں کا کیا حال ہے ۔ آفتاب طلوع ہونے پایا تھا
کہ روہیلہ سردار نواب احمد خان کے پاس پہنچے اور سارا حال اوس سے کہا احمد خان نے اپنے
سرداروں کو طلب کیا ۔ اور شادل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ اور
پل توڑ ڈالو اور نادین سوریج پور گھاٹ لیجاؤ وہاں پل تیار کرو میں آج اوس مقام سے دریا کو
عبور کرونگا اور دوسرے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مسلح ہوکر تیار رہو ۔ جب وہ خود روہیلوں کی طرف
چلا اور اونکو ساتھ لیکر ایک کھلے وسیع میدان میں مقام کیا سرداران روہیلہ نے نب نواب سے
ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانے کے روانہ ہو جانے سے اونکے دلوں میں
ہراس پیدا ہو گیا ہی ۔ اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہیں ۔ اور جب یہ حال ہی تو ہم میدان میں
کیسے جنگ کر سکتے ہیں احمد خان نے کہا اونکے ارادے سے مجھے پیشتر ہی اطلاع کردی
ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب بات ہی ۔ دنیا بھر
میں کوئی اسکو پسند نہ کریگا ۔ روہیلوں نے سر نیچا کر لیا اور کچھہ نہ بولے ۔ بعد ایک لمحہ کے
کہنے لگے جو کچھہ ہوا سو ہوا بہت سی گفتگو اور سوال و جواب کے بعد روہیلوں نے کہا کہ ہماری
فوج دل ہار گئی ہی ۔ اس صورت میں بہتر یہ ہی کہ آنولے کو واپس جاوین اور وہاں اپنے خاندان کے
لوگوں کو مجتمع کرکے پہاڑ کو چلیں ۔ اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہیں ۔ نواب احمد خان نے
اس بات کو قبول کیا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب آنولے میں پہنچے ۔ نواب احمد خان
نے شہر کے باہر ایک باغ میں قیام کیا ۔ اور یہاں ۹ گھنٹہ مقام کیا جب صبح ہونے لگی
نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے ۔ دوسرے لوگ تمام رات گھر کے
کام میں نقد روپیہ جمع کرنے میں اور بد قوات کرنے میں اور رتھ بان اور توپخانہ کے کام میں مشغول ہی
پھر گھروں کو چھوڑکر اپنے عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے ۔ اور گھروں میں آگ لگادی پہر رات گئے ربپور
پہنچکر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوکر مرادآباد میں پہونچے ۔ اور یہاں چھہ گھنٹہ
ٹہیر کر کاشی پور کیطرف چلے جو مرادآباد سے تیس میل شمال میں ہی ۔ اوسوقت ایک جاسوس آیا
سینڈ ہیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا ۔ اوس میں لکھا تھا کہ جب وزیر نے سنا کہ افغان
پہاڑ کی طرف بھاگے جاتے ہیں اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً آمادہ یار ہو کر تیز کوچ کرتے ہوئے
دشمن کے تعاقب جاوین ۔ اور کہیں مقام نکریں ۔ گنگا دھر تانتیا بجمعیت تیس ہزار
سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کے واسطے معین ہوا ہے ۔ وہ پہنچا ہی چاہتے ہیں

اسلیئے تمکو لازم ہی بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر جا سے امن تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھکر روہیلہ سرداروں کو بلا کر مضمون بیان کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیاں دیکر رخصت کیا۔ افغان فی الفور چٹ کوہ روانہ ہوئے اور دوسرے روز جنگل مین پہنچ گئے۔ فرح بخش مین یون لکھا ہی کہ ملہار راؤ وغیرہ نے افغانون کے ساتھ اس قسم سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوچ مین کیا کہ افاغنہ خیریت سے جنگل مین پہونچ گئے اگر مرہٹے تعاقب کرتے ہوئے چلے آتے تو افاغنہ مین سے کوئی بھی صحیح و سالم وہان تک نہ پہونچ سکتا۔ اور منتخب العلوم مین کہا ہی کہ ملہار راؤ نے دوندے خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ یہان تباہ ہو جاؤ گے۔ تمہارے تمام خاندان خراب ہو جاوینگے اونہون نے جواب دیا کہ اگر ہمنے یہان سے کوچ کیا تو تم ہمارا تعاقب کرو گے۔ اس لیئے ہم کو یہان ہی شہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہار راؤ نے کہلا بھیجا کہ جب تک تم جنگل مین نہ پہنچ جاؤ گے ہم تعاقب نہین کرینگے۔ تمام افغان چلکیا ہو نکلے۔ یہ مرہٹون کا احسان سمجھنا چاہئیے جیسا کہ یہان کے مورخون کا بیان ہے۔ اور انگریزی مورخون کا قول ہی کہ روہیلونکا تعاقب کاہلی اور تساہل سے اسوجہ سے کیا گیا کہ مرہٹون کی فوج بیشتر لوٹ مار کی فکر مین ادہر اودہر بھٹکتی پہرتی رہی۔

افغانون کا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لینا

پٹھانون کے پناہ لینے کے مقام مین اختلاف ہے۔ سیملیٹی کے بیان کے موافق اون لوگون کا مقام گرہوال کی پہاڑی پر بمقام لال ڈانگ مین تہا اور مستجاب خان مولف گلستان رحمت اور خلیفہ غیاث الدین مولف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہی کہ پٹھان آنولے سے نکلکر مقام چلکیا مین پناہ گزین ہوئے تہے اور مولوی قدرت اللہ شوق نے طبقات الشعرا مین خانزادی کاظم خان شیدا کے حالات مین لکھا ہی کہ جب ابو المنصور خان صفدر جنگ سے پٹھانون نے منہزم ہو کر جنگل چلکیا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لی تہی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ فساد عظیم ۱۱۶۵ سے نکالی تھی اور ماثر الامرا و سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین ذکر کیا ہی کہ کوہ مداریہ مین جو کوہ کماؤن کی ایک شاخ ہے افاغنہ نے پناہ لی تھی اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کمتور کے ٹیلے پر پناہ لی تہی۔ اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار غارستان تہا۔

اور ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودی اور برج بنائے اب یہ مقام
بہت مستحکم ہو گیا اور یہ گذر ہو گیا کہ روہیلون پر کا یک حملہ کرنا سخت دشوار اور خطرناک تہا پہاڑون نے
اس جنگل کے وسط مین اپنا لشکر گاہ قایم کیا اور توپین قرینے سے نصب کر کے زنجیرون سے
کسدین - مدت تک یہ مقام لشکر کے نام سے مشہور رہا - باوجودان سب کے وہ نہایت
مضطر تہے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تہا - اور کہانا اونکے پاس بالکل نہ تہا - تہوڑے عرصے تک
اونہون نے مشکل پر بسر کی - اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہوا نواب احمد خان نے حافظ رحمت
خان کو طلب کر کے کہا کہ قادر مطلق نے ہمکو جو ہمت تو ایسی عطا کی ہے کہ جہان سے ہم شجاعت
اقلیم سے بھی جنگ کر سکتے ہین - مگر غذا بہم پہنچانا نہایت ضرور ہے - انہون نے جواب دیا کہ الموڑے
کا راجہ اپنے دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز رکہتا ہے - اور سید موصوف
ہماری قوم کا بھی ہوا خواہ ہے اگر آپ سید کو اچھے اچھے تحائف دیکر راجہ کے پاس بھیجین اور اوس سے
درخواست غلے کی بہم رسانی کی کرین تو بہت مناسب ہوگا - نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا
حافظ رحمت خان احمد خان سے رخصت ہو کر سید کے پاس گئے - سید مذکور نجیب خان کے
قریب توپخانے مین تھا اور جو تجویز کی تہا اوس سے بیان کیا - سید کو نواب احمد خان کے پاس بلالائے
نواب نے اوسکو خط و تحائف دئے اور الموڑے کیطرف رخصت کیا - سید کے پہنچنے سے قبل وزیر کا
وکیل صفدر جنگ کی راہ سے راجہ الموڑہ کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہ تہا کہ ہمارے دشمنون نے
دامن کوہ مین پناہ لی ہے - ہم تمہاری دوستی سے امید رکہتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہنچنے
پائے - بعوض اسکے روہیلون کا تمام ملک تمہاری ریاست مین شامل کر دیا جائیگا -
جب سید مع تحائف وہان پہنچا اور نواب احمد خان کا خط دیا - الموڑہ کے راجہ کے وزیر نے
صفدر جنگ کے وکیل کو رخصت کیا - اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے کہ جو ہمارے
یہان آکر پناہ لے ہم اوس پر کہانا بند کرین اوس لئے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا کہ جو گانون
والے پہاڑون کے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو جلد غلہ لا دکر اونکے لشکر مین بہیجا مین - اور سید
کو جواب دیکر رخصت کیا - سید یہان پہنچنے بھی نہ پایا تہا کہ ہزارون پہاڑی غلہ سرون پر لئے ہوئے
نمود ہوئے - اور بیچنا شروع کیا - پٹھانون نے اس غلے کو نعمت عظمی تصور کیا - بیچارے
بہوکون مر رہے تہے - اوسکو بہت غنیمت جانا - جتنا جس کو درکار تہا - جسکو درکار تہا
خرید کیا - اور شکر خدا بجالائے - اور کہانا پکانے مین مصروف ہوتے -

جب وزیر گنگا پار ہوئی تو اونہون نے ملہار راو کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب
کرے۔ لیکن مرہٹہ سردارون نے بہ اتفاق اپنے قول کے توقف اور عذر کیا کہ تانتیا گنگا دہر
اور بعض افغانون کے تعاقب مین گئے ہین۔ لہذا مناسب ہی کہ انتظار کیا جائے کہ دشمن کسطرف
کا ارادہ رکہتے ہین۔ جب معتبر خبر ملجائے گی تو اوسوقت کوچ بیغار کرنا مناسب ہوگا۔ تہوڑے
عرصے مین خبر ہوئی کہ پٹہان دامن کوہ کیطرف گئے مرہٹون نے بعجلت تمام کوچ کیا عماد السعادت
مین لکہا ہی کہ صفدر جنگ آنولے مین پہنچے تو وہان سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کو اونہون نے قتل کروایا اور دو روز تک آنولے مین وزیر کی فوج رہی تیسرے روز
روہیلون کے تعاقب مین کوچ کیا۔ مگر قتل نواب سعد اللہ خانکی حکایت محض غلط ہے
اونکا انتقال تو ۵ شعبان ۱۱۷۵ ہجری کو سل کی بیماری سی ہوا تہا جیسا کہ فرخ بخش مین
مفصل مذکور ہی۔ بہرصورت مرہٹونکی فوجین تعاقب کرتی ہوئین پٹہانون کے قیام گاہ کے تین
کوس قریب جا پہنچین یہان اونہون نے مقام کیا اور دوسرے دن اپنا لشکر موضع چلکیا مین
ڈالا اور پٹہانون کے اطراف کے تمام راستے بند کر دیے گئے تاکہ بہوک پیاس کی شدت سے
مجبور ہوکر قبضے مین آجاوین۔ مگر پٹہانونکی پس پشت پہاڑ کی جانب سے اونکو رسد پہنچنے کا
عمدہ ذریعہ میسر تہا۔ عماد السعادت مین لکہا ہی کہ پٹہانون کے پاس پہاڑ سی جو رسد آتی تہی۔
وہ اونکی جماعت کثیر کو کافی نہ تہی۔ اسلئے گوشت کہا کر بسر کرتے تھے۔ وزیر کے لشکر کے
قریب آدمی یہان سی گوشت بیچا کیے۔ اور سیر بہر گوشت ایک اشرفی کو فروخت کرتے اور فروخت
کرنے کی یہ ترکیب تہی کہ دور سی پٹہانون کو گائے کا گوشت دکہایا جاتا وہ قیمت اوپر سے ڈالدیتے
بیچنے والا قیمت لیکر ہٹ جاتا۔ خریدار پہنچکر گوشت اوٹہا لیتا۔ اور پٹہانون کے لشکر مین رسد
کی تنگی تہی۔ یہ رفتہ رفتہ ایک گائے اور بہینس ایک ایک پیسے کو وزیر کے لشکریون کے ہاتہ
فروخت کرنے لگے۔ یہ بیان غلط ہونے مین اتنا واضح ہی کہ اس کی تردید کی بہی ضرورت نہین
جنگل بہت گہنا تہا۔ اور راستہ نہایت ناہموار تہا اس وجہ سی وزیر کا بڑا توپخانہ بہت دیر مین
پہنچا۔ ہر روز وزیر خود توپیچہے رہتے اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تہے اور شام
کو واپس آتے تہے۔ وزیر کا توپخانہ تہوڑی دیر بعد آتا تہا۔ ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تہی۔ ایک روز
پٹہان کہلے ہاتہی پر سوار ہوکر اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لائے۔
وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تہا کہ احمد خانکے توپخانے کے اوپر سی گذرکر پیچہے میدان مین

جا کر گرتا تہا۔ اس کوس بہر کے میدان مین اولے کیطرح گولے برستے تھے۔ صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھی۔ اور رات ہونے نہین پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنی لشکر کے قریب کہچوا لیجاتے تھے۔ دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے کچہہ بھی ضرر نہوا۔ پہاڑ سے ایک نالہ جاری تہا۔ اور یہی وزیر کی تدبیر مین حارج تہا۔ روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تہے اور اس کا پانی اپنے لشکر کے گرد پہنچایا تہا۔ ملہار راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اونکی کارندے کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تہا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ درانی اپنی ہمقوم افغانون کی مدد کو آتا ہے۔ اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہی کہ مین آتا ہون۔ سب کی سب دریاے سندھ کے کنارے مجمع ہو کر میرے منتظر رہین۔ یہ بھی لکہا تہا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متردد ہو کر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں لیکر بیہودہ جنگ کرنے گئے۔ ادب بجا لا کر التماس کیا کہ جو کچہہ غلام سمجہتا تہا وہی پیش آیا۔ کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تہا۔ چونکہ حضور نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی تہی۔ لہذا اب اوس سے پوچہنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ توضیح ہے۔ مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔ تمکو یہ لازم نہین ہی کہ مشورہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کر لو اور یہ صلاح دی کہ علی قلی خان چیتا اس قاصد کے ہمراہ بہیجا جاوے۔

راجہ اندرگر گوسائین کے ہاتہون کا نواب احمد خان پر حملہ اندرگر کا شکست پانا وزیر کا اندرگر کی شکست سے نہایت شکستہ خاطر ہو کر میدان جنگ سے کاشی پور کیطرف بہاگ جانا مرہٹون کا اون کا تعاقب کر کے روک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنی معتمدون سے بہت مخفی رکہا۔ دوسرے روز صبح نہوانے سے ملہار راو اور آپا

سیندھیا اور گنگا دھر تانتیا اور سورج مل جاٹ کو طلب کیا۔ اور کہا دو مہینے تو گذر گئے۔ مگر ہنوز
معاملہ اول ہی۔ تم ذرا بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی۔ آبا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ
ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں نہ خارستان اور قلعہ خندق کی راجہ اندرگر گوسائیں نے کہا
کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے۔ نہ وہ قلعہ میں ہی۔ خندق میں فقط پانی سد راہ ہی۔ دو گوشوں میں
مشرق و مغرب کی طرف پانی نہیں ہی۔ مشرق کی طرف نجیب خاں اور سید احمد کا توپخانہ ہی اور مغرب
کی سمت نواب احمد خاں ہی۔ اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو او سپر فتح حاصل کر سکتا ہی
آبا سیندھیا نے کہا کہ تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تمہیں اتنی تکلیف کیوں نہیں کرتے ہو۔
اندرگر نے کہا کہ کل میں نواب احمد خاں کے مورچے پر حملہ کرونگا۔ اور بے مدد او سپر فتح
کر لونگا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خاں کو زندہ گرفتار کر لاونگا۔ سرداران مرہٹہ نے جواب دیا
اس سے بہتر اور کیا ہی۔ سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے۔ آبا سیندھیا نے نواب احمد خاں
سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندرگر تم پر حملہ کرے گا۔ اور مجھے امید ہی کہ وہ یا تو مارا جائے گا یا شکست
کھائے گا۔ جب رات ختم ہوئی۔ اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندرگر پندرہ ہزار
سوار و پیادہ کی جمعیت لے کے سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بندوق سے مسلح ہو کر وزیر
کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندرگر نے وزیر سے درخواست کی
کہ شمشیر و شجاعت کو حکم ہو کہ اول وہ دادون کا حملہ نجیب خاں اور سید احمد کے مورچے پر کریں۔
تاکہ کل پٹھان اوس طرف متوجہ ہوں اور نجیب خاں کی مدد کو جائیں۔ احمد خاں کی جانب خالی
چھوڑیں۔ اور کوئی پٹھان اوس کا مددگار نہ رہی۔ اوس وقت میں اوس پر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکی
حسب خواہ حکم دیا راجہ اندرگر نے بڑھکر نشیب میں مقام لیا۔ اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں
نے نجیب خاں کے مورچے پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ مغلوں نے حتی المقدور بڑی
جوانمردی کی۔ مگر نجیب خاں نے بڑی دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی
گولہ باری موقوف کرو۔ جب دشمن قریب آئے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ نجیب خاں نے بخشی دراز خاں
اور دوندی خاں سے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر آئیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے خاص حملہ
میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خاں یہ دیکھ کر کہ نجیب خاں پر حملہ ہوا ہے۔ سوار ہو کر
نواب احمد خاں کے پاس پہنچے۔ مگر قبل اونکے پہنچنے کے نواب احمد خاں ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے
مورچے کو جا چکا تھا۔ حافظ رحمت خاں نے نواب سے کہ کہا آج خاص حملہ نجیب خاں کے

دیجانے کیطرف ہے - نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان بر فقط دہوکے کا حملہ ہے اصل حملہ مجہپر تو مرہتہ کے ہاتھ سے ہوگا - اسلیئے تم اپنے مورچے کو جاؤ - اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہیں - ڈیڑھ گہنٹہ دن رہے انتیونکی فوج میدان میں آئی - پٹھان تمنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی - نواب احمد خان نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑہکر جنگ کا ارادہ کرو - افغانوں نے دونوں ہاتھ آسمان کیطرف اوٹہائے - اور فاتحہ خیر پڑہکر دشمن کی طرف چلے - دونوں جانب سے منیشتر بان و بندوق سر ہوئے اور ایک گہنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی - آخر الامر پٹہان بڑہکر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی - افغانوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ انتیوں نے تاب نلاکر ہٹنا شروع کیا - اسوقت اندرگر کا چیلہ انتیونپر حکمران تہا - جب اوسنے دیکہا کہ ناگون اور انتیون نے منہ پھیر لیا تو وہ گہوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کرنا چاہا - اور اپنے خاص خاص ہمراہیونسے کہا کہ تلوار لیکر حملہ کرو اونہوں نے اوسکے حکم کی تعمیل کی - اور خوب جان بازی سے لڑے - اون میں سے بہت سے مارے گئے - اور باقی منتشر ہوگئے - تب خود انتیوں کا سردار شمشیر بدست سامنے آیا - اور ایک پٹہان فقط تلوار لیکر اوسکے مقابل ہوا - تہوڑی دیر لڑکر پٹہان نے اوسکو مار لیا اور اوسکا سرتن سے جدا کر لیا - جب انتیون نے دیکہا کہ اون کا سردار قتل ہوا بہاگ کہڑے ہوئے - راجہ اندرگر یہ برگشتگی طالع دیکہکر میدان جنگ سے بہاگا - پٹہانوں نے وزیر کی لشکر تک اوس کا تعاقب کیا - اور غروب آفتاب کے وقت وہاں پہونچے - بعد غروب اسقدر تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نکر سکتا تہا - نواب احمد خان نے فوراً صعد روانہ کی - اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آجاویں پٹہانوں نے وزیر کی توپوں کی گاڑیوں آگ لگادی - اور کل مع مال غنیمت اپنی لشکر میں واپس آگئے - جب وزیر نے اندرگر کی شکست کی خبر سنی نہایت افسردہ خاطر ہوئے - اور اپنے خیمہ سے نکل کر ہاتھی پر سوار ہوئے - اور کاشی پور کیطرف بہاگے جب ملہار راو اور اپا سیندہیا کو وزیر کی گریز کی خبر ملی بہت سے مغوج لیکر اونکا تعاقب کیا - اور کاشی پور پہنچکر اونکی سد راہ ہوئے - اور وزیر کی پاس پہنچکر بولے کہ شکست تو اندرگر کو ہوئی آپکی اس بزدلی کا کیا باعث ہے اوس نے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی غرض ملہار راو اور اپا سیندہیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اونکے مرتبے کے تہی باز رکہا - اور وزیر واپس آکر پہر اپنی سابق جگہہ پر قیام پذیر ہوئے - روزمرہ کی حملے توپونکے

ختم ہوگئے۔ کیونکہ اونکی گاڑیان اور مصالحہ پٹھانون نے جلا دیا تھا۔ ان جوانمردون کے باعث پٹھانون کا گیا ہوا رعب لوگون کے دلوںمین بیٹھا جاتا تھا۔ مرہٹون کے دل اسی محاصرے سے اوکتا گئے کہ اونکو لڑائی تو زیادہ کرتی پڑتی تھی۔ اور غنیمت کچھہ ہاتھہ نہ آتی تھی۔ اسکی علاوہ موسم کی تبدیلی اور آب وہوا کی خرابی نے دونون فریقونکی صحت مین نقصان پیدا کرنا شروع کردیا۔

ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر کا پٹھانونمین علی قلی خان کے توسط سے عہد وپیمان کی تجویز اور اوس مین ناکامیابی

وزیر کو اس مہم مشکلات سے دن رات تردد رہتا تھا۔ اسوقت علی قلی خان عباسی جو شاہان ایران کی اولاد سے تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہ شقہ خاص بادشاہ کا دستخطی تھا جس مین یہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینا چاہیے۔ شقہ وزیر کے حوالے کرکے علی قلی خان نے بادشاہ کا زبانی پیام یعنی احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی۔ وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوگی تو اوس سے پٹھان مغرور ہوجاوینگے اور اوسمین میری توہین ہوگی۔ پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے۔ علی قلی خان نے جواب دیا کہ مجھمین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ واتحاد ہے۔ اگر تمھاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اوسکو صلح کیطرف مائل کرون وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوئے۔ علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہے۔ بوصول اس خط کے نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ کو طلب کیا۔ اور خط کا مضمون کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہے۔ لہذا ملاقات مناسب ہے۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی آپ کا گھر ہے۔ جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان نے وزیر سے کہا وزیر نے اوس سے قسم لی کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ منسوب ہو۔ علی قلیخان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ تمھاری توہین عین بادشاہ کی اہانت ہے۔ جب علی قلی خان نواب کے توپخانے کے قریب تک پہنچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا۔ جب محمود خان وہان پہنچا۔ دونون باہم بغلگیر ہوتے۔ اور ایک ہاتھی پر سوار ہوکر احمد خان کے خیمے کیطرف روانہ ہوئے۔ نواب اوٹھکر لب فرش تک استقبال کو آیا۔ اور اوس سے بغلگیر ہوا۔

ہاتھ مین ہاتھ دئے ہوئے مسند تک گئے۔ بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان
علی قلی خان کو ایک خیمے مین بھیجا یا جو خاص اوسی کے آرام کے واسطے استادہ تھا اور کھانا ہر قسم کا
تیار کرا کے بھیجا گیا۔ شام کو احمد خان علی قلی خان کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات
کا مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا
نکالا احمد خان نے اس شقے کو سر پر رکھا تعظیم کی خاطر اپنی جگہ سے اوٹھ کر کھڑا ہوا اور دہلی
کی طرف منہ کر کے آداب بجا لایا بعد ازان شقہ کھولکر پڑھا اور اوس کا مضمون بجز خاص خاص سردارون
کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ شرائط صلح شروع ہونے سے تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا۔
کہ بادشاہ نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے۔ احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑھکر پوچھا آخر اس مین بادشاہ
کا منشا کیا ہے۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ
بھیجدو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ گو وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین کوتاہی کی۔ مگر احمد خان
نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سعد اللہ
خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا۔ اسمین وزیر کی بھی آبرو بنی
رہے گی۔ اور حرمت شاہی بھی محفوظ رہینگے احمد خان نے جواب دیا کہ اس امر مین بغیر مشورہ
اپنے سردارون کے مین کچھ نہین کہہ سکتا ہون۔ احمد خان فی الفور سوار ہو کر نواب سعد اللہ خان
کی خیمہ گاہ مین آیا۔ اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون طلب کر کے امر مذکور مین
صلاح پوچھی ملا سردار خان جو اون سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے
نواب احمد خان نے پوچھا تمھاری اس سے کیا غرض ہے۔ ملا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح
ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچھ قوت اور اختیار رکھتا ہو۔ اگر ضرورت پڑے
تو تعمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ مقابلہ پیش آسکے۔ اس کا مطلب یہ تھا
کہ صلح نامہ تمھارا اور آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہئے۔ مگر کسی حال مین مجھے یہ منظور
نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکر گاہ مین جاے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ چاہے جاوین
یا نہ جاوین۔ کیونکہ اون مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا
مین تمھاری صلاح کو دل سے پسند کرتا ہون اور اوسپر عمل کرونگا۔ بعد ازان نواب احمد خان اپنے
لشکر گاہ مین واپس آیا۔ اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا کہ اگرچہ آپ ہمیشہ خود بخیر و بخوبی کامل ہے
مگر وہ پہلے سردار [illegible] کی وساطت کے بغیر میرے بیٹے کے بھیجنے مین راضی نہین ہے

جو سنکر علی قلی خان نے جواب دیا کہ والتہ روہیلہ سردار نہایت نیک ہیں اور درانیس ہیں
یہی میری خواہش تھی جو اوہوون نے صلاح دی میری مراد صلح سے یہی وہ حاصل ہے
کیونکہ میری غرض صرف تمکو صلح کیطرف راغب کرنیکی تھی - نواب احمد خان نے جواب دیا
تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر
اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا - اور کہا نے احمد خان کو صلح
پر بخوبی راضی کرلیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صلحنامہ بتوسط ملہار راو اور آپا سیندھیا کے ہونا چاہیے -
لہذا کہانڈے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کے واسطے بھیجا جاوے - وزیر نے
ملہار راو آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب احمد خان کے بیٹے کے یہان لانیکی تدبیر
کرو جب وہ یہان آویگا ہم کوئی تعقیب نہ کرینگے ان دونون سردارون نے منظور کیا مگر یہ کہا
کہ ایسی کوئی بات ہونے پاوے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے - وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کہائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہے - تب ملہار راو نے اپنے
بیٹے کہانڈے راو کو نواب کے بیٹے کو وزیر کے لشکر مین لانے کے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے
احمد خان سے کہلا بھیجا تہا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا - اب کہانڈے راو مع ہمراہیون کے
نواب احمد خان کے مورچے کے قریب پہنچا - اس کے آنیکی خبر نواب احمد خان کو پہنچی اوس نے
اوسوقت محمود خان کو طلب کیا - اور کچہہ اوس کے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکی ساتھہ کیا
اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو بھیجا - جب کہانڈے راو نے انکو آتے
دیکھا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا - اور بغلگیر ہوا - بعد ازان جب پھر سوار ہوگئے کہانڈے راو نے
اپنا ہاتھی محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکہا - اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکرگاہ مین پہنچے
ملہار راو اور آپا سیندھیا اور تانتیا گنگا دھر اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے - جب وہ
سامنے پہنچے اوسے پڑھے - اور محمود خان اور حافظ رحمت خان سے بغلگیر ہوئے بعد ازان
ملہار راو نے اونکو خیمے مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار گرد بیٹھے سب کن کے
تحائف پیش کئے گئے سپہ شاہ کو محمود خان نے قبول کئین باقی گھوڑا ہاتھی وغیرہ اوس نے
واپس کردیے بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے - اور کہا سردار ذی مرتبہ
کو باعتبار اونکو لانے کے واسطے روانہ کرو - نواب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جانے
کا حکم ہوا - سرداران مرہٹہ اونکی ہمراہ واپس آئے - جب مناسب فاصلے پر پہنچے

صف باندھ کر کہڑے ہوتے اونکی آنے کی خبر سنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان
لشکر سے نکلے۔ اونکو آتے دیکھکر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنی
ہاتھی سے اوترپڑا اور اونسے بغلگیر ہوا۔ تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر میں پہونچے۔
جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور حافظ رحمت خان ٹھہر گئے۔ ملہار راو اور
آپا سیندھیا نے سبب پوچھا۔ تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر سے
اجازت لیجئے کہ میں یہ چاہتا ہون کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون۔
وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسمٰعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کہدے تاکہ نواب کے
آدمیون کو روک نہو۔ مرہٹے محمود خان و حافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے میں لے گئے۔
یہان وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے۔ اس سراچے میں تین صحن تھے۔ محمود خان اول صحن سے
گذر کر اپنے ہاتھی سے اوترکر پالکی میں سوار ہوا۔ دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے
ہاتھی سے اوترکر پالکی میں سوار ہوتے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنے
ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہنچ گئے اوسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا۔ تب
ملہار راو اور آپا سیندھیا سامنے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا اور اوسکے ساتھ چلے محمود خان
لب فرش پہنچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون ہاتھ پہیلاکر گلے سے لگایا
اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات وہ جسکو زیادہ عزیز رکہتے اوسکی
پیشانی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب کی مسند پر محمود خان کو بیٹھنے کو
کہا محمود خان نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ میں لیکر نذر گذرانیں وزیر نے نہایت
لطف و مہربانی سے نذر واپس کی۔ مگر محمود خان نے اصرار کیا تب اونھون نے تبسم کرکے
نذر قبول کی۔ اس کے بعد محمود خان بیٹھا وزیر نے اوس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا
اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگے ادہر اودہر کی باتون کے بعد وزیر نے کہا پٹھان
بھاگا نہین کرتے مین تمھارا باپ کیون اتنی دور بھاگ آیا ہے۔ محمود خان نے جواب دیا اسکی
وجہ یہی کہ میرا باپ دوغلہ ہے۔ وزیر نے پوچھا اس کے کیا معنی محمود خان نے کہا کہ میرے
والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف جاتا
بہادری سے میدان مین آتا ہے۔ اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
ہوتا ہے۔ اس جواب سے وزیر خاموش ہوگئے کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھے۔ اسکے بعد

وزیر نے ملہار راو اور آپا سیندہیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے ابھی کچھ کھانا نہین ہے
آپ براہ عنایت بابا محمود خان سے رخصت ہو جئے یہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوے
وزیر تب محمود خان و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گئے۔ اور خاصہ طلب کیا
لقاء اللہ خان نے مہمانون کے واسطے کھانا بھیجا۔ جب کہانے سے فارغ ہوئے وزیر نے
اسمٰعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراپردے کے داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو جب
خیمے کہڑے ہو گئے محمود خان و حافظ رحمت خان وزیر سے رخصت ہوئے۔ جب ایک گہنٹہ رات
گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار مغلون نے ان دونون شخصون کے خیمون کو گہیر لیا۔ جب
محمود خان اور حافظ رحمت خان کے نوکرون نے یہ حال دیکھا ہر ایکنے فردا فردا جا کر اپنے
مالکون سے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھ دغا کا ارادہ ہو رہا ہے
لہذا نہایت سرد ہو کر اپنے سردارون کو خبر دی کہانڈے راو یہ خبر سنتے ہی جا اطلاع ابے
والد کے وزیر کے لشکر کو گیا و ہان اوسنے دیکھا کہ ایکہزار مغل سپاہی مہمانون کے خیمے کے
گرد ہین فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کر کے اونکو منتشر کردو یہ حکم سنکر
مغل بہاگ کہڑے ہوئے۔ سراپردے مین پہونچکر کہانڈے راو نے دیکہا کہ محمود خان
و حافظ رحمت خان مسلح بہ ارادہ مقابلہ کہڑے ہین۔ کہانڈے راو کو دیکہکر محمود خان نے
مسکرا کر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ مین کسی صورت سے وزیر تک پہونچ جاون خدا نے
میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کردو تا کہ وزیر کو اون کے فریب کا مزہ
چکھا دون کہانڈے راو نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنے بہروسے پر رہجائینگے تو وہ آپ
اپنے کئے کی سزا پائینگے۔ اب تم کو لازم ہے کہ فوراً یہان سے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹون
کے لشکر کو بائین جانب چہوڑکر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوئے جب وہ مہمانون کے کیمپ کے
قریب پہنچ گئے کہانڈے راو نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کہانڈے راو کے
واپس آنے کے بعد ملہار راو اور آپا سیندہیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور تہی
تو ہم کو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسی قدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے
نرمی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت
کرتے ہو۔ جو اصل حال ہے وہ علی قلی خان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت
کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب علی قلی خان وہان آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ

اتنی کیفیت مفصل بیان کرو اونے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانون سے عداوت قلبی
ہے مبادا وہ اونکو کچھ ضرر پہنچائین اسلئے مینے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ
مہمانون کے خیمون کے گرد کردیا تھا ۔

وزیر کے حکم سے افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش اور اوس کا کھل جانا

جب صلحنامے کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی ۔ تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا
رہنے والا محبوب عالم نام بڑا ذی علم اور عقیل تھا یہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا
تھا اوسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اسکی صلاح کی بڑی قدر کرتے تھے ۔ ایک روز وزیر نے اوس سے
کہا کہ مینے افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست
آتا ہے کہ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے
جس سے مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون سید نے جواب دیا کہ اس ہیچ اندیش کے ذہن مین
ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے ہو نیز اس خیال سے کہ شاید غلامان
حضور کے پسند خاطر نہ آسکے معرض عرض مین نہ لایا ۔ وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے
زیادہ مجھکو تمپر اعتبار ہے ۔ جو کچھ خیال تمھارے دلمین ہو بلاتکلف بےخطر بیان کرو تب
سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے ۔ یا کل قوم
افغانان کا قلع و قمع ملحوظ خاطر ہے ۔ وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہے ۔ مگر چونکہ دوسرے
بھی اوسکے شریک ہین اسلئے مجھے تمام اقوام افغانان کا استیصال کرنا پڑا ۔ تب اوسنے
پوچھا اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے
کیا تجویز ہوگا ۔ اونہون نے کہا اونکی مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھ سلوک کیا جاتا
جو ذی رتبہ ہین اونکو رتبہ و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جاینگے تب سید نے
عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام
ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکھوادیجئے ۔ اور یہ پروانے مجھے عنایت ہون
اور ساتھ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید

منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانے تیار کرکے
اور جب سب تیار ہو چکین سید موصوف کے حوالے کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم رخصت
ہوکر منشی کے پاس آئے جب یہ پروانے تیار ہو چکے وزیر کی خدمت مین بغرض منظوری پیش
ہوئے۔ اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمے مین محبوب عالم کے حوالے کئے گئے۔
ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت مین تہا۔ اوس کا مکان
شہر گوالیار کے باہر غوث پورہ مین تہا۔ اس لئے وہ اپنے دین ابو الحسن کی حضرت محمد غوث
گوالیاری کے ہمشیرہ زادے اور داماد تھے۔ اس حسام الدین کے ایک چچا کا بیٹا میر
معز الدین نامی ولد شاہ خطیر الدین گوالیاری بادشاہ کا نوکر اور اس وقت وزیر کے لشکر
مین حاضر تہا۔ میر قدرت علی اوس سے بہت اعتماد رکہتا تہا اور اوس کی بڑی عزت کرتا تہا۔
سبب اس کا یہ تہا کہ میر قدرت علی شیخ حسن دانشمند داہی پوری کی اولاد سے تہا اور شیخ
حسن دانشمند میر حمید الدین کا خلیفہ تہا جو محمد غوث گوالیاری کے نامی تھے۔ اتفاقاً میر
معز الدین قدرت علی کے خیمے مین آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط
دوستی پیدا ہوگئی۔ عین گفتگو مین محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچا زاد
بہائی ہے۔ اور نہایت دوست بھی ہے۔ محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو
لکھ بہیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری مین اختیار کی ہے۔ وہ تہوڑے سے عرصے مین یا تو قتل
ہو جاتے گا یا گرفتار ہوگا۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہان سے یہان چلے آؤ۔ اور کل اسباب
اپنا وہین چہوڑ دو یہان بہیا ہو رہیگا۔ جسوقت تم یہان پہنچو گے اوس وقت وزیر سے ملاقات
ہو جاتے گی۔ اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا۔ میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکھ کر
محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا شمس آباد
کے تھے اون سب کے نام چٹھیان لکہین اوسکا مضمون یہ تہا کہ مین وزیر سے تمہاری سفارش
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبے کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور یہ
مضبوطی کے واسطے شقہ وزیر کا مہری لکہوا لیا ہے۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ فوراً وہان سے چلے آؤ۔
سب پروانے اور اپنی خطوط اکٹہا رکہکر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بہائی خان
کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کئے۔ سدا سیدا خان خنگ و محبوب عالم دونون شمشیر خان
چیلے کے پاس نوکر تھے۔ اور یکجائی کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہوگئی تھی۔ گویا

ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسے پر جو بات عالم نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی خان خدمتگار صاحبداد خان کے خیمے پر پہونچا۔ اور کل خطوط و پروانجات اوس کے حوالے کئے۔ اور وہان سے حسام الدین کے خیمے کیطرف چلا اور بھیجے عزالدین کا خط حسام الدین کو دیا اور جواب مانگا۔ حسام الدین نے کہا کہ اوس خط کو پڑھا۔ اور حسب ذیل جواب دیا۔ آپ یہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوفناک ہون یہ تصور آپ اپنے دل سے دور کر دین۔ نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھ جوان ہین اور یہ سب کے سب بڑے بہادر کیفیت ہر وقت لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین۔ بلکہ جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہین۔ اور اسپر کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین۔ یا میدان مین مرین آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو اوسکا مارنا آسان نہین ہے ؎

ہر کہ دست خویشتن از جان بشست ✤ خود بماند دشمن خود را بکشت

عاجزی یابی نجات از دست تو ✤ زندہ او را نماید حملہ بست ؛

و یا بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو اسیر یا قتل کرینگے۔ لیکن آپسے یہ پوچھتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھون سے خوف مین ہوتے اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اس بات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار اور سید ہونے کے جان بچا کر آبرو خاک مین ملا دیتے۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہر چہ بر خود نمی پسندی بر دیگرے مپسند ✤ مجھے آپ معاف رکھین کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کر سکتا ہون یہ جواب بھائی خان کے حوالے ہوا۔ اور وہ لیکر صاحبداد خان کے خیمے مین آیا اور اوس نے بھی جواب خط کا دیا۔ اور تحریر کیا کہ مینے تمھارے پروانے اور خطوط تقسیم کر دئے۔ جو کچھ اوس کا نتیجہ ہوگا اوس سے بعد ازان اطلاع دیجائے گی مین قاصد کو نہین رکھہ سکتا ہون کہ اس مین خوف آفت مین پڑجاونگا۔ لہذا قاصد کو واپس بھیجتا ہون قاصد یہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف واپس روانہ ہوا۔ روہیلہ چور اور لٹیرے جو نواب سعد اللہ خان اور نواب احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے۔ وزدی و رہزنی مین طاق تھے۔ اب اونھون نے یہ اختیار کیا تھا کہ تو پخانے کی داہنی و جانب پوشیدہ رہتے تھے۔ جب رات ہوتی وزیر کے لشکر مین جاتے۔ اور گھوڑے اور اونٹ اور سامان جو کچھ ملتا لوٹ لاتے۔ اور اوس کو

بجنکہ پھر اپنے مقام مسعود مین مخفی جا بیٹھتے تھے - اتفاقاً یہ قاصد اونکے قریب سے ہو کر گذرا اور اونھون نے اوسکو گرفتار کرلیا - اور نواب احمد خان سکے روبرو لائے - نواب نے قاصد کو سامنے بولا کر پوچھا تم کسغرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان کے خوف سے کل حال بیان کردیا او دونون خط جو اوسکے پاس تھے حوالے کئے جب نواب احمد خان نے اون خطونکو دیکھا اوس نے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے گرفتار کیا ہے - اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ معز الدین کون شخص ہے جس سے تم خط کتابت رکھتے ہو - اوس نے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوس نے کیا لکھا تھا - حسام الدین نے جواب دیا جو کچھ تحریر کیا تھا حضور کے روبرو ہے - اوسکے اعادے کی ضرورت نہین ہے - رستم خان بنگش و حاجی سرفراز خان و مستجاب خان اوسوقت حاضر تھے - اونکی طرف متوجہ ہوکر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے - اسنے حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب انھون نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھکر سنایا - اونھون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی - نواب احمد خان نے حسام الدین کی طرف پھر کر کہا کہ جو کچھ تمسے مجھے امید تھی وہی تمنے کیا انشاءاللہ بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ مین تمہین اس صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندی خان و فتح خان و سید احمد کو بلا کر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ امن کوہ سے لیکر پلی بہیت تک متعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی بیجان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوس کو فوراً قتل کر ڈالو - اور اوس کا اسباب ضبط کرلو - اب یہ تمام روہیلہ سردار رخصت ہوے اور احمد خان نے حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی -

تجدید شرایط عہدنامہ و تکمیل صلح

فرح بخش مین لکھا ہے کہ وزیر کے لشکر سے محصورین کو کوئی نقصان نہ پہونچ سکتا تھا - بلکہ محاصرین دقت مین آگئے تھے - کیونکہ نہ اونکو چارہ مل سکتا تھا - اور نہ غلہ آسانی سے میسر آتا تھا - نمک - تماکو - اور چراغ کا تیل کبریت احمر کے حکم مین تھا - روہیلے کہساری آدمی تھے - اور پیادہ چلنے کے عادی تھے پہاڑ و نہر جاکے غلہ لاسکتے اور آرام سے کہاتے

ملکہ تجارت بھی کرتے اور کبھی جنگل کے درختوں کی آڑ پکڑ کر مخالف پر باڑھ بھی مار جاتے تھے
صفدر جنگ نے تبر داروں اور بیلداروں کو حکم دیا کہ جنگل کے درخت کاٹ کر گرا پڑے
تو اوس راستہ بند ہونے لگا - اور پہلے سے زیادہ روہیلوں کو آڑ ہو گئی اور اونکے لئے قلعہ
مورچہ تیار ہونے لگا - محاصرے کی مدت کو تین ماہ کا طول ہو گیا - صفدر جنگ بھی طول
محاصرہ اور مرہٹوں کی دست درازی سے ملول ہو گئے - اور اسی زمانے میں کہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری تھے
احمد شاہ درانی نے دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب پر پوری قابض ہو گئے - مغرب کے
بعض راجوں نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو لکھا کہ احمد شاہ درانی قوم افاغنہ کی مدد کو آتے ہیں
اونہوں نے دریائے سندھ کو عبور کیا ہے - اور برسم یلغار بڑھتے آتے ہیں - اس خبر نے مرہٹوں
کو بڑے تردد میں ڈالا اور وہ سب مشورہ کے واسطے جمع ہوئے اور متفق الرائے ہو کر وزیر کے پاس گئے
اور اونکو ملامت کر کے کہا کہ تمنے احمد شاہ درانی کی آمد ہم سے ذکر نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی
رکھا اور اونہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری اور تمہاری سپاہ نے مہم
کی صعوبت دیکھ کر دل ہار دیا ہے اور عاجز ہو گئی ہیں - سوا اسکے پہاڑ کے پانی نے اونمیں
ایسا اثر پیدا کر دیا ہے کہ وہ اکثر جنگ مقامات سے ہلاک ہوتے ہیں - چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے
اس سبب سے اون میں بڑا خوف پھیل رہا ہے - اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنینگے او بہی
پریشان ہونگی - اور بھاگنا شروع کر دینگے - اب وزیر کا کام یہ ہے کہ اس امر کا انصاف کریں - ہمارا کام
فقط مال لینا ہے وزیر دریائے حیرت میں ڈوب گئے - کیونکہ وہ ایسی خطرناک موقع پر حملہ کرنے سے معذور
تھے - اسواسطے صلح کیطرف مائل ہوئے - اور بڑی غور و تامل کے بعد اونہوں نے کہا کہ میںنے
اس کا تصفیہ تمہاری رائے پر چھوڑا جو تمہاری رائے میں آئے سو کرو مرہٹوں نے کہا کہ اب
تمکو اوسمان میں کرنا چاہیے اور علی قلی خان کو افاغنہ کے لشکر میں بھیجنا چاہیے کہ وہ جا کر کہے
کہ وزیر بتعمیل حکم بادشاہ جنگ سے دست بردار ہوئے ہیں تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو احمد خاں
کو کل ملک بدستور دیا جاتا ہے اس شرط سے کہ اس کے عوض وہ تیس لاکھ روپیہ
بطور نذرانے کے داخل کرے - اور جب تک یہ روپیہ ادا نہو نصف ملک مکفول رہے یہ شرائط
وزیر نے منظور کیں - اور مرہٹوں سے کہا کہ کوئی معتمد آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو ملہار راؤ اور
آپا سیندھیا نے اپنے دیوان تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا - اور دونوں ایلچی روانہ ہوئے
وزیر سے پوشیدہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہ کہہ دیا کہ تم احمد خاں سے

موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرائط علی قلی خان پیش کرے تم بلا رد و کد منظور کر لینا کیونکہ اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے - اور ہم تمھاری بہر حال خیر خواہ ہیں اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر وزیر کے لشکر میں بھیجدو یہ دونوں بھائی انکے لشکر میں پہونچے علی قلی خان نے کہا کہ ہم دونوں ایک ساتھ ملاقات کریں - مگر گنگا دہر نے کہا کہ تم آج ملاقات کرلو میں کل جاؤنگا - علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا ادہر ادہر کی باتوں کے بعد معاملے کی گفتگو شروع ہوئی - علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ مرہٹوں کا وکیل گنگا دہر کل حاضر ہوگا تانتیا دوسرے روز نواب احمد خان کے پاس گیا اور رد و بدل سردار طلب ہو کر ملا سردار خان کی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کی رائے پر چھوڑنا چاہیے امیر احمد خان راضی ہوا اور علی قلی خان اور تانتیا کو بلا بھیجا اور اونسے کہا کہ ہم ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو رضامند رکھنے کے واسطے اپنا نصف ملک تا ادائے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہیں - اور شرائط مجوزہ سرداران مرہٹہ کی قبولیت کا خط تحریر کر دیا یہ خط تانتیا کے حوالہ کیا ایک نقل ہے کہ شرائط نامے کے دو نسخے کندہ کی گئی تھیں جنکو احمد خان اور مرہٹوں نے باہم تبدیل کر لیا - معافی نواب احمد خان کے بیٹے محمود خاں کے نام سے تھی اور اقرار یہ تھا کہ جب تک خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی رہیگا ان سب محال میں مرہٹوں کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہوگی اور محمود خاں اور حافظ رحمت خان مرہٹوں کے لشکر کو روانہ ہوئے اور جب اونکے لشکر کے قریب پہنچے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا سوار ہو کر تھوڑی دور گئے اور محمود خاں اور حافظ رحمت خان کو ورسے ملاقات کرائی اور شرائط صلح کی تکمیل ہو گئی - یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے - پس عالم شاہی کے دولت کا یہ کہنا کہ مرہٹے معاملے کا یکسو ہونا نہیں چاہتے تھے تاکہ ان ملکوں میں آ سکیں اور بد اخلاقی حاصل ہونے کا ذریعہ باقی رہے درست نہیں معلوم ہوتا - اور فرخ بخش میں لکھا ہے کہ جب صفدر جنگ سے صلح کے لئے افغانوں کے پاس وکیل بھیجے تو حافظ رحمت خان سید احمد عرف شاہ جی میاں والد سید معصوم کو جو بڑے نیک خصلت اور عقل و دانش میں ارسطوئے زمانہ اور بہادری و مردانگی میں یگانہ اور افاغنہ کے پیرزادے تھے اور حضرت سید علی باباکی اولاد میں تھے جو سادات مرعوبین سے ہیں - اور بریلی کے نومحلے والے سیدوں کے مورث اعلے ہیں صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اس بات پر صلح ہوگئی - کہ احمد خان پچاس لاکھ روپے باعث خرچہ جنگ کے دیا بچہ احمد خان نے اوسکی ادای کے واسطے ایک

تمسک لکھدیا صفدر جنگ نے وہ تمسک بعوض اوس روپے کے مرہٹوں کے حوالہ کر دیا جو اونکو اس فوجکشی اور امداد کے عوض مین دینا ٹھیرا تھا اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ ملہار راؤ خود نواب احمد خان کے پاس گیا تھا اوسنے احمد خان سے کہا کہ مین تمھارے پیچھے مین بیٹھا جاتا ہون تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ - احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح و مشورہ طفلانہ ہے مجھے پسند نہین - کیونکہ ہندوستان مین وزیر کے قوی دو ہی دشمن ہین ایک پٹھان دوسرے مرہٹے جب کہ مین وہان جاؤنگا اور وزیر نے مجھکو مروا ڈالا تو تم کہانڈے راؤ سے دست بردار ہو جاؤ انتہا یہ ہے کہ میرے تمھارے دو قطرہ سے ضایع ہو جائینگے مین اور تم دونون تو زندہ رہینگے ملہار راؤ نے یہ صلاح پسند کی اور اپنے بیٹے کہانڈے راؤ کو احمد خان کے پیچھے بٹھا کر محمود خان کو وزیر کے پاس بھیجدیا میرے نزدیک اس واقعہ کے متعلق آزاد ان صاحب کا بیان زیادہ قابل لحاظ ہے اسلیے کہ اونہون نے حسام الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرہ آمادہ جنگ روہیلکھنڈ و محاصرہ کمایون کے موقعون پر احمد خان کے ساتھ موجود تھا اور اوس نے حالات نہایت مفصل اور عجیب اور چشم دید لکھے ہین - سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہے کہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے محالات بطور مالگذاری کے اونکی اولاد کو دیے گئے - اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین بیان کیا ہے کہ اس عہدنامے پر صلح کی گئی کہ روہیلون کی جانب سے پچاس لاکھ روپے ہرجہ جنگ کے ادا کیے جائین - اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ خراج کے بدلے قیل و قال داخل کرنے مین - اس عہدنامے پر حافظ رحمت خان وغیرہ دوسرے رئیسون کے دستخط کیے اور عہدنامہ مکمل ہو کر مرہٹون کے سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے ہنگام فوجکشی اتنے روپیون کے دینے کا اونسے وعدہ کیا تھا مرہٹون کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ بہنگام ضرورت پھر مدد دینا پڑے گی - مگر وہ اس بات ایسے کندرا سے ہوتے معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ روہیلکھنڈ کی جانب منہ نہ کرتے عہدنامہ کے مرتب ہو جانے کے بعد صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان سے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ حافظ رحمت خان اور اونکے جانشین کبھی کسی وقت مین پرگنہ پورا و سہسوان پر قبضہ نہ کرنے پائین اس عہدنامے پر دستخط ہونے کے بعد حافظ رحمت خان اور محمود خان پٹھانون کے مورچونکو واپس آئے اور صفدر جنگ کا مہری عہدنامہ لوگون کو دکھایا - دوسرے روز حافظ صاحب صفدر جنگ کے پاس گئے - اور اونسے کہا کہ اب یہان سے

نوٹ آیا تو کہانڈے راؤ تمہارے پاس پہونچ جائیگا اور اگر وزیر نے محمود خان کو قید کر دیا یا مار ڈالا

کوچ کرنا چاہئے اونہون نے جواب دیا کہ ہم کل صبح کو یہان سے روانہ ہونگے اور تم کو
اپنے ساتھ شاہجہانپور تک لیجاوینگے اور کہا کہ احمد خان اور روہیلون سے کہدو کہ وہ ہمارے
لشکر کے کوچ سے دو دن بعد اپنے وطن کو روانہ ہون حافظ صاحب روہیلون کو مطمین کر کے
دوسرے دن صبح کو چار سو جوانونکے ساتھ صفدر جنگ کے لشکر مین آگئے - اوسی دن صفدر
جنگ کا کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے راستے پر پہونچے اور
یہان اونہون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو قنوج جانے کا حکم دیا - خود محمود خان اور حافظ
رحمت خان کو لئے ہوئے لکھنو کی طرف روانہ ہوئے اثنے صفدر جنگ نے کہا کہ جب صلح
کی تکمیل ہوجائے گی مین تمکو رخصت کرونگا موجب حکم کے سرہٹے دریاے گنگا کو عبور کر کے
قنوج مین مقیم ہوئے - لیکن گنگا دھر مع دس ہزار سوار کے محمود خان کے ساتھ رہا - وزیر کی روانگی کے
دو روز بعد نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکل کر اوس مقام پر خیمہ زن ہوئے
جہان وزیر کی فوج قایم تھی اور منزل منزل کوچ کر کے آنولے مین پہنچے - احمد خان چند روز یہان
مقام کر کے فرخ آباد کو چلا گیا - صفدر جنگ نے راہ مین حافظ صاحب کی بہت خاطر کی دونون
وقت انکو دعوت بھیجتے اور اکثر اپنے دسترخوان پر بھی شریک طعام کرتے اور کہتے تھے کہ مین نے
افغانستانیون مین ایسا لائق آدمی کبھی نہین دیکھا - جب شاہجہانپور پہونچے تو صفدر جنگ سے
حافظ صاحب نے رخصت چاہی کہا ابھی ٹھہرو - اور شاہجہانپور سے آگے کو روانہ ہوئے -
اور اونپر صفدر جنگ زیادہ مہربانی کرنے لگے اور راستے مین انکو برادر کے لفظ کے ساتھ
مخاطب کرتے - اور بعد اس کے جب کبھی حافظ صاحب کو خط بھیجتے اوس مین یہی لفظ لکھتے تو انوج
مین پہونچکر وزیر نے حافظ صاحب اور محمود خان کو رخصت کیا محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ عنایت
کیا بعد ازان اوس کے والد کا ملک بحال کر دیا - اور اوس کو قایم جنگ کا خطاب بھی دیا اور
حافظ رحمت خان کو بھی خلعت دیا جس کے ساتھ مین مالای مروارید اور جیغہ اور سرپیچ
مرصع اور شمشیر اور سپر اور گھوڑا زیور نقرئی کے ساتھ اور فیل سامان نقرئی اور زربفت کی جھول کے
ساتھ تھے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو خلعت دینے کے بعد وزیر نے تاتیا کو سند اس بات
کی دی کہ تا ادای زرزمانہ مرہٹے نواب احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کر لے - کیونکہ صفدر جنگ مرہٹون
کے تیس لاکھہ روپیہ کے مقروض تھے - اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکھہ روپیہ کے اور یہ قرضہ بابت
اوس نوکری کے تھا جو اونہون نے اس زمانے مین کی تھی باوراس قرضہ کا احمد خان کے دوش پر

پر ڈالا گیا اور اوسکی ادا کی ضمانت کے واسطے منجملہ ۲ سو محال کے ملک فرخ آباد کے ساڑہے سو لہا محال مرہٹون کے قبضے مین کردی گئی صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنی دشمن کو تباہ کیا ہی اور کچھ حاصل ہوا۔ محمود خان وتا انتبار رخصت ہو کر جانب فرخ آباد روانہ ہوئی۔ اور حافظ رحمت خان آنولے کو چلے گئے عماد السعادت مین لکھا ہی کہ پٹھانونکے ممالک کی لوٹ سی مرہٹونکے ہاتھ دو کرور روپئے لگے تھے او ایک کرور روپئے وزیر سی بابت مدد ہی جو طیسے تھے وہ لیے اور پچاس لاکھ روپئے وزیرنے انعام کے دیتے اور پچاس لاکھ روپئے پٹھانونسے اینٹھے۔

صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھ دغا کرکے قتل کرڈالنا

سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ درانی کے حملے نے ہلادیا امراے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنی صوبہ اودھ مین تھے۔ نہایت الحاح سی متواتر تحریر کیا کہ ملہار راو ہلکر اور سیندھیا کی فوج کو ساتھ لیکر بہت جلد شاہجہان آباد مین آجائین اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرین۔ وزیر لکھنؤسی قنوج آئے اور روپئے سی مرہٹون کو بہت سے روپئے کے وعدی پر ہمراہ لیکر براہ آمادہ دہلی کیطرف روانہ ہوئے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ احمد شاہ درانی پنجاب پر پورے قابض ہو گئے۔ اور اونہون نے ایک ایلچی اس غرض سی روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سی اس صوبے کو حسب ضابطہ حاصل کرین احمد شاہ درانی کی درخواست اوس نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہو گئی جس کو نادرشاہ کے ہاتھون سی اوٹھایا تھا اور اتبک اوسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹون کو لیکر ماہ رجب سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین دلی پہنچے تو اونھون نے اس انتظام یعنی پنجاب کی تفویض کو کامل پایا اونہون نے پنجاب کی تفویض کو اپنی سخت شکایت کا بہانہ ٹہیرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بے عزتی کا باعث بتایا تھا۔ اور حقیقت مین ناراضی کے اسباب اور اور وجوہ تھے چنانچہ اونمین سی بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھنڈ مین گئے تھے تو اون کا رعب وداب عین دربار مین جاوید خان نامی خواجہ سرا مخاطب بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تھا جسپر احمد شاہ اور اونکی ماں دونون نہایت مہربان تھے۔ صفدر جنگ سے آزردہ ہو کر کہلا بھیجا کہ ہم ہلکر کو بموجب معاہدے

لکھے کے بہت سی روپیونکی وعدے برہمراہ لائے ہین اب اوس کا تقاضا ہے یکہکر
کثرت بید ماغی سے شہر مین بھی نہ گھسے شہر کے باہر جمنا کے کنارے قیام گزین ہوئے۔

سنہ ۱۱۶۴
امیر الامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ خلف کلان نظام الملک آصف جاہ ۷ محرم
ہجری کو ناصر جنگ کے مارے جانے کی وجہ سے صوبہ دکن کی خدمت و سند کا مستدعی تہا
اور امراے حضور بدون پیش کش کے منظور نہ کرتے تھے۔ اب اس وقت مین اوس نے موقع
پاکر بادشاہ و امرا سے عرض کیا کہ اگر بلا پیش کش دکن کی صوبہ داری سندی کو عنایت ہو۔
جسطرح سے ہوسکیگا ملہار کو راضی کرلونگا بادشاہ و امرا نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ اور صوبہ داری
دکن کی سند لکھدی۔ فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو جو عماد الملک کے نام سے
مشہور ہوا اور اس وقت اوسکی عمر سولہ سال کی تھی لیکر صفدر جنگ کے پاس آیا اور اونکی
سپرد کرکے ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین خود دکن کو چلا گیا ملہار کو ساتھ لیگیا بعد جانے
فیروز اور ملہار کے وزیر الممالک غرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوئے۔
صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سے نہایت آزردہ تھے خاصکر اپنی آزردگی کا
یہ بہانہ قایم کیا تہا کہ اس شخص نے ابدالی سے صلح کرلی اور بادشاہ سے لاہور و ملتان اونکو دلادیا
اور منجملہ وجوہ کے رنج کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اور اپنی والدہ کی
ترغیب سے اپنے ماموں مان خان تواں کو شش ہزاری[عہ] منصب اور معتقد الدولہ بہادر خطاب
عطا کیا اور اسباب امارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت کیا اوسنے اس عروج کو پہونچکر
امراکی ہمسری شروع کی وزیر الممالک اس بات سے نہایت دلتنگ ہوے۔ اور نواب بہادر
کی طرف سے دل مین بہت تعصب رکہنے لگے گو ظاہر مین اوسکی خاطر کرتے تھے۔ نواب بہادر
امورات سلطنت پر بالکل مسلط تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا۔ انہین
دنون عبد المجید خان مجد الدولہ دیوان خالصہ مرگیا۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اوس کا مال
و اسباب ضبط سرکار ہو جاے وزیر کی مرضی تھی کہ اس بارے مین معافی کا حکم جاری ہو اس
معاملے مین گفتگو نے بہت طول پکڑا اور اوس کا گھر ضبط ہو گیا۔ اور نفاق و غبار دونون
کے دلو مین اب بہت بڑہ گیا۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری
بات نہ سنبھلی تو اونہون نے وہ بڑی طرز اختیار کی جو دلی کے گلی کوچون مین طشت از بام

عہ مرات آفتاب نما ۱۲

ہوگئی یعنی اونہون نے نواب بہادر کو قتل کر لینے کی ٹھان لی۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ صفدر جنگ نے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے اول سورج مل جاٹ کو بھاری فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنیکے حیلے سے اپنے پاس بلایا اس غرض سے کہ اگر کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق شورش کرے تو راجہ اوس کا تدارک کرے بعد اسکے نواب بہادر کو بیاں رفع آزردگی اسکا دہگرا اوس کے دل کو نی الجملہ اپنی طرف سے مطمئن کر لیا جب اوس کو اسطرح غفلت مین ڈالدیا تو بتقریب تصفیہ دعوت کے لئے اوسکو اپنی گہر بلایا اور بہ دعوت ۲۷ شوال[ا] یوم جمعرات ۱۱۶۵ ہجری کو دارا شکوہ کی حویلی مین جسے بہونت نامی مکان مین ترتیب دی ہو پہلے سے اپنے معتمدون کو اس حویلی مین احتیاطاً جابجا متعین کر دیا اور اندر اور باہر اپنے آدمیون کو شال بندھوا کر کہڑا کر دیا۔ اور بڑی تیاری کی۔ نواب بہادر نے اس تیاری کو اپنی نہایت خاطر داری پر محمل کیا اور وقت پر جانے کو تیار ہوا بعض دوستون نے منع کیا۔ اوس نے کسی کا کہا نہ مانا۔ اور بے تامل سوار ہو کر وزیر کے گہر پہنچا وزیر نے چند قدم پیشوائی کر کے کمال گرمجوشی ظاہر کی اور پر تکلف کہانا کہلایا بعد فراغت طعام کے وزیر اوس کا ہاتھ اپنی ہاتھ مین لیکر امور ملکی مین مشورے کے بہانے سے خلوت مین گئی بعض نے یہان تہ خانہ لکہا ہی جون ہی کہ پردہ اوٹھایا اور اندر قدم رکہا وزیر اول دو ایک حرف کنائے کے زبان پر لائی۔ اور پہر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات مین دخل دینے پر چند باتین سختی سے کہکر ابھی نپنچے بھی نہ تھے کہ اسے بہ[؟] نا مین رفع حاجت کے بہانے سے[۲] چلے گئے اوسوقت علی بیگ خان اور دوسرے مقتل اندر آئے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان[۳] نے جس کا خطاب ضیغم جنگ ہی چہری ہی سے ہلاک کیا۔ اور سر کاٹ کر دروازے کے باہر ڈالدیا۔ اوسکی سواری کی جلو کے سوار و پیادے یہ حال دیکہہ کر بہاگ گئے۔ اور دو تین دن کے بعد اوسکی لاش وزیر کے حکم سے متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان جہان اونکی پنجہ مبارک کا نقش ہے دفن کر دیگئی[۴]۔ اور فرح بخش مین لکہا ہی کہ نواب بہادر کا سر کاٹ کر دریائے جمنا مین پہینکدیا جو حویلی کے تلے بہتا ہے۔ مرآت آفتاب نما مین اس واقعہ کا مادہ تاریخ فساد عظیم لکہا ہے اور ہم سابق اسی بیان کر چکے ہین کہ طبقات الشعرا مین یہ مادہ افاغنہ کی کوہ کماؤن تک بہاہ لینے کی تاریخ بتایا ہے۔ بہر صورت دونون ایک ہی سال کے حادثے ہین اس لئے

[ا] دیکہو مرات آفتاب نما ۱۷ [۲] دیکہو فرح بخش ۲۔۳ [۳] دیکہو تاریخ مظفری ۲۰ [۴] مرآۃ آفتاب نما

فساد عظیم دونون کی تاریخ ہوسکتا ہی ۔ صفدر جنگ کے اس فعل سے بادشاہ دل مین بہت برہم ہوئے
مگر بظاہر کوئی خفگی ظاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کرنے لگے اور موقع کے منتظر تھے لیکن جبکہ نواب
قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ نے نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی تو صفدر جنگ نے کہلا بھیجا
کہ اس معاملے مین میرا کوئی قصور نہین حکیم عبدالشافی خان نے بادشاہ کا یہ پیام مجھے دیا تھا کہ جاوید
خان کا دفع اور قتل کرنا بہتر ہے ۔ اونھون نے حکیم عبدالشافی کو علیحدہ کر دیا اور حکیم اکمل خان
کو معالج قرار دیا ۔

فیروز جنگ کی وفات کے بعد نواب صفدر جنگ کا اوسکے بیٹے کو امیر الامرائی کا منصب دلانا اور ضبطی سے اوسکے گھر بار کو بچانا

فیروز جنگ آخر ذی القعدہ ۱۱۶۵ ہجری مین اورنگ آباد پہنچ گیا ۔ ۷ ذی الحجہ سنہ مذکور کو
دکن ہی مین سرگ مفاجات سے مرگیا اوسکی تابوت کو اوسکے رفقا نے دہلی مین پہونچایا اور اوس کا متروکہ
نقد و جنس جو کروڑ روپئے سے زیادہ کا سمجھا گیا تھا اوس کے بیٹے شہاب الدین خان کے حوالے
کر دیا ۔ شہاب الدین خان کا باپ جب سے راہی دکن ہوا تھا وہ صفدر جنگ کے حضور مین حاضر
ہوا کرتا تھا ۔ اور اپنے حقیقی ماموں انتظام الدولہ خان خانان سے زیادہ تعلق نہین رکھتا تھا
اس وجہ سے صفدر جنگ کے دل مین شہاب الدین خان کیطرف سے بہت گنجایش ہوگئی تھی ۔
اور اوس پر نہایت مہربانی کرتے تھے ۔ فیروز جنگ کے واقعہ وفات کے بعد انتظام الدولہ
نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کر کے اوس کا گھر ضبط کر لین بادشاہ بھی
اس صلاح پر آمادہ ہو گئے ۔ عاقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین خان کا اتالیق جلدی سے
راجہ لچھمی نراین کے پاس آیا اور بادشاہ کی ارادہ سے باغواے انتظام الدولہ واقف کیا اور سے
صلاح دی کہ شہاب الدین کے لئے یہی بہتر ہے کہ وزیر الممالک صفدر جنگ کی خدمت مین
پہنچکر تمام حال اونسے عرض کرے یقین کلی ہی کہ وہ بخوبی تدارک کرینگے مین یہان سے دربار کو جاتا
ہون ۔ تم اودھر اوسے لیکر آؤ ۔ عاقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لیکر صفدر جنگ کے
دربار مین گیا ۔ اور لچھمی نراین بھی وہان پہونچگیا جب شہاب یہان آیا تو صفدر جنگ نے اپنی
حاضری کو اتعزیت کے لئے عذر بیان کرنا شروع کیا ۔ شہاب الدین نے کہا کہ مین خود آپکے

پاس تعزیت کے لئے حاضر ہوا ہون۔ کیونکہ آپکے بہائی نے قضا کی سوا اس کے کہ میرا عمون
مر گیا ہے مجھے کوئی اور غم نہین۔ آپ کو خدا سلامت رکھے آپ میرے مربی موجود ہین۔ نواب کی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لگا کر تسلی کی اور فرمایا تم اطمینان سے
اپنی حویلی مین بیٹھے رہو مین تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجھونگا ایک آنکھ میری تم ہو اور دوسری
شجاع الدولہ ہے۔ یہ بات کہکر شہاب الدین کو رخصت کر دیا اور خود سوار ہو کر بادشاہ کیخدمت مین
پہنچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد مین خدمات نمایان کی ہین اور فیروز جنگ
بھی ہمیشہ مراسم غلامی بجا لاتا تہا۔ اب شہاب الدین اوس کا بیٹا بھی اس بات کا امیدوار ہے
کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایہ مرحمت مین پرورش پا کر خدمات انجام دے۔ پس حضور
کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اوس کو خلعت میر بخشی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت
کیا جاوے۔ بادشاہ غضبناک ہو کر کہنے لگے کہ تمکو یہ نہین معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے مخرب ہین
اونہون نے سلطنت کے پرزے ڈہیلے کر ماجاب سے تھے۔ ہماری خواہش ہے کہ شجاع الدولہ
کو خلعت میر بخشی گری دیا جاوے تم ہمارے خیرخواہ ہو تمنے ہماری رضا کے خلاف یہ بات
کیون عرض کی صفدر جنگ نے کہا میری کیا مجال تہی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی
بات عرض کرتا لیکن کیا کرون کہ میر شہاب الدین کا باپ دکن کی روانگی کے وقت اوس کا ناتہ
مین دیکر روانہ ہوا تہا۔ اور فدوی نے اوسکو اپنا فرزند قرار دیا ہے مجھے یقین ہے کہ تمام تفضلات
شجاع الدولہ حال پر میری خاطر سے ہین اسلئے امیدوار ہون کہ میر مذکور کو بھی غلام کا فرزند
تصور کر کے خلعت میر بخشی گری عطا ہو جاوے بادشاہ نے صفدر جنگ کی خاطر سے خلعت
امیر الامرائی اوسکو مرحمت کیا۔ اور تواریخ مین یہانتک مذکور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کی مان
شہاب الدین کو گھر مین طلب کر کے اوس سے پردہ نہین کرتی تھی۔

صفدر جنگ کا انتظام الدولہ کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش مین کامیاب نہونا پادشاہ کا صفدر جنگ سے تو بچانے کیخدمت نکال لینا۔ بادشاہ او صفدر جنگ مین علانیہ مخالفت ہونا

صفدر جنگ جاوید خان کے مار ڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور دوبارہ میر تسلط

حاصل کرلینے کی وجہ سے دل مین بہت دغدغہ رکہتی تھے - مگر جبکہ فیروزجنگ کا انتقال ہوگیا
تو وزیر کو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا - مگر انتظام الدولہ خانخانان خلف قمرالدین خان
وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی مین حاصل تہا وہ بھی اونکی نظر مین کھٹکتا تھا اب صفدر
جنگ اس فکر مین پڑے کہ انتظام الدولہ کو بھی بیچ مین سے اوٹھا دینا چاہیے اور یہ کام اونہون
نے انتظام الدولہ کو غفلت مین ڈالکر انجام دینا چاہا - اور اوسکی رضاجوئی کرکے یہ پیام
دیا کہ مجھہ سے تنہا سلطنت کا بار عظیم نہین اوٹھہ سکیگا جب تک کوئی لائق فائق تمہاری
طرح آدمی مدد نہ کرتا رہے - تم میرے گھر کو اپنا گھر تصور کرکے بے تکلف یہان آؤ اور ہماری
شریک ہوکر سلطنت کے کامون کا بوجھہ اوٹہاؤ - انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب
مناسب حال کہلا بھیجا اور اس بات کی تحریک کی بنا دراصل مین یہ تھی کہ نواب بہادر
کے مارے جانے کے بعد بادشاہ وزیرالممالک سے دل متنفر ہوگئی تھے اور اونکی توجہ انتظام الدولہ
کیطرف تھی - اور یہ چاہتے تھے کہ صفدر جنگ سے کام نکالکر اوسکی سپرد کیا جاے حالانکہ
اس وقت مین انتظام الدولہ نے چوکھی پینے کا بہانہ لیکر دربار کی آمدورفت کم کردی تھی
اس خیال سے کہ تمام قلعہ مین وزیر کا انتظام تہا - بادشاہ ایکدن اپنے جلسے مین یہ کہہ بیٹھے کہ
غسلخانے اور دیوان خانے کی خدمت دوسرے خانہ زادون کا حق ہے وزیرالممالک کے
لیے دیوانی کل اور منصب وزارت کم نہین یہ جزوی کام وزارت کے علاوہ اونکے پاس رہنا مناسب
نہین بادشاہ کی یہ تقریر وزیر تک پہنچگئی اور اوس دن سے اون کے مزاج مین بڑا خلل پیدا ہوگیا
آخرکار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے سے
صفدر جنگ کو پیام دیا کہ توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چھوڑدو کار وزارت اپنے
متعلق رکھو - صفدر جنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوئے دیکھہ کر دربار کی آمدورفت
موقوف کردی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لئے دلجوئی کی اور ایکمرتبہ اونکی حویلی پر جاکر عذر
خواہ ہوئے - مگر کچھہ مفید نہوا - وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویز ان دو باتون مین سوچی
کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیجدیا جاے یا اوسکو اپنے ساتھہ موافق کرلیا جاے ایکدن
انتظام الدولہ صفدر جنگ کے گھر پر جانے کو تیار ہوا مگر یعقوب خان کا انتظار رہا یعقوب خان
اوس حیدر بیگ خان کا بیٹا تھا جسنے امیرالامرا حسین علی خان کو سعادت خان برہان الملک
کے ایما سے قتل کیا تہا یعقوب خان آیا اور تہوڑی سی دیر بیٹھہ کر فوراً اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنے

گھر جانے کے لئے اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ آج ہم وزیر کے
ہان جانے کا ارادہ رکھتے ہین تم کس وجہ سے جلدی رخصت چاہتے ہو اوسنے
جواب دیا کہ وہان کئی ہزار تیغ و خنجر لئے انتظار مین ہین جونہی آپ وہان گئے وہ معاملہ آپ کے
ساتھہ بھی ہوگا جو نواب بہادر کے ساتھہ ظہور مین آیا۔ جب تک کہ آپ کا بندوبست نہو جانے
وہان جانا ہرگز مناسب نہین ہے اس بات نے انتظام الدولہ کے ذہن مین بہت تاثیر کی اور وزیر کے
گھر جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وزیر کی خدمت مین عذر کہلا بھیجا وزیر کو اسوجہ سے اصرار پیدا ہوگیا
اور اونہون نے مکرر پیام دیا کہ آپ ضرور آیئے اور ایسے پیام و سلام کی کئی دن تک
گرما گرمی رہی آخر وزیر نے علی قلی خان چھٹہ کو کہ مرد دانا اور شیرین تقریر تھا اس بات پر
مقرر کیا کہ جیسے بنے انتظام الدولہ کو بہلا کر اون کے یہان لاوے۔ جبکہ اوسکی تقریر نے
کچھہ کام نہ دیا اور انتظام الدولہ وزیر کے ہان جانے پر آمادہ نہوا۔ تو عماد الملک میر بخشی
کو جو انتظام الدولہ کا بھانجا تھا وزیر نے انتظام الدولہ کے پاس بھیجا کہ تم اپنے ماموں کا اطمینان
کرکے یہان لاؤ مغرب کا وقت تھا کہ عماد الملک انتظام الدولہ کے گھر پر پہنچا دونون ماموں
بھانجون مین مشورہ ہوکر ایک معذرت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو لطائف الحیل کے ساتھہ لکھہ کر
بھجوا دیا۔ اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک
خواجہ سرا کو جو دو ہزار پیادہ سوار کا افسر تھا ایک عرضی بادشاہ کی لئے دی جس کا مضمون یہ تہا
کہ آج شب کو حضور کی خدمت مبارک مین کچھہ گذارش کرنا ہے امیدوار ہون کہ تسبیح خانے
مین حاضر ہو جانے کی اجازت ہو جاوے قدیم سے یہ دستور تہا کہ جب مجرائی رخصت
ہو جاتے تھے پھر اگر کسی کو بضرورت قلعہ مین حاضری کی پیش آتی تو قلعہ دار سے کہتا۔ اور وہ
اول عرضی اوس شخص کے اندر آنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کو پیش
کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیون کے ساتھہ اوسکو قلعہ کے اندر بلا لیا جاتا
اسوقت مین موسی خان چار سو آدمیون کے ساتھہ وزیر کی جانب سے قلعہ مین نائب تھا اور وہ
اس قاعدہ سے ناواقف تھا اوس نے بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سرا کے لئے
قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور وہ تمام ہمراہیوں کے ساتھہ قلعہ کے اندر گھس گیا۔ دربار مین جسقدر خواجہ سرا
اور خدمتگار اور ناظر حاضر تھے اونہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آجتک ایسی
گستاخی کبھی نہین ہوئی۔ کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ مین قدم رکھہ سکے

اس وجہ سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر کے
نائب کو یہان سے مار کر نکالدو اور کوئی عذر مت سنو بادشاہی نوکر قلعہ دار کی مداخلت سے
بجد تنگ تھے اونہون نے اس حکم کو بہت غنیمت جانا اور صفدر جنگ کے نوکرون کو
مع قلعہ دار کے قلعہ سے نکالدیا اون کا کوئی آدمی قلعہ مین باقی نرہا جبکہ یہ سانحہ شہر مین مشہور ہوا
تو ہر ایک منصبدار اور بادشاہی امیر تیار ہوکر قلعہ مین آگیا یہانتک کہ ایک بھاری جمعیت
اوسی رات قلعہ مین فراہم ہوگئی اور قلعہ کے دروازون کا انتظام کرلیا صفدر جنگ کو اس وجہ سے
بہت ملال ہوا۔ دو تین دن تک یہ خبر شہر مین اوڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی
حویلی پر حملہ کریگا اور اونکی دروازہ پر صبح سے شام تک سپاہ ہنگامہ آرائی کے لئے جمع رہتی تھی
اس عرصے مین انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سی ہوا خواہ جمع ہوگئے اور منصبدارون کی
ایک بھاری جماعت قلعہ شاہی کی حفاظت کے لئے بھی تیار ہوگئی اس لئے اب حملہ کرنا صفدر
جنگ کے قابو مین نرہا ۔ یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہے۔ اور عماد شاہی مین یون
لکھا ہے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت صفدر جنگ نے تمکین خواجہ سرا کو مسلح جماعت کے
ساتھ قلعہ مین بھیجا اوس نے نواب ناظر روز افزون خان سے کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات
بالمشافہ عرض کرنا ہے نواب ناظر نے فراست سے اسکے ارادہ فاسد کو تاڑ لیا۔ اور جواب دیا کہ ہم
غلامون کو ایسے بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہین دونون مین سخت کلامی اور حجت ہوئی
نواب ناظر نے اپنے سپاہیون کو حکم دیا انہون نے تمکین کو مع اوسکی جمعیت کے دیوان خانے سے
نکالدیا صبح کو یہ بات تمام مین پھیل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام مین آکر دربار کیا۔ اور حکم دیا کہ
صفدر جنگ کے آدمیون کو یہان سے نکالدو۔ چنانچہ تعمیل ہوئی۔ مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ وزیر
خود دوسرے دن بادشاہ کی خدمت مین بحالی میر آتشی کی خدمت کے لئے گئے۔ اور
بہت اصرار کیا۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا متعلقہ جا ہوا تو وہ کام خاندوران کے
بیٹے کے سپرد کردیا۔ اور سیر المتاخرین وغیرہ مین صفدر جنگ کے آدمیون کے قلعہ مین سے
نکالنے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے جیسا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔ اس مین شک نہین کہ بادشاہ
اور صفدر جنگ مین کچھ ہمیشہ تک سوال و جواب ہوتے رہے ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۱۶۶
ہجری سے کدورت ظاہر ہونے لگی جب جب مہینے اس سال کے گذرے تو طرح طرح کے حادثے
ظہور پکڑنے لگے صفدر جنگ اس منصوبے مین تھے کہ کوئی چال چلیں۔ کیونکہ بادشاہ سے

مقابل ہونا مناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنون مین مشکل خیال کرتے تھے ۔
عماد الملک بھی اس وقت مین انتظام الدولہ کے بھڑون مین گھس گیا - وزیر سے آنکھ چرالی ۔
حقیقت[له] یہ ہی کہ وزیر موصوف جرات وعقل نہین رکھتے تھے اور نہ اونکے پاس اچھے صلاح کار تھے
ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار نہ تہا لیکن تقدیر بدلنے تو آنکھین اندھی
کر دی ہین اس سے بیشتر تم پڑھ چکے ہو کہ جب عماد الملک کا باپ دکن مین مرگیا تو صفدر
جنگ نے اوسکی مدد کرکے بادشاہ سے اوسکو موروثی امیر الامرائی دلادی اور اوسنے اس وقت
مین صفدر جنگ سے دغا کی ابو المنصور خان نے اس موقع پر بہت افسوس کی ساتھ یہ مصرع پڑھا[۵]
طفل دامنگیر آخر گریبان گیر شد ٭ وزیر کی مخالفون نے بادشاہ کی یہ بات ذہن نشین کردی
کہ صفدر جنگ کا ارادہ ہی کہ سلطان بلند اختر برادر کوچک محمد شاہ کو کہ اون کا ہم مذہب ہی تخت پر
بٹھا دین اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ میر آتشی کی خدمت اوسسے نکال لین یہ بات صفدر جنگ کو
پسند نہ آئی اور اونہون نے تعمیل نہ کی بادشاہ نے ایک رات خواجہ سراؤن اور انتظام الدولہ
و عماد الملک کے مشورہ سے ایک شقہ خاص وزیر کے نام لکھا - نایب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے
مقرر تہا طلب کرکے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ پہنچا دو اور زبانی بھی یہ یہ باتین اونسے جاکر
کہو اوس نے جانے سے عذر کیا - بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ بے عقل شقہ
لیکر قلعہ سے نکلا - اوسیوقت بادشاہ نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے
بند کردین اور وزیر کے آدمیون کو پہلے سے نکالدین حسب الحکم تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجونپر
توپین چڑہا دین اور دارا شکوہ کی حویلی کی طرف نشانہ باندھکر آتشبازی پر آمادہ ہوئے
وزیر لاچار ہوکر بعد سوال وجواب کے اوس حویلی سے نکلکر اپنی حویلی مین جو قلعہ سے دور تھی
چلے گئے اور چند روز متامل رہے جب اونہون نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہین رہا - اور
بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے میں بدنامی ونمک حرامی کا شہرہ ہوگا - اسلئے اپنے
صوبجات کو رخصت چاہی - احمد شاہ نے منظور نہ کیا - آخر صفدر جنگ نے دہلی سے نکلکر شہر سے
دو کوس پر قیام کیا - اس ارادے سے کہ بے جنگ وپیکار اپنی صوبون کو چلے جاوین - واقعی یہ رای
اونکی بہت عمدہ تھی مگر اونکے امراے فتنہ جو خیالات فاسد اونکے ذہن نشین کرکے آمادۂ جنگ کردیا - لیکن فتح بخش

---

۵ بہ قول مولف سیر المتاخرین کا ہی ۱۲ له دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

مین لکہا ہے کہ بادشاہ سلامت خود صفدر جنگ کو اونکی صوبون کو چلے جانے کا حکم دیا اونکی
خوشی یہہ تھی کہ دہلی مین رہکر مہمات سرانجام دین اسلئے باربرداری نہونے کا عذر کیا بادشاہ نے
اپنے ہان سی دیتا اور جہگڑے بھی دلوا دے ۔ نواب صفدر جنگ مع عیال و اطفال اور سامان
وغیرہ کے دہلی سے نکلکر جہروکے کے تلے جہان سی مجرا ہوتا تہا آئے بادشاہ نے خفگی کی وجہ سے
مجرا بھی معاف فرمایا ۔ اور اپنے پاس نہین بلایا ۔ اسوجہ سی صفدر جنگ کی بہت تحقیر ہوئی اور
جہروکے کو تسلیمات کرکے خضر آباد مین ڈیرا ڈالا ۔ چار گلشن محمد شاہی سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تہا کہ اپنی طرف سی کسی کو بر نیابت وزارت مقرر کرکے اودہ
کو چلے جاؤ صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر سے باہر جاکے کہڑے کرا کر اون مین جا
چلے گئے بادشاہ کے ہان سی اونکو تاکید پر تاکید کی گئی ۔ کہ جلدی روانہ ہون ۔ اور اونکے پاس
کئی سزاول مقرر کئے گئے کہ ایک دو منزل آگے کو اونکا کوچ کرا دین ۔ اور تاریخ مظفری مین یون
لکہا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی لکہکر اجازت چاہی کہ مجکو میرے صوبون کو جانیکی رخصت
عطا ہوجائے تو بادشاہ نے یہ حکم لکہا کہ وزیر الممالک بہادر غبار ملال خاطر کے دفع کرنے کے لئے
کچھہ دنون کے واسطے چلے جائین ۔ بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور مین حاضر ہون ۔
صفدر جنگ کو صاف جواب ہوجانے کی توقع نہ تھی ۔ اس حکم کو پڑھکر دوسرے روز تیاری
کرکے حویلی سے سوار ہوئے ۔ اور دریا کے کنارے کی طرف چلے جبکہ قلعہ شاہی کے مقابل
پہنچے سواری سی اوترکر آداب بجا لائے ۔ اوسوقت تہوڑا سا ترشح ہو رہا تہا ۔ صفدر جنگ کی
آنکہون سی آنسو نکل پڑے اور آگے کو روانہ ہوئے اوسدن اکثر منجم کہتے تھے کہ صفدر جنگ
جو جاتے ہین پہر نہین لوٹینگے ۔ اور بادشاہ کے حق مین اون کا جانا بہتر نہوگا ۔ بے شک
یہ حکم اونکا بہت درست نکلا جس کا پہل آخرکار بادشاہ نے بُرا پایا ۔ صفدر جنگ شہر سے
نکلکر دو تین دن اس انتظار مین رہی کہ بادشاہ پہر بلالین شہر کے آس پاس رہی ۔ کبہی سیدہی
طرف سے اولٹی طرف جاتے کبہی اولٹی طرف سے سیدہی طرف چلے آتے انتظام الدولہ
خانخانان اور شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان نے برجون اور شہر پناہ کو
خوب مضبوط کرلیا ۔ اور جنگی تیاری انتہا کو پہنچا دی ۔ جبکہ صفدر جنگ کو یہہ خوب
یقین ہوگیا کہ یہہ دونون گہیر میرے کام کے خراب کرنے کے درپے ہین اور اپنی بساط کے
موافق جہگڑا بڑہانے مین قصور نکرینگے ۔ تو وہ بہی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے ۔

مرات آفتاب نما میں بیان کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے خدمت میر آتشی کا نکالنا چاہا تو اونھوں نے اس امر کو ناپسند کر کے رخصت کی درخواست کی کہ میں صوبہ اودھ کو جانا چاہتا ہوں وہاں کا بندوبست کرونگا۔ خود بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنوں نے یہ بات مغتنمات اور فتوحات غیبی سے تصور کی اور جلد خلعت رخصت اونکی حویلی پر بھیجدیا۔ اونھوں نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور شہر میں ٹہیرے رہے۔ بادشاہ کی تقاضا شروع کیا کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت برملا ہوئی۔ وزیر نے اس خوف سے کہ مبادا امرای تورانی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر مجھکو لوٹلیں اپنا اسباب اور سامان لیکر اسمٰعیل خان کے باغ میں تال کٹورہ اور مقام خضر آباد تک مقام کیا اور یہ توقف اسواسطے تہا کہ سورج مل جاٹ آجاے۔ وقائع راجپوتانہ میں مذکور ہے کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے سورج مل کی فوج طلب کی اور کنور سورج مل کو بلایا اوس نے مع لالہ جواہر سنگھ کے جمعیت پندرہ ہزار سوار کہاں سے کوچ کر کے فرید آباد میں ڈیرہ کیا۔ مرات آفتاب نما میں لکھا ہے کہ جب سورج مل آگیا تو صفدر جنگ نے بادشاہ سے عرض کرایا کہ شہاب الدین اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرماوین اور نواب قدسیہ کو کہدین کہ وہ قلعہ سے نکلکر جعفر خان کی حویلی میں سکونت اختیار کریں اسلیئے کہ صفدر جنگ کو یقین کلی تھا کہ انتظام الدولہ نے سنہ ۱۱۶۰ ہجری میں عید الضحیٰ کے دن مقام نکمود کے پاس گولیان لگوائی تہین۔ اور قدسیہ بیگم جاوید خان کے مارے جانیسے میری دشمن جان ہیں۔ اور شہاب الدین خان میر بخشی سے اسلیئے رنج تہا کہ جب اوس کا باپ غازی الدین خان مرا تو وزیر نے بادشاہ سے مکابرہ اور معارضہ کر کے اوسکی حویلی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا۔ اور باوجود صغر سنی کے خدمت میر بخشی گری کی دلوائی۔ اور علاوہ اسکے بیٹا بنایا تمام معاملات میں اوسکی حامی رہے۔ اب وہ وزیر کی طرفداری نہین کرتا تہا۔ بادشاہ کا شریک تہا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ تم اپنی صوبہ کو جانے کی رخصت لیکر گئے تہے۔ اور اب جاٹ کی پشت گرمی سے اس قسم کی باتیں کرتے ہو۔

صفدر جنگ اور بادشاہ میں جنگ

فرح بخش میں ہی کہ نواب سادات خان ذوالفقار جنگ جو ایک عرصے سے جاوید خان کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سے معاتب تہا اور اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی تہی۔ منصب چھین لیا

گیا تہا ۔ اور بادشاہ نے اوسکو سلام و مجرے سے محروم کردیا تہا - اب بادشاہ نے اپنی والدہ ملکہ زمانی اور صاحبہ محل[1] کو سادات خان کے پاس جو موری دروازے کی حویلی مین مقیم تہا بہیجکر اگلی گذری ہوئی باتون سی معذرت چاہی اور کہلایا کہ سابق کی بے توجہی خاوید خان کے اغوا سے تھی اور اپنے پاس بلایا جب وہ بادشاہ کے پاس گیا تو تخت سے اوترکر گلے سے لگایا اور بدستور سابق منصب و جاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تاکہ صفدر جنگ کو نکالا جاوے ملک و دولت تمہارا ہے جسطرح مناسب سمجھو بندوبست کرو سادات خان نے فوج کی بہرتی شروع کی صفدر جنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور نوکر ہونے لگی - اور صفدر جنگ کی جمعیت کم ہونے لگی - عنقریب تہا کہ صفدر جنگ کا کام بگڑ جاتے صفدر جنگ کو سادات خان پر بادشاہ کی مہربانی سے بجد رشک پیدا ہوا اسمٰعیل خان ملازم صفدر جنگ کو سادات خان کے مزاج مین بہت رسائی تہی صفدر جنگ نے اوس کو سادات خان کے پاس بہیجکر ربط و اتحاد بڑہانے کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات بازاری ڈولی مین سوار ہوکر جریدہ نواب سادات خان کے پاس خود چلے گئے اور اوس سے عہد و پیمان کرکے بادشاہ کی خیرخواہی سے منحرف کردیا صفدر جنگ نے اوس سے کہا کہ بادشاہ لونڈا ہے اوس کو علحدہ کردین - وزیر ہم رہین - اور میر بخشی گری کا عہدہ تم لو - اگر ہم کوشش مین ناکامیاب ہوے تو صوبہ اودہ میرا ہے اور الہ آباد تم کو دیدونگا اس قول و قرار پر عہد و پیمان کرکے اور خدا و رسول کی قسمین کہا کر قرآن شریف اور تجتی[?] کو ضامن کردیا - یہ راز سربستہ سواے اسمٰعیل خان کے کہ بانی مبانی اس فساد کا تہا کسیکو معلوم نتہا - سادات خان ذوالفقار جنگ کو بہی یہ یقین تہا کہ صفدر جنگ ضرور غالب آوینگے اس لیئے اونکی پاس چلے جانے کا ارادہ کیا - اور جس رات کو صفدر جنگ سے عہد و پیمان ہوا اوسکی صبح کو بادشاہ سے عرض کیا کہ اس غلام نے حضرت شاہ مردان[2] کی جناب مین منت تیار

---

[1] سیر المتاخرین مین ہی کہ ملکہ زمانی فرخ سیر کی بیٹی تہی اور محمد شاہ کی عقد نکاح مین تہی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دوسری زوجہ تہی اور یہ دونون خالہ زاد بہنین تہین محمد شاہ کی یہ دونون بیویان عالمگیر ثانی کے عہد مین احمد شاہ درانی کے ساتھ افغانستان کو چلی گئی تہین اور مرات آفتاب نما مین لکہا ہی کہ احمد شاہ بن محمد شاہ کی حقیقی ماں کا نام اودہم بائی تہا - احمد شاہ نے اپنی تخت نشینی کے بعد اوسکو نواب بائی خطاب دیا پہر تہوڑے دنون کے بعد نواب قدسیہ صاحب الزمانی خطاب دیا

[2] آثار الصنادید مین لکہا ہی کہ دہلی مین شاہ مردان ایک مکان ہی ابو المنصور خان صفدر جنگ کے مقبرے کے پاس اور اوس جگہ پر ایک پتہر پر قدم کا نشان بنا ہوا ہی اور اوس نشان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہین اور اسی وجہ سے اوس مکان کو شاہ مردان کہتے ہین ۱۲

مانی تھی کہ جب بادشاہ کی مجھپر مہربانی ہو تو مع عیال و اطفال کے زیارت کرونگا اور اپنے
بادشاہ کے حق مین دعا کرونگا اب اوسکی ایفا کا وقت ہی امیدوار ہون کہ رخصت ہو تا کہ اس بار
کو سر سے اوتار دون بادشاہ نے اجازت دی اور اجازتی عرضی پر حکم لکھدیا نواب سادات خان
کہ بوجہ پیرانہ سالی کے عقل مین فتور تہا حویلی موری دروازہ سے مع متعلقین کے سوار ہو کر
حضرت شاہ مردان کی درگاہ مین پہنچا اور اپنے ڈیرے سے صفدر جنگ موافق عہد و پیمان
کے سوار ہو کر سادات خان کے پاس گئے۔ اور اوس سے ملے اور اپنے لشکر مین لیجا کر بڑی خاطرداری
کے ساتھ ٹہرایا اور ہر روز گرمجوشی کرنے لگے۔ بادشاہ نے سادات خانکی بدنیتی اور
صفدر جنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہو کر شہاب الدین المخاطب بہ عماد الملک غازی الدین
خان کو صفدر جنگ کے مقابلے کے لیے ان کاموں کا کاربرداز بنایا اور اوسکو سپاہ جمع کرنیکا
حکم دیا اور انتظام الدولہ خلف قمر الدین خانکو خلعت وزارت بخشا۔ اور میر آتشی کی خدمت صمصام
الدولہ کو عطا کی۔ صفدر جنگ نے یہ خبر سنکر ایک خواجہ سرا کو جو کم عمر خوبصورت وجیہہ تیرہ
برس کا تہا اور شجاع الدولہ نے تازہ خرید کیا تہا[1] اکبر شاہ نام رکھکر تخت نشین کیا اور خود
وزیر ہوئے۔ اور ذوالفقار جنگ کو میر بخشی بنایا اور دوسرے امرا بھی مقرر کیے۔ لیکن وقائع [illegible]
مین لکھا ہی کہ صفدر جنگ کا ارادہ تہا کہ یکبارگی حملہ کرکے معمورہ دہلی کو خراب کرے۔ اور
تورانیوں کو سزا دے۔ کنور سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی میں سے کسی کو
اپنی طرف کرکے اوسکی نام سے حملہ کرنا مناسب ہی۔ چنانچہ اس صلاح کے بموجب نواب وزیر نے
نبیرہ کام بخش بن عالمگیر کو بلا کر تخت شاہی پر بٹھایا اور اوس کا نام عادل شاہ رکھکر اوسکی طرف سے
لڑائی شروع کی۔ ۲ رجب ۱۱۶۶ ہجری سے لڑائی شروع ہو گئی۔ صفدر جنگ کے ساتھ
پچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال۔ صفدر جنگ نے
ساکنان شاہ جہان آباد پر کچھہ تو رحم کے خیال سے اور کچھہ اس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ
کم ہے خزانہ خالی ہے خود بخود مجھہ سے التماس کرکے اطاعت کرینگے اول میں صرف دہمکانا
اور ڈرانا شروع کیا۔ اور شاہ جہان آباد پر دھاوا کرنا مناسب جانا وہ تو ابھی اسی طرح مصروف تھے
کہ عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی حویلی مین صاحب اختیار کامل تہا۔ اور

[1] دیکھو سیر المتاخرین و مرات آفتاب نما ۱۲

حافظ بختآور خان اور نواب قدسیہ والدہ بادشاہ کے اقربانے بہت سی سپاہ نوکر رکھ لی - اور
باہر سے فوجین طلب کین اودہر صفدر جنگ نے بھی اپنے دوستونکو بلایا سورج مل جہرت پور سے
پندرہ ہزار سوار لیکر پہونچ گیا تھا - اور فرخ آباد مین مقیم تھا - صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان
روہیلہ کو بھی لکھا کہ آپ ہماری اعانت کرین - چونکہ معاہدہ چلکیا کے وقت یہ عہد و پیمان
دونون مین مستحکم ہوچکا تہا کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی کمک کیا کرے اسلئے حافظ صاحب
چالیس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ صفدر جنگ کی مدد کو بریلی سے روانہ ہوئے - جب مقلس
آباد مین پہنچے تو میر مناقب - اور راجہ دیبی دت اور بسنت خان خواجہ سرا بادشاہ کا فرمان
حافظ صاحب کے پاس لیکر آئے جسکا مضمون یہ تہا کہ صفدر جنگ ہمسے نا فرمان ہوگیا ہے
گستاخیان کرتا ہی - تمکو چاہیے کہ ہماری پاس فوج لیکر آجاؤ - اس حسن خدمات کے صلے مین
تمپر حضور کی عنایات مبذول ہوگی - جب یہ حکم دیکھا تو حافظ صاحب یہین ٹہر گئے - اور ایلچی
سفیر و نسے کہا کہ مجہہ مین اور صفدر جنگ مین عہد و پیمان ہوچکا ہی - نقض عہد مجہہ سے نہین ہوسکتا
اور اسی مضمون کی عرضی لکہکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی - اور جواب کے انتظار مین یہین
ٹہیرے رہے تہوڑی دنون کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اس مضمون کا پہنچا کہ اگر ہمارے پاس
حاضر ہونے مین نقض عہد جانتے ہو تو اپنے ملک کو لوٹ جاؤ کیونکہ بغاوت مین شریک ہونا دین اسلام
مین مذموم ہے - جب بادشاہ کا یہ فرمان پہنچا تو اسکے دیکہتے ہی اپنے ملک کی طرف لوٹنا پڑا -
اور بادشاہ کے مقابلے مین جانا مناسب نظر نہ آیا - اور صفدر جنگ کو اس بات کا عذر کہلا بھیجا
گل رحمت مین لکہا ہے کہ میر مناقب وغیرہ جو فرمان شاہی لائے تھے در پے اسکے ہوئے کہ جمعیت
پہاڑ نسے صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے شاہجہان آباد کو بیجائین جب یہ دیکہا کہ حافظ رحمت خان
اپنے ملک کو لوٹے جاتے ہین تو اونکی رسالہ دارون و جماعہ دارون اور سپاہیون کو مخفی ملانا
شروع کیا اور روپیہ کا بہت سا لالچ دیا تاکہ حافظ صاحب کے لشکر مین سے ایک شائستہ جماعت
اونکے ساتھ ہو جائے نجیب خان ولد امانت خان ولد عنایت خان ولد صید خان ولد
جہان خان ولد نظیر خان جنکی اولاد نظر خیل کہلاتی ہے ولد اسمٰعیل خان ولد عمر خان جنکی نسل کو عمر خیل[1]

[1] انہین کی وجہ سے نجیب الدولہ عمر خیل کہلاتے ہین اور نواب کلب علیخان والی رامپور نے اونکو اپنی ایک
کتاب مین یوسف زئی لکھا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ احمد شاہ کے ایک فرمان مین یوسف زئی اونکے
نام کے ساتھ مندرج تھا - اسی کو دیکھکر نواب نے بھی یوسف زئی لکھ دیا ہے ۱۲

کہتے ہیں۔ دوندی خان کے داماد تھے اور انتظام علاقجات نگینہ وشیرکوٹ دیا گیا۔ وہان لو بجنور
واقع ان رودی دریاے گنگ اونسے متعلق تہا اونہون نے جانے کا اقرار کرلیا اور بہت سا روپیہ
سفیرون سے لیکر مفلس اور طامع سپاہیون کو دیکر متفق کرلیا چنانچہ تین ہزار پیادہ وسوار حافظ
صاحب کے بغیر حکم دہلی کو روانہ ہوگا۔ تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ جس وقت نجیب خان نے
گہوڑے پر سوار ہوکر اور اپنی جماعت سے نکلکر یہ آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سنت وجماعت کا پاس
اور خلیفہ وقت کی رعایت ورفاقت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے جسکو یہ بات منظور ہو وہ عاقبت
اس اعلان سے وہ روہیلے جو صفدر جنگ سے دلی بغض رکہتے تھے نجیب خان کے ساتھ ہوگئے
اور جو روہیلے صفدر جنگ کو مدد مذہبی کا خیال رکہتے تھے وہ بھی خلاف مذہب سنت کی وجہ سے
اپنے مقام کو لوٹ گئے۔ علاوہ ان روہیلون کے بادشاہی کمک کے لیے اور بھی لوگ آ پہونچے
تہوڑے دنون مین جلال الدین خان اوکن سے اور سادات بارہ اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور چیلا
گوجر اور میواتی اور سردار زادہاے قدیم مانند محمد صادق خان ولد سیف الدین خان صوبہ دار کشمیر
حضور معلی مین آپہنچے۔ اسوقت قیامت دہلی کے نواح مین برپا تہا۔ بادشاہی افسرون نے نوکر رکہکر
مخالفین کو شہر مین گہسنے سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے لشکر مین تھے اپنی جان ومال کی
حفاظت کیغرض سے اور سپاہ تورانی باتفاق مذہب اور ہمقومی کی وجہ سے لشکر وزیر سے بہاگ بہاگ کر
بادشاہی لشکر مین شریک ہوگئی۔ اور عماد الملک نے سب کو انعام واکرام سے مالامال کیا۔ سعادت خان
برہان الملک نے ایک رسالہ بہرتی کیا تہا۔ اور اوس کا نام داغ سین تہا۔ کیونکہ یہ حرف سعادت خان
کے نام کے شروع مین ہے۔ صفدر جنگ نے بہی یہ رسالہ اوسی نام سے تیمناً بحال کیا تہا
غازی الدین خان نے منادی کردی کہ جو سوار صفدر جنگ کا ملازم جس کا گہوڑا داغ سین رکہتا ہوگا
ہمارے پاس نوکری کو آوے گا۔ تو سو روپیہ مدد خرچ کے اور تنخواہ ماہوار مشاہرہ پاوے گا۔ سیر
المتاخرین مین اسی طرح لکہا ہے۔ اور مرآت آفتاب نما سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے فی سوار
افغان کی اشرفی مقرر کی تہی اور رسالہ سین داغ اوس کا نام رکہا تہا۔ اور اس رسالے کو عاقبت
محمود خان کشمیری کے سپرد کردیا۔ یہ اعلان ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے نکلکر عماد الملک
سے جا ملے اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی جاکر نوکر شاہی ہوئے۔ اور ایک دوسری
صورت کشمیری اور پنجابیون کے بلوے کی یہ ہوئی کہ محمدی جہنڈا کہڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ
رافضی ہے۔ خلیفہ زمانہ پر لشکرکشی ہوا ہے۔ اوس سے مقابلہ کرنا بمنزلہ جہاد کے ہے۔

اس صدا سے ہزارون سنی جمع ہوگئے جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے بے عزت کرتے بلکہ مار ڈالتے - فریقین کے قضیے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے جوکتے ہوگئے - چنانچہ سنی شیعون کے لڑنے والون کا لقب اور مابہ الامتیاز اونکی ایک آواز تھی یعنی سنی دم چار یار اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے - صفدر جنگ کے بہت سے نمک خوار اختلاف مذہب کی وجہ سے اونکی کمک سے دستکش ہوگئے - اور باوجود اسکے سوال و جواب صلح کے بھی جاری تھے - ایکدن بان قلعہ مین پہنچا لوگون نے اوڑایا کہ محمد اسحاق خان کی حویلی سے آیا ہے - اس وجہ سے اونکی حویلی لٹوادی - مرزا محمد علی سالار جنگ - اور مرزا علی افتخار الدولہ کو پیادہ پا کشان کشان لاکر قلعہ کے اندر کچہری خانسامانی مین قید کردیا - اور اسمٰعیل خان وغیرہ سرداران صفدر جنگ کے مکانات بھی غارت کردیے جسکے عوض مین سورج مل جاٹ نے شہر کہنہ کو یعنی دلی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد سے کسیقدر زیادہ تھی لوٹ لیا - اور رعایا کی جان و مال اور ناموس کو برباد کیا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی جانب سے توپ کے گولے اور بندوق کی گولیان اسطرح برستی ہتین کہ کبھی اور جگہہ کا میدان معرکہ مین اوڑنا مشکل تہا - مگر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے مردانہ حملے کرتے تھے - صفدر جنگ نے شہرت دی کہ ہمنے کشمیری دروازے کیطرف امن مقرر کیا ہی اسلیے ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازے کی طرف جمع ہونے لگے عجیب ہنگامہ تہا کہ شہر پناہ کی باہر جاٹ اور قزلباش لوٹتے تھے - اور اندر بادشاہ نے حکم دیا کہ سہراہیان وزیر کا گھر لوٹ لو اسوجہ سے مفسدون نے بڑا تہلکہ ڈالدیا - محمد اسحاق خان کا گھر جسدن لٹا تھا تو اوس کے ساتھ ایک عالم پائمال ہوگیا تہا لٹ گئے کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار جنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ پسر وزیر کے سالے ہین جو بادشاہ کے پاس حاضر ہین اسلیے اپنے عیال و اطفال کو وہان محفوظ کیا تھا اسیطرح خواجہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین جو وزیر کے پیر و مرشد تھے ایسا حادثہ واقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ کے باہر تھا - وزیر نے پیام دیا کہ حضرت خاطر جمع رکھین بس وہ اپنے گھر سے نہین نکلے تھے اور بہت سے آدمی یہان جمع ہوگئے تھے جاٹون نے جنکو رام دل کہتے تہے یہان بھی دست درازی کی وہان جسقدر مال لٹ گیا اس قضیے سے خلائق کو کمال پریشانی پیدا ہوئی کشمیری دروازے کی طرف جسکو دار الامان جانتے تھے جا کر جمع ہوئے لوگ نہایت مضطرب تھے - اور اونکی کہین پناہ سوا خدا کے نہ تھی - نجیب خان روہیلہ بھی اپنے پیادہ و سوار کے ساتھ بادشاہی لشکر مین آیا اور غرہ شعبان سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو داخل خشنگاہ ہوا - صفدر جنگ کے بھی اکثر رفیق جو پائے نام و ننگ

اسمٰعیل خان کابلی بخشی نے جو وزیر کا سپہ سالار تہا اور صلابت خان کی حویلی مین اوسکا مورچہ تہا
برج شہرپناہ مین کہ قمرالدین خان کی حویلی کے متصل تہا اور اوس مین بادشاہ کا مورچہ تہا
نقب لگا دیا اور ۳ شعبان کو اوس مین آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت منہدم ہوئی مگر بہت سی
آدمی ہلاک ہوئے عمادالملک کے نوکر اور سنگتراش جو نقب کو باطل کر رہے تھے فنا ہوئے۔
اور جلیے برج کی پتھر بھی اوس برج کی طرف سے جس مین آگ لگائی تھی بہت ٹوٹ گئی جس سے
بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اس کے بعد وزیر کی فوج نے حملہ کیا قریب تہا کہ اوس کو غلبہ
حاصل ہو عمادالملک میر بخشی اور حافظ بختاور خان اور نجیب خان وغیرہ نے پائداری کی اور
خوب مقابلہ کیا طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوئے نجیب خان کے گولی کا زخم آیا۔
مگر وہ قایم رہے رات کے وقت اسمٰعیل خان اپنے مورچون کو خالی کر کے صفدر جنگ کے لشکر
کو لوٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدرے رفاہیت کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی اور بان ہر وقت
بلاے ناگہانی کی مثل برستے تھے اور اسمٰعیل خان کے پسپا ہونے کے بعد میر بخشی اور بختاور خان
وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور کوٹلہ فیروز شاہ اور قلعہ کہنہ پر قبضہ کر لیا[ك] وقایع راجپوتانہ مین
لکھا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان روہیلون کے دریاے جمنا کے
قریب ریگ مین مورچہ بندی کی نواب صفدر جنگ کی طرف سے راجہ اندرگوسائین اور
اسمٰعیل خان نے کچہہ فاصلہ پر مقابل مین اپنا توپخانہ لگایا۔ اور خود نواب اور کنور سورجمل
شاہزادہ عادل شاہ کو لیکر پورانی دلی سے لڑائی پر چڑھے۔ سورجمل کی فوج کو حکم ہوا کہ شہر
کو لوٹے فوج نے شہر مین داخل ہو کر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا۔ مکانات مین آگ لگائی۔ اور لال
دروازے تک پہنچکر لاکہون روپیے کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکہا کہ فوج شہر کی بربادی مین
مصروف ہے اور دشمن حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تخریب سے باز رکہہ کر فوج کو لڑائی پر
آمادہ کیا سورجمل مع اپنی کل فوج کے شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم واقع ہوئی صدہا آدمی
طرفین سے مارے گئے۔ چار گہڑی دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی۔ مرآت آفتاب نما مین بیان
کیا ہے کہ صفدر جنگ نے تہوڑے دنون کے بعد جنگ دیا کی جانب جدہر بادشاہی مورچے
مضبوط تھے مصلحت نہ دیکھی۔ اور تال کٹورہ کی طرف چلے گئے۔ اور بازار ملک الموت کو تازہ

ك دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

ردلی بخشی میربخشی وغیرہ بھی اودہر مورچے درست کرکے مقابلہ کرنے لگے اس لڑائی مین راجہ اندرگیر گوسائین نے جسنے قلعہ الہ آباد مین احمد خان کے مقابلے مین تھا۔ اللہ خان اور علی علی خان کی رفاقت کی تھی بڑی جرات دکہائی یہ شخص بادشاہی توپخانہ مین گولہ پہنچتا اور اکثرون کو ہلاک کرتا تہا لوگ کہ لوگون کو سحر وجادو کا گمان ہوا کہ اس وجہ سے اوس پر توپ وتفنگ اثر نہین کرتی آخر کار نجیب خان کے ہاتھ سے گولی کہا کر مارا گیا تو عام کا منشہ جادو باطل ہوا۔ اور سب کو یقین ہوا کہ یہ اوسکی صرف بہادری تھی اسی طرح بخشی گوکل رام کمال دلاوری سے قتل ہوا اور لڑائی لاحیلہ موقوف ہوئی نواب وزیر نے امراؤ گر گوسائین چیلہ اندر گر کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ اور جبکہ اس طرف سے بھی صفدر جنگ کی فوج شہر مین نہ داخل ہوسکی تو تبدیل مقام کرکے توشہ تلیہ مین جو بیچ فرید آباد اور دہلی کے ہے افشانی شروع کردی اور شاہی فوج نے اونکے مقابلے مین چراغ گڑھی مین مقام کیا لڑائی ہوئی غازی الدین خان دکہنی اور بدخشانی فوج لیکر مقابلے کے واسطے آیا طرفین کے بہادرون نے بخوبی داد شجاعت دی۔ سورج مل نے دشمنون کو قلعہ تغلق آباد مین پایا فوج شاہی سفر رہی سارے دون گوجر اور گھنڈی بہت سے دہلی دروازہ تک اونکا تعاقب کیا جبکہ بہت سی لڑائی کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب نہوئے تو اونہون نے سمجھ لیا کہ بادشاہی سپاہ شہر کی وجہ سے آرام مین ہے۔ شہرپناہ کی آڑ ہے اسلئے یہ مناسب سمجھا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹاکر غنیم کو میدان مین لاوین یہانتک کہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی اور جسقدر وہ پیچھے ہٹے اوتنے ہی عماد الملک کے مورچے آگے بڑہے۔ اور اوس کے حکم سے شادل خان ونجیب خان نے مع بیس ہزار سوار وتوپخانہ کے چراغ گڑھی سے کوچ کرکے میدان بدرپور مین کہ دہلی سے آٹھ کوس ہے مقام کیا صفدر جنگ کی اودعاث کی نوجنے وہان جاکر مقابلہ کیا اور صفدر جنگ کو یہ بات نصیب نہوئی کہ پیچھے سے گھوم کر عماد الملک کے مورچون کو گھیرلے۔ کیونکہ اونہون نے شہر کو بالکل خالی نہین کیا تہا اس عرصے مین سید جمیل الدین پانچ ہزار سوار کے ساتھ معین الدین عرف میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار پنجاب کا اور عماد الملک حقیقی[۱] ماموں اور خسر تھا کمک کو آگیا جس سے بادشاہی سپاہ کو اور تقویت ہوئی پھر فوج شاہی نے فرید آباد مین ڈیرہ کیا۔ وہان بھی جاٹون نے حملہ کرکے بہت کچھ

---

[۱] مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ میر منو عماد الملک کا حقیقی خالو تہا اور یہ غلطی ہے اسلئے کہ میر منو قمر الدین خان کا بیٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے ۱۲

لڑائی کی پھر ایک لڑائی مقام بلب گڑھ واقع ہوئی اس میں بہت کشت و خون ہوا۔ مگر کچھ فیصلہ نہوا۔

بادشاہ اور صفدر جنگ میں مصالحت ہونا۔ صفدر جنگ کا اپنے صوبون کو چلا جانا

ان لڑائیون میں چھ مہینے کامل گذر گئے۔ غازی الدین خان نے باجراے شفقہ بادشاہ مادہو سنگھ بن جے سنگھ سوائی والی جیپور اور ملہار راو ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول مادہو سنگھ دو ہزار سوار کی جمعیت کے ساتھ دہلی مین داخل ہوا۔ اوس نے طرفین کے امیرون کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفدر جنگ نے آخر کار اپنے آپ کو کمزور پایا اور مرہٹون کو بزیر حکم ہلکر کے قریب پہنچا دیکھا جنکو غازی الدین خان نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا تو پریشان ہوئے اور اسطرح صلح کرنے پر مجبور ہوئے کہ اودہ اور الہ آباد اونکے قبضے مین رہین۔ چنانچہ مادہو سنگھ اور انتظام الدولہ کی ثالثی سے صلح ہو گئی اور صفدر جنگ محرم ۱۱۶۶ ہجری کو اپنے صوبون کو چلے گئے۔ اور قبل پہونچنے مرہٹون کے صلح ہو گئی بنا سنگھ متخلص بہ بیدار نے تاریخ صلح یون موزون کی ہے ؎

شکر اللہ کہ جاٹ و صفدر جنگ ٭ صلح کردند با وزیر و شاہ
ہاتف غیب سال تاریخش ٭ گفت الصلح خیر قال اللہ

صفدر جنگ اودہ مین پہنچکر گومتی ندی کے کنارے مہندی گہاٹ[1] پر مقیم ہوئے اور ایک خاص مکان اپنی آسایش کے لئے آراستہ کر کے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے سامان کی درستی مین مصروف ہوئے۔

سادات خان اور صفدر جنگ مین ناموافقت ہونا

نواب سادات خان ذوالفقار جنگ صفدر جنگ کے ہمراہ اودہ کو گیا اور وہان ٹھیرا۔ آخر صفدر جنگ سے نباہ نہو سکا اور تمام عہد و پیمان باطل ہو گئے اور کوئی ثمرہ اوسکا ظاہر نہوا ایکدن

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری مین ناہر گہاٹ ہے ۱۲

صفدر جنگ نے ذوالفقار جنگ کے مصارف کے واسطے فرد خیر آباد کی لکھوا کر مہر و صاد سے
درست کرکے بھیجی ذوالفقار جنگ اوس کے ملاحظہ سے سخت برہم ہوا اور اوس فرد کو چاک
کر ڈالا اور وہان سے کوچ کرکے اکبر آباد کو چلا گیا۔ سورج مل نے وہان خاطر داری کی تھوڑے سے
دنون کے بعد مر گیا۔ اوس کا تابوت دہلی کو لے گئے۔ سادات خان کلان کے مقبرے مین
دفن ہوا[1]

صفدر جنگ کی وفات اور اونکی طبعی عادات

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوئے تو صفدر جنگ کو لکھا کہ تم یہان آجاؤ
اور کئی شقّے عنایتی مضامین کے اونکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات لکھین نواب صفدر
جنگ اوس وقت بیمار تھے پشت پا مین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا۔ آہستہ آہستہ بڑھنے لگا
یہانتک کہ پنڈلی تک پہنچ گیا آخر مادہ سرطانی ہو گیا جس کو تاریخ مظفری والے نے شقاقلوس
کے ساتھ تعبیر کیا ہے[1] اور فرح بخش مین طاعون بتایا ہے اطبا نے علاج کیا کچھ نفع
نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو دہلی کو روانہ ہون اور ان لوگون کے ہاتھ سے بادشاہ کو نجات دین
کہ دانے کے صدمے سے ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری کو مقام پاپڑ گھاٹ[2] مین قریب سلطانپور کے
کہ تین منزل لکھنؤ سے ہے انتقال کیا۔ اول گلاب باڑی فیض آباد مین مدفون ہوئے بعد انکی
استخوان مرزا نجو کربلا کو لے گئے اور طاق پشت روضۂ مقدس مین مدفون ہوئے۔
جیسا کہ تبصرۃ التواریخ مین ہے۔ اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی نعش کو تھوڑے دنون کے بعد
دہلی لے گئے۔ اور متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان کے دفن کیا اور اوس پر بڑا مقبرہ بنایا۔ اس
مقبرے کا حال سید احمد خان صاحب نے آثار الصنادید مین بیان کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس
عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ اور
جا بجا سنگ مرمر کی دھارین اور چوکے لگے ہوئے ہین برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر
اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ نرا سنگ مرمر کا ہے اور اوس مین ایک تہ خانہ
ہے جس مین اصل قبر بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے گرد چار دیواری کھچی ہوئی ہے۔ اور

[1] دیکھو فرح بخش ۱۲ [2] مفتاح التواریخ مین یون ہی ہے مگر تاریخ مظفری مین جو اون کا نام گھاٹ
پید مقیم ہونا لکھا ہے اوسی کی یہ تصحیف ہو گی ۱۲

آراستہ ہین اوسکے چارون طرف اس مقبرے کی چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین - باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوئے ہین یہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکہہ روپیہ خرچ ہوکر تیار ہوا ہی اور مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ تیس لاکہہ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوا ہی مقبرے کے اندر یہ تاریخ کندہ ہی -

قطعہ

چو آن صفدر عرصۂ مردمی ٭ زدار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم ٭ کہ بادا مقیم بہشت برین

جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ کہتے ہین کہ صفدر جنگ نے مرتے وقت میان مدن شاہ سے کہا میان صاحب ہم جاتے ہین دیکھئے اب سلطنت ہندوستان کی کون کریگا - یہ کلمات کہکر دولت آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے - تاریخ عالم شاہی مین بیان کیا ہی کہ عماد الملک نے جب انتظام الدولہ کو وزارت سے خارج کرکے خود یہ منصب لیا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور احمد شاہ کو نابینا کرکے مع اونکی والدہ کے قید کر دیا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو لکھا تھا کہ من در پیرانہ سالی سیاہ کردہ بودم ربا بروے ما رسیدہ بود آن قدح آن فرزند بروے خود کشید مدعا صفدر جنگ بہت اولو العزم عالی حوصلہ صاحب غیرت اور اہل فطرت مجمع سخاوت و کرم تھے - سیر المتاخرین کا مولف باوجودیکہ صفدر جنگ کے خلاف نہین ہی - مگر ایک موقع پر وہ لکھتا ہی کہ وہ پوری پوری جرات و عقل نہین رکہتے تھے - اور آرون صاحب نے اپنی تاریخ مین اونکو بزدل کہا ہی اور تاریخ ہندوستان مین الفنسٹن صاحب کی تحریر سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکی دوستی قابل اعتماد نہ تھی اور وقت پر وہ دوست کو نقصان پہنچانے مین کوتاہی نہین کرتے تھے - اور تواریخ کی اکثر کتابین اس بات کی شاہد ہین کہ وہ خدا و رسول اور قرآن و پنجتن کو درمیان مین واسطہ کرکے عہد و پیمان باندھتے اور پھر بے سبب وعدہ خلافی کر جاتے اور جہانتک دہوکے اور دغا سے کام نکلتا تھا جرات و دلاوری سے کام نہین لیتے تھے - اور دوسرونکی مدد پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے - اور عماد السعادت مین مذکور ہی کہتے ہین کہ صفدر جنگ جب کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تھے تو بات تمام کرنے کے بعد اوسے پچاس اشرفیان عطا کرتے - اور یہی دستور اون کا ہمیشہ رہا - اور جس کسی پیادہ و سوار کی طرف نظر غور سے دیکھتے تو اوسکی تنخواہ مین دس روپئے اضافہ کر دیتے - اونکے عہد مین پیادہ و سوار تمام مرفہ الحال اور اسلحہ جنگ سے درست تھے - انکی سرکار مین سواران مغلیہ بیس ہزار تھے - لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا ادب ملحوظ پاکر اونکا سا لباس پہنکر ایرانی زبان مین بات چیت کرتے تھے اور

تنخواہ پاتے تھے اونکی سپاہ مین شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۲۵ روپیہ سے کم مشاہرہ نرکہتا تہا اور مغل پچاس سے کم نہ پاتا تہا۔ اور اونکی سوارون کے گھوڑونکی پٹھونپر داغ حرف سین کا تھا کہ نواب سعادت خان نے اپنے نام کے حرف اول کو لیکر جاری کیا تہا وہ تورانیون کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش آتے تھے۔ اونہون نے ایکبار چاہا کہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنا مین اون لوگون نے کہا کہ ۵۰ ہزار روپیہ مہاجن کا ہمپر قرض ہی اگر نواب یہ قرض ادا کردین توہم نواب کے شریک ہین جبکہ اسماعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی فوراً ۷ لاکہہ روپیہ بہیجدیا کہ یہ سوائے تنخواہ کے ہے۔ اونہون نے اپنے نام سے سفوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ صفدر جنگ سیر چشمی اور دوسرے مراتب امارت مین اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے آٹھ ہزار پیادہ و سوار ہمیشہ اونکی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ اونکا دسترخوان نہایت پرتکلف کہانون سے ایسا وسیع چنا جاتا تھا کہ اوسوقت مین کسی بادشاہی امیر کے یہان یہ بات نہ تھی۔ اونہون نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی دہوم دہام سے کی کہ یادگار زمانہ ہوگئی۔ انصاف یہ ہی کہ اگر احمد شاہ کے عہد مین اونکے مرتبے کو صدمہ نہ پہنچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے امرانے کیا تھا نقل ہے کہ ایک دن صفدر جنگ اپنی وزارت کے زمانے مین جہتے مین جو لکھنؤ[1] کہلاتا تہا اور ساہر کا پانی اوس جہتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ مین جاتا تھا پہنچے تو وہان کسی خاص وجہ سے گہوڑا روک دیا مرزا عظیمائے اصفہانی اکسیر تخلص اونکے ساتھ تھا اوس سے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑہو وہ نواب کی نیت کو تاڑ گیا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑہا ؎

قد حمیدہ ستارہ گر بیرام شد ✦ این آب رفتہ رفتہ زبالائے پل گذشت

صفدر جنگ بہت خوش ہوئے پانچہزار روپئے اور ایک ترکی گہوڑا ساز مکلف کے ساتھ عطا کیا۔

صفدر جنگ کے طفیل سے مسلمانون کا بحیثیت مین مبتلا ہو جانا

[1] تاریخ مظفری مین ہے اتفاقاً گذارۂ ابو المنصور خان صفدر جنگ در ساباط لکھنؤ کہ آب ساہر از بالائے ساباط مرقوم اندرون قلعہ میرود گردید ساباط سے مراد جہتہ ہی۔ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ شاہ جہان آباد مین ایک جہتہ تہا جو لکھنؤ کے نام سے مشہور رہتا اور جہتہ ایسے راستے کو کہتے ہین جو دو ہوا ہو ۱۲

مرہٹون کا جو قدم ملک مابین دوآبہ گنگا وجمنا مین آیا یہ صفدر جنگ کی فیاضی کا طفیل ہے
چنانچہ عالم شاہی مین اوس موقع پر لکھا ہے جہان صفدر جنگ اور پٹھانون مین صلح ہوجانے کا
بیان ہی ازان وقت رسم آمد مرہٹہ درین ملک جاری شد وعالمی از شومی قدم اوسیاہ رفت صفدر
جنگ نے احمد خان بنگش کے مقابلے مین ۱۱۶۴ھ ہجری مین مدد دینے کے صلہ مین مرہٹون
کو سرحد کول و جالیسر و اٹاوہ و فرخ آباد و قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک ملک حوالے کردیا تھا
مرہٹون نے رفتہ رفتہ نواح الہ آباد تک جو انتربید کا سنتھیے ہے اپنا ہاتھ پہنچایا اور دس برس تک
ایسی سخت گیری وجزرسی کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمانون پر بحد مصائب گذرین - اگر
گنگا و جمنا کا پانی روشنائی بن جاے تو بھی اون مصائب کا ایک شمہ تحریر نہو سکیگا لونڈ اور
ملکین جو سادات اور مشایخ اور علما کو سلاطین اسلام نے وقتاً فوقتاً دی تہین اور اونکی معاش
اونہین پر منحصر تھی یک لخت ضبط کرلین اون لوگون کی نوبت بھیک تک پہنچ گئی - اور برہمن فقرا
اسلام کو اوس کا دینا بھی پاپ سمجھتے تہے - اگر کوئی پیٹ پالنے کے لئے اونکی سرکارون مین
نوکری تلاش کرتا - تو وہ بھی متعذر تھی کیونکہ یہ لوگ سوا اپنے ہم جنسون کے دوسرون کو جگہ
کم دیتے تہے - خاصکر مسلمانون کو تو نوکرہی نہین رکھتے تہے - اور اگر رکھتے بھی تہے تو سپاہیون کے
زمرے مین اقتدار کسی کا نہین دیتے تھے[۱]

عبارت خاتمہ

حمد خالق کردگار و نعت سید الابرار و منقبت آل اطہار و اصحاب اخیار کے بعد ناظرین
باتمکین پر مخفی نہ ہی کہ الحمد دونون کتاب تاریخ اودہ کا پہلا حصہ چھپکر تمام ہوگیا - ارباب تحقیق
کو اس کتاب کے ملاحظہ کے بعد واضح ہوجائیگا کہ ہندوستان مین آجتک اس جامعیت
اور تحقیق کے ساتھ اودہ کی کوئی تاریخ نہین لکھی گئی - اور جن جن کتب تواریخ کا اس مین
اقتباس ہی اون مین سے اکثر نظرون سے کم گذری ہونگی - اس کتاب کے مصنف ہماری کرمفرما
اور مخدوم مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ ابن مولوی
محمد عبد الغنی خان ابن مولوی محمد عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث شاگرد حضرت

---

[۱] دیکھو خزانہ عامرہ مولفہ سید مولوی غلام علی آزاد ۱۲

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہین - مولوی صاحب موصوف ان دنون مہارانا باتی اسکول اودیپور ملک میواڑ کے ہیڈ مولوی ہین - اونکی مفصل حالات ہم اس کتاب کے آخر مین درج کرینگے اس کتاب کی توثیق کے لیئے اسقدر کہدینا کافی ہی کہ مولوی صاحب علوم مختلفہ مین ۱۷-۱۸ کتابونکے مصنف ہین - اور بعض کتابین مولوی صاحب نے زبان اردو مین ایسی لکھی ہین کہ جو ابتک اس زبان مین تصنیف نہین ہوئی تہین - مثلاً اصول فقہ مین ایک نہایت مبسوط اور جامع کتاب لکھی ہے جو چہپکر جلد شایع ہونیوالی ہی - ضخامت اسکی چالیس جزو کے قریب ہے - خاتمہ مین اس کتاب کے علم فقہ کے تمام مصطلحات کو بطور ڈکشنری کے لگا دیا ہی - جس سے فقہا کو نہایت سہولت ہوجائیگی - کئی سال کا عرصہ ہوا جب اول اول مولوی صاحب نے اپنا یہ خیال مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی پر ظاہر کیا کہ علم اصول فقہ مین ابتک اردو مین کوئی کتاب نہین لکھی گئی ہین اس فن مین ایک کتاب لکھنے والا ہون تو اونہون نے فوراً اوس سال کی فہرست مین اصول شاشی کے ترجمہ اردو کا اشتہار دیدیا حالانکہ کئی سال سے وہ ترجمہ شایع نہ کرسکے اور مولوی صاحب زبان اردو مین فقہ اکبر کی شرح اس زمانے مین ختم کرچکے ہین جو ہماری مطبع مین تاریخ اودہ کے بعد چہپکر شایع ہوگی -

تاریخ اودھ

جلد دویم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی
سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علیشاہ
تحقیق و مستند واقعات من اوّلہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالعلی خان ابن مولوی
محمد عبدالرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان شہید محمد مدرس اعلےٰ
فارسی مہاراجہ ہائی اسکول اودے پور
مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف نحو و دینیات وغیرہ

ستمبر ۱۹۱۹ء
نامی مطبع نعیم العلوم مراد آباد میں امیر الحسن ابن علی پرنٹر پبلشر نے چھاپا اور شائع کیا

طبع اول ۵۰۰ ۱۶۱ نمبر از سنہ ۱۹ء قیمت مجلد ۴ر

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسندنشینی

جبکہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق ۱۷۵۴ء میں صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمٰعیل خان کابلی اونکا مدار المہام[٥] بنا - اوسنے چاہا کہ نواب کو صاحبزادوں کی طرح رکھے - اور خود حکومت کرے اسلئے سرداران مغلیہ کو متفق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کردیا - پس ان میں سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطر خواہ اطاعت نہیں کرتا تھا - بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجھتا تھا - اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا حاکم تھا دولتخواہ تھے - اور یہ چاہتے تھے کہ اوسی کو مسندنشین کرکے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کردیں - اور اسیطرح انکی راے تھی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیریں مقرر کردیجائیں - چونکہ یوسف کا بخت قوی تھا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ ان سے بالکل انحراف رکھتے تھے - اور شجاع الدولہ

---

[٥] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

عیاش بھی تھے۔ امراؤگر اور ہمت بہادر بہی زیادہ مانوس تھے۔ یہی دونون نواب کی صحبت مین رہتے تھے۔ اگرچہ امراؤگر عمر مین بڑا تہا۔ شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوئے تہے۔ اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے

بدولت خانۂ نواب منصور ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہی جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو مفتاح التواریخ کے مولف نے دو مصرع اوسپر اپنی طرف سے لگا کر یون تاریخ بنائی ہے:

چو آن فرخندہ اختر شد نمایان ٭ بدولت خانۂ نواب منصور
فلک برگفت تاریخ تولد ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سراہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہو جانا اور ناگون کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اونکی والدہ کی کوشش سے اونکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین ایک راستے سے نکلے۔ ایک محلے مین آپ کو کھڑکی پر ۱۴ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی۔ اوسکی دلفریب صورت دیکھ کر فریفتہ ہوگئے۔ بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگائین۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہے۔ نواب وہانسے اپنے مکان مین پہنچے۔ مگر عشق کی وجہ سے پلنگ پر بے چین رہے۔ اور رات بھر کچھہ نہ کہایا۔ دوسرے روز راجہ ہمت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کٹنیان نواب سے ملائین۔ نواب نے اونکو انعام و عنایات کا امیدوار کرکے اوس عورت کا پتا دریافت کرانے کے لئے بھیجا۔ اونہون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور یہ بھی

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند ننگے آدمی رات کے وقت اوس کنچنی کے مکان پر
بطور چوروں کے بھیجے ۔ اوس عورت کے گھر کے آدمی خوف سے سہم گئے ۔ یہ لوگ اوس کا پلنگ
اوٹھا کر نواب کے پاس لے آئے ۔ نواب کی عمر اوسوقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی ۔ اوس سے صحبت
کرکے رخصت کر دیا ۔ وہ گرتی پڑتی اپنے گھر کو گئی ۔ وارثوں نے دریافت کیا کہ شب کہاں رہی
اور کیا بلا پیش آئی ۔ اوس نے تمام حال بیان کیا ۔ گھر والوں نے قرینہ سے دریافت کر لیا
کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایماء سے آئے تھے ۔ کوئی اون میں سے چور نہ تھا بلکہ ننگے تھے
غالبًا ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا ۔ پس چند آدمیوں نے متفق ہو کر راجہ رام نراین دیوان کے پاس
جا کر زمین پر پگڑیاں ڈالکر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے ۔ ہم یہاں سے جلا وطن کرین گے
ہماری سکونت یہاں ممکن نہین ۔ راجہ رام نراین اور راجہ جگت نراین اوس کا بھتیجا دس پانچ ہزار
کھتریوں کو جمع لیکر ننگے سر اور ننگے پاؤں اسماعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ والی ملک
نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہے ۔ ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین ۔ اب ہم کو آپ
اجازت دین کہ یہاں سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جائین ۔ یا ہماری فریاد رسی کرنا چاہیے ۔
اسماعیل خان نہایت ناراض ہوا ۔ اوس نے مغل سرداروں کو بلا کر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور
سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہیے ۔ اگر نواب
اونکے سپرد کرنے پر راضی ہوں تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین
کر دینا چاہیے ۔ اور نواب کے لئے جاگیر مقرر کر دیجائے ۔ سب نے اسماعیل خان کی رائے سے اتفاق کر
کرکے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے ۔ نواب نے کہا کہ
ہمت بہادر میرا محکوم ہے ۔ اوس نے جو کچھ کیا میرے حکم سے کیا ہے تمکو مجھہ سے باز پرس کرنا چاہیے نہ
ہمت بہادر سے ۔ اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو
ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے ۔
تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہے ۔ مین اس تھوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون ۔ جب ارادہ
کرو گے اودھر سے کمی نہ پاؤ گے مغلیہ سرداروں نے محمد قلی خان کو لکھکر الہ آباد سے طلب کیا
اور دس پانچ دن اپنی آمد و رفت موقوف کر دی ۔ شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نراین کو اپنی ڈیوڑھی پر
بلا کر کہلا بھیجا کہ تمکو اپنے آقا زادے کیساتھ یہی سلوک کرنا چاہیے تھا ۔ لاکھوں روپئے
تمنے یہاں سے حاصل کئے صفدر جنگ نے اون کے لئے پرورش کیا تھا ۔

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی۔ مانا کہ محمد قلی خاں صفدر جنگ کا بھتیجا ہے لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی۔ بھتیجے سے۔ رام نراین نے کہا کہ اگر صاحبزادی میری جان چاہیں تو حاضر ہے۔ مگر جو رویہ اونھوں نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویران ہو جاتے ہیں دوست دشمن بنجاتے ہیں۔ یہ جو کچھ شورش تھی صرف اس سے یہ مقصود تھا کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ ہو جس سے بدنامی ہندوستان میں ہوگی۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نراین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا میں تابعدار ہوں اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو کبھیں نواب کو پہلے ہی راضی کر لیتا۔ اب آپ اسمٰعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلاکر اسی طرح تالیف کریں تو امید اصلاح کی ہی۔ چنانچہ اونھوں نے سب کو بلا کر اسیطرح کے کلمات کہے کہ سب محجوب ہو اور معزولی کے ارادہ سے باز آئے[1]۔ گیان پرکاش و سیر المتاخرین و ملخص التواریخ میں لکھا ہی کہ شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خاں چیلہ مرگیا تو تمکین خاں خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نراین و مہانراین کار ریاست کے سوال و جواب میں رہنے لگے۔ شجاع الدولہ گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشوں کی تادیب اور انتظام خوب کیا۔ اور دنیا میں بجز شراب نوشی کے سب کچھ تھے۔ اکثر عورتوں کی مباشرت میں راغب۔ اور لہو لعب میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن مزاج میں حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تھا[2]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا رہتا تھا کہ مبادا وہ بادشاہ کے مزاج کو اونکی طرف سے مکدر کردے۔ اسلئے علاء الدول عرف میر منجھلے پسر غلام احمد خلف جمال خاں بہادر کوکہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی خواہش ظاہر کی۔ نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب میں خط لکھا جس میں نہایت تپاک ظاہر کیا اور وہ خط پسر مذکور کے حوالے کیا میر منجھلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تھا وہ بھی بیان کیا۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستار بستہ نواب سعد اللہ خان کو میر منجھلے کے ہاتھ بھجوائی۔ اور اونکی دستار بستہ آپ

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۲،

منگوائی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونوں رئیس دستار بدل بھائی ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال میں شریک ہے۔ فرح بخش میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہے۔ جسکو ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور اونکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہو جانا

سنہ ۱۱[illegible] ہجری میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور و شور سے حملہ کیا اور دہلی میں پہنچکر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک ٹہہری رہی۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا تو اوسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادے کو میرے ساتھ کر دیجیے تو ملک انتربید (ملک میں دوآبہ گنگا و جمنا) میں جا کر بطریق نذرانہ وصول کر کے لاؤں۔ مگر اس سے اوسکا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی بہ رہنمائی جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہے تا کہ شجاع الدولہ سے ہمارے لیے پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں عذر کرے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لیے ساتھ کر دئے۔ عماد الملک نے گنگا کو عبور کر کے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور کودیو ر پرگنہ مہر آباد کے میدان میں ڈیرے کر دئے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے۔ اور شاہزادوں کے لیے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوئے۔ اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آوروں کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آئے۔ یہ مقام لکھنؤ سے ۸ میل ہے۔

فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر منجھلے نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادوں کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہے۔ اور صفدر جنگ کے تمام خزانوں اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری فوج سے چڑھائی کی ہے۔ ایسے وقت میں آپ مدد کریں۔ نواب سعد اللہ خان نے تیاری کرکے اپنے بھائیوں کو ہمراہ لشکر اور حافظ رحمت خان دوندی خان بخشی سردار خان فتح خان خانساماں عبد الستار خاں شیخ محمد کبیر ملا محسن۔ اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولہ سے کوچ کیا۔ اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا اوسکے ساتھ کہا کہ جان و مال اور ملک اور ناموس ہم حسب اول عہد و پیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے۔ آپ کسی قسم کا تردد نکریں۔ ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہیں۔ نواب سعد اللہ خان میر تیچھلے کی رکاوٹگی کے بعد گڑھ کے کنارے کو پار کرکے کودیوریں پہنچ گئے۔ اور دونوں نہروں کے درمیان میں قیام کیا۔ اور اپنے دربار میں زور سے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ اوس کو چاہئے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے۔ اس عرصہ میں عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو پہونچتے رہے کہ شاہزادہ کی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دیں۔ اور شجاع الدولہ کو نکال کر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلیں۔ اس خدمت کے صلے میں عنایت پادشاہی کے مورد ہونگے مگر نواب سعد اللہ خان نے پادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ شاہجہان آباد کو لوٹ جائیں۔ گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار تھے۔ شجاع الدولہ نے سادہ بالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا۔ آپ میرے چچا کی جگہ میں ایسی تدبیر کریں کہ صلح ہو جاوے۔ اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہو۔ حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے۔ اور صلح کی کوشش میں مصروف رہے۔ اس عرصہ میں شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی۔ چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کرسکتے تھے اور اس عرصے میں طرفین کے قراولوں میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی شروع ہوگئیں۔ حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر صلح کی فکر میں ہوتے اور نواب سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جاکر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہنچکر تبدیل دستار کرکے اخوت پیدا کرلی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آتے حافظ صاحب نے بظاہر نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس تقریب صلح کی تجاہل پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے بچپن ہی سے جو خرد سالی کا مقتضے ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہے جسکا حال آپ نے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہیں۔ اور مجکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکش ادا کرنے میں حیلہ و حجت کریں اور لڑائی پر نوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر مرضی ہمارا ہو تو صلح کرلو ورنہ میں اپنے ملک کو لوٹ جاونگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیجونگا۔ عماد الملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ شاہزادوں کو پیش کرنے پر صلح کرلی —

درمیان عبارت مذکورہ ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھ روپیوں کے خود ادا کرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھکر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپے نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجدیے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے خزانہ سے یہ روپے بادشاہ کے حضور میں بھجوا دیے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنون و مشکور ہوتے اور صلح ہو گئی۔ بعد ۸ شوال سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو شجاع الدولہ نے سانڈی سے کوچ کیا۔ اور چار روز میں لکھنؤ پہونچ گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولہ کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا میں بیان کیا ہے کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ ۱۱۷۰ ہجری میں انتقال کیا۔ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎ خرد گفت پیوستہ والہ برحمت ؀ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن و جمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اوسکی مواصلت کے خواستگار ہوئے۔ اور شیر انداز خان کو اوس لڑکی کی ماں کے پاس نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہو گئی — اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکھنؤ کو روانہ ہوئی۔ جب اکبرآباد میں پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اوس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر مفتون ہو گیا۔ اور آدمی بھیجے کہ اوس لڑکی کو چھین لین۔ کہتے ہیں کہ وزیر خان میں تیر انداز خان کے آدمیوں سے اور جواہر سنگھ کے آدمیوں سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی ماں نے یہ خبر سنکر چالبازی کی۔ اور تھوڑے دنوں لطائف الحیل میں بسر کرکے ایک دن موقع پاکر لڑکی کو لیکر فرخ آباد میں نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہاں غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا۔ اور اوسکے انجام کار کا منتظر تھا۔ اوسنے گنا بیگم کے حسن و جمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد میں لائے۔ اور نواب احمد خان پر اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اونکے پاس بھیجا دیا۔ جنھوں نے اوس سے نکاح کر لیا۔ آرون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ اعستانی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد میں تھی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہر صورت گنا بیگم علی قلی خان واعستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان امید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبحیات میں غلطی سے لکھا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودہ کے ملک میں وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنی چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا و فریب کے ساتھ گرفتار کرکے تباہ و برباد کر دینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہو کر شاہ عالم ثانی کہلاتے غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی میں ٹھیرنا مناسب سمجھکر ملک بنگالے کے قصد سے دہلی سے نکلے۔ اور کیھنور کے راستے سے ہوتے ہوئے سہارنپور میں نجیب الدولہ کے پاس آئے اونھوں نے آٹھ مہینہ تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ پھر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اودہر کو روانہ ہوئے۔ اور مراد آباد۔ رامپور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوئے پورب کیطرف چلے۔ اور ۱۹۔ ربیع الثانی ۱۱۷۳ ہجری کو بلگرام میں پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ ان شاہزادہ زین العابدین آرا الدولہ و نوبت خان و بہادر علیخان کی ملت ساتھ تھی ان

ریواڑی والے بھی تھے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے ملاوہ مین داخل ہوے اور وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبۂ عین جن کہ موہان کے متصل لکھنؤ سے سات کوس ہے پہنچے۔ جبکہ صوبہ اودہ کی حد مین قدم رکہا تہا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور محلدار خان کی معرفت پچاس[۱] ہزار روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گہوڑے اور تحایف وغیرہ شاہزادے کے حضور مین بہیجے تہے اور آپ بہی ۹ - جمادی الاولے کو منزل متصل موہان مین حاضر ہوے اور جیتان و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پہر بہانہ کرکے رخصت کیا[۲]۔ خزانہ عامرہ عالم شاہی مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تہی اور مدد خرچ کے لیے ایک لاکھ روپیہ نقد اور دو ہاتھی مع عماری سائبان دار اور نالکی مرصع اور سات گہوڑے اور ایک تہان پارچہ جواہر اور بہت شال پشمینہ اور خیمے اور برتن اور دس چہکڑے پیشکش کئے۔ شاہزادے نے چار گہڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا جیغہ مع سرپیچ کے اور جس کی خاص پالکی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود شاہزادے اله آباد کی طرف بڑہے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بہائی اله آباد کا صوبہ دار تہا وہ شاہزادے کے پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بہرتی کرے شاہزادے نے اله آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثناے راہ مین راجہ مہندو سنگہہ برادر پرتہی سنگہہ حاضر ہوا۔ اور غرہ جمادی الاخرے کو موضع جہوسی مین بیرم خان نے ملازمت حاصل کی ۴ - ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷ - رجب کو دریاے کرمناسہ کو عبور کیا ۱۲ - کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نراین صوبہ دار عظیم آباد کی پیش کی - پہر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلیئے اوسکی عرض کے موافق وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور بخشی گری محمد قلی خان پر قرار پائی[۳]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتہہ رہکر بنگالے کے تسخیر کرنے کی ترغیب دی تہی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تہے کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو اله آباد سے علیحدہ کرین[۴]۔

سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتہہ شجاع الدولہ کی چال کرنیکے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

---

[۱] تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین پچاس ہزار کی جگہ بعض جگہہ اڑہائی ۱۲ [۲] دیکہو سیر المتاخرین وغیرہ ۱۲ [۳] دیکہو مرات آفتاب نما [۴] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

کو چونکہ محمد قلی خاں سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آونگا - مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو کسی جگہ رکھوا - چاہتا ہوں کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑ کر اپنے دشمنوں یعنی عماد الملک امیر احمد خان بنگس وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرون - اور دلجمعی کرکے بنگالے کی تسخیر کا ارادہ کرون مگر مجھکو ایسی کوئی جگہہ دکھلائی نہین دیتی اور چنار گڑھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی پہاڑونکی وجہہ سے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھدو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پر امن اور مضبوط جگہہ ہے اپنے اہل و عیال کو تمہارے اہل و عیال کے ساتھہ ایک آبرو سمجھہ کر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا محمد قلی خان اپنی ناسمجھی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا - رقعہ مہری اور دستخطی اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھہ کر شجاع الدولہ کے حوالے کر دیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان کو مزید تاکید سے یہ روانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد بھائی ہین حاضر و غائب ہمارے ورثے کے مالک ہین - وہ جو کچھہ کہین اُنکے حکم کی تعمیل کیجو بہرحال شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر معاودت کی جبکہ رام نراین صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے کی عنایت سے متاثر ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون سے اوس نے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی قدرت سے باہر تہا اسلئے باغی ہوگیا - اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا - شاہزادے کی فوج نے محاصرہ کیا - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی - صرف یہ کام باقی تہا کہ آگ دیجاوے - اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو - پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپ کی وزارت مین رخنہ پڑجائےگا شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق یلغار کیا اور قلعہ کے حوالے کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین دے سکتا - اسوجہ سے وزیر کے دل مین زیادہ کدورت آئی - شجاع الدولہ نے سوچا کہ کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کر لیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششوں کو ناتمام چھوڑ کر عظیم آباد سے لوٹ آویگا - سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کروایا اشرف خان نے جو مزاحمت کی تو
بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظربند کرلیا - جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع
الدولہ نے دغا کرکے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چہین لیا ہے اور خود قابض اور
متصرف ہوگئے ہین - اور اوسکے اہل و عیال کو نظربند کرلیا ہے نہایت مضطرب ہوا - اور
اسی اثنا مین اوس کو یہ بہی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے بنگالے
سے لشکر عظیم آرہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہوگئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت
کی - گیان پرسکاش کے مولف نے لکہا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکہہ کر محمد قلی خان کو
عظیم آباد سے واپس بلالیا - اونکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے
روانہ ہوا - مگر شجاع الدولہ کا لکہہ کر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا -
بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگہہ وغیرہ رفقا نے
اوسکو سمجہایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے
مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجواکر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے
بہی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کردیا - جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ - اور
محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چہوڑکر اپنے
نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگہہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان
کے روبرو جاؤ اور سختی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گہس سکے اور جسطرح
ممکن ہو اوسے گرفتار کرلو راجہاے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریا سے
گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگہہ کا آباد کیا ہوا
اور اوس کا وطن اصلی تہا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل
لگاکر مستعد مزاحمت ہوے - شاہزادے اور موسیو لاک فرانسیس کو کہلا بہیجا کہ
ہمین آپ سے کچہہ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جایئے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت
نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہائے - شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی
بلاسے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجہا موسیو لاک کو اپنا رفیق بناکر جہتر پور

سلہ یہ الفاظ سیرالمتاخرین مین لکہے ہین ۱۲

میں قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ لی اور محمد قلی خان
سید راجی کی سراے سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تھا جو کوئی اوس کے لشکر میں
سے ملک عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑھاتا تھا۔ زمینداران اطراف بلونت سنگھ
کا گرفتار ہو جاتا۔ محمد قلی خان [illegible] سخت متحیر ہوا۔ چاہا [illegible] کے سوال و جواب
مین بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا۔ اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ
خداوند کریم سے تائید نمودار ہو جائے۔ اکثر ہمراہیوں نے جو صاحب تجربات تھے صلاح
دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ سے جنگ کرو۔ اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ
مقدر مین عزت و ناموس سے ہوتا مگر بد حواسی نے اس حواس باختہ کو جرات نہ دلائی۔
چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تھوڑے سے ہمراہیوں کے ساتھ مجکو
شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے۔ مزاحموں نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت
دی۔ اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد
بھائی ہین۔ بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا۔ اور شجاع الدولہ کے پاس
روانہ ہوا۔ اور یہ سمجھا کہ بروقت مقابلہ یہ سب رنجیدگی خاطر اور کدورت دل برطرف ہو جائیگی
یہ تمام فتور دشمنوں نے ڈالدیا ہے۔ وہ مشافہ مین بالکل جاتا رہے گا۔ اور
شجاع الدولہ کے ہاں سے حکم ہو چکا تھا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی
کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام و اسباب [illegible] لیکن حکم جدید کے
منتظر نہین۔ اس حکم قطعی سمجھین جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا
عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگھ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر کے لوٹنے کے ارادے
سے چڑھائی کی۔ ان کی دست درازی اور تعدی سے لشکر [illegible] و فزع اور محشر
آثار نمودار ہوئے۔ ایک خلق کثیر بلاے بیدرمان مین مبتلا ہوئی۔ اکثر لشکری
بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا۔ چند [illegible] آدمی ان
دونوں راجونکی قرابت داری کی وجہ سے اوس لشکر مین چھپ کر محفوظ رہے اور بہت سے
آدمیونکو بارہ کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جمعدار تھا بچایا[1] الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونھون نے نظر بند کیا اور [illegible] پوچھہ کر اوسکو پھر
ہوتے حاضر رہیے اوسکو قید کر لیا۔ خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو قید کرکے لکھنؤ مین بھیجا اور آخر کار قتل کرا دیا[2]

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۔ [2] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لیے مرہٹوں کے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جنہکو اور اوس کا چچا دتا سیندہیا محرم ۱۱۷۳ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کرکے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبہ اودہ مین مداخلت کا قصد تہا[۵۵] ۔ وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی ۱۱۷۲ہجری مین انہون نے جہنا کو مجبور کرکے نجیب الدولہ پر چڑہائی کی نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفرنگر کے پاس سکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی و شمالی جانب ۴۱ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے ؎ ببرے راسکار آہو گرد ٭ (سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف ولام سے) اور وہان سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکھنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور جبتک نجیب الدولہ نے اون مٹی کی دیوار ونکی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کرکے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوئے امروہے پہنچکر ٹھہر گئے ۔ اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا کہ وہ بھی مدد کرین ۔ حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا تہا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک ہو جئے تو ہم اور آپ متفق ہوکر اس پٹھان یعنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کردین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان حاجی کو جو نہایت ظریف اور دانا تہا عماد الملک کے پاس بہیجکر لطائف الحیل مین رکہا تاکہ مخالفت پر آمادہ نہو ۔ اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ میٹے احمد شاہ درانی کو بلایا ہے مناسب یہی کہ اسوقت مین آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہو اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پالیا تو آپکے ملک کا بھی

---

[۵۵] دیکھو خزانہ عامرہ ۴۷

طمع کرینگے ۔ شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بدطینت اور مفسد ہی کیونکہ سنہ [illegible]
ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیے فرخ آباد
کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی ۔ اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سعد اللہ خان
سے بگڑی بدل کے اور روہیلون کو متفق کرکے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس
سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا
کیونکہ اس مین اونکو اپنے ملک کی بھلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے
ماہ شوال سنہ [illegible] ہجری مین لکھنؤ سے برآمد ہوے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہنچکر چند مہینے
یہان قیام کیا ۔ کیونکہ گنگا کی طغیانی سکرتال پہنچنے مین مانع تھی ۔ وتا سیندہیا کو اتفاق
مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو فوراً گوبند راے بندیلے کو اپنے لشکر سے
مع بیس ہزار پیادہ و سوار کے الگ کرکے روانہ کیا ۔ اوس نے ٹھاکر دوارے کے پاس گنگا
کو پایاب عبور کرکے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا ۔ شجاع
الدولہ اوائل ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری مین تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوے
اور تیزی منزلین کرکے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے ۔ سیندہیا کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے مین مرہٹون نے قریب تیرہ سو گانون اطراف
امروہہ کے تباہ کر ڈالے ۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ مرہٹون نے قصبہ امروہہ کو لوٹ کر وہانکے
اکثر سیدون اور شریفون کو قید کرلیا ۔ ذوالفقار الدولہ نے اون غریبون پر رحم کرکے مرہٹون کو
اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپئے دینے کا وعدہ کرکے اونکو رہا کرا دیا آخرکار روہیلے
اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے ۔ اونہون نے جسدن چاندپور سے کوچ کیا مرہٹونکی
فوج راہ مین کم کم نظر آئی پانچ کوس چلکر پلھدوہ[1] پرگنہ چاندپور مین پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر
مقامات پر زور باندھ رکھا ہے ۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے انوپ گر گوشائین اور امراؤگر
گوشائین کو مرہٹونکی سرکوبی کے لیے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خانکو پانچہزار
سوارونکے ساتھ اور میر باقر میمونی کو چار ہزار سوارونکے ساتھ مرہٹون کے پڑاو کی طرف روانہ
کیا ان سردارون نے مرہٹونکی خوب گوشمالی کی خاصکر انوپ گر نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کیے
اور دو سو مارے گئے اور بہت سا اونکا مال اسباب اور بیشمار گھوڑے چھین لیے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی
مین بھاگ گئے پرسے گنگا کو عبور کر گئے ۔ اس عبور مین اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا پار پہنچ سکے وہ

[1] پلھدوہ بفتح با و سکون لام و ضم دال مہملہ و فتح واو و ہای ساکن ۱۲ خزانہ عامرہ سنہ ۵۳ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ہجری کا ہے۔ صبح کو ہلکر وہاں سے کوچ ہو گیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے بوری سزا اوٹھاتے سیندھیا کی فوج اون لٹیرے کے لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تہا ایسی کمزور ہوگئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا۔ مگر اس وجہ سے زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانوں اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہو کر احمد شاہ ابدالی کی خدمت میں عرضیان لکھی تہین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لاتے۔ چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان کی طرف کوچ کر کے بہت قریب آ پہونچے تہے۔ غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کر کے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلون نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گہوڑے اور زر نقد پیش کیا۔ اور ان سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کر دیا اس خیال سے کہ احمد شاہ آجاینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہو سکیگی۔ شجاع الدولہ نے جمادی الاول ۱۱۷۴ ہجری کو وارد بلگرام ہوئے اور وہین کو لکھنؤ مین داخل ہو گئے۔ اور ان سردارون نے عرضیات اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہو گئے تہے اور اونکے ملک مین فساد پیدا ہو گیا تہا اسلئے اودہ کو رخصت کر دئے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے نجیب الدولہ کے پاس چہوڑ دئے تھے[1]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کر کے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ مرہٹونکے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی۔ مگر باوصف اس کے اسی ہزار سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسے دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تہا انہین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

---

[1] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تہا اور دوسرا لشکر ملہار راو ہلکر کے تحت مین تہا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلونکو ایذا
دے رہے ہین اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوے اور شمالی پہاڑونکے
قریب قریب منزلین کرتے ہوے سہارنپور کی برابر جمنا سے پار اوتر گئے سرداران روہیلہ شاہ کی
آمد آمد اسنکر پہاڑون سے کوچ کرکے احمد شاہ کے لشکر مین پہنچ گئے - چونکہ ملکی لوگ مرہٹونکی
دست اندازیون سے سخت ناراض تہے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نہ کیا یہانتک
کہ احمد شاہ نے میدان بادلی مین کہ دہلی کے قریب ہے دتا سیندہیا کو گہیر لیا اور جمادی الاخری ۱۱۷۳
ہجری مین خود دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے - ملہار راو ہلکر
سکندرہ مین پڑا ہوا تہا وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک مین بہاگنے لگا - یہ لشکر اسلئے سیدہی راہ سے
منحرف ہو کے مسلمانون کی رسدون کو لوٹنے ہوتے - مگر مراد اوسکی پوری نہوتی کہ پندرہ ہزار
درانیون نے اوس کا تعاقب کرکے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا - جب دتا سیندہیا
اور ہلکر کی درانیون کے ہاتہ سے کامل شکست ونکی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا
بہائی سداشیو راو جو بہاو کے لقب سے چاردانگ ہندوستان مین مشہور ہے مرہٹون کے
دربار سے آتا ہوا اس زمانے مین مرہٹونکی قوت غایت عروج پر تہی - اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک
پہنچی تہی کہ شمال مین سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریاے اٹک اور جنوب مین جزیرہ نماے دکن کے
عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تہی اور حدود مذکورہ مین جو ملک اونکی حکومت سے خارج تہے اور اونکی
باجگذار تہے یا اونکے ہاتہ سے پامال تہے - اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت مین تہی
مرہٹونکی قوم کو جاہ و حشمت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تہی بہاو کی قدر
وقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی - سیندہیا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر
آمادگی زیادہ ہوتی اونکا پورا ارادہ یہ تہا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان
خاص کی فتح و کشایش مین پچہلی چوٹ ایسی لگاوے کہ قصہ ہی پاک ہو جاے - بالاجی کا جوان بیٹا
اور علانیہ وارث اوس کا بسواس راو اور بڑے بڑے برہمن اور جتنے جتنے مرہٹے
سردار اوس کے ساتہ ہوے - اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اوسکی امداد و اعانت
کی غرض سے راہ مین اوس سے ملتے گئے - بہرت پور کا راجہ سورج مل بہی ملکراو جنکو
کے ذریعہ سے بہاو سے ملا - بہاو نے ایک کوس سے استقبال کیا - سورج مل بیس ہزار
جاٹونکے ساتہ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا - سورج مل نے [illegible] ایک

دراز عرصہ سے مرہٹونکی رفاقت مین لڑنے مرنے کا عادی ہوگیا تہا۔ بہاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے
پیادون اور بہاری بہاری اسباب کو ہماری ملک مین چہوڑ دین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہین گے اور
سوارونکو ہمراہ لیکر آگے کو بڑہین اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنونکو تنگ کرین اور لڑائی کو
یہانتک طول دین کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوئے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور
ہوکر اپنی پہاڑونکو لوٹکر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے ابتدا اس معقول مشورہ کی مگر بہاؤ نے یکلخت اوسکو رد کیا۔
اسلئے کہ وہ اپنی فتح کو جو ابھی دہلی سے حاصل ہوا اونکے بڑے پائے کے حساب ان کمتر سمجہتا تہا بلکہ بہاؤ نے سورجمل کے جواب مین
یہ کہا کہ تو ایک چہوٹا سا زمیندار ہے۔ بڑے بڑے ملکونکی تدبیروں اور انتظامونکی قابلیت نہین رکہتا۔ عماد الملک بھی سورجمل
کی وساطت سے متہرا کے پاس بہاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دہوم دہام سے دلی کی جانب بڑہا جسپر تہوڑے
درانی اور شریک اونکے تابعین و متصرف تھے۔ محیط شہر پناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی
سمت کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تہی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اوسپر چڑہ گیا۔ اگرچہ محصورون نے تہوڑی
دیر تک قلعہ کو بچائے رکہا مگر توپونکی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ سرا اقدام نبوی کے ظروف طلائی و نقرئی
اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محل کی آرایش
کے سامان کو اوٹہوا لیا۔ دیوان خاص کی میناکاری نقرئی چہت کو بہی اوکہڑوا کر ٹکسال مین ڈہلوالیا۔ اور تخت
شاہی پربہی قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہی ریورون کو بہی دبالیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تہی کہ بسواس راو کے
ہندوستان کا بادشاہ بنائے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کرائے۔ مگر لوگون کے سمجہانے سے
اوسکو ابتک کے لئے ملتوی رکہا کہ درانیون کو ایکبار اوتار دے۔ بہاؤ نے محی السنہ کو تخت سے
اوتارا مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اور عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے
نام مقرر کیا۔ اس مین یہ تدبیر تہی کہ اخبار شاہ ابدالی سماعت کرینگے ضرور شجاع الدولہ سے
بدگمان ہونگے۔ مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑجائے گا۔ مطلب ان کا ہو جائے گا لیکن
ان کا مطلب پورا نہوا۔ مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہوا۔ ان ناشایستہ حرکتون کے دیکہنے
سے سورجمل متنفر ہو کر بہت گہبرایا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے
صلاح کی۔ اور علانیہ بہاؤ سے بہی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے
کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد
بہجواتا رہون۔ بہاؤ نے سورجمل کو رخصت کر دیا۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا
مراۃ احمدی مین لکہا ہے کہ جب سورجمل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلب گڑہ کو چلا گیا تو شجاع الد

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بہجوایا۔ بہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے
ہان سے خلعت اور فیل سورجمل کے واسطے بہیجکر کہلایا کہ ہم سے نا انصافی کرکے بادشاہ سے
اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستونکی ایسی نگرانی
رکھو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے
بلب گڑھ سے ادہر کو اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے
پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد
و پیمان کے بڑے معاملے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلیئے کہ اونکو یقین کامل تہا کہ سارے
روہیلے اونکی شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تہلگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ [illegible]
عداوت بھی مانع تھی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین مقام سرہند پر سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین علانیہ
واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسغرض سے انوپ شہر تک بڑہ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب
و داب سے دبا مین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے
مقرر فرمایا[1] کہ مشہور روایت[2] یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو بصیغہ رسالت بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے
اودہ سے ہمارے پاس لاوین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آئے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو
مہدی پور مضافات اٹاوہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد آپسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ
نے کہا کہ احمد شاہ نے تمہین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا مین
کیون جاؤن کیا میرا سر پہرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تھی
کدورت اوسکی شاہ کے دل مین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دہلی کے ہین دو مرہٹے وزیر
سر کیے پہکاتے ہین۔ مذہب مین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کہلی عداوت ہے
علاوہ اسکے مرہٹونکے وکیل آئے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تہا اوسکے نباہ کو
کہتے ہین۔ اور اقرار عہد بہی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبہی مزاحم ہونیکا عہد کیا جاتا ہے فریقے
مجھے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوتے
تمہین تباہ ہین تمہارے حال پر چہوڑینگے نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہوگیا ہے

---

[1] دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آرون صاحب ۱۲ [2] دیکھو تاریخ اودہ و عماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

تمھین سوچو مرہٹون نے بہت سر اوٹھایا ہے - اگر اب بھی اونکی سزا نہوگی فرمائے کوئی ریاست
بچے گی - تم وزیر کس کے ہوگے - جب سلطنت نرہیگی لٹیروں کی اطاعت کروگے - یہ غیرت تمہاری
تقاضا کرتی ہے - ہان اس کا مین ذمے دار ہون - احمد شاہ تم سے کاوش نکرینگے - اگر بالفرض کچھہ
کاوش کرین بندہ تمہارا شریک ہوگا - شاہ کو تمہاری طرف آنکھ اوٹھا کے دیکھنے دونگا - شجاع الدولہ نے
کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہمسے بدگمان ہو جائینگے اُنسے عداوت ہوگی - اور جب شاہ سے بھی نہ بنی
تو اُنسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے - دونون کٹ مرینگے - مرہٹے بلا دردسر ہمارا ملک
لینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا - ہند مین کہین ٹھکانا نرہیگا - الغرض نجیب الدولہ کیطرف سے چلنے مین اصرار تھا
اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا - نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو
میان سے نکال کے رکہا اور سر کو جہکایا - اور یہ کہا ضرور آپ تشریف لے چلیں ورنہ تلوار حاضر ہے
مجھے قتل کرین - شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تہا
نائب صوبہ مقرر کرکے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بنا کے آخر ذی قعدہ [سلہ] ۱۱۷۳ ہجری مین دس ہزار
فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوے اور ۴ - ذیحجہ کو اشرف الوزرا
شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین پہنچے احمد شاہ نے
مہربانی کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا - شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے
کی لشکر شاہی مین استدعا کی - اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے - شجاع الدولہ نے کہا کہ
میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے - حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخرکار احمد شاہ
نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی - گیان
پرکاش مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ڈیرے اپنے دست راست کھڑے کرائے
باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی - مگر شجاع الدولہ نے اسوقت سے خط و کتابت کا سلسلہ
مرہٹون سے قایم رکہا کہ مصلحت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجائے گی - اور علاوہ اسکے یہ بات اونکی
مفید ذریعہ بھی تہا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیغام آتے جاتے تھے - مولانا
غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تہا جو بہاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تہا
اوس نے مجھکو ایک خط مین لکھا کہ مین بہاؤ کے حکم سے سفارت کے لئے جمنا کے اوس پار شجاع الدولہ

سلہ دیکھو سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ ۱۲

کے پاس گیا تھا شجاع الدولہ نے اپنا مافی الضمیر کہ نقش الامر اور بیان واقعی ہے یون ظاہر کیا
کہ ایک مدت سے مرہٹون اور دکن کے برہمنون نے ملک ہندوستان پر تسلط کر لیا ہے۔ اب تمام جھگڑا
اونکی بدعہدی اور طماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجہاے ہند نے رکھا تھا
راو اور رتا اور ہولکر اور انتاجی کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور انکے متصدیون کی زیادہ ستانی سے
تنگ آکر اپنی ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے۔ وہ
برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر مین آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی۔ لیکن یہ کام
انجام کو نہ پہنچ سکا۔ اوسکا بیان تھا کہ صلح اسوجہ سے نہین ہو سکی کہ مرہٹہ سردار اب لغو تصفیہ نہ ہونے دینگے
کم ہمت حاکم صبح مین خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہین۔ احمد شاہ بارش کی وجہہ سے چلنے پہرنے
سے معذور ہے۔ مگر بڑے بڑے تنگ آگئے۔ یہانتک کہ برسات ابتک گذر نہ چکی تھی کہ اونہون نے
چہاونی توڑی۔ اور انوپ شہر سے دلی کو راہی ہوتے۔ نجیب الدولہ اور نواب احمد خان بنگش اور حافظ
رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا۔ اور اونکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکہا اور جب
اونہون نے یہ سنا کہ بہاو چیدہ چیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے
تو اونہون نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کئے۔ احمد شاہ جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے
پہنچے تو اوس کو بڑی طغیانی پر پایا۔ اور پایاب کی جستجو اور تلاش مین کنارے ہی کنارے چلے گئے یہانتک
کہ کنج پورے کے محاذات پر جا پہنچے۔ اور وہان اس بڑی خبر کے سننے سے نہایت آزردہ ہوئے کہ
مرہٹون نے کنج پورے پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند درانیون اور روہیلونکو نکالنے لگا۔ غرضکہ احمد شاہ
اس لئے غرق تہے کہ گویا وہ اونکے سامنے واقع ہی ایسے پہرے کہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ء کو جمنا پار
باگپت کے گہاٹ پر جو دلی سے شمال و غربی جانب ۲۴ کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی
رہبری سے ایسے راہ سے اوترے کہ کہین سے پایاب اور کہین سے تیرنے کے قابل تھی اگرچہ اونکے بہت سے
ساتھی اس دلیرانہ کام مین جان سے گئے۔ چنانچہ ڈیڑہ سو کے قریب آدمیونکی لاشین اور چند ہاتھی رام گہاٹ
کے مقام پر نکالے گئے۔ اسیطرح اوس گہاٹ سے نکلے۔ مگر دشمنون پر اونکا ایسا رعب چہایا کہ وہ
اونکے رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوتے یہانتک کہ تمام توپخانہ بادشاہی بھی دلی سے اوٹھا کر
پانی پت کو چلے گئے۔ اور وہان پہنچکر لشکر کے آس پاس اوسکی حفظ و حراست کے لئے دمدمے

(۱) دیکھو ملخص التواریخ ۱۲

اور مورچے بنائے اور لڑائی کا سامان درست کیا - اور ایک چوڑی گہری خندق سے اوسکو گہیر
اور اپنے بہاری توپخانے کی حفاظت و حمایت مین رکہا - بہاؤ کی فوج مین تنخواہ دار پیادہ و سوار
کی تعداد ستّر ہزار تہی جن مین سے نو ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس
چقماق دار بندوقین تہین - ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تہے - اوسکی فوج قواعد دان ہونے کی
وجہ سے اوس کا لقب گاردی تہا یہ انگریزی لفظ ہے - یہ شخص فرانسیسیوں کی ملازمت چہوڑکر
چلا آیا تہا - اس سردار کے اختیار مین منجملہ دو سو توپوں کے بہت سی توپین ایسی تہین جنکے ذریعے
سے شہر اور قلعون کی فصیلین توڑی جاتی تہین - اور بہت سی بانوں کے ذخیرے تہے جو مرہٹون
کا بڑا پیارا ہتہیار رہا - اور لٹیرے سوارون کی تعداد دو لاکہہ کے قریب تہی - مگر کاشی راے شجاع
الدولہ کا ملازم جو کبہی بار مرہٹون کے لشکر مین خطوط لیکر گیا تہا ساری جمعیت کو پانچ لاکہہ بتاتا ہے
اور بعض کہتے ہین کہ بہاؤ کی فوج بہت سے ہمراہیوں سمیت تین لاکہہ تہی - درانیوں کے بیان سے
احمد شاہ کی اوس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اوتری تہی - تریسٹھ ہزار قایم ہوتی ہے
مگر نادر شاہ اور پچہلے وقتون مین زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے - اور ایشیا والونکی تقسیمات
افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس مین آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی ہے - علاوہ اسکے
بہت سی تخفیفیں اون قلعہ بند گروہوں کے نہونے سے اصل افغانی جمعیت مین واقع ہوئی ہوگی جنکو
پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چہوڑکر آئے تہے - اور کسی قدر لڑائیون مین مارے جانے اور گرمی
و برسات مین مرنے سے بہی جمعیت کمی پڑی ہوگی - غرضکہ قیاس مین یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی
فوج کے چالیس ہزار سے زیادہ پٹہان جو اوس جگہہ شریک و شامل تہے قرار نہ دیے جائین
چنانچہ گل رحمت مین بہی لکہا ہے کہ احمد شاہ کی افغانی فوج تیس ہزار سوار تہی - اور تیس ہزار پیادہ
و سوار سرداران روہیلکہنڈ کے تہے - اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتہہ تہی - اور آٹہہ
ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تہی - اور پانچ چہہ ہزار فوج احمد خان بنگش کے ہمراہ تہی
اور سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین شجاع الدولہ کی سپاہ کی تعداد دس ہزار بتائی ہے - عماد السعادت
مین جو لکہا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتہہ تیس ہزار سوار اور دس ہزار سپاہ سے تہے یہ تعداد مبالغہ
آمیز ہے - بلکہ کاشی راے تو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار
سوار تہے - اور اوسی کا بیان ہے کہ شاہ افغانستان اپنی چالیس ہزار لیکر تہے - اور درانیون کے
بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ہے [illegible] احمد شاہ کی جمعیت [illegible]

قریب قریب تہین جو مختلف المقدار گولونسے بھری جاتی تھین - جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون
کی تھین - علاوہ انکے چند توپین مفصل شکل بھی تہین - اور اس وقت کہ احمد شاہ کی فوج تعداد کثرت
مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی - چنانچہ اونہون نے پڑاو ڈالا اور فوج کے
چارون طرف خندق کہدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا وقوع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی
امیدونکی صورت معقول طرحسے نہ بندھی - چنانچہ اوس نے گوبندراے بندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا
کے نیچے کی دیار پر جو فوج اوس سے فراہم ہوسکے فراہم کرے - غرضکہ وہ سردار دس بارہ ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے پہونچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور ہٹتی رہا کہ
آفتون سے محفوظ اور مامون رہے اور مرہٹون کی مانند لٹیری طرح ملک مین پہیلا کہ تمام رسدون کو روکنا
شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بہاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوارونکے بھیجکر مسلمانون کیطرف
رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلیئے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تہا کہ مسلمانون کا لشکر
رسدونکی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹہانے لگا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی
کے عادی تھے جیسی مرہٹے دوڑ دہوپ سے پیش ہوتی تھی - مگر اونہون نے اس نقصان کو
اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے
کہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۷۴ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور
شاہ پسندخان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا - اور انکے پیچھے شجاع الدولہ
اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان - اور نواب فیض اللہ خان
کو مقرر کیا - اور انکے عقب مین احمد شاہ ایرانی جوانمع زنبورک کے رہے - مرہٹے مقابلے کو نکلے
اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کہڑے ہوئے - اور لڑائی ہونے لگی - ظہر کے وقت سے
لڑائی شروع ہوئی - تہوڑا دن باقی رہے نجیب الدولہ کے ہمراہی بندوقین مارتے ہوے
مرہٹون کے مورچون مین گھس گئے - بلونت راو بہاؤ کا سالا مارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہوجاتا
مگر رات ہوجانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہوگئی - اور وہ پہلے جیسو دستی کرکے مرہٹونکے لشکر
مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہوگئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
سے قریب تہا - احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسدون
گرفتار کرے - اور شاہ پسند خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے گرد و پیش سے
لوگونکو بیشہ پر پندرہ کوس تک برباد کردے - تاکہ مرہٹون کے لشکر مین غلہ یہان سے

نپہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے
باہر نہ نکل سکین اِن سوارون سے اور ان مرہٹون سے جو رسد لانے کے لیے نکلتے تھے کئی بار
مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہوکر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخرکار اونکا خندق سے
نکلنا بہت کم ہوگیا۔ تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا
کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لائے گا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا۔ ہر روز درانیون کو مرہٹون
کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑ کر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے۔ جب یہ خبر
نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا کہ جو
کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائے گا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے۔ احمد خان آدھی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا۔ جب
یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ
اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش
ہوگئے۔ ناراضی بڑھانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان
باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے۔ بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا۔ مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ جو دفعدار بنگش سے تھا نواب احمد خان
کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو گیا تھا۔ اور اوس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر
اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین
سے ہو۔ مگر تھوڑی فوج لائے ہو۔ اس کا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگش نے جنگباز خان
بنگش کی زبانی سب حال بیان سنئین تھین جو اوس کے دشمنون نے کہی تھین۔ شاہ ولی خان
وزیر کو جواب دیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے
واسطے چھوڑ آیا ہون۔ کیونکہ گوبند راے پنڈت فوج لیکر جمنا اوترکر دریا کے کنارے
خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست اور میرا مکان وہان
لوٹ لیا جاتا۔ سوا اسکے مینے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل
و ہمت سنگھ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے۔ اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف
بادشاہ کی عزت کا پاس کرکے اس مقصد سے باز رہا۔ شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ
جو کچھ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کامل سنی تھی۔ آخر نواب یہ کہکر گیا ہوشی جو اکم

میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا۔ یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکھا ہی
کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس
روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوگئے۔ اور فرزند علی خان بہادر
کا خطاب دیا۔ یہ بیان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار
سوارونکی ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہ دری مین محاذی
شاہجہان آباد کے پہنچا ہی اور اوس کا ارادہ ہی کہ کنج پورے کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین
داخل ہو جاوے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان
خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکی ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے
عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے
ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوئے۔ اور رات دن چالیس کوس چلکر سورج کے نکلنے پر
گوبند راے کی فوج کو یکایک جا دبایا اور اوس کو تہ تیغ کر ڈالا یہانتک کہ خود گوبند راے
مارا گیا۔ دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے اور جبکہ درانیون کو ایسے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو
بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹونکے لشکر مین رسد
پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے۔ اور جبکہ اونہون نے پانی پت کو کہ ایکبار صاف کیا
جو اون کے لشکر مین واقع ہوا تہا تو غلے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹھانے جبکہ
حال ایسی نوبت کو پہنچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع
مین سعی و کوشش کرنے سے قاصر نہتا جس مین پورا فیصلہ ہو جاوے۔ چنانچہ دونون فوجونکی
کچھہ کچھہ چھیڑ چھاڑ آپسمین جاری تھی۔ مرہٹون نے درانیون پر تین بہاری دہاوے کئے
جن دشوارینکو بہاؤ اوٹہاتے جاتا تہا اونکی وسعت اور ترقی روز افزون کا حال اوس کے
دشمنون پر مخفی و مستور نہتا۔ کہائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قایم کیا تہا جس مین
سورج کے نکلنے پر اشراق کی نماز پڑہتے تھے۔ اور شام کو کہانا کہاتے تھے۔ اور دن بہر
گہوڑے پر سوار ہو کر فوج کے پہرونکو مختلف مقامونمین دیکھتے بہالتے۔ اور دشمن کو چھیڑتے
چھاڑتے رہتے تھے۔ اس زمانے مین سرایمگی و پریشانی نکلتے
ہجوم کثرت سے بہاؤ اسقدر تنگ ہو گیا تہا کہ اوس نے
چند بار کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اونکی

درانیون سی صلح کر دے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ
مین صرف ممد و معاون راے دینا میرا کام نہین - ہان لڑائی پر قابو رکہتا ہون - اوس مین
دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سردارون کو اختیار حاصل ہی کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق
خط و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوے - اور شجاع الدولہ نے
بہی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستونکا ہمیشہ مقابلہ کرتے گئے
اور اوس بہادری کو باقی لوگونکے دلونپر جمانے مین کامیاب ہوے جو احمد شاہ کی ایسی صورتون مین
چاہیے جانے پر پیش آنے والی تہی کہ مرہٹونکی قوت کمال کو پہونچگئی تہی - اب یہ سوچنا دشوار ہے
کہ مرہٹونکے بڑے بہاری گروہ کی اوسوقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت
مین مرغیون کی مانند ایک کہا بچے مین محصور تہے اور رہرے ہوے اور مرنیولے جانورون اور بہوکے
پیاسے بیگناہ بہیر مین پڑے تہے - اور اون خرابیونکی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تہے
جبکہ وہ ابہی اوہشیار ہے تہے - ۶ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۴ ہجری چہارشنبہ کی شب کو سردار اور سپاہی
جمع ہوکے - اور بہاو کے ڈیرے کے گرد کہڑے ہوکر کہا کہ اب کہانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچھہ
کہ دام تہا وہ سب صرف ہوگیا - بہوکون مرنے سے لڑائی کی جوکہون اوٹہانی آسان ہی - بہاو نے
اتفاق کیا اور سب نے پان کہا کر مرنے تک لڑنے کی قسم کہائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم
سنایا گیا کہ کل سورج کے نکاس سے پہلے پہلے دہاوا ہوگا - بہاو نے عین وقت پر شجاع الدولہ
کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتہہ سے لکہہ بہیجا کہ اب کنارون تک پیالہ لبریز ہوگیا - اور
ایک بوند کی گنجایش باقی نہین ہی - اگر کچھہ بن پڑے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے
بعد اسکے لکہنے پڑہنے کا وقت ہوچکا کاشی راے اس رقعہ کے مضمون کو پہلی رات مین اپنے آقا
شجاع الدولہ کو سنارہا تہا کہ کاشی راے کے جاسوس خبر لاے کہ مرہٹے مسلح ہو رہے ہین شجاع الدولہ
فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے - اور چوکی پہرے والون سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے احمد شاہ
اندر سے ہتہیار لگاے باہر نکلے جو پہلے ہی سے تیار بیٹہے تہے - چنانچہ اوسی گہوڑے پر سوار ہوکر جو ہمیشہ
اونکے دروازے پر تیار کہڑا رہتا تہا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوجکو آگے بڑہنے کا حکم
سنایا جو بات پہلی تہی اونہونے کی وہ یہ تہی کہ کاشی راے کو اونہون نے بلایا - اور اس
خبر کے مخبر کی تشفی سوال جواب کرنے لگے - اور یہ تفتیش اونہون نے اوسوقت کی تہی کہ آگے
بڑہے چلے جاتے تہے - یہانتک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اون سے کئی درانی نکے

جو غنیمت لاد لاتے تھے اور اوہون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے سال سیہ بھاگ گئے
احمد شاہ نے یہ خبر سنکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا دے۔ مگر [illegible] کے درمیان
ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کانون تک پہونچائی احمد شاہ
اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوے حقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے جو کتنا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے
اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمہارے ملازم کی خبر کیا پا رہا ہون۔ بعد اس کے
فوج کو جلد آگے بڑھنے کا حکم سنایا۔ اور جبکہ صبح کھلنے لگی۔ اور کچھ کچھ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون
کی قطارون کو ہر ہر کھتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے بڑھتے دیکھا کہ تو بچا۔ آگے آگے
چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوج کو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے
جواب و حملے پیچھے رہ گیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین
بہت قریب آ گئین تو اونکے گولے مسلمانون پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو
شروع کیا جسنے بہاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا تھا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتی تھی کہ مین
اپنے سپاہیونکی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جھگڑتا تھا اب آگے ملاحظہ فرمائین کہ وہ تنخواہ
آپ سے بیفائدہ نہین لی گئی۔ بعد اسکے اوسنے ایک نشان سنبھالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان
مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلون پر حملہ آور ہوے جنکے
قاعدہ دان نہونے سے اونکی دلیری مردانگی نے خود اونہین کو ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم
کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے پیچھے احمد خان بنگش تھا بھاگے ہوے روہیلے اوسکی
طرف بھیجے کہ احمد خان نے لعن وطعن کرکے اونکو روک لیا اور نواب نے وارونہ شرف خان کو احمد شاہ
کے پاس طلب مدد بھیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے
مقابل کچھ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہی بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن
کی بہت فوج ہے۔ اسلیے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت
کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کھانے سے وزیر کا اونشا پانزدہ کمک کھاتا تھا جو درانی فوج کے
قلب پر حکمرانی کرتا تھا۔ اور بہاؤ و بسواس راؤ نے اوس پر تازہ فوج سے حملہ کیا تھا۔ اس
حملے مین وزیر کا برادرزادہ عطائی خان اوسکے برابر مارا گیا۔ اور درانیون نے بانوپت کو بھاگنے لگے اور
اپنے گھوڑے سے اوترا اور چند ہمراہی درانیون سمیت اپنی جگہ پر قائم رہا اور مرہٹونکا ارادہ کیا
دشمن کے پیچھے [illegible] شجاع الدولہ کھڑے تھے مگر [illegible] معلوم نہین ہوتا تھا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیونکی بولی اور اونکی گہوڑونکے
ہنہنانے کی آواز کم ہوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لئے آگے کو بہیجا۔ چنانچہ
کاشی راے نے جو وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پاپیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو
اونکے بہاگ جانے پر برا بہلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون پر لانے مین مصروف ہے۔ جبکہ اوسکی
نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس سے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد
یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر
شجاع الدولہ اوسکی مدد پر شریک اوس کے ہوئے[ا] ۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نتہا چنانچہ وفا التوفوج
جو اونہون نے نگہبانی کیلئے وزیر اعظم کی بربادی و تباہی کی روک تہام کے لئے عین وقت پر پہونچی
اور اب لڑائی تند ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بھی مرہٹون کا پلہ بھاری تہا یہانتک کہ احمد شاہ
نے اپنے بہگوڑون لوگونکو پہر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے
قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا اور یہی ہدایت کی کہ ہماری
فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائین بازو والا گہوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر ونکی بہت
راس آئی اسلئے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور وشور سے لڑائی ہوتی تھی جہان بہاو اور بسواس
راے گہوڑون پر سوار کہڑے تھے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تلوارون ملکہ برچھے برچھے
کہاندون سے اٹہتے بڑہتے اور مارتے مرتے تھے۔ مگر یکلخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم
کے زور سے سارے مرہٹے قریب دونہیجے دن کے بہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کو کشتونکی پشتونسے
معمور چہوڑ گئے۔ فیروز مندون نے بڑے جوش وخروش سے بہگوڑون کا پیچہا کیا۔ اور کسیکو پناہ نہ دی
اسی باعث ایسا بھاری قتل ہوا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس
بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تھے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین اور
جو مرہٹے فاتحونکی مار سے بچے رہتے وہ دیہاتیونکے ہاتھ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون
کے پالے پڑے وہ نہایت بیرحمی سے قتل ہوے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جنکو سپاہیا

[ا] دیکہو تاریخ ہند مولفہ الفنسٹن صاحب۔ مگر مرات احمدی مین لکہا ہے کہ درانیون کو عنقریب
شکست ہونیوالی تہی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹونکی کمر پر حملہ
کیا۔ اکثر سردار مرہٹہ ہلاک ہوے ۱۲

کی بڑی ڈہونڈہہ بہال کرائی جسکو ایک دُرّانی سردار نے چپار کہاتہا اور گرفتاری کے اندیشے سے
اوس کو بہگا دیا تہا - ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی دار و گیر مین تعقیب تہا جس کے حوالے
کرنے پر اونکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور لعنت ملامت کے لئے اپنے سامنے بلایا - بعد اس کے
وزیر اعظم کی سپردگی مین رکہا گیا - جہان زخمون کی تکلیف سے ایک ہفتے کے اندر اندر مر گیا بسواس راؤ
کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دہڑ پر بہاؤ کی لاش کا تعین کیا گیا - مقتولون کی کل تعداد
دو لاکہہ کے قریب بیان کی گئی ہے - بڑے بڑے مرہٹہ سرداران ہزارون کے سوا کام آئے یا زخمی
ہوئے جو تہوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی مین چہوڑ گئی تہی - مہاجی سیندہیا بعد اس کے
ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا - عمر بہر کے لئے لنگڑا ہو گیا - اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ
سننے کے قابل ہے - تاریخ بہوپال مین لکہا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گہوڑے پر سوار ہو کر بہاگا اور ایک
درانی سوار نے اوس کا پیچہا کیا - ساٹھ کوس پر جا کر گہوڑی کہڑی ہو گئی - درانی نے برابر پہنچکر ایک
تیر مہاجی کے گہٹنے مین مارا کہ اوس کا گہٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتہیار و لباس وغیرہ
چہین کر پہر ساٹھ کوس پہر گیا - اور نانا پہڑنویس جسنے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پائے
سے گرنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچا لے گیا - اور ملہار راؤ ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
کے مقابل تہا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر کرنال کیطرف چلا گیا - کیونکہ اوس سے اور
نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہو چکا تہا کہ اگر فتح مرہٹون کو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے مال سے
تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانون کو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راؤ سے تعرض نہوگا - جیسا کہ فرح بخش
وغیرہ مین لکہا ہے - اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب واقفیت قدیم ملہار راؤ
ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ مین ہم اور تم دونون موجود ہین - لیکن مخالف فریقون مین ہین - مین اقرار
کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمہین کوئی نہ ستانے پائیگا - تم بہی اقرار مجہسے کرو اگر
فتح بہاؤ کی ہو مجہہ سے کوئی مزاحم نہو - ملہار راؤ نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکہا ہے کہ
جب ملہار راؤ ہلکر نے بہاؤ کو یہ مشورہ دیا کہ سنگر کہدوا کر اوس مین قید ہو جانا اور مسلمانون سے
صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمین نقصان جان و مال ضرور ہے - مناسب یہ ہے کہ تم
مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو زد سے علیحدہ رہکر گہیرو مجہے اور سیندہیا اور سردارون کو حکم دو کہ
شجاع الدولہ اور پٹہانون کے ملک مین جا مین اور اوسکو لوٹین شاہ کے لشکر مین رسد
نہ آنے دین - ہر طرح تنگ کرین - امرائے مسلمان اپنے ملک اور ناموس کی حفاظت کے لئے

چلے جائینگے - شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے - اب کے ہمراہ بڑا لشکر ہی چارونطرف سی شاہ کو گھیر لوگے
ہر طرف سے تنگ کروگے - جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائیگا - سنکر مین رہنا اپنے
آپ کو ضائع کرنا ہے - اسمین تو مجبور ہوکر مرنا ہے - بہاؤنی جواب دیا تو گڈریہ ہے سمجھا اسمین
دخل کیا - ملہار راؤ نے بہانہ پیراہن کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا - اور مرہٹون سے
جدا ہوگیا - مگر ورت بخش کا بیان اس بارہ مین نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے - کیونکہ اوس کا
مصنف شیو پرشاد اس جنگ مین نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا - یہ جنگ عظیم
۷ - جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مطابق ۵ - جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو بدھ کے دن واقع ہوئی تھی -
مرہٹون کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہین ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی
اونمین پھیلی - اور سارے مرہٹون پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی - بائیس ہزار مرہٹے عورت مرد
باندی غلام نہانے گئے - پچاس ہزار گھوڑے - دو لاکھ بیل اور بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی
علاوہ توپخانہ اور نقد و جنس کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے - مرات احمدی مین لکھا ہے کہ قریب
سات سو کے ہاتھی - اور پچیس ہزار گھوڑے - اور اسیطرح بہت اونٹ اور دوسرا اسامان و
اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار مین داخل ہوا جو کئی کرور روپیہ کا مال تھا - بیس ہزار
مرہٹے جانون اور راجپوتون کے ملک مین ننگے بھوکے برہنہ بھیک مانگتے پھرے - آخرکار
سورجمل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپئے دیکر دکن کو روانہ کردیا - اور دوسرے راجپوت
سرداروں نے بھی یہی سلوک کیا - مرآت احمدی مین بیان کیا ہے کہ ہزارون گرفتار شدہ مرہٹے
قتل کرا دئیے گئے - پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جان بخشی کی - آروِن صاحب نے
تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ دایم خان روہیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش
خلعت کے واسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا - شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار
کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس مین نہ تھی - کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ
اوس کو چلاتا تھا - شجاع الدولہ مسخرگی کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین
احمد خان نے جواب دیا کہ اس کے کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف تھے - یعنی
اوسنے صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دست
سے تلوار مانگی - اور بطور ہجو ملیح کے اوسکی خوب تعریف کی - اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجئے احمد خان
نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے - نجیب الدولہ نے کہا کہ لونا سعت نہین لیتے ہین - اس لئے

اونھوں نے ایک پیسہ منگوایا اور سجدے ہی سے بڑے ادب کے ساتھ اوس کو دونون ہاتھونپر
رکھکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسے کو اوٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا بجا ہے
اور بہت مناسب ہے۔ کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے نوکر تھے مرات احمدی مین لکھا ہے کہ بعد
اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے۔ کچھ دنون یہان رہے۔ اور سورجمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے
کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب یہ دونون روانہ
ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان رہنے کا معلوم ہوتا ہے
ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جائے یا تنخواہ مرحمت ہو۔ نہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہین
آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہون۔ اس عرصے مین غازی الدین خان وزیر کا پیشکار
دلیر سنگھ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا۔ اور اوسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے
عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو۔ وہ سترہ لاکھ روپیہ کا جواہر
اور نقد نذر کریگا۔ شاہ نے منظور فرمایا۔ اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ سے
رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ اور باغ شالامار مین دو مقام کئے۔ پانی پت کی راہ مین مرزا جوان بخت
ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لئے آئے۔ شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور دو
لاکھ روپیہ کا غلہ جو قلعہ دہلی مین جمع تھا دیا اور خلعت اور نشان اور قلمدان وزارت غازی الدینخان
عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرالے
اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کر کے خود آگے کو کوچ کیا۔ دلیر سنگھ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا
یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی مان زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے
کئی نمک حرامیان وقوع مین آئی ہین۔ ہم کو اوس کی وزارت منظور نہین۔ اگر بادشاہ کو زر
مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچا دین گے۔ مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو
غازی الدین خان کے پاس رخصت کر دینا چاہئے تو مجبور ہو کر اوس کا روکنا مناسب نہ سمجھا اور وہ
۲۷ شعبان کو وہان سے روانہ ہوا۔ اور نشان وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا مین اب
غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے
اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونہون نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی
اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرہ کام بخش بن عالمگیر مشہور کیا۔ مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور
بادشاہ کی مان زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسلیئے وہ اس منصب کو نہ لے سکا ۔ مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین ۔ اور ماثر الامرا وغیرہ مین اسطرح لکہا ہی کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لیئے مقرر کی تہ سکا ے مین اپنا قدم جمایا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی ۔ اور دونون سے سفارش کی کہ آپسمین صلح اور ہوا تفق رکہین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی مین رہین ۔ اور جب احمد شاہ ابدالی بنگالہ سے واپس ہہون مرزا جوان بخت کو ادان کا نائب بہین اور شجاع الدولہ کو خلعت و جواہر اسپ یراق خاص دیکر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا ۔ اور اپ اپنی صبح سے زیادہ اد نقلت لیے ہوئے اپنی قلمرو کو چلے گئے ۔ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہوکر جا جمنو مین چند مقام کئے ۔ اور شکار کہیلکر ماہ رمضان ۱۱۷۴ ہجری مین اپنے صوبہ اودہ مین داخل ہوئے ۔ گیان پرکاس مین ہی کہ اس وقت من نیابت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی ۔ بینی بہادر ملک کی خبرگیری خوب کرتا تہا رعایا شاد تھی ۔ اور مال و دولت سال بسال بڑہنے لگا ۔ خیرات بہت کرتا تھا ۔ برہمنون کی بہت خاطر کرتا تھا ۔ اوس کے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی مین ناگری حروف مین لکہکر پیش ہوتی تھی ۔ اور وہ اوسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکہتا ۔ ناگری کا دفتر اسکے سمجہنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا ۔ مقصد لونکی روزی خوب کہل گئی تھی ۔ اور ہر ایک خوشحال تہا ۔ ؎

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین جاری کیا ۔ اور کسی قدر روپئے و اشرفیان اس سنہ کی بادشاہ کی خدمت مین بہیجین ۔ اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر ۔ اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کرکے اس مضمون کی عرائض لکہے کہ حضور بنگالہ سے یہان تشریف لے آئین بادشاہ بہی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اونہون نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا ۔ اب انگریزون اور میر قاسم نے بہی شاہ عالم کی اطاعت کرکے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالہ سے سعادہ ہوئے ۔ شاید آخر شوال یا اول ذیقعد ۱۱۷۴ ہجری مین گڑہہ با ندہو کیطرف کوچ کیا اور بکند پور علاقہ ریوان متعلقہ گہیلہند مین قیام کیا ۔ یہان چہہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام ریوانی کہا ۔ راجہ ٹہینہ سنگہ بگہیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ

۱۔ دیکہو تاریخ ۔ ملاحظہ ۔

بجالایا اور اپنے دو بہائیون کو پانچہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو
دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دین ۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر وہ چلے اور آپ بھی چند منزل مشایعت
کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہو کر اپنے مکان کو لوٹا[٩١] بادشاہ نے
الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلایا[٩٢] ۔ وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد ابھی تک کہین
توقف کرنے بھی نہ پاتے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان[٩٣] ١١٧٤ ہجری مین شاہ عالم
کو لانے کے لئے روانہ ہوے ۔ مقام روانگی مین اختلاف ہے ۔ گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوے ۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکہا ہے
کہ لکہنؤ سے روانہ ہوے تھے ۔ اور بیس دن کے عرصے بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے
اور یہان سے دریاے کرمناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہے کوچ کرکے پیشوائی کی ۔ تاریخ
١٧ ۔ ذیقعدہ[٩٤] ١١٧٤ ہجری کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سراے سید راجی اور آب کرمناسہ
کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے
مشرف ہوے ۔ اونکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے دو دن آستانبوسی
کے بعد تخت و چتر اور دوسرے لوازم پیش کئے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہوے
اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا ۔ عرض کیا کہ بعد
برسات فدوی ساتھ چلے گا ۔ اور بادشاہت کا بندوبست خاطر خواہ کرے گا ۔ چنانچہ بادشاہ نے
اونکی عرض کے موافق تیاری کی ۔ شجاع الدولہ نے سرداران بنگالہ کو اس خوشنودی سے بادشاہ
کی رفاقت سے دل برداشتہ کردیا کہ اون کا قاعدہ تہا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت مین بیسیار
کہڑے ہوتے تہے ۔ وزیر نے اون سے اختلاط کر کے دوستی پیدا کرلی ۔ اور ترکیب یہ کی ۔ جب
بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے ڈیرے پر لے گئے ۔ بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوے
تو وہ لوگ سرداران بنگالہ بدستور کہڑے ہوتے ہوے تماشا کر رہے تہے ۔ وزیر نے

---

٩١ دیکہو گیان پرکاش ١٢
٩٢ دیکہو مرات آفتاب نما ١٢ ٩٣ دیکہو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین ١٢ ٩٤ دیکہو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین کو ۔ اور مرات آفتاب نما مین شجاع الدولہ اور بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ١٧ ۔ ذیقعدہ لکہی ہے ١٢

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو جس سے یہ دونون راجپوت خفیف ہو جائین - جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونون خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہون تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کر چکے غصے ہو کر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار ہیر لیے ملک کو لوٹ گئے - بادشاہ نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ کی[1] خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور غایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا جلو مین چلتے تھے - اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہو جاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہ ہوتے - جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہان سے سبقت کر کے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور اوسکی اہتمام مین تین پہر کھڑے رہے - اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت ہوادار اور ۵۰ اشرفیان اس عنایت کے شکریہ مین کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا نذر کین - جب حدود بنارس مین پہونچے تو یہان آصف الدولہ نے حاضر ہو کر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا - اور میر آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رنجک دان بخشا - مرآت آفتاب نما مین اسی طرح لکھا ہے - مآثر الامرا و سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ گنگا پر پل بندھوا کر بادشاہ اور شجاع الدولہ دریچہ کو عبور کر کے الہ آباد مین پہنچے - اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما مین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہین بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک پہنچے تھے - بہر صورت ۲۰ ذیحجہ کو جاجمؤ مین داخل ہو کر مقام کیا - چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹون کی شکست کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اوس پر تعلق و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمؤ مین جا بوقی کر کے اوس طرف سے مرہٹو نکلے تمام افسرون اور حاکمون کو نکالدیا - اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر ہوئے - موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۷۵ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوئے - شجاع الدولہ اپنے صوبے مین راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑ کر شاہ عالم کو ہمراہ لیے ہوئے - وہان کے سردار مثل راؤ وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہان بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے - یہان سے جہانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا شیدی بشیر نے اس کے مسخر کرنے مین بڑی کوشش کی باغیان کوتہ اندیش مغلوب ہوئے اور پانچوین رجب ۱۱۷۵ ہجری کو

---

[1] دیکھو کیان پرکاش ۱۲

قلعہ فتح ہوا۔ شیدی بیان کا قلعہ دار مقرر ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت
نہیں پایا تھا ... جب کہ خلعت ہفت پارچہ[1] مع جیغہ و سرپیچ ... ہوا اور ... مرصع
عنایت ہوا اور ... سال مذکور کو ... کی ... اور ... اسد خان اونکی
نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما میں بیان کیا ہے کہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں بادشاہ کی طرف سے
شجاع الدولہ ملک دوآبہ سے سرکشوں کو نکالنے اور ان محالات کی مختاری پر مامور ہوئے
راجہ ہمت بہادر وہاں کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ ان اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ
ہوا اور وہاں پہونچکر مرہٹوں کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا انہوں نے اطاعت نہ کی
اور آخر کار لڑائی پر نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے سردار
... شاہ تھا۔ وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بھاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش
ہوگئے پٹھان بھی انحراف و اختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکھتا تھا اور
بظاہر زمانہ سازی کرتا تھا وہ اونکو بہکاتا تھا مرآت التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکھنڈ میں منشی
شام لال نے جو شجاع الدولہ کا تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس میں ناکامیابی اوٹھانے
کا حال لکھا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما میں مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور میں مسطور
ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکھنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان
و ہمت بہادر نامور فرمائی ان دونوں سرداروں نے جمنا عبور کرکے بمقام تندواری جو باندا سے بفاصلہ سات کوس

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

[2] دیکھو مرآت آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما میں غسلخانہ کی جگہ دولت خاص لکھا ہے۔
اس لفظ کی تشریح یہ ہے کہ عبد الحمید لاہوری نے شاہجہان نامے میں بیان کیا ہے کہ اکبر کے
زمانے میں دولتخانے اور ... کے درمیان ایک مقام تھا جس میں اکبر غسل کیا کرتا تھا۔
بادشاہ کے ... بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر بار پاتے تھے۔ اور ...
باتیں بادشاہ سے لوگ گفتگو کرتے تھے پہر دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانہ ... کا نام غسلخانہ ہوگیا
اور اس وجہ سے کہ اوس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تھا۔ شاہ جہان نے اپنے دور سلطنت
میں اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکھا ہے۔ ۱۲

جانب شمال پہونچکر مقام کیا۔ راجہ گمان سنگھ بابداوالہ نے اپنے آپکو دبتا ہوا فوج نواب وزیر کمزور
سمجھکر راجہ ہندوپت والی پنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی۔ چنانچہ بہت سے رئیسوں نے
بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے ٹوٹ کر لڑے کہ فوج مخالف پسپا و مغلوب ہوگئی دور تک تعاقب
کرکے بہت آدمی قتل کئے۔ اس لڑائی مین نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول
و مجروح ہوئے اور [illegible] سرداران [illegible] جان بچا کر [illegible] بلا سے کنارہ
پر سلامت لے گئے۔

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا۔ اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالآخر نواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہوجانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جہانسی سے سمت الہ آباد واپس آتے وقت سنہ ۱۱۷۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۶۱ء مین شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان پر
فوجکشی کیجئے اور [illegible] ساتھ ہوتے ہین [illegible] نواب احمد خان پر فوجکشی کے [illegible]
وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنی ایک [illegible]
خان احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اور [illegible] لکھا کہ [illegible] پالکی مین سوار [illegible]
لڑائی دیکھتے ہیں [illegible] بازی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کئے ہین شجاع
الدولہ [illegible] سنکے مشتعل [illegible] ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور
کردیا اور [illegible] اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ [illegible] خلافت کو [illegible] تخت پر قدم رکھنا باقی ہے۔ بادشاہ
کو احمد خان کا یہ [illegible] حال سنکر کمال غصہ آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر جانے
کو مستعد ہوگئے۔ دوسری وجہ جو [illegible] اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بابت [illegible] میان ملک [illegible] جو مرہٹوں نے پانی پت
کی شکست کے بعد خالی کیا تھا [illegible] تنازع [illegible] نواب [illegible] اور نواب احمد خان سے کل

پر گنجات جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لیتے اور شاید کچھ نہ [illegible] اوسکو
کچھ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اسقدر ملک پر
قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر موقوعہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کل
باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے۔ ریاست فرخ آباد کے
۳۳ محال مین سے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونھون نے
پانی پت کے مقام مین جنوری ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ساتھ شکست پائی تھی اور ساڑھے سولہ
محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز کے
بنا پر تحریر ہوئی تھی۔ اور ایک نے دوسرے کو دی تھی۔ پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان
چھوڑکر جمنا پار ہو کر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور حیدر کے
جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان
مرہٹون کے قبضے مین آگیا تھا۔ ۱۱۸۴ ہجری مطابق ۱۷۷۱ء سے ۱۷۷۳ء تک شجاع الدولہ نے
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے امکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بوندیلکھنڈ مین جہانسی
تک بڑھ گئے۔ اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین
تھے لے لئے اور شکوہ آباد اور کڑا اور کوڑا اور اٹاوہ اور پھپوند اور مین پوری پر روہیلون نے
احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کر لیا تھا۔ تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤگر گوسائین کو پناہ دی تھی۔ امراؤگر ۱۱۷۶ ہجری مین نواب
شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لکھنؤ لے بھاگا اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر فرخ آباد
مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا۔ اور فخر الدین خان بخشی
کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی۔ نواب کے مشیر کارون نے نواب کو صلاح دی
کہ اسکو پناہ نہ دیجیے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے آپکے پاس اسقدر
روپیہ بھی نہین ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا
یہ مجھ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراؤگر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف ہمیان صاحب
کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیج دیا۔ امراؤگر کے بھائی ہمت بہادر نے
امراؤگر کو شکایت لکھ بھیجی کہ تم ناحق مالک کو چھوڑکر جسنے تمھاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار
کی جو تمھاری فوج کو تنخواہ بھی نہین دے سکتا ہے۔ امراؤگر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے

جینے یہان چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نکلے تو مین اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگون گا۔ بہت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان جیلہ عرف میان عیسی کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مذکور کر دیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اٹھے گا نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ مین سواے خداے کریم کے کسی سے نہین ڈرتا جو کچھ آپ کے دل مین ہو کیجیے مینے امراؤ گر کو خط بھیجکر نہین بلایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھ رنج کیا۔ مگر چند مہینے تک اوس کا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے امرا نے امراؤ گر سے کہا کہ تمھارا یہان سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤ گر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراؤ گر نے اونکی بات مانکر وہان سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تم کو میرے ملک سے نہیں نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پانوٗن مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراؤ گر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑہائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جابجا پرگنجات مین متعین ہے۔ اونھون نے مشہور کیا کہ مین ملک گیری پر جاتا ہون یعنی جن جن زمینداروں نے زر مالگذاری نہین دیا ہے۔ اونسے وصول کرنے جاتا ہون کچھ فوج دو آبے کی طرف بڑھی اور اثناے راہ مین ریاست فرخ آباد کے قصبہ موتی نگر کو جو دریاے جمنا پر واقع ہے لوٹ لیا۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ بل کی سرا مین قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ مقیم آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے پرگنہ ملھور سے نانا مئو گھاٹ تک پہنچے لشکر تو اوترکر قنوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کے علاقے مین تھا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور مین ایک بنگلہ اور باغ مین مقیم رہے۔ یہ باغ احمد خان کا تھا اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا۔ جو مواضعات کہ مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لئے گئے۔ اخبار نویسون نے احمد خان کو یہ خبر دے رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہے جب شجاع الدولہ مکن پور پہونچگئے اوسوقت اونھون نے دریافت کیا کہ یہان سے فرخ آباد تک

ل ضلع کانپور مین ہے۔ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

اگر اسد خان کو شکست ہوئی تو میرے اور دوندی خان کے علاقے کو جو میان دوآب میں واقع ہے یعنی اٹاوہ
وشکوہ آباد پھپھوند کو نہایت ضرر کا اندیشہ ہے - احمد خان امداد دینے میں سرگرمی تمام مستعد ہو گئے اونہوں نے
جواب دیا کہ مجھے ان کی خبر پہلے ہی پہنچ چکی ہے - اور اسی واسطے حدود میں مقیم ہوں اس طرح سے شرکت
کے واسطے حاضر ہوں - مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہیں ملی ہے - اگر روپیہ ملے تو میں نواب سعد اللہ خان
دوندے خان وغیرہ دوستان کے پاس روپیہ کو بھی طلب کروں اور اگر روپیہ نہ ہو سکے گا تو میں فوج سے
تو حاضر ہوں - جب بخشی نے ہمراہ نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے
ہاتھ دو لاکھ روپے بھیجے - اور کہلا بھیجا کہ یہ اپنے صرف میں لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان
وغیرہ آجاوینگے تب اور بھی روپیہ دیا جاویگا - جسوقت روپیہ بھیجا - اوسوقت حافظ رحمت خان نے
نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحہ کے اس طرف روانہ ہوں اور اپنے نائب
مقیم اٹاوہ شیخ کبیر کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور رامگنگ کے نیچے
مقام کرے - ان دنوں نواب سعد اللہ خان بسبب علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی - مرض کے عارضے
میں مدت سے علیل تھے - خود تو نہ گئے - مگر نواب عظمت اللہ خان اور دوندے خان اور بخشی سردار خان
کو بھی بھیجا - آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہے - بخشی فخر الدولہ
حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہو کر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا - اس کے بعد
نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ آکر مدد دیجیے
وزیر مذکور اس وقت سورج مل جاٹ کے ملک میں تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا گیا
اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر سورج مل کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے
کیوں طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہیے کہ سابق میں تمنے حق ہمسایگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ
کے شریک نہ ہوتے - لہذا مناسب تو یہ ہے کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جا کر مدد کرو مجھے تمہاری
مدد کی چنداں ضرورت نہیں ہے - اگر خدا چاہے گا تو میں شجاع الدولہ کی بھی ویسی ہی خدمت کروں گا
جیسی صفدر جنگ کی کی تھی - جب خواجہ خان وکیل کو بھیجا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے
فوراً [illegible] بلا کر کہا اور اوس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضروری ہے
راجہ سے [illegible] [illegible] - بلایا تب خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہہ دیا

راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہا سچ ہے مگر مجھے ماسکنے اسمین سبب ہے مانگے مدد دیتا ہوں اور تین ہزار سوار جسپت و جالاک روانہ کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہون - اگر شجاع الدولہ آگے بڑھے تو وہ کوچ درکوچ چل کر احمد خان کے شریک ہو جائین - علاوہ ازین مین چند ہزار سوار عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرونگا یہ سب روانہ ہوئے - جب عماد الملک شمس آباد کے قریب پہنچا احمد خان اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ جات مین لے گیا - بجواب پروانجات احمد خان فوجین دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین - اور مع افغانان شاہجہانپور، شاہ آباد ضلع ہردوئی وغیرہ کی کل تیس چالیس ہزار فوج جمع ہوئی تھی جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کو خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا - ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور ملا سردار خان اور دوندے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ مع فوج کے اوس کے ذریعہ سے اوتر آئے - توپخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا - بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار بگار ندی کے کنارے پر بھیجدیا - اس مقام پر کل جتنے جو صفدر جنگ اور نول رائے کی لوٹ سے ہاتھ مین آئے تھے لگائے گئے - تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام معاونین کی فوج ساتھ لیکر کوچ کیا - ایک رات بھر رہکر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا - روشن خان و امراو گر کو یہ حکم ملا کہ پانچ ہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے نیچے شیخ کبیر کے جاکر شریک ہون - تھوڑے ہی عرصے مین شجاع الدولہ کمن پور مین پہنچے - اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھیرا - یہ بعض اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تھا - جسپر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا - نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور ناصر خان[1] صوبہ دار معزول کابل کو جمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا - خواجہ سرا نے

[1] آرون صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بھی لکھا ہے - حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کر چکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ نہ تھا - اور اوسکی نسبت لکھتے ہین یہ شخص سنہ ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار تھا - فرخ آباد مین رہتا تھا - تین ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ تھا وہ فرخ آباد مین قبل [illegible] کے فوت ہوا - اوسکا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تھا اور اوس کو بہت کچھ ملتا تھا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑہا۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکہا چونکہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکہتے تہے اور اون کی دوستی کا دم بہرتے تہے۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین۔ شجاع الدولہ نے ان سردارونکی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سالے سالارجنگ کو مارح گفتگو کے نے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بہیجا سالارجنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانون نے اوس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالارجنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاؤن روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالارجنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجہہ گئے کہ سالارجنگ کو قید کر لیا ہے۔ عماد الملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پہ حملہ کرنا چاہئے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کورنمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکہہ بہیجین دیکہین کیا جواب آتا ہے جیسا کچہہ جواب دین گے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہو۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرونگا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپئے تین لاکہہ کی برابر جانتا ہون۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون جعفر خان تعظیم کے واسطے اوٹہہ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازے پر جاؤنگا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین۔ اور اوس وقت مجہے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے۔ آخرالامر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان ۱۷۵۱ء کے قبل مرچکا تہا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ ۱۷۵۳ء مین تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہو۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصر خان ۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چتونی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات
کا جواب طلب فرمایا جاے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑکر جنگل کو بھاگ جاءین اور وہان جا کر لڑین تو
اس مین کسکا قصور ہی ۔ گلال باڑی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے ۔ یہان چونکہ
قاعدہ ادب و آداب سے واقف نہین ہین ۔ لہذا چند لکڑیان کہڑی کرلی ہین وہان اونکو قطار سے
کہڑا کرکے تعظیم و سلام وغیرہ سکہلایا جاتا ہے ۔ اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر
ثانی نے عطا کی ہی جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی ۔ المنت مقرر فرمایا تہا ۔ اور شجاع الدولہ خاکسار
سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ
کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تہا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نتہا مگر مجبوری جانا پڑا
اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تھے ۔ اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکہتا ہی
نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کا ملازم تہا اب اسقدر بڑہا ہے کہ دعوے ہمسری کا
رکہتا ہے ۔ اور چونکہ کوئی اوسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکہتا ہے ۔ اس
عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو انہون نے احمد شاہ
درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لیے کی تھی بعد ازان اوس نے یہ التماس کیا تہا
کہ شہنشاہ خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرماءین ۔ اور تہوڑی دور اس مقام سے کسیطرف
نہضت فرماءین تاکہ ہم تینون میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت غلامان
حضور سے شرف اندوز ہو ۔ یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتھ ارسال ہوئی ایک سو آدمی
اوسکی جلو مین جانے کے لیے متعین کیے گئے تہے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کردی
تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین باریاب
ہو ۔ ایشتی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑہکر سنائی ۔ سنکر بادشاہ نے مہتاب خان
کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ راے ہوئی کہ اوس کا جواب نہ دیا جاے
خاموشی بہتر جواب ہی ۔ مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا ۔ جب کچہہ جواب نہ ملا تو بلا اجازت
وہان سے چلا آیا ۔ اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا ۔ دوسرے روز نواب احمد خان
اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا ۔ عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑہنا چاہیے
اوسوقت یہ خبر پہنچی کہ نجیب الدولہ نبی گنج مین آپہونچے ہین ۔ نبی گنج چہوٹا سا قصبہ مین
پورہ چہپرا مئو کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ نجیب الدولہ جو

دہلی مین تہے براہ سکیشٹ ملک وہ آپ کی طرف برسم یلغار کہیتی کو جلاتے اور مواضعات کو مسمار
کرتے ہوتے بڑہے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے گویی بدل بہائی تہے نواب احمد خان نے اونکی مہمانی خوان
کہانے کے ایک سو پچیس کہار وبہ ہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار دلگشیر خان سونٹے والے کے بہیجے
اور پیام دیا کہ طعام تو نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے۔ اور ملک اونکی سپاہ کے صرف کے لیے ہے
کیونکہ بہائی بہائی مین تکلف نہیں ہوا کرتا ہی۔ نجیب الدولہ نے غصے ہوکر کہا کہ کہانا یہان سے اوٹہاؤ
اور اوس پر اپنے نواب کا فاتحہ پڑہو کہتے ہین مقام تینی گنج مین چہہ ہزار پٹہان سوارون نے نجیب الدولہ
کی نوکری چہوڑ دی۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دیے۔ اور روزانہ
کہانا مقرر کردیا۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین
شیخ کبیر وراحہ امراو گر روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوے۔ نجیب الدولہ نے
شیخ کبیر کو پیغام بہیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون۔ اونہون نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات
شمشیر بدست ملاقات ہوگی۔ کہ شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو۔ اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکہتے ہو۔ دوسرے
روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کئے ہوے وہان سے روانہ ہوے۔ اور قنوج مین پہونچے۔ شجاع الدولہ
نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لے گئے۔ اور تدابیر کے دفتر کہلے۔ نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا
کہ افسوس ہی کہ ہماری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا۔ اور اوس نے فوج مجتمع کرلی اور کہنے لگے
کہ اگر لڑائی ہوئی تو عالیجاہ کی تبعیت مین میدان مین جاونگا۔ مگر مجہے اندیشہ ہی کہ میرے افغان روہیلون سے
دل سے نہ لڑینگے۔ اور باوجود لڑائی شروع بہی کردی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہی قوم و مذہب
کے تخالف کی وجہ سے جو آپ مین اور اون مین موجود ہی دیدہ و دانستہ قصور کرینگے۔ اگر آپ کی
مرضی ہو تو سرداران روہیلکہنڈ کو لعنت ملامت کرکے راہ راست پر لے آون اور اس شرط پر کہ
امراو گر کو فرخ آباد سے رخصت کردیا جاے اور سالار جنگ کو یہان آپکے پاس پہونچا دیا جاے
احمد خان سے صلح قرار دول نواب شجاع الدولہ نے منظور کرلیا۔ دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ
فرخ آباد کی طرف بڑہے۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونہین پیغام بہیجا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا کیونکہ مین
تمہاری کچہہ مدارات کرنے والا ہون۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون
مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس
صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چہوڑ کر آگے بڑہے
اور کالی ندی اوتر کر اپنے خیمے کہڑے کراے۔ دوسرے روز پہر روانہ ہوے۔ جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اونہون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور
اوسکی تمام فوج صف بادب ہوئے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو دیکھتے ہوئے
گذر گئے۔ اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج میں جو اونکی فوج کی نسبت
زائد سردار فیل نشین تھے۔ نجیب الدولہ نے سلام علیک کی تاکسی نے اوس کا جواب دیا
بڑھکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوئے۔ اور نواب سعد اللہ خان
اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی
نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تو تم پٹھان کے برخلاف تمنے
شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اس کا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے سکرتال
میں مجھپر حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال میں میری مدد کی تھی۔
پھر دوندیخان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتھہ کہا کہ تمنے سالار جنگ کو کیون
قید کر لیا ہے۔ نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر وہ پہلے نواب احمد خان کی
مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو تبلیس کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا۔ بعض کہتے ہین
کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تھی۔ مگر حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتھہ چھوڑونگا۔ آخر تصفیہ اسپر ہوا کہ
شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہئے اس شرط پر کہ احمد خان امراؤ گر کو اپنے
یہان سے علحدہ کر دے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتھہ شجاع الدولہ کے پاس
لیجائین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا۔ جب حافظ
صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اونہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی۔ نواب نے پوچھا
کہ یہ مبارکباد کیسی ہے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری
تیاریون سے شجاع الدولہ نے خوف کھا کر نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کیلئے
بھیجا ہے۔ احمد خان کے پاس صلح کیغرض سے بھیجا ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ
تمہاری راے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون۔ مگر اسبابمین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے
چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکھکر
مائل بہ صلح ہوئے ہین یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جب کبھی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی
بات نہین ہے۔ حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو صحیح

اس وقت سزا دیجا سکتی ہی اوس وقت مین بھی ممکن ہے ۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی
تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی ۔ اب معاملہ صلح کا
ون طے ہوا کہ جو کچھہ طے پایا تہا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور
کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے اعیان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو
کسی حالت مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور یہانون کی حدود سے چلے جائین
نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو ۔ حافظ رحمت خان
نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اون کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ
نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت
سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے
کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین ۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہی
خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا ۔ اور اون سے اجازت حاصل کرون گا ۔ احمد خان نے کچھہ
تعرض نہ کیا ۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوے اور سالار جنگ کو
اپنے ساتھ لیتے گئے ۔ اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے
اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور
بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے ۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت
چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آئے دوسرے
روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت
ہو گئے یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی ۔ لیکن فرح بخش کے مولف
کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بداون سے آگے نہین بڑھے تھے
اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی ۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان
کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت و خون ہوے طرفین نہین رک سکتے ہین تو صلح کرانے کے
لیے خود سوار ہو کر روانہ ہوے ۔ آنولے سے چلکر بداون پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی
بداون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدیجاے
اور اپنی ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی راے سے باہر نہین ہون
مگر دو بندے جانکو پہلے یہان بھیجدینا چاہیے ۔ نواب سعد اللہ خان نے سکرات کی حالت مین

دوندے خان کو لکھا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیز مول [illegible] سے خان
کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹا دیں۔ دوندے خان
انکی تحریر کے بموجب دو تین سرداران روہیلہ کو ساتھ لیکر دریاے گنگ کے ساحل سے کوچ کرکے شجاع
الدولہ کے پاس قنوج میں پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا۔ دوندے
خان نے بادشاہ کی ملازمت بھی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی
طرف سے صاف کرنے میں بہت کوشش کی۔ بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے
حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا۔ اور یہ کہدیا
کہ جسقدر تھانے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اوٹھ گئی ہیں
وہ بٹھا دیے جاویں عنایت خان ملک کے تھانے بٹھاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنو
کرتا
کو گیا اور وہانسے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزوں پر چڑہائی

سنہ ۱۱۷۷ ہجری میں جبکہ انگریزوں نے عظیم آباد کو فتح کرلیا۔ اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان کو
مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب اپنے
سرداروں سے اس باب میں مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور
رویہ سے واقف تھا اونکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ ادہر جانے سے بلکہ خود بدولت
مع متعلقین قلعہ رہتاس میں رہیے اور انگریزونکی مہم میرے سپرد کیجئے کہ فوج منتخب کرکے
انگریزوں سے جنگ کروں اور اونکو مجال آرام اور فرصت نہ دوں عالیجاہ نے آب و ہواے
رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سے اس مصلحت کو ناپسند کیا۔ مرزا نجف خان نے کہا
کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہے تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجیے اور مرہٹوں سے مدد طلب کیجیے
عالیجاہ دوری راہ اور ایسی اجنبیت اور اونکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورے
پر بھی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا۔ ایکدن صبحکو ڈیڑھ لاکھ
روپیے نقد اور پانچ ہاتھی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی تھا
دیکر رخصت کیا۔ اور خود انگریزوں کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرمناسہ پر منزل
گزین ہوا۔ شجاع الدولہ اون دنوں بندیلکھنڈ کے بندوبست میں سرگرم تھے کہ میر
قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بھیجا اوس نے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خان اور مرزا بہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تہا مع دیگر عملہ اور ارکان
دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور اون کو بہت کچہ مال دیکر وسیلہ مستحکم کرکے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ
کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے پہنچنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت
اور استمالت سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تہا چونکہ بادشاہ اور شجاع
الدولہ الہ آباد مین بندیلکھنڈ کے انتظام مین مصروف تہے۔ عالی جاہ بھی حسب الطلب او دہری کو روانہ
ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تہا شجاع الدولہ
دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو لیگئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹنون
کو آراستہ کرکے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کہڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ
استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمایدبھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تہے۔ جب وزیر پہنچے توپ
دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر
بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجاکر آپکا سلام
بادشاہ سی کرادونگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی اکیس کشتیان اور بہت سا جواہر
اور ہاتھی بطور تحفہ کے دئے۔ پہر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے
اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہوکر دونون نواب
اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ اونہون
بھی سعلیہ ملازمون کو حکم دیا تہا کہ بانانی لباس پہن کر دورستہ فوتن ہاتھ مین لیکر دستہ
سرِ دروازہ سی لیکر جہان تک گنجایش ہو کہڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی
اپنی اپنی خدمت پر حاضر تہے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک
استقبال کیا اور عالی جاہ کا ہاتھ پکڑکر اپنی مسند پر برابر بٹہایا اور نہایت اشفاق کے ساتھ
فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمہارے حوالے کرونگا
وزیر کو توقع تہی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود قابض بنگالے ہوجاینگے[۱]
چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکہون
روپئے کی قیمت رکہتی تہی شجاع الدولہ کی مان کے پاس بہیجی اور اوسکو اپنی مان بنایا شجاع الدولہ

---

[۱] دیکہو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہ دہلی۔ ۱۲

بندیلکھنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مدنظر تھا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور رہتی چنانچہ
راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تھی مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے۔ اس سے زیادہ سوچ تک
اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالی جاہ کو بنگالے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ چاہتا
تھا کہ انگریزوں کو قدم جما لینے کی فرصت نملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے ادہر جلد کوچ کرنے
کی خواہش کی تو اونہوں نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار ہے
تو مجھے فرماتے میں جا کر بندیلوں کو مسخر کرلونگا وزیر نے مقبول کر کے رخصت دیا یا عالی جاہ جبا اوپر کر
ملک بندیلکھنڈ میں داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعد داں ہمراہ تھی بینی
بہادر نے پیشتر پہنچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلوں
نے عالی جاہ کی جو جنگی ترتیب ہندوستانی فوجوں کے خلاف دیکھی اسلئے زرواجبی کے ادا کرنے پر
راضی ہوئے اور مرزا نجف خانکے ذریعہ سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ
کے پاس چلا گیا تھا معاملے کا تصفیہ ہوگیا۔ اور وصول زرخراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ
اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنوں انگریزوں نے قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ
کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہماری پاس
آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بھیجیں جب
کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان
رحمت میں مذکور ہے اور بقول مولف سیر المتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی
روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ تفریح الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکھدیا ہے
کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادونکی ساتھ اپنے باپ سے روٹھکر شجاع الدولہ
کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلئے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد میں تھے
جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا
اور خود بھی سوار ہوکر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے
روز یہ تمام فوجیں بنارس کی طرف چلیں۔ سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیوں کا
اتنا ہجوم تھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مگر افسروں کی بے خبری
اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی۔ یعنی لشکر میں ایک دوسرے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا۔ کوئی کسی کا خبر گیر نہ تھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا
بلکہ جان سے بھی جاتا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹھان نے گائے ذبح کی اور اوسکو
اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اوس پٹھان پر حملہ کیا اوسکا
گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچ گئے اور اوس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے
اپنی فوج کے ناگونکو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹھانون
پر گذر ہوا جس کا تین سو ناگے محاصرہ کئے ہوئے پڑے رہے تھے پٹھان اون ناگونکے قتل پر پل پڑے
ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہو کر بھاگ نکلے۔ اس موقع پر ڈھائی سو ناگے کام آئے
پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے۔ اور اخبار حسن مین
کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوئے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر
کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اوسی وقت سوار ہو کر عنایت خان کے ڈیرے
پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ ہمت گر[۵] کو جو گوسائیون اور ناگونکا
سردار تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پہ گئے اور صفائی کرا دی۔ اور یہ قرار پایا کہ آیندہ
سے ناگے پٹھانونکے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوسائیون کا فرقہ ہے جو برہنہ رہتے ہین
یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے ناگا کہلاتے ہین اور اپنی جانون کو فقراے ہنود مین
شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین۔ بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی
کے لئے جمع تھے۔ ماہ رمضان ۱۱۷۸ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم
عالی جاہ بنارس مین داخل ہوئے۔ اس مقام پر راجہ بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے
پاس آیا اور کہا کہ راجہ بلونت سنگھہ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی
مگر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ اب اوسکی استدعا ہے کہ نواب شجاع الدولہ سے آپ اوسکی ملاقات کرا دین
عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس
میرے دربار مین حاضر ہو اسلئے اونہون نے بخوبی اطمینان کر دیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی
بلونت سنگھہ عنایت خان اور بینی بہادر کے اعتماد پر جس کا متوسط سید نور الحسن بلگرامی
ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا۔ لوگ اوسکی دولت کو کروڑون سے

---

۵ گل رحمت مین ہمت گر کے ساتھ امراو گر نام بھی لکھا ہے ۱۲

سمجھا و جتاتے تھے - یہ بھی دو تین ہزار سوار پیادوں کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تھا - مگر جس وقت سرکار وزیر سے خواہش کی طلبی ہوتی تو کہتا تھا کہ جناب عالی خدا کی برابر ہین - جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا - وجہ اس کی یہ تھی کہ پرتھی پت زمیندار پرتاب گڈھ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تھا بنارس مین مدورام نگر کی بنیاد اسی بلونت سنگھ نے قایم کی ہے - اور قلعہ بجے گڑھ مین جو نہایت دشوار گذار پہاڑ پر تھا اپنا خزانہ رکھتا تھا - میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر گنگا سے پار اوترین گے اوس وقت تک کہ ممالک شرقیہ پر قبضہ پاؤنگا دونگا - اب انگریزون اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہو رہے تھے اون سے معلوم ہوتا تھا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جاوے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم ہو جاوے گا - مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنگ کو حکم ہوا کہ کرم ناسے پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے - مگر اسوقت کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تھا کہ اوس کی خدمت گذاری پر کچھہ اعتبار نہ تھا اون مین بغاوت کی بو آتی تھی - اون مین سے سپاہی بھاگ بھاگ کر دشمنون سے جا کر ملتے تھے - اس آتش بغاوت کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تھا کہ موسیٖر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت اور ملازمت مین تھا - میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لئے اون سے وعدہ انعام کیا تھا اوس نے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسپر موسیٖر لاک کا کچھہ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا وہ اپنے سو سوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا - اور وزیر کے پاس پہونچکر اون کا نوکر ہو گیا - انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بھی لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکھانے کا انعام مانگا کچھہ روپیہ انعام اونکو دیا گیا اس سے کچھہ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی - غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری طرف غلے کی قلت تھی - میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی - یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تھین کہ انگریزون نے آگے بڑھکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چھوڑ دیا - اور لشکر اسکے بڑھکر پٹنے مین اولٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا - تینون لشکر یعنی بادشاہ اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس کے معتقد حاضر ہوا کرتے تھے شیخ کے منہ سے کلام سے انگریزونکی ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی - وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی فوجین

نہ انتظام تھا اور نہ قواعددان تھی کہی شیخ کہتے تھے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا
منزل گردی کرکے عنقریب لوٹ آئینگے - بہرحال دریاے گنگا پر کشتیوں کا پل باندھکر عبور کیا اور
تھوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تھا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری
جگہہ حرکت کررہا تھا جو کچھہ دار السلطنت شاہجہان آباد مین کہ اوس وقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ
تھا میسر تھا - وہ اس لشکر مین بھی موجود تھا - بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے
اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین - کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندھکر کھڑے
ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہی - اگر وہ سو ہزار ہون تو بجاے ہزارون کے مقابلے
مین عہدہ برا نہین ہوسکتی - چونکہ مدت سے چپاولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب نے
بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد اور سرداران جانفشان منتخب
ہمراہ لیجئے اور عورتون کو مع بھیر اور بنگاہ کے اس جگہہ چھوڑئے باقی فوج سے گذر کر بے اسکے
کہ حضور کی شہرت ہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اس وقت گھبرا کر بکسر سے جاتی ہے دھاوا کرنا چاہئے
اول جسے قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہون اونپر چڑھائی کرنا چاہئے - اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی
فتح حاصل ہوئی ورنہ جو لین اونکو تباہ کرنا چاہئے - اور پسماندہ اسباب جلاکے اونکے توپون اور
باربرداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام رسدوالون کا تعاقب کرنا چاہئے - اور رات کو ایسی جگہ مقام
کرنا چاہئے جہان شبخون کا اندیشہ ہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک پیچھا کئے جائے - اگر اس رہروی مین
انکا خاتمہ ہوا بہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہئے - بلکہ شہر ام بھیجکر زبردست فوج کے
مقام کیجئے اور کچھہ فوج کو نہایت لایق اور بہادر سردارونکی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ
کے مقامات سے گنگا کا عبور کراکے اوس کو مامور کیجئے اور ہر ضلع کے لئے حکام لایق اور ایماندار
مقرر کرکے اونکو وہان بھیجئے اور اونکو تاکید کردیجئے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ
پہنچا مین اور محالات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتھہ کرین تاکہ زمینداروں اور رعایا کی
تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہوگا دخل کرلینا چاہئے
اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بھیجکر اوسی طرح اودہر بھی حاکم مقرر کرنا چاہئے اور یہ دونون
فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئے
اور جسطرف سے ملاح لئے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد
کے قلعہ مین داخل ہونے نپائے اس صورت مین انگریزونکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی - اور

بجز کلکتہ کو بہاگنے اور قلعہ عظیم آباد چہوڑنے کے دوسری تدبیر نہ کر سکینگے - بعد ازان جو کچہہ مناسب ہوعمل فرمائیگا - وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت نہایت مناسب تھی پسند نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچہہ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اوسے ہرگز نہ سنتے - چونکہ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے آپ کو اونکی مقلد ولتین سے جانتے تہے اور جواب دیتے تھے کہ جنگ کو میری راے اور سلیقہ پر چہوڑنا چاہئے - شجاع الدولہ کی سپاہ کی تجزاری کی اوسوقت مین شہرت بھی بہت تھی - شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالی جاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوشوقت منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے - اور اونکی لشکر کے غارت گرنشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس تک آبادی کا نشان باقی نہ رکہتے تہے - عامہ خلایق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر اور بادشاہ کے دروسے خوش تہے اوسی قدر عاجز ہوکر انگریزونکی فتح کے لئے دعا مانگنے لگے - کیونکہ انگریزون کے ہاتھ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تہا - اور کسی شخص کو ضرر نہین پہنچتا تہا -

سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہی کہ جب یہ لشکر کنارے دریاے سوہن کے کنارے پہونچا بندہ چونکہ مدت سے اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تہا چوپاسے مین سوار ہوکر دوتین خدمتگار اور اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا - جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دوتین آدمیون اور باربرداری کے چہوڑکر آپ آگے کو بڑہ گیا - موضع شیخ پورہ مین جہانکے رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سے گانون کو خالی کر کے بہاگ گئے تہے پہنچا اثناے راہ مین نظر آیا گہوڑونکا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گہوڑے کہانسے آئے آدمی کیونکر پہنچے اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین - غیر مشتبہ کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تہا کہ گرد و غبار اور اوسمین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی - بعد اس کے دیکہا کہ ہزارون اور قریب دوتین سو سوار مغل اور افغان درانی جو وزیر کے ملازم تہے اونکے پیچہے چلے آتے ہین بندہ سے کو اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلئے دلمین یہ قرار دیا کہ ابھی وہ مین شاید مجہے نہ دیکہا ہوگا - کنارہ دریا سے اوترکر نیچے کی طرف سے ریگ سوہن مین ہوکر اپنے ملک کو چلا جانا ہے - کہارونکو حکم دیا یہ لوگ ہمارے نوکر تہے اونکے جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکہا ہی - اونہون نے بھی ہمین ضرور دیکہا ہوگا اگر ہمکو ہماری نامردی پر خیال کر کے زیادہ دلیر ہونگے - پس مناسب تر ہی کہ انکے درمیان مین دلیری کے ساتھہ جاتے ہے - بندہ نے سمجہا کہ سچ کہتا ہے - اوسکی صلاح کو پسند کیا - جب پاس

پہنچ گئے ایک شخص نے صف سے باہر نکل کر بندوق کے توڑے کو گھوڑے پر رکھکر میری طرف فیر
کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے۔ بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے
وزیرالممالک نے سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو دامن قلعہ رہتاس میں
رہتا ہے بھیجا ہے۔ وہان کو جاتا ہون۔ اوس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے میں نے جواب دیا کہ میرا
رفیق ہے اور میری باربرداری پیچھے آتی ہے۔ یہ کہکر روانہ ہوا اوس نے میری دلیری کا جواب سنکر
میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف میں لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے
کچھ تعرض نہ کیا بعد اس کے نصف میل پر ایک دستہ ملا۔ مگر اوس نے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی چارون طرف
گانوون میں آگ لگی ہوئی اور دہوان چھایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل راہ طے کر کے موضع مہوا میں
پہنچے تو گانون کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ آگے بھی لشکر کی
قدم بڑہے جواب دیا کہ یہین تک آئے ہیں۔ اور گانون کو لوٹ مار کر جلا دیا ہے اور تمام مویشی اور سامان
لیگئے ہیں۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات میں خبر پہنچا دو کل وہ یہان سے بھی آگے کو جاینگے
تھوڑی دیر وہان ٹہیر کر آگے روانہ ہوئے۔ انگریزون اور میر جعفر نے عظیم آباد میں پہونچکر یہ
انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لئے چند کوس اردل سے آگے بڑہایا مگر اپنی
فوج کو مقابل نہ سمجھکر قلعہ میں واپس آئے۔ اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑہا دین اور خود نیچا
پہاڑی کی سد پر جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے تیار ہوئی تھی ٹہیرے
اور یہان مورچے بنائے اور ایک توپ بھی نیچا پہاڑی کے ٹیلے پر چڑہائی اور میر جعفر کو مع ہمراہیان
ہندوستانی کے سد مذکور پر شہر سے جنوب رویہ جگہہ دی اور اپنی چند کمپنیان تلنگونکی اوسکی
محافظت پر چھوڑین گویا میر جعفر خان انگریزونکی مدد پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے
دریاے سون کے کنارے کنارے کوچ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدہا راستہ چھوڑکر
پہلواڑی میں جو عظیم آباد سے چار کوس پر ہے ڈیرا ڈالا اس مقام میں کثرت سے کنوین تھے۔ مگر پھر بھی
پانی کی قلت تھی اسلئے اور بھی کنوین بنواے ایک روز پہلواڑی میں آرام کرکے دوسرے روز
جنگ کے واسطے مع عالی جاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اونکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہو سکنا۔ بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی میں توقف کرنا

۳ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۱ - ذی قعدہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کی مانند بیحساب تھی سوار ہوکر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے اس جنگ میں اونہون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھہ کو میمنہ پر رکھا اور عنایت خان اور انوپگیر ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[۱] وامراؤ گر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بمیان عیسی اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول مین متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر معظم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر میمونی اور کراجی بیگخان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین کھڑے ہوئے اور بینی بہادر کے سیدہے ہاتھ کی طرف اوسی ہی تخمینا ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی فوج جمائے اوسکے ساتھہ پانچ پلٹنین شمرو کی ماتحتی مین مع توپوں کے انگریزی قطع پر جھماق وار بندوقون کے ساتھ آراستہ موجود تھین اور پانچ چھہ ہزار سوار بھی تھے - قاسم علی خان کی فوج بیچا پہاڑی کے مقابل جدہر جعفر خان کا مورچہ واقع تہا اوس سے ایک گوشے کے اوپر کھڑی ہوئی تھی - اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچھے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑہنے لگے - شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان مرحوم کے باغ کے پاس نمایان ہوئے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور جدہر مع فوج کے عبارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی - انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تہا - اور کئی لوگ زخمی ہوئے - اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذرکر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تہا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بھیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا - ظہر کے وقت گوشائیون نے حملہ کیا - مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑہنے دیا

---

[۱] بعض تاریخون مین اسکا یہان نام لکھا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکھا گیا - ۱۲

دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دباوا کیا۔ انگریزون نے بندوقون کی باڑہین
مارکر توپون سے گراپ مارے۔ اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے
اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی
تمام فوج نے حملہ کیا۔ اور جلادت دکھائی یہانتک کہ انگریزی صفون تک پہنچکر اونمین
اضطراب ڈالدیا۔ تھوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھہ آگئے جن کے ڈھول اور
طنبور چھین لئے۔ مگر اونہون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑہین مارتے رہے جس کی
تاب فوج وزیر کو نہوتی۔ اور سب کا منہ پہر گیا۔ لیکن بلونت سنگھہ اور بینی بہادر اپنی
اپنی جگہون پر قایم رہے۔ شیخ دین محمد پسر مہتاب شیخ مجاہد اور اوس کا بیٹا محمد شاہ
مارے گئے۔ اور اب تک پچھوا ہوا چلتی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی۔ اور اوس کے جھونکے
لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سناتا بندہا۔ اوسوقت
سب نے دیکہا کہ تیسری باڑہ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑہالائی
وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بہیجکر اوس کے تساہل اور
عدم پرسش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھنے
کا وقت نہین ہے۔ کل تدارک مافات کیا جائے گا۔* گل رحمت مین لکہاہے کہ
عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہنچکر ایک نشیب مین گہوڑے سے اوترگیا تہا
اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تہا۔ جبکہ انگریزی توپونکی آتشباری
سے ناگون کا منہ پہر گیا۔ تو مغلیہ سوارون کی ہمت آگے بڑہنے کو نہ ہوی۔ عنایت خان
نے کئی بار کہلا بہیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین اودہر سے مین حملہ کرون۔ اور شجاع الدولہ
نے بھی بہت کوشش کی۔ لیکن سواران مغلیہ نے دہاوا نہ کیا۔ بلکہ پہلواڑی کی طرف
جہان کیمپ قایم تہا بہاگنے لگے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا
کہ میری راے مین پھلواڑی کو چلنا چاہئے۔ عنایت خان بھی مجبور ہوکر دو گہڑی مین
رہے اپنی جگہ سے چلا آیا۔ اور کئی بھاری توپین جو سپاہ مغلیہ سے چھوٹ گئی
تہین وہ اپنے ساتہہ پہلواڑی کو لے گیا۔ اودہر عالی جاہ نے شمرو کو

* دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

واپسی کی اطلاع دیکر بلا لیا۔ شجاع الدولہ اوس سے بیشتر پہنچ گئے تھے۔ عالی جاہ نے نصف
راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوگئی۔ انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے۔ نکلا
جب معلوم ہوا کہ عالی جاہ ادہر کھڑا ہے چونکہ انگریزون کو اوس سے سخت عداوت تھی ایک
باڑھ ماری جو سست لوگ پیچھے رہگئے تھے۔ وہ جسارت کو دیکھکر بھاگ نکلے۔ دوسرے روز
صبح کو پھر وزیر کے حادثے کی خبر مشہور ہوئی۔ لیکن ظہور مین نہ آیا۔ بعد دو روز کے یہ خبر اوڑی کہ
وزیر کے دنبل نکل آیا ہے۔ اور بعض کہتے تھے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تھی جسکی شہرت
دنبل کے نام سے کردی۔ شفایابی کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریا سے
پن پت کے پاس کیمپ قایم کیا۔ پھر روزانہ خبرین اوڑا کرتی تھین کبھی یہ خبر مشہور ہوتی کہ یہ
جعفر خان کے مورچہ کی طرف یورش ہوگی کبھی شہر کے مغربی طرف سے دانا پور کے [illegible]
تھی اور وزیر چند سوار لیکے ہمراہ اپنے قاعدے کے مطابق شہر مورچون مین گشت کرتے تھے۔

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے بال بال بچ جانا۔

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالی جاہ کا نوکر تھا۔ لیکن اوس سے
علیحدہ ہوکر انگریزون سے متفق ہوگیا تھا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گئے تو
تھے اور چند پہرے تلنگون کے بھی ہمراہ تھے۔ وزیر اس وقت نہایت بے پروائی سے تھوڑے سے
کے ساتھ جنگل مین پھر رہے تھے۔ انگریزون کی جماعت کا ادہر سے مقابلہ ہوگیا۔
پریشانی ہونے لگی۔ گولیاں اور تیر بطور قراول کے چلنے لگے۔ جب یہ دونون جماعتین کسی قدر نزدیک
ہوئین تو مہدی علیخان نے وزیر کو پہچانا کہ پہرہ کا رنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تھا کہدیا کہ یہ
شجاع الدولہ ہے اوس نے بہت عجلت سے دوسری فوج طلب کی۔ اور آپ وزیر سے
مقابلہ کرتا رہا۔ جب نئی فوج حصار مین سے نکلی تو وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین
خبر پہونچائی کہ وزیر انگریزون کے جنگل مین پھنسا چاہتے ہین ادہر وزیر نے اپنی گرفتاری کے
طرف سے اس مہلکہ سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے واپس ہوکر اوس گرفتاری
سے بچ گئے۔ لیکن جب خبر لشکر مین گئی۔ عجب انقلاب برپا ہوا۔ عالی جاہ نے رفیقون
اور کل طرف سے وزیر کے حسب قدر کہ حاضر ہو سکے جلد مدد کو جا پہونچا۔

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جاکر چھاونی ڈالنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون کے ساتھہ صلح کی گفتگو شروع کی۔ انگریزون کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کرین۔ اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبہ بہار جدا ہو جاے اس لئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا۔ اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاونی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر مین چلے گئے یہ مقام ہے جو عظیم آباد کے متعلق دریاے گنگا کے کنارے غازیپور کے مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بلونت سنگہ کے تحت مین تھا۔ جو وزیر کا خراج گذار تھا۔ برسات کا موسم آگیا تھا اسلئے وزیر نے پٹنے کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھہ کرنا ہوگا کیا جائیگا[سلہ] اور عماد الملک رخصت ہوکر روہیلکھنڈ کو چلا گیا۔ حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہہ اس کے پٹنہ مین واپس آنے پر اعتراض کیا۔ غلام حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے۔ چونکہ ان سے اور بعض انگریزون خصوصاً ڈاکٹر فلرٹن سے اول سے ہی دوستی تھی لہذا ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے۔ اور اونمین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کردے۔ غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ صورت ظہور مین آجاے تو انگریز بہت ممنون ہونگے۔ وزیر کا حال معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دور ہے اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہو جانا مصلحت کے مناسب ہے۔ پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو اونسے شقہ لکھوا دیجئے۔ سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ جنبانی کیا چونکہ بادشاہ بسبب خود سری وزیر کے اوسکے پاس رہنے سے رنجیدہ تھے فوراً راضی ہوے۔ ایک شقہ اپنے ہاتھہ سے لکھہ دیا۔ اور اوس مین یہ بھی تحریر کردیا کہ جو شقہ غلام حسین کی معرفت پہنچے قابل اعتبار ہے۔ اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہنچے تو سمجھنا چاہئے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

[سلہ] یہ الہ آباد کو نہین گئے تھے۔ مولف ماریلاسر اکی غلطی ہو کہ اوس نے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد کو ہٹ گئے اور جاڑے مین واپس آکر انگریزون سے بکسر مین لڑے ۱۲

سے یہ بھی کہدا کہ شتاب رائے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نکرے - یہ شقہ حاصل کرکے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا - اتفاق وقت کو دیکھئے کہ اوس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن اور میجر کارنگ سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہوگئی - جب غلام حسین بادشاہ کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنگ کو مطلع کر کے اوس سے محافظوں کے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کر کے بہیجی - غلام حسین جب ڈاکٹر کے گہر پہونچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا - غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید کر دی کہ اس شقے کا مضمون سادہو رام کو جو شتاب رائے کا وکیل تہا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور منیر الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی ڈاکٹر نے کہا مین حتی الوسع اخفا مین کوشش کرونگا لیکن میری رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے - غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین کو طلب کیا - اور میر جعفر خان کو بھی بلایا - اور پچھلے دن مین غلام حسین اور ڈاکٹر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی - اور شقہ دیا اوسنے شقے کو سر پر رکہہ کر کہولا اور تنہائی مین میر جعفر خان اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون سے مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حالت مین تم اونکی ایلچی گری نہین کر سکتے - اور برخلاف ڈاکٹر کے اور بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادہو رام کو طلب کر کے شقے کے مضمون سے مطلع کر دیا - اور اوس نے اوسکی نقل کر کے راجہ شتاب رائے کے پاس بہیج دی - اور میجر نے غلام حسین کو رخصت کر کے شقے کے جواب مین عرضداشت لکھی - غلام حسین نے اوس کے مضمون کو بہ نظر کر کے بادشاہی جاسوسونکی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوا دی -

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تہا کہ گیارہ لاکہہ روپیہ ماہوار وہ اونکو ممالک مشرقیہ پر قبضہ پانے تک دیتا رہیگا - عالی جاہ نے دیکہا کہ بسبب قلت روپیہ اور تقاضائے وزیر کے سر مہینے مین اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے - اسلئے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجہکو مرشد آباد کی جانب رخصت فرمائیے تاکہ وہان جاکر عمل و دخل انگریزی مین خلل اندازی کرون - بالفعل اونکی فوج کیل کم ہے نہایت مشوش ہو[illegible] اور اوس [illegible] جتنے آدمی وزیر کے زیر تحصیل حاصل

کرون چونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپکے دوسرے متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تھا وزیر نے کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپکے در دولت کے اور جاے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہیکہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت کرو اور بطور اوّل کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضایقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر نمود و نمود کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کے عمال جاوین وہان کیلئے سزاول بھی ہمراہ ہون - جو تحقیقی ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عاید ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہی - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آبروے سلطنت رہے وزیر مین گو قوت متخیلہ نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوتے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا - اور لہو و لعب مین مصروف ہوتے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانسامان میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے ساز و باز پیدا کر لیا تھا اور ایک بار ترک لباس کرکے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے دیرینے پر جاکر نئی پوشاک پہنوائی - لیکن اس رنجش بوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا - اکثر عالیجاہ رنجش پیدا کرتا رہتا تھا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بدمزہ ہوکر اپنے دربار مین اوسکی شکایت کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پیچ دیکھا تھا وہ ہمارے یہان تھا شاید میر سلیمان نے اوس کو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار تھا - فلان انگوٹھی فلان شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور وہ کو عالیجاہ کی طرف سے کدورت

ملہ دیکھو سیر المتاخرین ۲، کلہ دیکھو سیر المتاخرین -

بڑھتی تھی - یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکریے اوٹھ کر مرزا پہلو اور علی بیگ تاتان
لشکری ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹھہر گیا - اس واقعہ سے پانچ چھہ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے
اوس رزمعاہدہ کا تقاضا کرایا - عالی جاہ نے تنگدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی
ناہنجاری بیان کرتا رہتا تھا - علی ابراہیم خان اوس کو منع کرتا تھا - اور میر الو وغیرہ جو عالیجاہ کے
نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھے ان باتون کو وزیر کے گوش گذار کرکے اونکی طبیعت خفا کو
ٹھہر کاتے تھے - آخر کار وزیر نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے
ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین - آپ جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و
جواب کے لئے وزیر کے پاس بھیجا - اوس نے وزیر کی خدمت مین پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ بامید
اعانت حاضر ہوا تھا - جو کچھہ میسر تھا اوس کے پہنچانے مین دریغ نہین کیا اب تہیدست ہوا در تقاضائے
بادشاہ موجب ہی - جنابعالی ہی بہا - کو حساب سمجھنے کے لئے حکم صادر فرماین جو اوس کے ذمے
برآمد ہوگا - اوس کے ادا کرنے مین قاصر نہوگا - اور اگر محصل بموجب ہوا سید وار ضمانت ہے -
وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین - مینے بہادر کون ہوتا ہی
ہم کل سکار لو جاتے ہین - بادشاہ کو اختیار حاصل ہی جو چاہین کرین اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو
پہنچا دیا - اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہئے -
نہین تو وہان خود پہنچ جاکر کہنا چاہئے کہ ہم آپکی توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچھہ چاہے کیجئے -

عالی جاہ کا پوشاک امیری اتارکر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح کے سے سمجھے دوسرے روز ۱۰ ذیحجہ
۱۱۷۲ ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا ترک کرکے صحن خیمہ مین بوریا بچھاکر بیٹھا -
اور اوسکی بیس مصاحب جو ہمیشہ بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کی ساتھ
ہوگئے - جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی موافقت مین
بدنامی کا موجب تھا اسلئے دسوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذرخواہی کے لئے علی بہاب خان کو
اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کیطرف سے جو صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

۱؎ دیکھو سیر المتاخرین صفحہ ۵۸ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

بھیجی تھی اوس نے پہنچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کئے عالیجاہ کو
بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا - علی ابراہیم خان نے گو تبدیل
لباس نہ کیا تھا - مگر بدگویون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھ کر اوراسی طرح چلکے کپڑے
پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان
اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا - عالی جاہ نے کہا کہ اس
لباس سے وزیر کی پاس جاوگے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس
لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی - اور اوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین
پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کر کے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگو سے
سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو ہمنے ظاہر کر دیا - اوسکی تدبیر
معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کر کے مجھے بدنام کرنا - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے
پاس بامید عنایت اپنا خاندا امید سمجھکر آئے ہین - جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا
چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی - اور حضور نے اوس مین کدکی ناچار دنیا سے ہاتھ
اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علیحدہ
ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے
بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل رزنایت کیجیے - اور علی ابراہیم خان
راضی ہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا - بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے
دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا کہ دونون طرف گفتگو سخت ہی - وزیر نے علی ابراہیم خان
کو اپنے حق کے خیمے مین بلاکر جو کچھہ معلوم کرنا تھا دریافت کیا - اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم
خان مین سوال و جواب ہوتے تھے سُنتے - بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے جو عالی جاہ نے
اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ
لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے - اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے - وزیر نے کہا ہم
بخوبی سمجھہ گئے تم جاکر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین - علی ابراہیم خان نے یہان سے
جاکر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کئے - اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ابھی یہ گفتگو
ختم ہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے - اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس
درویشی کو دور فرمائیے - اور لباس زو رستہ مثل سابق کے پہنئے - عالی جاہ نے منظور نہ فرمایا
اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی - ؛

وزیر کے اشارے سے شمرو نکحرام کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنون کو تیار کرکے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لئے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہان سکہ رایج کہان تہا اشرفیان اندست منگوا کرو لاوین اس ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہین ہے۔ سپاہیان پلٹن اور توپ خانے کے عملے کو برطرف کرکے توپین اور حفاظتی بندوقین خاص ماتی مین داخل کرو صرف دو پلٹنین رکھ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے مل گیا تہا جواب دیا کہ اب توپین اور بندوقین اوسکی ہین جس کے پاس ہین اور وہ السے توپخانہ اور پلٹنین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنہون نے اوسکو نوکر رکھ لیا۔ یہ شخص اصل جرمنی کا رہنے والا تہا اول تو یہ فرانسیسون کی سپاہ مین ایک سارجنٹ تھا پھر نواب قاسم علی خان عالی جاہ کے ہان فوج کا عہدہ دار بن گیا تہا۔

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موسئیر لاک فرانسیس جو پہلے عالی جاہ کا نوکر تہا۔ اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تہا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکہتا تہا پانچ چھ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو آوے گی۔ خدا جانے اوسوقت کی کوار وگیر مین تم پر کیا گذرے۔ اسلئے مین یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہون۔ انکی وجہ سے کوئی تمسے معترض نہو سکے گا علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جبکہ عالی جاہ بلا مین مبتلا ہوگا تو بندہ بھی کسی کی حفاظت نہین چاہتا۔ دوسرے روز پہر دن چڑہے وزیر کی فوج تیار ہوکر عالی جاہ کے خیمون کی طرف آئی۔ جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موسئیر لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل کی باتون کا اعادہ کیا۔ اوس نے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیمون کو گہیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانون پر بندوبست قایم کرلیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تہا وہ عالی جاہ کے خیمے مین گیا۔ اور اوس کو ہاتھی پر سوار کرا کے خود خواصی مین بیٹھ کر اپنے لشکر مین لیگیا اور ایک خاص مقام مین قید کردیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے۔ اور اوسکو حراست مین لے لیا۔ علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تہا۔ سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب اور اعلے ارکان وزیر سے مل گئے تھے۔ مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے قید ہوکر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تہے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو۔ اوس نے تہوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت مین لکھ بہیجا اوس وقت وزیر محلسرا مین تھے۔ حرم سرا کے وزیر کی محافظ جو عورتین تہین وہ اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تہین جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی جان کا پاس دلوا لیکر گیا تہا۔ علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا کیا تھا اون عورتون نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئین۔ اور عرضی وزیر کو پہونچا دی۔ خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارونکو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بے ادبی نہ کرین۔ اور عرضی پر لکہا آپ سے تعرض نہین چند امور آپسے دریافت کرنا ہین وہ بھی بہ نرمی۔ دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسے کے نام سے مشہور رہتا علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمھین وزیر طلب کرتے ہین۔ علی ابراہیم خان کرتہ اور دستار سے پالکی مین سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا۔ سواران ہمراہی کہ سفلہ مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی محبس عالی جاہ کی جانب لیجاتے۔ اور کبھی کسی اور طرف۔ جب کئی مرتبہ ایسی حرکت ہوئی۔ خان مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیجکر کہلایا کہ ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین۔ جہان حکم ہو پہونچا دین۔ اوس نے ایک آدمی بھیجکر سوارونکو تہدید کی۔ اور اونکو کہلایا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لے آئین۔ وہ سوار اون کو بُرا بھلا کہتا ہوا وہان آیا۔ اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس دیوانخانے مین جہان بیٹھے مرزا مانی کا مکتب تہا لے گیا۔ اور وہان سے وزیر کے حضور مین لے گئے۔ اوسوقت سہیل علی خان خواجہ سرا داروغہ فیل خانہ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالی جاہ وزیر کے سامنے کہڑے تھے۔ علی ابراہیم خان نے حضور مین پہونچکر ایک اشرفی نذر دکہائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا بیچ میان اور شجاع قلی خان اور یاقوت خان ناظر بھی جو خان مذکور کو لیکر گئے تھے۔ وزیر کسال

رعونت[1] سے سر پر اراستہ علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ کون صاحب ہیں قاسم
خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ حواس سے بیجا پہاڑی کی لڑائی کے روز شمرو سے کہا کہ جس وقت
بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہمسر فیر کرے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی
خبر نہیں افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی نیز الملک سے اوسکی سفارش کے لئے ادہر
قدم رنجہ کیا اور وہ آپکے حق میں ایسا تجویز کرے وزیر نے آشفتہ ہو کر کہا کیا میں دروغگو ہوں شمرو کو
طلب کر کے مقابلہ کرا دوں۔ علی ابراہیم خان نے آزردہ ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنی مخبری بیان
کی ہے۔ آپ کو جھوٹا نہیں بتاتا ہوں اور اگر آپنے شمرو کے معاملہ کو دیا یا اسوقت میں عالیجاہ کا وہ
مرتبہ نہیں رہا اب شمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہوگا وزیر نے خجل ہو کر بکمال دلداری کہا
کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو۔ مگر عالیجاہ تم سے بہت بدظن تھا۔ اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنے
دربار میں میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس لیکن تم جیسے
کہ تم جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیوں بدظن ہوا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ میں نے اوسکی
خدمت میں کوئی قصور نہیں کیا۔ مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رہا یہ تھا اوسکے
رفقا کہتے تھے کہ مرہٹوں کے پاس کمک کی استدعا کے لئے جانا چاہئے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو
اصرار کرتا تھا۔ کیونکہ میری نظر میں آپکے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن وپناہ عالی جاہ
کے لئے نہ تھی۔ وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کر سکے۔ حرم سرا کی جانب
چلدئے۔ مقربین نے دروازے تک مشایعت کر کے سلام گذارش کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان
کی طرف اشارہ کر کے کچھ اپنے مقربین سے کہا شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے
مکتب میں لے گئے۔ اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہیں کہ تمھیں اپنا مصاحب بنائیں اور حکم
دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب جو کچھ جاتا رہا ہے وہ جاسوس تلاش کر کے واپس دیں۔ چنانچہ وہ سب
مال و اسباب آگیا ہے۔ اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے
ڈیرہ کھڑا کیا جائے۔ اور وزیر نے فرمایا ہے کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اوس کے رازدار ہو جن
رفقا سے عالی جاہ کی حیات کا مال تباہ ہو کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور
عالی جاہ کی امانت کا حال ابتک نہیں کھلا وزیر کہتے ہیں کہ عالیجاہ سے چالیس ہزار اشرفیاں

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

تھی ہے حوالے کی ہیں - اگر بات واقعی ہی تو جس کے پاس تمنے رکھدی ہین اوس کا حال بتاؤ
اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتادینے سے وزیر کی مہربانی بہت زیادہ ہوگی
علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک ایسی باتین نہ ... سے دریافت ہنین کی ہین اگر
آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ مجھکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شتنو سنگھ ہرکارے کو
ہ سکڑون کا خون کر دیا تھا اور سنبرو کی مونچھ کا بال ہو رہا تھا اوران اشرفیون کا حال بھی
اوسنے بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کھڑا کیا - علی ابراہیم خان
نے جو جواب دیا تھا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بندھی تھی - اور جا کر شجاع الدولہ سے عرض
کرا دیا تھا کہ اشرفیون کے حصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے
کہنا شروع کیا کہ آبدار خانے سے جواہر خانے تک سب وجنس سنبرو کے بھرونکے سپرد تھا لاکھون
اشرفیان اوس کی حوالے ہوتی تھین مگر وہ سرکار مین نہین بھیجین - لوگ شتنو سنگھ کیطرف متوجہ ہوے
اوسنے انکار کر کے کہا کہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد
اور امین ہو ... اصل ہو تو ایک سپاہی بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی مبنی بہادر اس بات
کو سنکر ... کے دروازہ پر گیا - اور سب کیفیت وزیر کو کہلا بھیجی اور یہ بھی عرض کرایا کہ جو شخص
جواہر ... اور وہ سنبرو کی نادانی ثابت کری اوس سے معارضہ کرانا بجز ندامت اور
تنبیہ کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے
شجاع قلی ... کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے گرد مین
آرام نہیں ملیگا اگر ... کے آپکی چھاونی مین جگہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حد سرا کے
دروازہ ... جا کر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر ٹھیرایا اور بہت حافظ کرتا رہا - ڈیڑھ مہینے
تک کہ زندہ رہا لوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نہ چھوڑا - عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سرایان وغیرہ
ملازمین کی کوشش سی معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسیقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سی
... شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بھیجدیا تھا وہ ضبطی سے محفوظ رہا -
اس ضبطی مال مین وزیر نے دنیا بھی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کھیت ایک کوڑی
بھی معلوم ہوتی تو لے لیتے[1] - اگرچہ وزیر نے وہ وفاداری جو بشرط استواری اہل ایمان ہی خود اسکی

---

[1] دیکھو تاریخ ہند مولفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب ۱۲

ساتھ نہین کی مگر یہ اونکی بڑے درجے کی فتوت اور مروت تھی کہ ہر چند انگریزون نے بار بار بادشاہ ار
اونسے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکی حوالے کرین۔ مگر بادشاہ نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے
ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لیے روانہ ہونا اور وہانسے نامراد واپس آنا

جبکہ عالیجاہ اسیر جاہ ادبار رہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا۔ اور
شجاع الدولہ کے مقربونکے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہمل وہانکے
قلعہ دار میرے متوسلونمین ہین اور وہانکا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اوس قلعہ
پر وزیر کا قبضہ کرا دون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین رہتے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے
اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہمل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے
لکھوادے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال سے رہتاس کو گیا۔ ادہر میجر منرو نے جو
انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مولف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بھیجا
جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاتے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو
غلام حسین ساہمل کے ساتھ پہلے سے احسان کرچکا تھا اور ساہمل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے
قریب رہتے تھے۔ غلام حسین نے یہ راز ساہمل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا بخت بیدار ہے
بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کردو تاکہ تمہارے اور تمہاری
اولاد کے حق مین بہتری ہو۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی
گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ
کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلوا لو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ میں انگریزون کی
اطمینان کے لیے دستخط کرا دو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح کاری سے
منگالی۔ اور ساہمل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا لئے۔ چنانچہ وہ قلعہ انگریزونکے
قبضے مین آگیا۔ میر سلیمان انگریزی فوجکے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اور شجاع الدولہ
سے غلام حسین کی برائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر مین شجاع الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور وزیر کی فوج مین شکست پانا

میجر کارنک کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی مین بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیے۔ وزیر[٥٤] کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھہ فکر سرانجام حرب وجنگ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تھی۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزون کے انتظام کی خبر نہ تھی جو خبر کہ لیتا۔ کیونکہ اوڑانا یہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین با طمینان سیر و شکار کو آتے تھے۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے ندی تھوڑے سے دریائے گنگا تک تیار کرائے تھے اور اوسی کی پناہ مین لڑنے کا ارادہ تھا۔ ١٥ ستمبر کو انگریزی لشکرون کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیون سے وزیر سے جنگ کے لئے چلین ابھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریائے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہین۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔ دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کیطرف سے پرگنہ بھٹا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزون کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجین ادھر پہنچنے لگین تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی وچپاولی پر بھیجا جس پر انگریزی لشکر نے گولے مار کر ہٹا دیا اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی۔ چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثنائے راہ مین بعض جگہہ دلدل مین وہ توپ ایسی پہنس گئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر مین واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر مین پڑا ہوا تھا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا۔ اور ٢٢ اکتوبر ١٧٦٤ء کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آ کر خیمہ زن ہوا وہ جھیل دونون لشکرونکے درمیان مین واقع تھی۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹھہری تھی انگریزون نے جاسوسون کو شجاع الدولہ کے لشکر مین بھیجا کہ جا کر خبر لائین۔ مگر جب وہ آدہی رات تک

---

٥٤ سیر المتاخرین مین بیان ذیل دیکھو ١٢

واپس نہ گیئ تو میجر صاحب کو یہ یقین ہوا کہ وہ دشمنونکے پنجے مین گرفتار ہوگیئ اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹہیرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستورات خانہ و خزانہ کو دور بھیجدیا ہی - تو بھاگا چلا آتا ہے - مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان رچون ہی کے اندر ہین - اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت دشمنو نپر نہین ہے وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی حد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر نکلے موسیرلاک اور سمرو آٹھہ توپ ولایتی اور آٹھ پلٹن تلنگو کے ساتھ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھہ سات ہزار پیادہ و سوار کی معین ہوا - اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر بیٹھے اور راجہ بینی بہادر دست چپ پر دریاے گنگا کے کنارے کنتھدون سے متصل قایم ہوا - توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین سے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دہاوا کیا - درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیو نپر ٹوٹ پڑے - اوسکی بہیر اور لشکرگاہ کو خوب قتل و غارت کیا سمرو اور موسیرلاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہوگئی میجر منرو اوسوقت جھیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دہاوا نہین کرسکتا تھا اوس نے تھوڑی فوج گنگا کیطرف روانہ کی جسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے کنتھدون کی آڑمین چھپے ہوئے تھے - انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پہنچے تو حویلیونکی آڑسے اون تلنگون نے باڑھین مارنا شروع کین شیخ غلام قادرکو اسوقت خبر ہوئی تو سخت مقابلہ ہوا - جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخزادے بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے - چونکہ دفعتاً اونپر باڑھین پڑنے لگی تھین اونکا جواب پورا نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشباری نے ان کا کام تمام کردیا - شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بھاگ نکلے - اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے - خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے - بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا - غالب خان مع اپنے بیٹے وحیدالدین خان کے پیادہ ہوکر پیرتا بینی بہادر کو جان دیتا گوا ہوا میدان سے منہ پھیرا - میر وحیدالدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا - غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھکر خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا ؎

حوادر فتنش گشت آگہ سپاہ گریزان برفتند زآوردگاہ

چنان لشکر کش و آن انجمن | پراگندگی یافت از جید تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسیٰ کا موشیر لاک اور شمرو کے عقب سے نکلکر دونوں فوجوں کے درمیان میں حائل ہو جانا اسوجہ وزیر کی فوجکے انتظام میں برہمی پڑکر با وجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگوں اور شہزادوں اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقوں کی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکے ساتھیوں نے جسارت کر کے دشمنوں پر حملہ کیا ہی۔ اگر اونہوں نے لڑائی فتح کر لی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہو گی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمیں جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ شمرو اور موشیر لاک عقب سے نکلکر آگے بڑہا۔ رد برو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہو گیا اس کے علاوہ انگریزوں کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑہانے کی مجال ہوتی۔ اوس کے ساتھ چھ سات ہزار آدمی تھے جن میں تہوڑے آدمیوں نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھانے سے شمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہو گئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفوں کے درمیان میں حائل ہو گیا تہا اور ہر سے بیچ مینٹرو نے دہوتین اوٹادیتے ہیں۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تہوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑہوں نے اونہیں پچھاڑ دیا۔ ملک علام کی سپاہ لی جو ہمراہی تھے وہ بہاگ نکلے۔ اور میدان میں جو لوگ کہڑے تہے اونہیں بھی اپنا اضطراب دکہلا کر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر لشکر وزیر میں داخل ہوئے اور اب کسی کو تاب قیام نرہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین ہل نکلی۔ مغلوں اور درانیوں نے یہ سراسیمگی دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے میں مصروف ہوتے تہوڑی ہی دیر ہوئی امید لگاتے رہے۔ جب ہمراہیوں نے ترک رفاقت کی تو وہ بھی میدان سے بہاگ نکلے۔ وزیر کا اور اونکے لشکر کا تمام مال اسباب انگریزوں کے ہاتھ لگا۔ آپسمیں بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر ہر جنبیہ سے معمور تہا۔ تو نیچے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ بجے تک خوب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فتح بھاگی اوسوقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا۔ اگرچہ اونکی تھوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی بچی میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اوسپر کشتیوں کا پل اونھون نے باندھا تھا پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہونچین اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس پل ٹوٹنے کے سبب سے ڈوب کر اور طرح سے مر گئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نکرتے تو انگریزی فتح اس ندی سے پار اوتر کر اونکی ساری سپاہ کو کرمناسہ مین ڈبو کر نیست نابود کردیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپیہ کا لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر تلنگون کی بندوقون سے راہ عدم کے رہرو ہوئے انگریزونے دریا کے کنارے کھڑے ہوکر فرار یون پر گراب مارنا شروع کئے۔ اور بندوق کی گولیون کا مینہ برسایا کچھ بھگوڑے گرگئے اور گولیون سے ہلاک ہوئے۔ جو گنوارون کے پالے پڑے اون کے ہاتھ سے کام آئے۔ باقیماندہ نہایت بیعزتی سے بچکر بھاگے۔ اور زیادہ تر دورون مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ حاجی نامی ناظم اوسکی جہالت پر نہایت نفرین کرتا ہے اور کہتا ہے۔ ؎

ندانست بیچارہ اندازے کام	ز دستور در کین برآوردہ نام
بمیجے رخیان تنگ چہ کردہ کار	کہ تیغی ز میدان کنہ کنار
شدے فرہی حضرت دستور شاہ	نماندے ز انگریز یک تن سپاہ
ز اندیشہ خام آن شور بخت	شدہ اثر گون کار و لبیا بخت
برآوردہ نامش کنجاک ابجند	سپہ را بدام ہلاک افکند

لڑائی بھی قابل یاد رکھنے کے ہے۔ اوس مین انگریزی سپاہ مین آٹھ سو ستاون گورے اور پانچ ہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نو سو اٹھارہ ہندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی ہی اور بیس توپین تھین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہین اور بعضون نے اوس کا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سے کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راہ عدم لی۔ اور سردارون مین سے میان عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبد الرزاق اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور بہت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور پل ٹوٹنے کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہین۔ --- اور تو پین انگریزونکے ہاتھ آئین انگریزی لشکر مین بھی جانون کا بہت نقصان ہوا --- ۷ ۸۴ --- آدمی مقتول و مجروح ہوئے ---

شجاع الدولہ کے اس تندہی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ
زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی میں انگریزوں سے ملگیا - نواب کا مورچہ اوسکے سپرد تھا
اوس میں انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا وزیر نے اپنے زخمیوں کی کچھ خبر نہ لی اونکو میدان میں بیدست و پا
چھوڑ گئے اسوقت نصرانیوں کی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ پانچ روز تک متواتر اون زخمیوں کو چنتے رہے
جن میں جان باقی تھی - اونکو پانی پلایا - بہات کھلایا - ڈاکٹروں کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی
رفیقوں کے زخمیونکی بھی مرہم پٹی اچھی طرح سے کرتے اسلئے دشمنونکے زخمیونپر ٹانکے نہ لگا سکے - وزیر نے
رہ مستقر کے الہ آباد کی راہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزوں کے لئے پیدا ہوتے -
نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوئے تھے وہ تو پست ہوگئے اور انگریزوں کا حکم
ہندوستان میں سب پر غالب ہوگیا - تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہند میں اس مصرع سے نکلتی ہے

در ہند امیر شد فرنگی (۱۱۷۸ھ)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایکدن پیشتر عالی جاہ کو قید سے نکالکر ایک لنڈوری ہتھنی پر رخصت
کر دیا تھا اس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اوسکو
پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لائیے - میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایک ہزار روپیہ موجود ہے
میں یہ چیزین آپکے پاس اس خیال سے نہیں بھیجین مبادا وزیر خبر پا کر دبا لیوے تو یہ چیزیں اکارت
ہو جائیں - عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہے - مگر اسوقت مناسب یہی ہے کہ تم انہیں
بر وقت ضرورت طلب کر لونگا - اتفاق سے اوسی شب کو وہ ہتھنی ملی کہ شکست کے وقت عالیجاہ اسپر
فرار ہوسکے - ساتھ نکلگیا - اور گرتا پڑتا بنارس سے چھہ سات کوس پر مقیم ہوا -

بادشاہ کا انگریزوں کی پناہ میں داخل ہوجانا اور اونکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

بیتی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہان
بادشاہ پڑے ہوئے تھے مقیم تھا - چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ کا نتھنوں میں دم تھا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک خط میجر منرو کو اس فتح و ظفر کی تہنیت مین لکھا۔ اور بیان کیا کہ مین تو
وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سے آپ چھڑایئے اور میری حمایت و اعانت مین کوشش کیجئے اگرچہ
مین وزیر کے ساتھ تھا۔ مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سے جدا ہوگیا تھا [illegible] اور مینے جب یہ حالت
دیکھی فوج لشکر کے دریا کو اوتر گیا۔ انگریزی سپاہ [illegible] کہ وہ دو کمپنی فوج
کرے اور زخمیون کی خدمت اور چارہ سازی کرے۔ اب میجر منرو نے [illegible] بادشاہ بھی اپنے
پہرے چوکی سمیت اسطرف چلے آتے تھے۔ اور انگریزی لشکر [illegible] جب یہی
بہار و رنگ کا پار ہوا تو بادشاہ نے میر الدولہ کی مشورت سے انگریزون کو طلب کیا۔ انگریز بھی اون سے
ملنا چاہتے تھے۔ میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری
حمایت کیجئے۔ اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست دے دیجئے۔ یا جو کچھ اور بھی چاہئے وہ
مانگ لیجئے۔ میجر منرو نے اپنے اعلیٰ افسرون سے اس بارہ مین صلاح پوچھی۔ اور بادشاہ کی درخواست
کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آئے مین منظور نہین کرسکتا۔ میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست
کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲۔ نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک
رکھنا ہے تو مجھکو اوسپر قابض کرادو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری
حفاظت انگریز کرتے ہین۔ اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کریگا تو مین
ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچا لونگا
اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرونگا۔ اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا
جو کچھ وہ طلب کرینگے۔ اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرلینگے تو مین دہلی چلا جاؤنگا
اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہوون جسنے مجھے اسقدر دقت اور
تکلیف دی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے۔ اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ
اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جس مین دولت اور روپیہ بکثرت ہے۔
اور مین اوسی قدر پر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھے بخوشی دینگے۔ روہیلے جو وزیر نالایق کے ہمیشہ سے دشمن ہین
وہ تمام میرے دوست ہین[1]۔

شرایط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

نظر امداد و وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنا سے سلطنت خداداد کو

[1] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہائے بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہے۔ ہم بخوشنودی تمام رعایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرایط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرایط حال
و استقبال مین جاری و قایم رہینگی۔ بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا۔ اور اوس لیے تکالیف اور خطرات جنگ جو
ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اوٹھنے کی تھی اوٹھائے ہین۔ ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ
بلونت سنگھ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہے اوسکو دی اور جو کہ اسکا انتظام و حکومت اوسکے سپرد ہوئی ہے اسطرح اتبک نواب
شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔ اور جو کہ راجہ بلونت سنگھ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کر لیا ہے اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی
کمپنی کو مالگذاری دیا کریگا۔ اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری کی شاہی مالگذاری کی کتب سے اب کچھ تعلق نہین رکھتی اور اوسنے
خارج کیجائیگی۔ فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہو کر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کراویگی
اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگھ کے ہمارے متصل تصرف مین آویگی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے
ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اور بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہمکو ملجائیگا خزانہ عامرہ سے
اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہو جائینگے تو کمپنی کے
تمام مصارف جو اس مہم میں صرف سے یعنی جب سے وہ شامل شاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کر دینگے۔ چنانچہ بادشاہ
نے بموجب ان مندرجات کے ۲۷۔ رجب سنہ ۶ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکھکر جاری ہوا۔ الغرض ملک راجہ بلونت سنگھ
انگریزی کمپنی کو عطا کر دیا۔ آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئی اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکی
سایہ حمایت مین آگئے۔ اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتھ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کے لیے آنا اور صلح کا کام پورا نہوا

جب میجر منرو بنارس مین پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکے پاس صلح کا پیام دیکر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی
ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورہ مین شریک کیا تہا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ راجہ صاحب ان لوگون قاسم اور سمرو کے
حوالے کر دینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہے اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو ممکن نہین ہے لیکن صلح منظور ہو تو
یون ہو سکتی ہے کہ پچیس لاکھ روپیہ سرکار کمپنی لے اور آٹھ لاکھ آپ لیں اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ روپیہ کیا اصل رکھتا ہے
اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کر کے بھیجدیدے تو بھی میں اوسکو خون بہا اون اپنے ہموطن مصیبت زدونکا نہین سمجہتا جو
کہ جو شہر میں میر قاسم کے حکم سے قتل ہوئے ہین کبھی صلح نہین کرونگا جبتک میر قاسم اور سمرو کو میرے حوالے نکروگے۔
چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تہا اور اپنے آقا کی سلامتی اسمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا دشوار ہے مگر
عالیجاہ کو گرفتار کر کے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین۔ اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہو کر اپنے آدمیون مین آیا
اور اونکو سارا ماجرا سے آگاہ کیا۔ علی ابراہیم خان نے جو کچھ سن گن پائی تو عالیجاہ کے حق نمک کا پاس و لحاظ کر کے جو بینی بہادر کے
لشکر سے پانچ چھ کوس پر مقیم تہا اسسے خبر دیا اسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر اپنے اہل و عیال کو لیکر
روہیلکھنڈ مین چلا گیا۔ میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور بہادر نے میجر صاحب کو سمجہایا

مگر اونہوں نے انکار کیا تو بھی بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان مستیلیس صاحب کو ہمراہ کر دیجئے۔ وہ یہان کی زبان خوب سمجھتے ہین۔ نواب صاحب سے جو گفتگو کرین او سبر بحر صاحب نے کہا کہ نہ ہین اونکو جانے کے لئے کہون اور نہ اونکو جانے سے روکون بلکہ جو اونکی مرضی ہے چاہیے جاوین یا نہ جاوین۔ گر کپتان صاحب بینی بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اور میر شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا قیامت حوالہ نکرونگا۔ مگر آپ سے اوسکی حمایت نکرونگا (منشی ذکاء اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہتے اس بے حمیت کو شرم نہ آئی یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا) اور سمرو کو بھی نہ دونگا یہ بھی منظور ہے کہ مین چار آدمی انگریزی لشکر کے تیرے پاس آوین اور مین سمرو کو دعوت مین لاؤن اور وہ اوسکو دعوت مین نوبت کے تقدیر کا لقمہ بنادین۔ اور کپتان صاحب کو بست کچھہ زر دینے دیا کہ وہ سجر صاحب کو صلح پر راضی کر دین لیکن میجر صاحب کب ایسی باتوں کو سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے قریع کرنے کو اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے۔

وزیر کا روہیلونکے ملک مین پناہ لینا اور وہانسے نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھے اسلئے اپنے معتمدونکو لکھنؤ اور فیض آباد بھیجکر تاکید کی کہ جو سے متعلقین اور خزاین وزر و جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین بھیجدین اور بریلی مین ٹھیرین اور خود بھی جلد الہ آباد کو آئے اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلے گئے الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپرد کی اور قلعہ چنار گڈھہ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا۔ اور بینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلوں اور مرہٹون سے مدد لیکر پھر انگریزونسے لڑنے کا ارادہ تھا اور اوس کو لکھنؤ کو رخصت اسی نظر سے کیا کہ بینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تہا تا کہ اوس کا عمل صوبے مین رہے۔ اور خود شجاع الدولہ بریلی مین آگئے۔ ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندیخان وغیرہ روہیلے بسنون مین مقیم تھے عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تہا اوس نے ستہرے دو دن کا استقبال کیا۔ اور شجاع الدولہ کو بہت تپاک سے اوتار کر بڑی عزت کے ساتھہ مہمانداری کی۔ مصنف گلستان رحمت اور عماد السعادت مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر عنایت خان کے ساتھہ بریلی چلے گئے۔ یہ صحیح نہین کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھہ نہ تھا بکسر کی شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تہا۔ غرضکہ شجاع الدولہ نے مدد کی واسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس بسنون کو روانہ کیا۔ عنایت خان نے بیت سے بسنون پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی آگئے ہین۔ چنانچہ شجاع الدولہ نے اپنے اہل و عیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بریلی چہوڑا اور خود تمام خدم و حشم کے ساتھ قصبہ بسنون کو روانہ ہوئے۔ روہیلہ سرداروں نے دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھہ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لیگئے۔ اور بظاہر ہر ایک نے اونکی خوب تعظیم و تکریم کی۔ اور پھر حافظ اپنی اپنی ریاستون کو لوٹ گئے۔ دوندیخان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے۔ شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی کمک کے لئے لکھا تہا۔ مگر اونہوں نے جواہر سنگھہ پسر سورجمل جاٹ والی بہرتپور کی مخالفت کا عذر کیا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ روہیلوں مین سوائے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور دوسرے دلمین خیالات فاسد پیدا ہوتے تھے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوئے۔ بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے تھے۔ کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹ لین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی ہمت نہین پڑتی تھی۔ حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلونکے شریک تھے۔ یہ سارا فساد دوندیخان کا تہا مین کو حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے۔ ایکدن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے تکرار ہوگئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین۔ روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر سارا حال بیان کیا۔ تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے۔ دوندیخان بھی

٥١ دیکھو گل رحمت و فرح بخش۔ مگر جام جہان نما مین لکھا ہے کہ سنبھل مین شجاع الدولہ سرداران روہیلہ سے ملے ۱۲

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین
نواب شجاع الدولہ کو جب اس شورے کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنی فوجین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے
کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین۔ حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ
کے پاس بھیجا اور آپ روہیلونکی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا
اور سب کی کمرین کھلوائیں۔ پھر دن چڑھے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا۔ بعد اس کے حافظ رحمت خان
نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج سے اونکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر
یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلیں مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون۔ انتہی پھر مجھے
تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکھا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان
کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو طرح طرح سے خفت پہنچائی۔ اور جو کچھ مال ونکی پاس باقی تھا
اوسکے چھین لینے کی فکر کی۔ جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی جلادت کا تمام مین شہرہ
ہوگیا تھا اس لئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا۔ فرح بخش مین مذکور ہی کہ شجاع الدولہ
نے سرداران روہیلکھنڈ سی بہت کچھ چاہا کہ میرے مددگار بنکر انگریزون سی جنگ کرین سب نے جواب
صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا۔ جھگڑا پیدا کرنا۔ اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے
خلاف ہی ہم سے یہ نہو سکیگا۔ مگر حافظ صاحب جو حلم وحیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ
کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تھا کہ
یہان کسی سے امید رفاقت نہین۔ فرخ آباد مین چلکر جو کچھ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا
نواب احمد خان بنگش ہی نہایت عقیل اور کار آزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اوراوس سے صفائی
نہ تھی اور آپکے ساتھ بھی خط وکتابت نہین ہی۔ لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکی
جانے کو فخر سمجھین گے۔ اور اچھی طرح مہمانداری کرین گے۔ اور عمدہ مشورہ دین گے بلکہ عجب نہین
کہ خود بھی سپاہ کے ساتھ شریک ہون۔ اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شرکت کرین
تو عجب نہین۔ شجاع الدولہ نے اس مشورے کو پسند کیا۔ اور فرخ آباد کو روانہ ہوے۔ اور اپنی عیال
واطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چھوڑ گئے۔ روہیلے شیر جنگ کے آدمیونکو بلاقصد
لوٹتے کھسوٹتے اور دق کرتے رہتے تھے۔ شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سنکر صبر کرتے تھے[۵۵]۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بیدلی

---

[۵۵] - دیکھو تاریخ مظفری ۲۰

کے ساتھ تین ہزار روہیلوں کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[١] ۔ اور دریائے گنگا کے کنارے مقام کیا ۔ حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے ۔ اور اونکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے ۔ نواب احمد خان گنگا پر کشتیوں کا پل تیار کرا کے دوسرے روز شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے ۔ اور مہمانی کی رسم ادا کی ۔ اور بہت دلجوئی کی ۔ تیسرے روز شجاع الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے ۔ اور چار اسپ اور کپڑے اور ہاتھی گھوڑا تواضع کیا ۔ پھر دونوں ملکر عماد الملک کے پاس گئے ۔ اوس کے پاس اسوقت ملک و مال کچھ نہ تھا ۔ شجاع الدولہ سے عماد الملک نے پگڑی بدلی ۔ جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک بیماری اور ضعیف بہانہ کر دیا ۔ فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد میں نواب احمد خان اور عماد الملک اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوتے ۔ مگر آخر کار سوا حافظ صاحب کے کسی نے رفاقت نہ کی اور سمرو اور موشیر لاک اور بہت بہادر اور امراو گر نے بھی جو مدتوں سے نمک خوار تھے نمک حرامی کر کے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہاں تک ارادہ تھا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے ۔ لیکن حافظ صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا[٢] ۔ تاریخ ہند ملکھنٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بہادر ہند ملکھنٹ کیطرف چلا گیا تھا ۔ چونکہ یہاں نا اتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا بے قابو پا کر صاحب طاقت ہو گیا ۔

فوج انگریزی کا قلعہ چنارگڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھ امید نہیں رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا ۔ راہ میں چنارگڑھ کا محاصرہ کیا ۔ انگریزوں نے قبل اس واقعہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی شتاب راے اور سید نورالحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کر کے اپنا رفیق بنا لیا تھا اوسکی تحریک سے میجر منرو نے قلعہ چنارگڑھ کو جو دریائے گنگا کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس کے فاصلہ پر جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا ۔ سیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ضعیف[٣] تھا لیکن اوس کے بہادر دلیر تھے ۔ اونہوں نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چندروز لڑائی جاری رکھی ۔ انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا ۔ مگر ہندوستانی سپاہ کی نامردی

---

[١] دیکھو منتخب العلوم و عماد السعادت و حصہ اول قیصر التواریخ [٢] دیکھو گلستان رحمت ١٢ [٣] دیکھو سیر المتاخرین ١٢

قلعہ ہاتھہ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پھر حملہ کیا تو گورے بھاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے
جبار گڑہ کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور کچھہ سپاہ یہان چھوڑکر باقی سپاہ ساتھہ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکھنو ہوکر راجہ شتاب راے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزونکی مرضی
کے موافق صلح پر راضی نہین۔ سمرو کا تو ملنا دشوار ہے۔ اور عالی جاہ ہاتھہ سے نکل گیا۔ شتاب راے انگریزونکا
بڑا معتمد تھا۔ اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تھا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔
میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تھا شجاع الدولہ نے بھی اپنی سپاہ کو جبار گڑھہ سے
بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونون لشکر ایک دوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر پہلے اس
کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چھوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنک صاحب
مقرر ہوے۔ میجر کارنک کو راو شتاب راے سے اتحاد تھا۔ شتاب راے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنک
صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھہ لکھہ کر شتاب راے کے ذریعہ سے
اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو دوستی رکھنا اور بستہ
معاملات کا حل و عقد اوسکی سپردگی مین آیا۔ کارنک صاحب کہتا تھا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد
یا بنارس مین رکھدوگے اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبوں کے معاملات تمہارے سپرد کردینگے اور بینی
بہادر اسات مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راو وغیرہ کے سہارے سے
کوڑے کیطرف آئے بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تھا اوس سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اوس نے کہا
کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا
شتاب راے نے ملہار راو و شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ
سے ملنا ہو تو صاف کہدیجئے تاکہ مین انگریزون سے کہکر تمکو رخصت دلادون۔ آپ کو چپکے چلا جانا
چاہیے۔ اور اگر ملنا ہو تو مقیم رہیے جس مین ہماری بد عہدی ہو وہ نہ کیجئے جس سے ہماری ندامت
اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اوس سے مخفی رکھی اور منتظر وقت رہا۔ اور بعض
معاملات صوبہ کے انتظام کے بہانہ سے انگریزون کے لشکر سے دور ہو گیا۔ چند کمپنیان تلنگونکی
اوس کے ساتھہ تعین اونکو لیکر لکھنو کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقونکو لیکر لشکر وزیر کی طرف رخ
کیا۔ تلنگون نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ساتھیونکی کثرت کی وجہ سے مجبور

وہ وزیر کے لشکر مین جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تقسیم

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودھ کے اندر بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو بات یہ ٹھیری تھی کہ غازیپور اور بنارس انگریز لیں اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کرلے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکرون کو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے اون احکام و ہدایات کے خلاف ہی کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑہانا منظور نہین ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہوجائیگا اور نفع نہ حاصل ہوگا۔ علاوہ اسکے یہ ضروری متصور ہوا کہ ملک وزیر ایک طرح کی آڑ مرہٹون کی راہ کے مقابلے مین قایم رہنا مناسب ہے لارڈ کلایو اور اوسکی کمیٹی نے بھی یہ راے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ ملک کمپنی کی سلطنت کی حدین مقرر ہوجاتین کہ اوس سے آگے انگریز پیر نہ رکہین۔ توسیع ملک مین سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہی۔ سرکار کمپنی کا اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑہانا تھا نہ سپاہیون کا لڑانا اور ملک کو بڑہانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہین۔ اور سرکار کو بھی نقصان عظیم پہونچاتے ہین اسلئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہوجانے کو پسند کرتا تھا اور اسپر اوس نے یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کرین۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنے کے لئے یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کردیے جاہین۔ جسوقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اونہون نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہی جسکا منظور ہونا ناممکن ہی کہ جو شخص اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنونکے حوالے نہین کرتا وہ بہلا اونہین قتل کیسے کراے گا مگر یہ معلوم نہ تہا کہ سمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تہا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت وہان رکھتے اسلئے بریلی بھیجدیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت حاصل کرلی کہ اپنے پہو بال درست کرکے پہر انگریزون سے جنگ کرین۔ سمرو اپنے تین سو فرنگستانیون اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکر پہلے ہی چلدیا تھا۔ جالون سے پہلی لڑائی کی گفتگو کر رہا تھا انگریزون نے دو پلٹنین میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنو کو روانہ کی تہین۔ اونہون نے [illegible] پر قبضہ کردیا۔ اور [illegible] اطراف و جوانب کا انتظام شروع کردیا تھا۔ محمد [illegible] خان کوتوال مقرر ہوا تہا۔ اور [illegible]

شتاب راے سب کا مونکا منتظم تہا - مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تہا بلکہ ہندوستان سے
یہان آگیا تہا - اور انگریزون کا ملازم ہوگیا تھا سر روبرٹ فلیچر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ
الہ آباد کی بتلا دی کہ جہان شکستہ [illegible] تہا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگاکر دیوار کو توڑدیا
اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہوکر قلعہ حوالے کردیا - اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا - اس قلعہ
کے فتح ہوجانے سے قلعہ چنار گڑھ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کردیا بعض انمین سے
ملازم بادشاہ ہوگئے - اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے -

مرہٹون کی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ بتیس ہزار روپے
روز پر جیسا کہ تنقیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا - اور عماد السعادت مین لکھا ہے کہ ملہار راو کو پچیس
ہزار سوارونکے ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک
چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا - شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان اور عماد الملک
گنگا کو عبور کرکے مشرق کی جانب روانہ ہوئے - اس عرصے مین ملہار راو آپہونچا وزیر اپنا لشکر
اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے - کرنل کارنگ نے یہ خبر پاکر کہ وزیر کوڑہ
جہان آباد کی طرف ہین اور وہ سر جان فلیچر کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا - اور
صاحب سے ملگیا - ۳ مئی ۱۷۶۵ء کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپخانہ
کے سامنے نہ ٹھیر سکے توپونکے چھوٹتے ہی کوہ کی طرح اوڑگئے - عماد الملک بیچارہ کیا کرتا - وزیر کے
پاس گو سپاہی تھی مگر بکسر کی شکست کا ہول اون کے دلسے دور نہین ہوا تہا - غرض مرہٹے تو جمنا پار
چلے گئے - حافظ رحمت خان کا کچھ حال معلوم نہوا - گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حافظ
رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے - اور آخر کار امداد سے انکار کیا - مگر اوس
تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہے - اور ماثر الامرا سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ
رحمت خان دریاے گنگ کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہے - اور نواب احمد خان کے
ہان اونکو بہیجکر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے - لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہے

کہ آج تک حافظ صاحب وہان موجود ہین الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کہا کر دریاے جمنا کو عبور کرکے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہوگئے۔ اور تمام کشتیون پر قبضہ کرلیا۔ انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین متحصن ہوگئے ہین۔ اور کشتیون پر قبضہ کرلیا ہے۔ اب دریا سے کیسے اوتر سکتے ہین۔ اور بغیر عبور کے لڑائی ممکن نہین۔ آخرکار جوار کے سینٹون کے گٹھے جمع کرکے اور رسون سے بندھوا کر ایک دمدمہ تیار کرلیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اوسپر بٹھا کر قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی۔ وہ قلعہ کچھ زیادہ مضبوط نہ تہا۔ اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہوکر وہان سے بہاگ کر فرخ آباد مین پہنچے۔ یہان شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغین تہا۔ بعدازان فتحگڈھ مین ہوا۔ ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی کہ اونہین قتل کروالین۔ کیونکہ اونکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بہائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین ہے کہ دغا کرین۔ اگر فضل خدا سے ہمنے اپنے دشمنونکو مارا ہے تو میدان مین مارا ہے ایکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا۔ میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ مین بہی اوسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تہا۔ نواب احمد خان نے کچھ اسلحے سلاح خانہ سے منگوائے جن کی بہت تعریف ہوئی۔ بعد ازان جواہرات طلب کئے۔ ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے بہت اچھا سب کو بہلا معلوم ہوا۔ اور سبنے اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہوگئے اور اوس ہار کو اوتار کر دیرتک ہاتہہ مین لئے رہے۔ اور پہر ایک دانے کو گہما گہما کر دیکہا۔ بعدازان اوسکے تکیہ پر رکھکر اوٹھ کہڑے ہوئے۔ اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون۔ نواب احمد خان اور عماد الملک بہی اوٹھ کہڑے ہوئے۔ شجاع الدولہ فتحگڈھ کو روانہ ہوئے۔ اور آگرا ہے دربارہون نے کہا کہ احمد خان نے بہانہ زیادتی کی کہ مجہے موتیونکا ہار بطور خلعت کے دینے چاہا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کرنے گیا۔ دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دایم خان چیلہ احمد خان کی گود مین تہا جو علی العموم چہوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا۔ شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دایم خان نے کہا مین بہی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تہا۔ وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چہوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعدازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اوسوقت سے الماس خان دایم خان کی بڑی عزت کرتا تہا۔ اور آصف الدولہ سے دایم خان کو پرگنہ واقع پرگنہ ساکت اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

تماشا نہ بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپئے انعام کے دئے ہے۔ لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب صلح کا آخری فیصلہ موقوف تہا۔ شجاع الدولہ جرنیل کارنگ کے ساتھ کشتی مین بیٹھ کر بنارس مین نواب ثابت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تہا۔ انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک خود چھین لیتے یا اونکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تہے کہ اونکی ریاست گئی گئوائی قایم رہی۔ اونہون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادکیا اور اس فیاضی کی تعریف کی۔ کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہے۔ بنا سے مصالح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنی ملک پر کہ جو اونکو قبضے مین پہلے تہا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کورے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے لئے دیدے جاتے۔ پچاس لاکہ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل سے ادا کرین کہ بارہ لاکہہ اسوقت نقد دین اور آٹھ لاکہہ کے جواہرات۔۔

اور پانچ لاکہہ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکہہ باقساط ماہواری اسطرح پر کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجائے۔ مقدار روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی رائے کے نزدیک بہت تہوڑا تھا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیا جاتا تو وہ غریبون پر ظلم و ستم توڑتے۔ پہر اوس سے ملک مین فتور ہوتا۔ نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین انگریزون کی کوٹہیان ہونے دین گا اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین۔ اسپر اونہون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن و امان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کہڑے ہونگے جو بنگال اور بہار اور اوڑیسہ مین ہوئے ہین۔ غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پہر لارڈ کلایو نے شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد و پیمان بھی ٹہیرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجہین۔ اور اگر کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت مین طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگہ بنارس کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر رہا۔ اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تہا۔۔

نواب کا موعود جو اوسکے سپرد تہا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تہا۔ اور نواب کی شکست کا ایک یہ بہی سبب ہوا۔ اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا۔ اور اونکی اطاعت

مین اور اپنی حمایت مین اوسے لیلیا اور یہ ٹھیرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکہتا تھا وہی بدستور رکہے۔ اور جو زر مالگذاری دیتا تہا دے۔ غرض سب طرح عہدنامہ مقام الہ آباد مین ۱۲ اگست سنہ کو مہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور شمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ ہوا اسلیئے کہ اون کا حوالے کرنا وزیر کے اعتبار سے باہر تھا۔ البتہ یہ اقرار لوا بستے لیلیا گیا کہ وہ اون دولون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے۔ اور جو انگریز مفرور ہوکر اونکے ملک مین آئیگا اوسکو حوالے کردینگے۔

وزیر کو زرِ معاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا۔ بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزونکو دینا

سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زر معہودہ نقد کے کسی قسم کی پریشانی نرہی سو وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تہا اس لئے اپنے ہر ایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے موجب مانگتے تھے۔ اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکہا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے سو آپ۔ سیر المتاخرین کہتا ہے کہ میںے سنا ہے کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے نصف۔ بعض نے ثلث کسی نے ربع دیا اور کسی نے ہیچ دیا تھا یہانتک کہ وزیر کی ماں اور سالون اور بلاوت اور دوکانون نے بھی چندہ کیا وزیر کی بی بی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تھے اور اوسکی کنیزون کے پاس جو کچہ زیور رکہتا تہا یہانتک کہ ناک کی نتہینون کو بھی جمع ہوتو نکلے وزیر کے پاس بہیجا جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچہ مجہے پہونچے رہے وہ وزیر کی سلامتی تک ہے اونکے بعد یہ مال و اسباب میرے کسی مصرف کا نہین شجاع الدولہ نے بھی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جو کچہ مصارف سے بچکے جو [illegible] ہوتا رہی بیگم کے حوالے کردیتے نقد زرِ معہودہ کے ادا انجام ہو جانیکے بعد باقی نصف کے لئے جواہرات جو تشخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا۔ غرض یہ لکہا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے [illegible] ہوئی۔ بادشاہ کی مطلوب [illegible]

کہ نواب کو پھر ملک ملے۔ مگر چونکہ تحمل ذاتی ان میں تھا اس لیئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی
کی نظر رکھی۔ نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپئے طلب کیئے تو نواب اس زر لینے سے گھبرا گئے۔ مگر کارنگ
صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو مبارکباد دی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو واپس ملا یہ نواب سے
لیا کہ مجھسے اسوقت میں تو اس قدر کا ادا ہونا مشکل ہے۔ جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ جمع رکھیں۔ اب سے بہت
یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت میں سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت چھبیس ۲۶ لاکھ
روپئے سالانہ ہمیشہ بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہیں اور بنارس بھی ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ کے محالات
بادشاہ نے انگریزوں کو جاگیر میں دیئے ہیں لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آیا ہے اسلئے بادشاہ تمہیں
دینے دیتے ہیں۔ بالفعل صلاح یہ ہے کہ تیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہم کو دیدو اور ۲۰ لاکھ
روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب میں مجرا کر لیا جائیگا۔ اسطرح ساٹھ لاکھ روپیوں سے تمکو سبکدوش
کردیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرادو۔ نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر
بادشاہ سے ۳۰ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے
دست برداری کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہیں۔ ثابت جنگ
یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت خرچہ جنگ مقرر کرکے بنارس کے چھوڑ دینے کی
جبھی کارنگ صاحب کو چھوڑ کر کلکتے کو چلے گئے۔ جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہو کر
بادشاہ کے پاس گئے۔ منیر الدولہ رضا قلی خان۔ اور شتاب رائے بھی اس مشورہ پر مطلع ہو کر بادشاہ کے
پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے تئیں شجاع الدولہ کو ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکیں۔ مگر یہ دونوں
ابھی حضور میں باریاب نہیں ہوئے تھے لشکر میں مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے
در دولت شاہی پر پہونچ گئے۔ اور تسبیح خانے میں حاضر ہو کر کورنش بجا لائے۔ حضرت نے بڑی
توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا۔ نواب نے تمام حالات اول سے
آخر تک عرض کیئے۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزوں کے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر
ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری پرورش سے مطلقاً دریغ نہیں جسمیں تمہاری بہبود ہو وہ کام
ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا
کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مہر سے مزین
کردیا۔ نواب آداب اور شکریہ بجا لاکر رخصت ہو گئے۔ بعد اس کے منیر الدولہ اور راجہ شتاب رائے
پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ پر

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید دیں بادشاہ نے
مسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہم اوس کو ۲۳ لاکھ روپئے بخشتے ہیں [illegible]
اور شتاب رائے تاسف کرتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ نواب نے ۲۳ لاکھ روپیہ کی تو یہ رسید
اور ۲۳ لاکھ روپیہ کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کر دی جرنیل نے
بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھ روپئے اور تین لاکھ روپئے
اہلکاران کمپنی کے حق کے امداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھ روپئے میسر آئے نواب
مجبور ہوکر شتاب رائے کے ڈیرے پر گئے اور اوس سے روپیہ چاہا اوس نے دو لاکھ روپئے نذر کئے
اور پچاس ہزار روپئے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپئے خان عالم نے دئیے۔ اسپر بھی دو لاکھ
باقی رہگئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اونکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک
کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کر دیا۔ اور ملک کی بحالی چھٹی اوس کے حوالے کر دی اور اوسکو حکم
دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہو جاوے تو یہ چھٹی نواب کو دینا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت
کیا جو احسان کہ جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلئے
کہ صرف ربانی معجزہ سے دو صوبے چھوڑ دئے۔ یہ بات خیال میں بھی نہیں آتی تھی کہ دونوں صوبوں پر
نواب کو قبضہ حاصل ہو سکیگا۔ اور انگریز اس آسانی کے ساتھ چھوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت کا کیا
بیان ہو سکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نرکھی تحفہ و ہدایا
کا بھیجنا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہیں
کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اونپر قبضہ کر لیا۔
اور ۲۳ لاکھ روپئے جو انگلیز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بند کرا دئے۔ اور نواب کی دوسری
حرکات و سکنات بھی ظاہر ہیں رہتی کلام اس بیان میں کئی باتیں صریح غلط ہیں اسلئے ہم اونکی تردید سے
قطع نظر کرکے کہتے ہیں کہ شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے
عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے میں شریک کیا۔ غرض یہ مجمع
الہ آباد میں بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے۔ شاہ عالم وزیر کی طرح [illegible]
نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریز ہی اونکے قاتلوں کے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی
اون سے ساتھ جو رعایتیں ہوئیں وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئیں اونکے حقوق پر نظر نہوئی۔ پہلے
اونکو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا۔ اور اوس پر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ چھبیس لاکھ روپیہ جو میر جعفر

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تھا جب انہون نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلئے کہ لڑائی کے سبب سے خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اوڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرائط کے موافق ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ اور ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹھیری تھی ۔ جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلئے یہ صوبے ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ کے بوجہ سے بچ گئے ۔ اگرچہ اسپر بادشاہ نے اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کرتے ۔ بادشاہ اور وزیر دونون انگریزونکی جرأت اور جلادت کے بدولت اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تھے ۔ چار و ناچار قبول کرنا پڑا۔ الہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اونکو دیے گئے ۔ اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی جسکو پہلی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو یہان کیا تھا سوائے منظور کے اور کچھہ زبان سے نہ نکل سکتا تھا ۔ حسب درخواست فرامین اسناد تینون صوبونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکھہ کر دیدی گئی ۔ اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکہہ روپیہ مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کیطرف سے لکھی گئی ۔ اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی وہ کہانی مفردون سے جو آبا بادشاہ کا تخت تھا جسپر وہ بیٹھ کر ڈہائی کروڑ آدمیونپر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کردیا یہ واقعہ بھی اگست ۱۷۶۵ء کا ہے۔

گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے ۔ مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جادیے ۔ فرانسیسیونکے ساتھہ لڑائی ۔ سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بیوفائی ۔ شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا۔ اور تاجر سے حاکم بنادیا۔

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح جنگ کی مضمون کا خط ٹیک چند کے ہاتھہ بھیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا ۔ حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سامان سفر کا بہت کرکے حفاظت کے ساتھ اودہ کو بھیجدو ۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل وعیال بریلی سے اختیار خان عامل کرور کی حفاظت مین لکھنؤ بھیجے گئے ۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ چنار گڈھ کو الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا ۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب و نظامت مقرر کرکے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے ۔ اور نہین سکونت اختیار کی لیکن قلعو کے مبادلے کی روایت صحیح نہین ۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا - انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریون سے متوہم ہوکر اونسے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نرکہینگے

جبکہ ۱۱۷۸ھ ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لئے انگریزونکو ساتھ لائے - اور پچاس لاکھ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کیا اور بادشاہ سے ملے - بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار مرتبہ اور تلوار جسکا قبضہ مرصع تہا اور مرطع کی ہوئی ایک ڈہال اور گہوڑا ہاتھی مع زین کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغا سے لکہوا اور صوبہ اودہ کا بھی لکہوا دیا اور دس لاکہہ روپئے نقد بخشے پہر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے - اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنواکر نئی آبادی بڑہائی - یہ شہر برہان الملک کا آباد کیا ہوا ہی - اور آبادی اور عمارات کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی - شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوجکو تیار کرنا شروع کیا - تلنگے اور جہلنگے مقرر کرکے توڑے دار اور چقماق دار بندوقون سے اونکو مسلح کیا - پٹہان اور شیخ اور مغل نوکرون کو یک قلم موقوف کردیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب سپاہ سے فی سپاہی [illegible] روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنین بنائین - اور قواعد سکہائی - اور [illegible] چقماق دار بندوقین دین اور سوار ونکی بابت بچاس ہزار سے کم نتہی اور چار سو توپخانہ تہا اور بعض جوان سردارون کو انگریزی طریقہ پر ایک کے ساتھ چھ سات پلٹنین مع توپخانہ سپرد کی گئین - سردار نمایان کے نام یہ ہین محبوب علی اور بسنت علی - شیدی بشیر - اور لطف علی خان عرف خواجہ سرا - اور ۲۲ ہزار کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بائیسی رکہا تہا - اور نو ہزار پیادہ برق انداز جو [illegible] کے ماتحت تہے برق کہلاتے تہے - سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور مختصر التواریخ مین

---

۱ مرات آفتاب نما ۱۲ ۲ سیر المتاخرین مین چہ اور تاریخ مظفری مین چہ سات پلٹنین لکہی ہین ۱۲
۳ دیکہو گل رحمت عماد السعادت مین انکا نام برق پلٹن لیا ہے - اور سیر المتاخرین مین [illegible] بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار جوان کی ہے - اور تاریخ مظفری مین برق اندازونکی تعداد دس بارہ ہزار تبائی ہے جن مین پیادہ اور سوار دونون تھے انکے پاس حقماق دار بندوقین تہین اور خواجہ بساعت کے سات ہزار پیادہ بندوقچی نجیب کے نام سے مشہور تھے اور بسنت علی کے ساتھ چھ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسلئے سپاہی جھنگے کہلاتے تھے - سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ چار پانچہزار شریف مغل شاہجہان آبادی تھے جنکو پندرہ روپیہ ماہوار ہر نوکر کو ملتے اون مین تعلیم تو انگریزی کا نہ تہا مگر اونکے پاس توڑہ دار بندوقین تہین - مگر وہ اونکو نہایت پھرتی سے آگ تیلاتے تھے - بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلئے اونکی وفاداری زیادہ تھی - اور فرح بخش سے ثابت ہے کہ امراؤ گرد انوپ گر کے زیر حکم تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی - نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی تھی - گیان پرکاش کا مولف کہتا ہے کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولہا سولہا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی - چار ون طرف پکار ہوگئی کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کر لیا ہے - شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیہ کا رسالہ تھا جو فہرست تحریری عمدہ حالت مین نہ تہا - دفتر کے کاغذات مرتب نہ تھے اونکے دفتر کے متصدیون کو کوئی پوچھتا بھی نہ تہا - نواب کی سرکار مین اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نوین دن پونا سے اور بارہوین دن کابل سے فیض آباد خبر آتی تھی -

۱۲۱۳ھ ہجری مین کارپردازان کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا کیونکہ بادشاہ اونکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کر لین - اسلئے انگریزون کو یہ امر ضروری منظور ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو چنانچہ ۱۹ رجب ۱۲۱۳ھ مطابق [illegible] کو مقام [illegible] مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا - جسکا مضمون یہ تہا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زیادہ نہ رکھینگے اس مین سپاہ اور سوار اور سپاہی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا - [illegible] مین ۲ ہزار سوار ہونگے ۱۱ دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جمعدار حوالدار وغیرہ [illegible] ہزار نفری ہونگی - اور رجمنٹ نجیب کی پانچہزار سے زیادہ نفری ہوگی انکے پاس بندوقین ہونگی - اور پانسو سپاہ توپخانے مین ہوگی اس سے زیادہ نہوگی - اور باقی نو ہزار الستو سپاہ رکو رہتی فوج آئینی ہوگی انکی وردی اور ہتہیار سپاہ انگریزی کی مثل ہونگے - اور جب یہ تیار ہو جاوینگے تو سوا سپاہ فوج مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتہیار انگریزی فوج کے مثل ہونگے - اور وردی [illegible] انگریزی فوج کی طرح ہوگی - اور یہ اقرار کیا کہ ۵ ۱۰ ہزار پیادہ و سوار کے [illegible]

اوس عہد نامہ پر دستخط کیے۔ اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصہ مین تمام وکمال کرونگے اور اپنے
اقرار نامہ کی تصدیق مین قسم کھائی

نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا۔ بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا۔ مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار رہتا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کرلی۔ وزیر کو نجف خان سے لاگ تھا
اور وہ کورٹ کی اطاعت پر مامور تھا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن وسکو اوس خدمت سے معزول
نہین کرا سکتے تھے۔ آخرکار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی
خدمت مین پیش کیے۔ اور تیسرے کی خدمت محمد سعید خان کو دلا دی۔ اور نجف خان کو معزول کرا دیا
اونھین دنون سعادت علیخان حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے
اون دنون بادشاہ الہ آباد مین تھے۔ سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلا دئے تھے۔
اور ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا دیتے تھے۔ مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تھا۔ وہ اپنے باپ
دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکھتے تھے۔ مگر کچھ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تھے
کچھ نجیب الدولہ کے اقتدار سے ڈرتے تھے۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر
شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تھے۔ اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نہ کرتے تھے
سنہ ۱۷۶۱ع مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی۔ اور بعد تک
وہ خانگی جھگڑون اور ریاست کے حیدر علی کی لڑائی مین مصروف رہے وہ اب پھر زور پکڑ گئے تھے۔ اور
مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تھے۔ اور اون کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ
ابدالی کی مدد کی تھی سزا دے۔ واقعی دین۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم
کو دلی کے تخت پر بٹھا دین۔ سنہ ۱۷۷۰ع کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہو چکا تھا۔ شاہ عالم کے
الہ آباد مین رہنے اور منیر الدولہ کیسے آزردہ خاطر ہوکر عظیم آباد کو چلا گیا تھا۔ بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے
واپس بلا کر اپنی سرکار کے تمام جزو و کل کا اوسکو مختار بنایا اوس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ
فیض آباد مین ٹھہرے ہیں۔ اور لکھنؤ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے چلین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے متعلق اول کامون کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہین - بادشاہ نے قبول
فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے بیٹو سے
چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا۔ اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجا لائین شاہی متوسلین
بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھ دیئے بادشاہ کی نذر کئے کچھ دنون یہان ٹہرکر
نے الہ آباد کو معاودت کی ۔ اور یہان سے یاقوت خان ناظر کو مرہٹون کے پاس بھیجا اور قبل اس کے
سیف الدین خان کو اونکے پاس بھیج چکے تھے ۔ بادشاہ نے اپنے خریطے مین جا بجا لکھا ۔ وہ جو بھیجے گئے
ہین نائب ناظر کے ساتھ کردیے گئے ہین اور اونکو بہت سی رعایتون کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو
کچھ غنیمت حضور مین پہنچے گی وہ آدہی مرہٹون کو بانٹ دیجائیگی جب یہ مرحلے طے پاچکا تو بادشاہ نے شاہجہان
کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی ڈیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سرلشکر
عالم چند بن منصب ہوئے ۔ بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا ۔ جنرل اولڈ ورانلر اس
بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائین ۔ پھر جب گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونہون نے
نہ مانا۔ شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی ۔ صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تھا
شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جنرل
بھی آیا شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائین ۔ مین بعد اس کے
ساتھ چلکر دارالخلافت کا بندوبست کرونگا ۔ جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی
کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہین ۔ اور پھر رخصت ہوجائین ۔ وزیر کوڑے جہان آباد
اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ کیان پر کان مین مذکور ہی ۔ مگر آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے
ثابت ہی کہ ۲۰ ربیع الاول ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۲۰ جولائی ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے
انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے دوسرے روز مع پانچہزار ہمراہیون و شجاع
الدولہ اور دوسرے سردارون کے موضع سرپا پرگنہ پالہ مین پہنچے۔ یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر
گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے ۔ احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ دیئے سات
ہاتھی ۔ گیارہ گہوڑے بادشاہ کی نذر مین پیش ہوئے ۔ اور ایک لاکھ روپئے نواب نجف خان کو دیے
گئے ۔ اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہی کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا ۔ اور یہ معاملہ طے پایا ۔ بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا ۔ اور احمد خان
کا جانشین مقرر کیا ۔ یہان بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم نبی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے

روانہ ہوئے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سیندھیا کے دہلی سے آنے تک مقیم رہی۔ وہان سیندھیا مذکور بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہنچا۔ اور شریک ہوا۔ مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو شان و تجمل کے ساتھ دلی کو لے گئے اور ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ کو تخت نشین کیا۔

مرہٹون کی روہیلون پر چڑھائی وزیر اور انگریزونکی روہیلونکے بچانے کے لئے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف برائے نام بادشاہ تھے مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین۔ علاوہ اس کے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہوگئے تھے۔ اور خفگی کی وجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا۔ اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خانکو حکم دیا تھا کہ ملک انتربیدسی دستبرداری کرین اور زرپیشکش نذر کرین ادنھون نے تعمیل نہکی ملکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ رکھتے ہین دسوین شوال ۱۱۸۵ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادہوجی عرف مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑھائی شروع کی۔ ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا۔ مگر آخرکار مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے۔ مرہٹون نے انکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ دو تین کروڑ روپئے رعایا سے جبراً وصول کئے۔ اور ضابطہ خان کے اہل و عیال اور انکے بیٹے غلام قادرخان کو قید کرلیا۔ جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کرکے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کر ڈالا تو ان لوگونپر کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال و اطفال اور مال و اسباب کو لادکر ترائی کیطرف دامن کوہ مین چلے گئے۔ اور نانک متہ مین جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہے۔ اور پیلی بہیت سے شمال کی جانب ۱۳ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نواب ضابطہ خان بھی بھاگ کر جنگل کی راہ سے یہان

---

[1] انشای فیض بخش مین انکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہے۔

آگئی جسوقت حافظ خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سردار و تیر ایک نا ہٹنے کا عالم گذر گیا تھا۔ اور اونہون نے جان لیا تھا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلئے ان سب نے ایک رائے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹوں کی ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہی۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری سنہ ۱۷۷۲ء مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر جو الہ آباد کی راہ پر تھا اور شجاع الدولہ کی امداد کے لئے کنٹنجنٹ فوج کا افسر مقرر تھا ملاقات کرنی چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ مین بڑی خرابی اور سرگردانی مین ہون۔ اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکال دیا تو ایک زبردست قوم سے ڈانڈا مینڈا مل جائیگا۔ جس سے ہروقت اندیشہ اور خوف رہے گا۔ اور اگر روہیلے اپنے بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگئے تو دو دشمنوں سے زیادہ اور خوف و خطر کا اندیشہ ہے۔ ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لئے مینے یہ تدبیر سوچی ہی کہ مین سپاہ لیکر روہیلونکی ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون۔ وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا۔ اور کچھ حکمت عمل مین لاؤنگا تھوڑا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لئے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کے لئے اور کچھ روپیہ لونگا اوس مین سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑکر چلے جائین۔ کچھ روپے اپنے پاس رکھونگا غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا۔ مگر میرے تمام مقاصد دلی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات کا اعتبار نکرینگے۔ اور نہ اوس کو مانینگے۔ کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدا آپکا (؟) ایمان جانتے تھے۔ اگر وہ قرآن کا جامہ پہنکر آتے تو بھی اونہین جھوٹا جانتے۔ جرنیل صاحب نے پریزیڈنسی کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا۔ پریزیڈنسی کو یہ ضروری منظور ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلے مین کیجائے۔ اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنارگڈھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے۔ اور ۲۳ فروری سنہ ۱۷۷۲ء کو ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہین وہ جو کمک مدد مانگین اونہین دو اسغرض سے ۲۰ مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ کے درمیان قلعہ چنارگڈھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جسمین مفصلہ ذیل تین شرطین ہین

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک کے لئے مدد دینے

سہولت حاصل ہو نواب نے اوسکو قلعہ چنار گڑھ دیا کہ اونکے قبضے مین رہی۔ اور صرف اونکی فوج اوسمین
رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد دہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے
بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار و اوڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے لیجانے اور قلعہ چنار گڑھ کے خالی
کردینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ
انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور ہر وقت اوس کے واسطے
خالی رہیگا کہ اپنی مطلب برآری یا اپنا قبضہ اوسپر کرے۔

شرط سوم۔ جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنار گڑھ کی مرمت یا بروج کے
تیار کرنے یا میگزین و اسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب
اداکرینگے۔ مگر یہ شرط ہی کہ خرچ چار لاکھ روپیہ سے زائد نہوگا۔ اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت
اشخاص مامورہ و یقین کرینگے اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جسمین
ایسٹ انڈیا کمپنی سے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ
کو قلعہ الہ آباد دیدیا جائے۔ جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس
روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کریگی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی
فوج قلعہ الہ آباد مین اوسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی
جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے
خالی کردینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے ہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو
وقت مناسب پر دیجائے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو اونہین
ملک دینا پسند نہوا۔ اور اثناء وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا۔ کہ ۳۰ ہزار مرہٹون نے
گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خان کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی
مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے فیض آباد سے کوچ کرکے شاہ آباد
ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا ٹھیرے۔ جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی
فوج کے اونکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی
سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کرکے نہایت
مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اسغرض سے چلے گئے کہ وہ سیندھیا کی قید سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ میں حافظ رحمت خان سے دو بدو گفتگو کر کے مرہٹون سے
اس باب میں تحریک کرونگا ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائی
جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلون کی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اون کا ضعیف
ہونا مرہٹون کا قوی ہوتا ہی۔ پہر اگر اونکی مراجعت مزید بھی ہوجائے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اونکو
دوبارہ لاوے گا اور جس ملک پر جا بیٹھینگے وہ قبضہ کرینگے۔ اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے
عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی ہیں کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گھبرا گئے۔ اور
شجاع الدولہ کو اونہون نے لکھا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح
والیسا لکھوا دیا پوچھ جانا کہ ہر دفعہ اوس مین کچھہ رد و بدل کی۔ اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہوگئی اسی عرصے
مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹھی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے
سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جاوینگے۔ اور روہیلون کے ملک مین وہ کسی طرح سے نہ ٹہیر سکینگے
کچھہ اونکو دینا اسلیئے کہ وہ واپس چلے جاوین عبث ہے۔ یہ رائے اس بات پر مبنی تھی کہ مرہٹون کے
ملک مین اون کی حکومت کی ایسی حالت تھی کہ وہ ضرور بلائے جاتے۔

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اوس نے شاہ آباد مین
شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹون کے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا۔ شجاع الدولہ نے دلجوئی
کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کر کے مدد دینے کا اقرار کرونگا۔ اس مجمل جواب سے
شجاع الدولہ عنایت خانکو ٹالکر اس فکر مین ہوئے کہ کٹھیر روہیلکھنڈ دیکر مرہٹون سے لینا بہتر
یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکھنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہی۔ مگر جب بارکر صاحب سے صلاح کی تو اونہون نے
کہا کہ روہیلون کی مدد کرنا بہتر ہے۔ اور اوس نے بھی اس کام مین معاونت کی۔ اور کپتان ہارپر
صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تھا۔ عنایت خان
کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بھیجا۔ کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا
اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دیئے۔ حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہارپر
صاحب کے ہمراہ ابتدا سے ۱۱۸۶ ہجری مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوئے
شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب و شیرین باتین کہکے جرنیل صاحب کے روبرو
اس مضمون کا اقرارنامہ لکھا لیا۔ کہ شجاع الدولہ لشکر یا صلح کر کے مرہٹون کو روہیلکھنڈ سے
نکالدین۔ اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بالفعل ملک سے چلے جاوین۔ اور لشکر جارہ وغیرہ

یہ لوگ روہیلکھنڈ دنیقہ کریں تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہ شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار چالیس لاکھہ روپئے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب بیہ شاہ آباد سے کوچ کرکے تمام اون خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہی ہین اپنے گہرون مین آباد کرین تو دس لاکہہ روپئے اونکو دیئے جائین اور باقی تیس لاکہہ روپئے تین برس مین ادا کئے جائین اور سال ۱۱۸۱ فصلی سے شروع ہو اس قرارنامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط پختگی کے واسطے کرائے گئے۔ یہ اقرار نامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو تیار ہوا۔ سر رابرٹ بارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو لکھی تھی کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد و پیمان پر مباحثہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکہہ روپئے نواب وزیر کو اس بات کے لئے دینے کا اقرار کیا۔ کہ مرہٹون کو اوسکے ملک سے خارج کردین اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گہرون مین آباد کردین۔ اونمین سے بیس لاکہہ روپئے سرکار کمپنی کے ہاتھ آئینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی ٹھیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفائے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکہہ سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کرکے روہیلونکے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادی کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر جواب دیا کہ چالیس لاکہہ روپئے کے آدہے تم اس بات کے لئے منظور کرلو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جائیگا۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا۔

چالیس لاکھہ روپیونکے مسئلہ کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہد نامے کے واقعات اور روپیونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہی جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہمنے اوس عہد نامے کی نقل سے مطابق کرکے بیان کردی اون مختلف روایات کو بھی رد و قدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہے۔

(الف) عماد السعادت مین سفر رام گہاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہی کہ جب مرہٹونکو دکن سے یہ خبر پہنچی کہ نرائن راو مارا گیا اور اوس کا چچا رگناتھ جسکا عرف راگھوبا ہے اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا۔ تو یہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوئے۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم یہان نہین ٹھہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھہ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین او ساٹھ لاکھہ روپئے روہیلون سے دلوادین تو ہم دوآبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان نے فتح کیا ہے آپکو دیدینگے - اگر دینے ساٹھ لاکھہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کرینگے - بلکہ تھوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکھیڑ کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھہ فروخت کردینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدینا چاہئے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا ہزار خرابی مین چالیس لاکھہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون - اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا - اب آپ کرم کرکے اپنے خزانے سے مرہٹونکو بہیجادین ساٹھ لاکھہ مین معاف سے اور چالیس لاکھہ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھہ روپئے بتدریج آپکو ادا کردونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہی -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہی کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھہ روپئے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہی کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کیا کہ چالیس لاکھہ روپئے اونکو دیئے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھہ روپئے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا - اور وعدہ کرلیا کہ ہم یہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑکر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہی کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لات کر صفر ۱۱۸۶ ہجری مین مرادآباد کی علاقے مین گھس آئے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا اور مرہٹونکو ملک لینے کا دعوی تھا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھی اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھہ روپیہ پر روہیلونسے صلح کرلی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

(ر) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے ۱۱۸۶ہجری مین روہیلون پر چڑہائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خان کی معرفت جو مرہٹون کے ساتھ تہا پچاس لاکھ روپیہ پر صلح ہوگئی تھی۔

(س) اخبار جس مین لکہا ہے کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکھ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑہائی کی تھی۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکہیں کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کردیا جاوے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکہہ روپئے دینے کا ہمنے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہوسکتا ہے۔ چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہین یہان اتنی بات کو ذہن نشین رکہنا چاہئے۔۔

(۱) اسی مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلکھنڈ مین نہین آئی ہمیشہ بہار جام جہان نما مین جو لکہا ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے مین گہس آئے تہے اور وقائع عالمگیری مین کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے مین رہے تہے۔ یہ دونون قول صحت سے عاری ہین۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلّی کو لوٹ گئے تہے[۱]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکہہ روپیہ دینے کا وعدہ نہین ہوا تہا نہ شجاع الدولہ مرہٹون کے پاس ان روپیون کے پہنچانے کے روہیلون کی طرف سے ضامن ہوئے تہے۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکہہ روپیہ پر مرہٹون اور روہیلون مین صلح ہوئی تہی۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کے ملک فتح کرکے شاہ جہان آباد کو اسوجہ سے نہین لوٹ گئے تہے کہ ان مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہوگئی تہی۔ کیونکہ ایسا نہین ہوا تہا۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابت نامہ و پیام کئے بدون ہی ندی نالون کی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے[۲]

(۵) ان چالیس لاکہہ روپیہ کے دینے کا معاہدہ سکر تال گہاٹ سے پہلے واقع ہوا ہی یہ معاہدہ ۱۱۸۶ہجری کے ابتدا مین منعقد ہوا تہا۔ اور سکر تال سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا ہے

[۱] دیکہو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۶۷ [۲] دیکہو عبرت افزا صفحہ ۱۲، ۳۴ دیکہو فرح بخش ۱۴

اور دوسرے روہیلہ سردار ذمی کچھ ادائی بابت جو فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو تنگی چھپڑی ہاتھ میں پیچاکر چالیس لاکھ روپئے کا تمسک لکھایا اور وعدہ کیا
کہ میں مرہٹوں سے معاملہ کرادونگا - اور اونکی جنگ کو اپنے ذمے لیا - سبحان اللہ دکھیون کے
معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش وحواس پیرانہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے
قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر
شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپیہ انکے عوض میں دکھیون کی بابت مقید اور مرتہن
کرادیا - نہیں تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کھاکر اسطرح دام بلا میں کبھی گرفتار ہوتے -

بہرصورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کیوجہ سے خود بخود نجیب آباد کے ملک سے دہلی کیطرف
چلے گئے - شجاع الدولہ کو مرہٹوں کے لکھانے میں انگلی بھی نہیں ہلانا پڑی - اور وہ لشکر مرہٹہ اور
بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کرگئے - شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد الیچ خان
کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی - اور اوس کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکھنے سرداران
عالی شان عزت اور جوانمردی میں شہرہ آفاق ہیں یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہیں رکھتے -
بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہیں - اور یہ لوگ عورتوں اور بچوں پر
جور و جفا روا نہیں رکھتے - مردوں پر سختی کرتے ہیں - اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان [illegible]
میں نہ اونکے جورو بچے - یہ بھی ممکن نہیں کہ نواب موصوف اپنے جورو بچوں کی محبت میں آپکے لشکر میں
حاضر ہوجائیں - کیونکہ اونکو وہان جانے میں اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے - بس ان کا آپکے لشکر میں
آجانا آپنے کیسے متصور کیا ہے - اس صورت میں اونکے زن و فرزند کے قید رکھنے [illegible]
اسلئے مناسب یہ ہے کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ کرکے اون قیدیوں کو [illegible]
جانتے - اس میں آپ کی بلند نامی متصور ہے اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر [illegible]
کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہا [illegible]
کو عالم دوستی میں پہلا امتحان تصور کرکے ہم کو شکر گذار بنائیے - فرض کیا کہ نجیب [illegible]
قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو ہیچ [illegible] - سیندھیا نے [illegible]
اور [illegible] بڑی عزت کی - اور پیشوائی کرکے دستار کو سرپر رکھ لیا - اور ضابطہ خان [illegible]
اہل و عیال کو اسباب سفر دیکر جو بریلی میں ضابطہ خان کے پاس پہنچ گئے -

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کردینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اوس سے
ناراض تھے اور بوستان اودہ سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض مصاحبوں نے بینی بہادر کی طرف سے
نواب کے دل میں عداوت کی جڑ جمادی تھی - چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق اصلیت کے راجہ کی گرفتاری
کی تدبیر کی - اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام باڑی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لئے لکھنؤ کو متوجہ ہوئے
اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوئے - راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر
اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیان نذر دکھائین - چونکہ راجہ کے تحت مین تمام منڈیہ سپاہ تھی اور
پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اس لئے نواب نے بظاہر استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے
ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کرکے اوس کے خیمے میں جا بیٹھے
اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہی کچھہ کہانا منگا - راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کہانا منگواکر کہلایا - نواب نے
وہیان استراحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی - اور دن ڈہل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوئے اور
چلتے وقت راجہ کو باصرار اپنے ہاتھی پر خواصی مین بٹھا لیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہی - راجہ
جانے سے انکار کرتا تھا - مگر نواب نے نہ مانا - جبکہ اپنے لشکر کے قریب آپہونچے تو اپنے مصاحبون مین سے
ایک شخص کو خواصی مین بلا لیا - اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری دار ہاتھی پر سوار ہو لو - اگرچہ
راجہ فراست سے اون کا مافی الضمیر سمجھہ گیا - مگر حکم کی تعمیل کی - جب راجہ عماری مین بیٹھہ گیا تو ہاتھی بانون کو
نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر غلاف ڈالدے اور فیض آباد کو روانہ ہوئے اور پیادون کو حکم دیا
کہ بینی بہادر کے لشکر مین جاکر سنادو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے ابتک اس بے دولت کے
ساتھ رہتے تھے - آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہنچا تم کو بھی چاہئے کہ لشکر الہی بجالاؤ اور راجہ
کے تمام دہن مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو - انشاء اللہ تمہارے ساتھ واجبی رعایت کیجائیگی
پیادون نے حکم جاکر سنایا تو سب نے طوعاً و کرہاً سر تسلیم خم کیا - لیکن بعض فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی
ہر ایک حواس باختہ بہاگنے لگا - حتی کہ ہتھیار اور گہوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے - القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس
ضبط ہوگیا - راجہ کے اصطبل میں اسپ خاصہ ۱۳ سو تھے - ایک سو اسی ہاتھی تھے - شجاع الدولہ نے
راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل ہو اور مقابلہ کرسکے اس سبب سے
محمد قلی خانکو مروا ڈالا - وہی یادداشت تمکو دیتا ہون - اور راجہ کو اندہا کرادیا[1] - راجہ بینی بہادر ایک جہتر تھا

[1] دیکھو گلستان برسات ۱۲

"یہ اثرہ توابع اودہ کار ہے والا راجہ رام نراین دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا رام نراین نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام مین ہوگئی - مہا راین پسر کلان رام نراین نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اسے تمام کامون کا مختار کر دیا - رام نراین کے بعد دیوانی کا تمام کام مہا نراین سے متعلق ہوگیا مہا نراین چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لئے نواب شجاع الدولہ اوس سے نہایت آزردہ تھے - مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا - ایک دن تین لاکھ روپئے نواب نے منگائے مہا نراین نشہ مین مست پڑا ہوا تھا جو بلا کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اس وجہ سے غصہ آیا - بینی بہادر نواب کے پاس گیا - اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو - اور سود و قیمتی دو روپیہ منظور کیا جاوے - اور خیرآباد کی نظامت فدوی کو دیجاوے تو روپیون کا انتظام کرکے حاضر کرے - پھر پرگنہ خیرآباد سے یہ روپیہ وصول کرکے مہاجن کو دیکر رسید خزانے مین داخل کر دکھا دیگا - نواب نے اوس کی عرض قبول کرکے خلعت فاخرہ بخشا - راجہ نے دوسرے دن ہی روز معمولہ عصر کے وقت حضور مین بہو پچا دیا اس لئے بینی بہادر تمام مقربوں سے بڑھ گیا - اور اس کے بعد مہا نراین عہدہ دیوانی سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوا - اور اوس کے گزارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہوگئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہوکر عہدۂ دیوانی پر فائز ہوا اور اس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہوگیا -

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزونکے ہاتھ سے بکسر مین شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا - بموجب فرمان بادشاہ کے ۱۷۶۵ء مین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو - مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو حقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سے نامنظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۷۵ء مین اپنے ملک پر بحال رہے - علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دیے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کرلی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رکھین - بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سابق مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے - بلونت سنگھ تیس لاکھ اٹھانوے ہزار چار سو اپچاس روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیتا تھا۔ ۱۷۷۰ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ اوسکے خاندان کو بیدخل کر دے۔ مگر گورمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کر دیا۔ اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸ جمادی الاخری ۱۱۸۷ ہجری مطابق ۷ ستمبر ۱۷۷۳ء کی حمایت نوابی چیت سنگھ کو اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا ڈھائی لاکھ روپیہ اضافہ کر کے نواب نے سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قائم اور ثابت قدم ہو کے اور مالگذاری دیتے رہو گے تو ملک تمہارا اور تمہاری رعیت آسیب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثوں کے اور تمہارے اور تمہارے وارثوں کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف ہو گا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے لاوبالی مصارف کے لئے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن میں مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و خانہ ویرانی کے دل سے خواہان تھے اس لئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب تحریص کر کے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۱۸۰ ہجری میں اوس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی۔ اور آخرکار شکست و ذلت اوٹھا کر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ نواہی میں جو فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہے مقیم تھے عنایت خان کی خبر سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضیٰ خان بڑیچ اور رحمت بہادر کو پیشوائی کے لئے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے میں آرام کیا دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اونھوں نے خلعت اور شمشیر اور جیغہ اوس کو اور اوس کے دونوں بھائیوں کو جو ہمراہ تھے بخشے اور اوسکی بہت خاطر کی اور عنایت خان کے آنے کو غنیمت سمجھا اس لئے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک میں تھے چنانچہ ایکدن اونھوں نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اس طرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں کے مصارف کے لئے کافی نہیں۔ اسلئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ اور یہ اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنیکی عرض تھا - عنایت خان معزکہ کو ہوبخ کیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے بہائیون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہین - شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے - شجاع الدولہ نے شاہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنو داخل ہوئے - اور یہان آٹھ ہزار روپئے عنایت خانکو بھیجے - اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے مصارف کے لئے جاگیر مقرر کردونگا - اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے مہدی گہاٹ کیطرف کوچ کیا - عنایت خان بدون رخصت حاصل کئے اونکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکھنڈ کیطرف روانہ ہوا - یہ بیان گل رحمت کے موافق ہے لیکن فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا - برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گذری - آخر کار مجبور ہوکر پھر بریلی کو لوٹ گیا -

مرہٹونکے مقابلے کے لئے رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی

سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین بیساجی پیشوا اور مہاجی سیندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کرا کے نجف خان کے تین ہزار روپئے روز بقولے پانچہزار روپیہ روز مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا - اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کریں - مگر حافظ رحمت خان مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمیں کہاتے تب بھی وہ اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے - تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کریں اگر آپ ہمارے ساتھ ہوجائین تو جو ملک ہاتھ لگے وہ آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے - اور اگر آپ کسی طرف نہ بولیں اور گنگا پار ہونے دین ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین - اور ہمارے سفر مین حارج نہ ہون تو ہم چالیس لاکھ روپئے کا ملک جسکے ضامن شجاع الدولہ ہین واپس دیدین - اور اگر دونون شرطین آپکو نامنظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹے کہسوٹینگے - اور آبادی کو ویرانہ بنادینگے - اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ پہلے تو یہ سمجھنا ہے کہ کبھی مین کافرونکے ساتھ ملکر مسلمانون سے نہین لڑونگا اس لئے مین تمھاری شرائط ترغیب و تحریص مین نہین آتا - اور اپنے عہد کو نہین توڑتا اور اوس کا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو چکھنے کو مین موجود ہون - اور شجاع الدولہ کو سارے

اس ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدان جنگ مین جاتا ہون - اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گھاٹون کا انتظام کر لینا چاہئے - اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکھ روپے کا تمسک واپس کیا جاوے جس کا اتنک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بھیجا گیا ہے - اور آیندہ ایسی حالت مین مرہٹونکے پاس بھیجا جائے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بنا کر حافظ صاحب کے پاس بھیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لیکر آپ میری مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹونکو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جائے گا - انتہی -

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چالیس لاکھ روپیہ کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تھا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دینا نہ ٹھیرا تھا - نہ اس قسم کا کوئی عہد نامہ مرہٹونکے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹونکے حوالے کیا تھا صحیح روایت یہ ہے کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹونکے اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکھ روپئے تین سال کے عرصے مین معاوضہ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا - بہر صورت مرہٹونکی فوج ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلکھنڈ مین گھس آئی - اس بار اونکی یورش بدایون اور سنبھل اور مراد آباد کے علاقے مین تھی -

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپیونکے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تھا کہلا بھیجا - یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تھا - اور فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ مرہٹون نے اول تمسک کے چالیس لاکھ روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بھیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا اور حقیقت مین یا پایاب گھاٹونکی تلاش مین مصروف تھے - روہیلونکی طرف سے اس کا کچھہ جواب نہ گیا - اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ اور فتح خان خانساماں اور احمد خان بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندے خان اپنا فوجی ساماں تیار کرکے روانہ ہوئے اور بسولی مین جاکر ٹھیر گئے - احمد خان بخشی کی جاگیر مین اہرات کا علاقہ تھا اسلئے اوس کو آگے کو بھیجدیا تاکہ وہ سام گھاٹ پر پہونچکر گنگا کا بندوبست اور کشتیونکی حفاظت رکھے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گھاٹ کے قریب ... اسد پور مین ایک ۲۷ ذالحجہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کی ایک جمعیت نے گنگا اوتر کر اوسکی فوج پر حملہ کیا اور بیمہ تک تکو ... اپنی فوج کے ساتھ اس جمعیت کی مدد کو آگیا اور احمد خانکو گھیر لیا - اور ... مغلوب کرکے تمام توشہ خانہ اور سارا مال و اسباب گھوڑے ہاتھی ضبط کرکے

[illegible]

... دیکھو ... تماد گل رحمت وغیرہ ۲۰

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی۔ اور انگریزی فوج نے دریا کے اسی کنارے اوسکا تعاقب کیا۔ اس جگہ سے
بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علیحدہ علیحدہ ہو گئی۔ یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مراد آباد کی طرف روانہ
ہو چکی تھی۔ اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارہ پر رگھتی اسدپور کے پاس پہونچکر مشغول ہوئی جسمیں سے
ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا۔ اوس کے جواب میں ادہر سے ایسے گولے مارے گئے کہ لڑائی بند ہوئی
اور مرہٹوں نے اپنا کیمپ اوٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا[۹]۔ اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان
شجاع الدولہ سے آکر ملے۔ اور رجب پور جو کہ انوپ شہر کے مقابل گنگا کے کنارے ہے ٹھہرے[۱۰]۔ عماد
السعادت میں لکھا ہے کہ اس سفر میں نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونوں کے ہاتھی برابر رہتے
تھے۔ اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے۔ اور نواب شجاع الدولہ
اونکو حافظ جیو کہتے تھے۔ اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب میں روانہ ہو۔ اور شجاع
الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کریں۔ اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر
اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیوں کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کر کے بیساجی پنڈت کے تعاقب میں
روانہ ہوا جو ایک ایسے مقام سے جہاں گھوڑے کی دم تر ہو سکتی تھی[۱۱] گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں تھا
اور اوس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے۔ محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برقلیمن کے ساتھ
انگریزی فوج کا شریک تھا۔ بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ بداؤن کی آخری حد تک۔ لیکن بعض
جسقدر اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا۔ اور دوسرے دن سرحد بداؤن
تک یہ فوج اوس کا پیچھا کر آئی۔ یہاں پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث
یا معاہدہ سے کہ روہیلوں میں جھگڑا لینے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی
بڑہانیکی کوشش نہ کی۔ جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمہ کا کام بھی
اوہی کو پورا کرنا پڑا۔ چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑہا کر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی
مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہے۔ اور گلستان رحمت و رحمت
اور عبرت بخش و دیگر فارسی کی تاریخوں کے خلاف ہے۔ اونمیں لکھا ہے کہ مرہاجی سیندیا کا انگریزی
فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور تکوکی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا۔ مگر تکو اس
تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اوس کا تعاقب نہ کر سکی۔ تکو کی فوج کا
ایک حصہ سنبھل اور مراد آباد کو لوٹ لات کر غرہ محرم سنہ ۱۱۸۷ ہجری کو قصبہ [illegible] کے گھاٹ سے گنگا کو
اوتر گیا جسقدر سپاہ روہیلوں کی گھاٹوں کی حفاظت کے لئے متعین تھی اوسے خبر بھی نہ ہوئی ایسی

[illegible] دیکھو عماد السعادت [illegible]

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور دو دن کوچ کے تعاقب حافظ رحمت خان نے بھپوند کے قریب گنگا کو
عبور کر گیا حافظ رحمت خان تکو کے تعاقب سے معاودت کر کے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔
اس کام کو ادا کر کے ۱۱۸۵ھ میں شجاع الدولہ روہیلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر
اس نیت سے ٹھیر گئے کہ بعض روہیلہ سرداروں سے موافقت پیدا کر لیں۔ احمد خان بخشی نے تلکو ستر
ہزار روپے دے کر تاکی باقی۔ احمد خان اپنے لشکر میں بھیجا۔ اور حافظ صاحب سے ملکر اور ریاست
چلکر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور ان سے عہد و پیمان دوستی
و اتحاد کی رسم کے ساتھ کر کے رخصت ہوا۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوازش [illegible]
اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی۔ شجاع الدولہ فیض آباد میں داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان میں جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت میں لکھا ہے کہ جب رام گھاٹ کی مہم میں مرہٹوں کو شکست ہو جانے کے بعد نواب شجاع
الدولہ وہیں تھے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے لئے اون کے پاس بھیجے۔ اونہوں نے
کانوں پر ہاتھ دھرا کہ میں نے وعدہ واپسی تمسک کا نہیں کیا تعجب ہے یہ تہمت ہے۔ کہ شاہ من (جنکی معرفت
شجاع الدولہ نے مرہٹوں کی جنگ کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لئے بلائے
گئے۔ اونہوں نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام
چلے آئے اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گذار کیا۔ اس وقت شجاع الدولہ پرگنات اٹاوہ اور
شکوہ آباد سے مرہٹوں کو نکال رہے تھے۔ حافظ صاحب نے اونکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر
میں دیے ہیں میں لشکر بھیجکر اونکا بندوبست کرنے جاتا ہوں تمہیں سے مرہٹوں کے ہاتھ میں وہ چلے گئے تھے
اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپکا دعوے ان پرگنوں پر کچھ نہیں ہے میں انکو اوسی طرح اپنے قبضے میں
رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹوں سے فتح کر کے اپنے قبضے میں رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا
اونہوں نے جواب لکھا کہ پرگنات کی بابت پھر سوچونگا۔ اور جواب دونگا۔ بالفعل دس لاکھ روپئے
بابت تمسک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک روہیلکھنڈ پر قبضہ کر لینے کے لئے تھا۔ اور اونہوں نے سپاہ
کو جمع کرنا شروع کیا۔ حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جس قدر روپیہ آپنے مرہٹوں کو دیا ہے
وہ مجھ سے لے لیجئے۔ اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی۔ بڑے بڑے سردار اونکی لڑائیوں میں

روپے لینے تھے جو باقی تھے اور نہ اعتبار نہ تھا - شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور نہ کی
شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واپسی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا -
یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے
ہیں نہایت دانا اور خوش خلق تھے ابتدا میں صفدر جنگ کی مصاحبت میں رہتے تھے - اور اونکے مہمات ملکی
مشورے میں شریک ہوتے تھے - صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم
بنگالہ کے پاس چلے گئے وہاں بھی عزت کے ساتھ رہے جب بنگالہ خراب ہوا تو پھر اودھ میں چلے آئے
شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو شاہجہانپور کے متصل ہے رہنے لگے - اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا
کر لیا - شجاع الدولہ اونکی عزت کرتے تھے - پھر خاص پور میں جو لکھنؤ سے پانچ کوس ہے سکونت
اختیار کر لی - کیونکہ شاہ آباد کی سکونت میں اونکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلوں کی
دوستی اور جنبہ داری رکھتے ہیں - شاہ مدن کے ہاں ہر سال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا -
ہندوستان کے شہروں سے ہزاروں علما - طلبا - مشایخ - پیرزادے آتے اور شریک ہوتے - ان سب
کی آمد و رفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہاں سے ادا کیے جاتے - اور اونکو کھانا دیا جاتا -
تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا - اور صبح سے شام تک آدمیوں کو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی - کئی نقال اس
کام پر مقرر رہتے تھے - بہت سے ننگے اور بھوکے بھی اس میں شریک ہو جاتے تھے - ایسے لوگوں کو سوا
خوراک کے جبہ پوزہ بھی ملتا تھا - تیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے روہیلے بھی اونکی
پیرزادگی کی وجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے -

عمادالسعادت میں لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہو جانے کی بڑی
وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا و جمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹوں نے دبا لیا تھا
اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے تو وہ سب شجاع الدولہ نے قبضہ کر لیا تھا - جبکہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ روپے جو مرہٹوں کی بابت آپکے ذمے ہیں ادا کیجئے
حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میں تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہیں ہوں - دوسرے سردار بھی یہانتک
حق میں پہلے اول آپ انسے طلب کریں - میں نے اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات قبول نہیں کرتے - اون
روپیوں میں سے میرے حصے میں بیس لاکھ روپے آتے ہیں تو اس کا تقاضا مجھ سے کرنا آپ کو مناسب نہیں - کیونکہ
ملک دوآبہ جو میرا تھا وہ سب آپ نے قبضہ کر لیا ہے - اور میں خاموش ہوں - اس قدر ملک اس تھوڑے سے
روپے میں گران نہیں ہے - میں ایک روپیہ بھی نہیں دونگا - آپ کا جو ارادہ ہو کیجئے میں مقابلے کو حاضر

ہون - تو انمین دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اوس خط کے دو فقرے نقل کیتے ہین جو اونہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے - کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے - جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے - وہ فقرے یہ ہین اگر با صلح کیشان ہم رنگ صلح کیش شدیم و اگر باستیزہ و جنگ بسم اللہ - کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی - اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہو جاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عمدہ برتاؤ نہین کیا تھا - اور چالیس لاکھہ دینے کے دینے مین حیلہ و حجت کرتے تھے اسلئے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینہ دیرینہ تازہ ہوگیا تہا[۹] - انکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہوگیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کر دیا تھا - اولوالعزمی - ملک گیری بہانہ جوئی - بے مروتی اونکے ضمیر مین پڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے تحمل و امداد کی مدد سے اونکو روہیلونکی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کر دیا تھا - اودھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے پاش پاش ہوگیا تھا - وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک خط کا واقعہ ہی جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہے - اور کچھہ نہین ہوتا کہ اصل کیا ہے -

(**الف**) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کر کے اونسے دوستی پیدا کر لی - اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو اونہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھہ مدد دینے کی بابت حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کر لیا - اور اوسکے سنہ ہجری کو بدلدیا یعنی بجاے ۱۱۷۸[۹] ہجری کے ۱۱۸۱ ہجری بنا کر اپنا رسوخ اور کمال خیرخواہی جتانے کے لئے مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا - کہ اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمھارے نصیب ہوگی یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ یہ بلا ہمہی سے مخصوص ہے - اگر انصاری کا ہاتھہ بہوپنچیگا تو ایک مسلمان متنفس کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے - اسلئے صلاح یہ ہے کہ ہم اور آپ متفق ہو کر اس گروہ کو قبل اس سے کہ انکو قوت حاصل ہو جاے تباہ کر دین ابھی فتنے کی ابتدا ہے - اگر انکو زور پیدا ہوگیا اور ہندوستان مین اپنا پانون انہون نے جما لیا تو ان کا یہان سے اوکھڑنا مشکل ہو جائیگا اسلئے انکا جلد استیصال کرنا چاہئے اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھہ شریک ہونا آپکی بھی سلامتی کا باعث ہے - لیکن جن روہیلون کو پچاس

[۹] دیکھو جام جہان نما ۱۲

لاکھہ روپیے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت ہین دوسرون کا قول قابل اعتبار نہین جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہر و نشان کے ساتھ مرتب کر کے نہ دینگے اون کا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بیشبہ ہین لیکن عقلمند نہین اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہین۔ جب تک اونکی مہری تحریر قسم اور ایمان کے ساتھ موکد نہوگی اونکی بات کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر اس خط کے مضمون سی بیحد برآشفتہ ہوتے اور شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوے نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیر خواہی کے پیام بھیجے۔ گورنر نے وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بہت خجل ہوے دریاے حیرت مین ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجئے کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر میرے حافظ رحمت خان کو اوس وقت مین لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے درمیان مین صلح نہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھ تھا اوس کا مضائقہ نہین یہ پرانا خط تاریخ مدت کا دشمنون نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجدیا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے بھائی اسوقت تک اس مین ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین فوت ہو چکے ہین۔ اور اس خط مین سنہ ۱۱۸۵ ہجری تحریر ہے اگر یہ خط دوندیخان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے تو جس نے یہ خط بھیجا ہے اوس کا قول درست ہوا اور اگر دوندیخان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سواے اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہے جو امرا اور رؤسا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہوگیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیون دیدیا حافظ رحمت خاں یہ خوب جانتے تھے کہ منیر الدولہ شجاع الدولہ کا دشمن ہے۔ منتخب العلوم اور تبصرۃ التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی مین ہے کہ انگریزون سے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہو گئی مگر کسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلئے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ ہو کہ فوج مرتب کر کے انگریزون سے پھر لڑینگے۔ جب فوج قریب ترتیب پہونچی۔ اپنے دوست سردارون کو

اس رات آمد کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی کے
سہو یا انتہا کی خیر خواہی کی وجہہ سے تاریخ لکھنی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے
مین ملفوف کر کے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرضیان
حافظ رحمت خان کی نسبت فاسد سی ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب
گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے
کے لیے دکھلایا تو اونھون نے جواب دیا کہ بے شبہہ یہ تحریر میری ہی مگر اوس زمانے کی ہی کہ صاحبان عالیشان
انگلشیہ سے مصالحہ ہوا تھا۔ اور مکرر آپ پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی
گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہی۔ گورنر جنرل اصل
کار کو سمجھہ تو گئے۔ مگر ثابت نہ کر سکے۔

درج » اخبار حسن مین یون لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین عنایت خان کی تعزیت کے لیے
بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایکدن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران
انگریزی کو گانٹھہ لیا ہی۔ مناسب وقت یہ ہی کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو۔ حافظ
رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہر مہم مین ہمارے شریک رہتے ہین اونکے ساتھہ یہ دغا بازی فتوت
کے خلاف ہی۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہی تو ظاہرا ان سے جنگ کرنا چاہیے۔
حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین
تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہی۔ یہ مشورہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن
احمد شاہ درانی کی خدمت مین لکھی۔ اور ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے
کے لیے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھانجے
خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک واپس طلب کیا
جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھہ روپے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے
واپس نہ کیا اوسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا۔ مگر اتنا لیت و لعل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہوکر
شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے۔ اور واپسی
تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑکر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام بھیجنی تھی
جنرل چمپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوئے۔
اور جنرل صاحب نے وہ عرضی ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی۔ گورنر نے مقام بنارس مین

کب اس قابل تہا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزونکی دستگیری کے حکومت کر سکتا - کیونکہ گورنر خود لکہتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہین کر سکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ خاک کرتا مگر بان ہم بہول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہین دے سکتا تہا - اور وزیر دے سکتا تہا - اور گورنر کو یہ منظور تہا کہ جو معاملہ ہو اوس سے روپیہ پیدا کیجئے اس لیئے اوس نے ان اضلاع کو بھی اپنی ٹکسال مین ڈھالکر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکہہ روپیہ کو فروخت کیا جس مین بیس لاکہہ روپئے نقد لئے گئے - باقی دو برس کے وعدے پر پندرہ لاکہہ روپیہ اوسوقت کہ یہ اضلاع اونکے اضلاع مین بالکل شامل ہو جائین اس ملک کے بیچنے سے وہ بڑا خوش تہا جس مین چند برس ہوئے کہ سب دیکھ چکے تھے کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغا بازی و بے ایمانی کر کے مار ڈالا تہا - اور گورنر نے ۲۶ لاکہہ روپئے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بہی موقوف کر دئے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بھی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اونکی مدد کو آئے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک برگیڈ کا خرچ دو لاکہہ دس ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت اودہ ہوگا - اور ہر برگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورونکی - چہہ پلٹن سپاہ ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی - اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ مین وہ اون کی حد مین پہونچے گی - اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد ضلع بہار مین آئے - اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بہی اوسی طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہد نامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بہیجی کہ وزیر کو عناد دلی روہیلون سے تہی وہی پہلی ملاقات مین اونہون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اونکی امداد کر کے روہیلون کے ملک پر قبضہ کرا دین - گورنر نے بے تامل اس کام کی حامی بہر لی - بلکہ شجاع الدولہ کو اونہیں نے اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلون کے ستیاناس ملانے والے تہے اور انگریزون کے وہ حضرت پیر و مرشد تہے جو وہ کہتے تہے - کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تہا - گو کبہی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا - اور کوئی اونسے بگاڑ کی بات نہین کی - مگر حضرت برائے مصلحت سب کچہہ جائز ہے - اودہر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹہی پر چٹہی آئی کہ روپیہ بہیجو روپیہ بہیجو

اور سپاہ کا خرچ کم کرو اور ہر بیان فوج کی تنخواہ کا تنخواہ بر چڑہنا فضلون کا کہنا ہونا کاشتکارون کا بھاگنا۔ آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کڑور روپیہ کا قرض پھر اوس کا سود بر سود چڑہنا گیا کیا آفتین تھین۔ یہ وقت بہت نازک تھا۔ اس لئے آئین معاہدہ ہوگیا کہ چالیس لاکہہ روپئے نواب وزیر نقد دین اور سپاہ جب تک اون کے کام مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکھتا ہے کہ اس معاہدہ سے ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہے گی کم ہوجائیگا اور چالیس لاکہہ روپیہ سے خزانہ معمور ہوگا۔ اور وزیر کے ہمسایہ بد سے نجات ہوگی۔ اور اون کا ملک محفوظ ہوجائے گا۔ انگریزون کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تہا مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لئے جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضے نہو بڑے حیف کی بات ہے۔ اور ایسے ہی کامون کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔ عدالت اور ضرورت جو اپنے عذرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہین وہ عجیب و غریب ضعیف و کمزور ہین عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ و حوالہ تبلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت کرنے اور دشمنون کے نکالنے پر موعود تہا جبکہ مرہٹونکی یورش کا برابر کہٹکا لگا ہوا تہا۔ اور روہیلون کو اونکی طرف سے اطمینان خاطر حاصل نہوا تہا وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے جو کبھی ذرا دو نکے دفع کرنے مین اونگلی بھی نہ ہلاتا۔ وزیر ابھی زر موعود کس منہ سے مانگتے تھے کہین بھی یہ انصاف ہے۔ روہیلے ایسے شخص کو جو اون کے استیصال کے درپے ہو کیسے روپیہ دیدیتے اوس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اونھین بھسم کرتی اپنے پیر مین آپ کیون کلہاڑی مارتے پھر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اونھون نے مرہٹونکی امداد کی تھی محض غلط ہے۔ وہ ساری اپنی سپاہ اونسے لڑنے کے لئے آمادہ رکہتے تھے۔ مگر کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اونھون نے کہ اب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتھ سے غارت ہوتے ہین تو کچھ دیکر اونکی آتش غضب کو دہیما کردیا۔ حق پوچھئے تو روہیلونکے مرہٹونکی مدد نہ کرتے یہا مرہٹے روہیلونکے ملک کو تاخت و تاراج کرتے تھے۔ اگر یہ لوگ نہ ملجاتے تو وزیر اودہ اونکی ملک کی خیر نہ تھی مرہٹے اون کے ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گہر کے چولہے مین آگ اور گہڑے مین پانی تک نہ چہوڑتے ویرانے اگر

جینے یہ چیز رے کچھ روہیلونکی مدد کی تو یہ مین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ
کی ضرورت اونپر یہ فرض نہین کرتی تہی کہ وہ روہیلونکا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا
تو عقلا بھی نامناسب تہا گورنر خود لکھتا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قلمرو کی
ملک کی حفاظت بے اعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیئے اوس کا ملک بڑہنا سرکار
کمپنی کی گردن پر ملک کی حفاظت کا بوجھ رکہنا ہی۔ بنارس سے گورنر کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی
کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکہی اور شجاع الدولہ کو
بہی طرف سے اوس کے لیئے اوکساتے رہے۔ ہیسٹنگز جو ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی
کونسل کے ساتہہ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلے تہا اوسکی کونسل مین پہلے
یہ لوگ ممبر مقرر ہوئے تہے فرانسس جو بعد اسکے سر فلپ فرانسس ہوا اور کرنل مونسن اور
جنرل کلیورنگ اور بارول کلکتے مین آنکر ہیسٹنگز صاحب نے ایک اور بڑا کام کیا جس کے بڑے
عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوئے۔ ابتک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی ریئسون سے جو خط کتابت
ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے
سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ مین تھا اس لیئے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اسطرح بھی کوئی
اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاست ہائے غیر سے جو سول گورنمنٹ
کا افسر ہو وہ خط وکتابت کیا کرے۔ اوہنون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ ہم مین اور شجاع الدولہ
مین باتفاق رائے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط وکتابت کے لیئے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے
واسطے جن مین تحریرات سے جہگڑا پڑجاتا ہی ایک ایجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکے ساتھ رہا کرے اور
اوسکے مقرر کرنے کا فقط مجھے ہی اختیار دیا جائے اور مین ہی اوس سے خط وکتاب کیا کرون اور
اوسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے مستنصین مڈلٹن
کو کچھہ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی در
خفیہ خط وکتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچھہ عرصے کے کونسل کے ممبر وہین ہی فرانسس
اس بات پر کہ تمام تحریرات معاملات اودہ کی ہیسٹنگز صاحب نے اوسکو نہ دکہائین افروختہ خاطر ہوکر
ہیسٹنگز سے سخت جہگڑنے کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مونسن اور
کلیورنگ بھی اسی کا دم بہرنے لگے۔ اسلیئے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارول جسے
ہیسٹنگز نے مدت تک کا ساتھیا تہا ہیسٹنگز کا طرفدار تہا۔ فرانسس نے مڈلٹن صاحب کو لکھہ بہیجا کہ تم ہم سے

ساری خط وکتابت رکھو اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اوس کو ادھ ہی واپس بلالین۔ اسپر سٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیوں کی نظر مین گورنمنٹ کی آشفتگی خاطر ظاہر ہو جاوے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار رہے او سکو ساقط الاختیار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لئے اونکی راے کو غلبہ رہتا تہا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورنمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا۔ سٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچتا ہے۔

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دو آبہ پر قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لینا

بنارس مین سٹنگز صاحب سے ملاقات کر کے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اوس وقت اتنی ایسی سخت بارش ہو رہی تھی کہ پرندون کا اوڑنا دشوار تہا۔ تھوڑی ہی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کر کے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھوا کر اوس کو عبور کیا۔ اور دوبے کیطرف کوچ کیا۔ اور محالات حکیلہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے انشاے فیض بخش مؤلفہ محمد فیض ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے۔ جس سے اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ و سوار کے ہمراہ لیکر ۲۔ رمضان ۱۱۸۶ہجری کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا۔ اور اٹاوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا۔ نواب کا گذر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا۔ نواب نے چارون کی گردن اوڑوا دی۔ کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستاے۔ اسی مقام مین سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین لڑائی کا سامان جمع کئے جنگ کے لئے مستعد ہین نواب کے حکم سے

سے نقضے تھان ۔ محمد بسیر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ و فوج
لیکر مقابلہ کیا۔ مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھ توپین چڑہاکر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب
کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹونکی توپ بیکار ہوگئی اور
اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹ - رمضان کو اونہون نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت
پنڈت مرہٹون کا افسر اِس قلعہ مین حاکم تہا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کرکے
قلعہ خالی کردیا نواب نے یہین عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو
چلا گیا میر سید علی داروغہ فیلخانہ کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تہا کہ تم دریاے جمنا کو
عبور کرکے اوس پار مقیم ہو جاؤ تاکہ مرہٹون کی کوئی فوج اودہر سے عبور کرکے قلعہ کیطرف مدد کیلئے
نہ آئے اور نہ اودہر کی رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چار سو سوار اور بار برداری
اور اونٹونکے ساتھ اودہر کو آتا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر باڑھ پر رکھ لیا بہت سی
آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کرکے ہتہیار ڈالدے میر مذکور نے اونکو رہا نہ کیا۔
بلکہ اوسی حالت مین نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ
راہ دلواکر چہوڑدیا۔ اور اون کے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۳ - شوال کو
نواب شہر مین داخل ہوے اور یہانپر فرخ آباد اور روہیلکہنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے
ملنے کو آئے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب کی خدمت مین حاضر
ہوکر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے ۔ نواب
وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی ۔ اٹاوے سے کوچ
کرکے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اوس کے متصل ٹہیر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی
تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تہی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی
تعزیت کے لئے فرخ آباد کو بہیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کرلیا سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۱ء
مین یہ نواب بنگش اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہین ہوئی
اوس وقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑہے چار لاکہہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد
چندے ایک جز اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فتح گڈہ مین
متعین تہی [۱۵]۔ آروِن صاحب تاریخ فرخ آباد سے

---

[۱۵] دیکھو فرحت بخش و گیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہی کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اثناوہ فتح کرنے مین بہی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تہا
نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اوسکی ساتھ تعظیم و تکریم
سے پیش آے اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑہ مین کوڑیا گنج و مردگنج کو روانہ
ہوا اوس سال مین محرم کی رسومات اوسی ضلع کے مقبرہ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہے
انجام دئیے گئے۔ ایک حکایت یہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہو گیا۔ فی الحقیقت اس
لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام[۱]
و تروا و بھٹیا اور سکت پور[۲] اور کسی قدر حصہ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کر دیا جو حصہ ملک کا
کہ اسطرح سے اودہ مین حاصل کیا گیا تہا وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکہن شامل ہو گیا
ماسواے چہبرامئو[۳] و سکراوہ[۴] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے ان دو پرگنون مین
شامل ہین۔ بعد تہوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور
شخص تہا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تہا کہ اوس نے اپنے
ماتحتون کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تھے چہین لین
راجہ تروا اور بھٹیا او چودہری تبشن گڑہ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا
کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تہا وہان کوئی متعلق اوس قسم کا
اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے دیا۔ ریاست مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعت
کی حالت مین پیدا ہوا۔ اس مین شبہ نہین کہ اس دریا کے اوتر کنارے کے رہنے والون کی
بہ نسبت دکہن کنارے کے رہنے والونپر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا۔
عماد السعادت مین لکہا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا۔
تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکہا کہ کیسی مصیبت
آپی تمہی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگذار بنگیے اور پٹہانون کا نام
ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی۔ اگر
تم فرخ آباد سے نہ نکلتے۔ اور اپنی جگہہ پر بیٹہے رہتے تو

---

[۱] تحصیل چہبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی اوس زمانہ مین اسمین علاقہ بھٹیا و تہا شامل تہا ۱۲ [۲] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [۳] ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [۴] تحصیل تہا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدم حشم کے ساتھہ تمہارا کچھہ بھی نہ کر سکتے اگر وہ فرخ آباد کا مقصد کرتے تو ایک لاکھہ پٹھان تمہاری مدد کو مستعد تھے اسقدر خوف اور بزدلی کیون کی فتح اور شکست خدا کے اختیار مین ہے ۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوتے ۔ افسوس تم نے اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگون کو بے اعتبار کر دیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا جو اسے دیکھکر بہت آزردہ ہوئے ۔ درۂ بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر ملیدہ اور کوشیا گنج کے نواح مین پہنچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و چرب باتین لکھکر اپنے ساتھ اپنے پاس بلایا اور دونون نواب اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کے متبع ہو گئے ۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال مین نہ لاتے تھے ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہے انہون نے عزت و حمیت کو خیرباد کر کے اپنے باپون کا نام ڈبو دیا اور شجاع الدولہ کے سلامیون اور مجرائیون مین داخل ہو گئے دبدبہ امارت و حکومت کو ہاتھہ سے کھو بیٹھے

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ چالبازی

سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھہ جاٹ والی بھرت پور کے ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اوسکو شکست دیکر مقابلے سے بھگا دیا نول سنگھہ ڈیگ مین بیٹھ گیا جو قلعہ اکبر آباد پر جاٹون کا قبضہ تھا اور بھرتپور کی ریاست کیطرف سے دان شاہ وہان پر نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا بخوبی محاصرہ کر کے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپون سے آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھہ کی ہزیمت کی خبر سنکر یہ خیال کیا کہ آگرہ بھی نجف خان ضرور فتح کر لیگا ۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کر کے اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور چونکہ اونکو ذوالفقار الدولہ کیطرف سے بیحد کدورت تھی اسلیئے ایلچ خان کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاٹون کا پیشکش قبول فرمایا جاوے اور اون کا قصور معاف ہو جاتا ہے ۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھہ کی بڑی آرزو ہے ۔ بادشاہ نے اس موقع بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقارالدولہ سے مجدالدولہ بھی رنجیدہ تھا اوس نے
نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے ملک اون طرف جمنا کے نواب
ضابطہ خان کے سپرد کرادیا ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقارالدولہ کی ایذارسانی
کی فکر کرنے لگے - جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا اون پر بس نہ چلا تو انہون نے رنج کا ہی... دلی
دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدلدیا - اور ذوالفقارالدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا
اور اوس سے ملاقات کرکے مسیو لیر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور بسنت علی خان کو
ہمراہ کرکے مقام[1] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے مین مدد دینے کو بھیجا اور
اسوجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقارالدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر ایسے
کیون اتفاق کیا[1] غرضکہ شجاع الدولہ ملک اپنا دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوئے
گنگا کو عبور کر گئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے - نواب نجیب الدولہ
کے مرنے کے بعد سارے روہیلون مین کوئی شخص حافظ رحمت خان کی برابر معزز اور
دانشمند نہ مانا جاتا تھا - مگر اسوقت وہ خود مخصومتون مین مبتلا ہو رہے تھے - سیر المتاخرین
کا مصنف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اس لئے
روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا - اور جسقدر محبت واخلاص نواب سعداللہ خان اور
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تھا بالکل فراموش کردیا - عنایت خان
پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تھا جبکہ عظیم آباد پر انگریزون سے اونکو
جنگ پیش تھی - پس احسانات اونہون نے بالائے طاق رکھکر - اور مسٹر ہسٹنگز
صاحب گورنر کو تیس لاکھ روپئے رشوت مین دیکر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان
سے جنگ کے لئے اپنا شریک کرلیا - گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا
کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرمناسا اور حدود صوبہ اودہ
و الہ آباد تھے آگے کو قدم رکھے اور بسبب دوسرون کا ملک فتح کرنے
کے لئے لڑائی مین انگریزی فوج کو لگاتے - اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا
ملک فتح کیجے - اوسکو کونسل کا صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے

---

[1] دیکھو انتخاب نعمت تحفتہ[2] سنہ ... دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ -

ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کرکے دشمن کے حملون سے اوس ملک کو محفوظ رکھے اور اگر کوئی انگریزون کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزونکی شرکت کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھہ رکھا تھا کہ پٹھانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سینہ اور فدیہ ہے جو کوئی اوسکا قصد کریگا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاو کے لئے اوس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزونکی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑہائی حافظ رحمت خانکی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلونکو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹونکی چڑہائی کے وقت پایا تھا تو اون چالیس لاکھہ روپیون کے پورا کرنے کے واسطے جو بموجب عہدنامہ کے مرہٹون کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت روہیلون سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سردارون نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر کی تھی روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرات آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۸ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلون کے ملک پر چڑہائی کرین تو بادشاہ کو کئی لاکھہ دیکے ایلچ خان کی معرفت نذر کرونگا اور خالصے کے علاقے پٹھانون کے ہاتھ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بھی اس فوجکشی مین ساتھہ لانا چاہئے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹون کے نکال دینے کے واسطے مجھسے کمک چاہی تھی۔ اور اوس کے عوض روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اوس رقم کی ادائی مین کچھ معاذیر کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھہ روہیلون پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے کہڑے کرائے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوسکی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو تپ آگئی اسلئے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دیکر ایلچ خان کے ساتھہ روانہ ہونے کا حکم دیا شجاع الدولہ نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان پسران دوندیخان سے بھی اس معاملہ مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بدایون کا حصہ ان لوگون کے قبضے مین تہا بلکہ تخیناً یادگار سے

ثابت ہی کہ روہیلونکی نسبت اس جانبدارانہ سازش مین نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی شریک تھے - مگر اون پر محض افترا ہے -

۸ - نومبر ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلونکے استیصال کے واسطے جو وعدہ امداد کا کیا گیا ہے اوسکا ایفا ہو اس یکایک درخواست سے گورنر چکرا گئے - اونکی کونسل کو کچھہ خبر نہ تھی - غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹھیری کہ سپاہ کمک کے لئے بھیجی جائے اور شرایط سپاہ بھیجنے کی وہی رہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھہری ہیں اوسوقت گورنر اپنی وفات کو وہ کہا گیا کہ اوس نے اپنے ہمراہیون کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ آف ڈائرکٹرز پر یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق میں نہایت فائدہ مند ہیں - اور وزیر ایک بارگزیں ہیں اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو منظور کرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں نہ بھینا پڑیگا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو انگلش گورمنٹ نے اپنے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جائے - اگرچہ لندن میں کورٹ ڈائرکٹرز نے روہیلوں کی ایذا میں سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی - مگر بعد سوچ بچار کے آخر کار اوس عہد نامہ کو جو بنارس میں ہوا تھا منظور کیا - اور یہی وجہ ہے کہ جب ہیسٹنگز گورنر ہندوستان سے مستعفی ہونے کے بعد ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلائے عام) میں ۴ - اپریل ۱۷۸۶ء کو اونپر اس ۱۷۷۳ء کے لئے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا - تو ۲ - جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یوں ضعیف ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لیا تھا -

اس مدد کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھہ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین برگیڈ میں سے جو دوسرا برگیڈ الہ آباد میں رہتا تھا - اوس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے - کرنیل چمپین جو کمانڈر انچیف تھا اور جسکو سارا لڑائی کا انتظام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا - ۲۴ - فروری کو شجاع الدولہ کے ملک میں پہنچا - شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اونکی سرحد پر واقع تھا - انگریزی فوج سے ملے - اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا فرخ آباد کیطرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑھانے کا حکم دیا اور رام گھاٹ پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی - اور آخری مانگ روپیہ کی بابت دہمکی کے ساتھہ حافظ رحمت خاں کو لکھی گئی - حافظ صاحب اس کار پردازی پر بلحاظ احکام

ہوکر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے ۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا
محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں احمد خاں و محمد خاں وغیرہ
پسراں بخشی سردار خاں اور احمد خاں و اعظم خاں وغیرہ ابناے فتح خاں خانساماں نے
حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاو کر رکھا تھا ۔ اونکو خیال میں نہیں لاتے تھے
اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا ۔ ۱۱۸۷ھ ہجری کے آخر سال میں شجاع الدولہ کی
طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہوگئے تھے ۔ اور اونکی خیر اندیشی کے درخت نے یہانتک انکے
دلوں میں نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بدظن ہوگئے ۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ
اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا ۔ چنانچہ محب اللہ خاں
اور فتح اللہ خاں نے قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھا کہ میں روہیلکھنڈ کا مالک
ہوگیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جاوے گا ۔ شجاع الدولہ کے پاس
بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کر دیں ۔ وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کر کے مہر کر دی
اسیطرح احمد خاں بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا ۔ اور خود
وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کرونگا ۔ اسیطرح محتشم خاں نے جو ایک نامی
اور مغرور رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ ۱۵۰۰ سو روپیہ ماہوار ذات کے اور رسالہ کی
تنخواہ علیحدہ دیتے تھے ۔ اور چند گانوں جاگیر میں دے رکھے تھے ۔ شجاع الدولہ سے خفیہ
سازش کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی ۔ جب شجاع الدولہ نے ہنڈی
بھیجدی تو اونکے پاس چلا گیا ۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے
اور کسی سے متعرض نہیں کرتے تھے ۔
جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کرنے کا ہے ۔ اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کر کے ۱۱۸۸ھ محرم ۱۱۸۸
ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے ۔ اور آنولے میں پہنچکر یہاں لڑائی کا جھنڈا
کھڑا کیا ۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوتے ۔ کچھ راجپوت چھوٹے چھوٹے
جاگیردار اور میاں جو آپ یعنی فرخ آباد کے بنگش پٹھان شریک ہوتے ۔ نواب فیض اللہ خاں
والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے
پاس چلے گئے ۔ اور اون کے بھائی محمد یار خاں اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خاں بھی دو دو

اس لئے اونکو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑکر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ کی فوج ترتیب وار بڑھتی ہوئی میرانپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آپہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب کٹرے سے نکل آئے جوکسی قدر اس کے قابل جگہہ تھی تو کرنیل چمپیر صاحب جنہوں نے وہ تدبیر بتائی تھی۔ اور نقشہ جنگ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزشتہ حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے اور گل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۸۰ ہزار بتائی ہے۔ اور اس میں نوکر بے نوکر سب شامل ہیں اور کرنیل چمپیں کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے۔ اور سیرالمتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے مصنفوں نے لکھا ہے کہ اونکی فوج پچاس ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب بلکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے۔ نزہت مختصر میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار آنولے اور ٹانڈے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل نواب شجاع الدولہ سے نہ بگاڑنا چاہئے۔ بڑی بھاری فوج کے ساتھ آئے ہیں اونسے صلح کرلینا چاہئے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدو میں اون سے بات چیت کرلونگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا پھر سب سے سہولت کے ساتھ عرصہ رسدی وصول کرلیا جائیگا۔ حافظ صاحب کی موت کا زمانہ قریب آچکا تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا۔ مگر اس کے خلاف سیرالمتاخرین میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپیوں کا تقاضا حافظ رحمت خاں پر کیا۔ اور لکھا کہ زر موعود بہونچانے کی مدت گذرچکی اور اتبک آپنے وہ روپئے ادا نہ کئے۔ اب مناسب یہ ہے کہ وہ روپئے جلد بہنچائے۔ ورنہ لڑائی کیلئے تیار رہنا چاہئے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دور اندیش تھے فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے۔ اور انگریزی فوج بہی اونکی مدد کو تیار ہے۔ ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک چھین لیں۔ اونکی اور اونکے مددگار کی جنگ سے عہدہ برا ہونا نہایت مشکل ہے

بہتر یہ ہے کہ اس ملا کو روپیہ دیکر الجھن کیونکہ اس معاملہ میں حق اوہنں کے ہاتھ مین ہے
ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے
ذبیرہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تہا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھہ غرض نہیں
البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو تمسے بھی کینہ قایم ہوگا اس پیغام کے پہنچنے
سے وہ احمق لوگ مغرور ہوئے تھے ۔ اور ان احمقوں نے اون روپیوں کے دینے میں جنکے ضامن
اونکے اور دو سرداروں کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوئے تھے پہلو تہی کی[۱] اور لڑائی کرنے
کے لئے صلاح دینے لگے اور دوسرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے غرور شجاعت
کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے ۔ اور حافظ صاحب
کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے ۔ اور اون سے شراکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے
بہت سا سمجھایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے ۔ میدان جنگ مین آبروے
مردمی جاتی رہیگی بھاگتے پھرو گے۔ انگریزی فوج کی آتشباری تم کو خاک میں ملا دیگی
چونکہ ان روہیلوں کے ہاتھ سے بلے ، تمہارا مقیم و مسافر ۔ اور ہر قسم کے بندگان خدا بیر
بہت سے تھے : انتقام کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا ۔ لوال کا وقت آچکا تھا ۔ اونکی عقلو نپر بیوقوفی کے
پردے پڑ گئے تھے ۔ اسلئے اون مستحقین عذاب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت
پر التفات نکیا ۔ اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی ۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھہ اور ہی راگ گاتا ہے
وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار اترانے کے ارادے
سے اوتار تو یہاں شگہہ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر
شجاع الدولہ کو دیدیجئے ۔ اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکے آیا ہے بیچمیں واسطہ
کیجئے ۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے ۔ میں قرض نہیں دیتا ۔ مجھے پھر ایسی عزت
کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملے گی ۔ اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے
لئے تیار ہوئے ۔ یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم
کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ
صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرادیجئے ۔ مگر جب شجاع الدولہ سے اوسکا ذکر کیا گیا تو اون کے

---

[۱] دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے ۱۲

چالیس لاکھ روپیون نے بچے دیدے اور انہون سے ۵۰ کروڑ روپے لمنٹ نوجنگہ میدان کارزار مین حافظ صاحب ۹۔ اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ہجری کو لڑائی کے لئے سوار ہوئے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مقابلہ ہوا۔ ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کرکے توپخانے کو بڑھا کر لاہی کہیرے[۱] کے نشیب مین دریاے گنگا کے کنارے پر جما دیا۔ حافظ رحمت خان کو انکی مخبرون نے اوسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے مضمون کے لینے کے موافق لڑائی کیلئے کل کا دن مقرر کیا ہے[۲] ۱۱۔ صفر ۱۱۸۸ ہجری مطابق ۲۳۔ اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی شجاع الدولہ نے بسنت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کر کے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو سب انگریزی فوج مین شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تہا۔ اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ بندوقچی کے ساتھ جن کو نجیب کہتے تھے بہاری توپخانہ دیکر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر بہیجا اور میر احمد کو ۲۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بائیسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی فوج کے عقب مین رکہا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹہیرے۔ فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ رحمت خان کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لئے تیار نہوا تہا۔ حافظ

---

[۱] جام جہان نما مین لکھا ہی کہ مقام لاہی کہیرے مین دریاے گنگا کے کنارے فریدپور کے متصل میدان کر کر مین جنگ ہوئی تہی۔ اور عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ کٹرہ کمالزئی خان اور فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کہیرے کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تہا۔ کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور رہگان مغربی و شمالی مین شاہجہانپور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھہ میل اور شاہجہانپور سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے۔ اور روہیلکھنڈ ریلوے کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہی۔ ۱۲

[۲] دیکھو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل
ڈر گیا پس آج سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین مصروف تہے کہ انگریزی
لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی - حافظ صاحب نماز اشراق پڑہنے پائے
تھے کہ ہرکارہ نے خبر لائی کہ انگریزون نے آپکے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کے لئے
کہڑے ہوئے ہین حافظ صاحب گہبرا کر پالکی مین سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے
مین آئے - اور اون سے مشورہ کیا - حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ میاں دا
اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی نکرنا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا پہلکینٹ
مین وہانسے بہتر کوئی جگہ امن کی نہین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمہارے ساتھ جانے
کا ارادہ کرے تو اوسے بہی ہمراہ لے جانا ابہی تک روہیلونکا لشکر پورے طور پر درست ہونے
اور سنبہلنے بلکہ جمع بہی ہونے نہ پایا یہانتک کہ نقارہ بجا لے تہا اور عہدہ دارون کو تیار یکا حکم بہی
عام طور پر نہ دیا گیا - سائیس گہوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گہاس چارے کی فکر مین اور
بیوپاری رسد کی تلاش مین چلے گئے - آج بڑی غفلت روہیلونکے لشکر مین رہی دشمن لڑائی
کو سر پر موجود ہے اور یہاں ابہی مشورہ ہو رہا ہے - پہر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان
اپنے مسیح کیسے فہیم کا مقابلہ ہی ہو گیا جو بقول مولف گلستان رحمت حافظ رحمت خان کے لشکر
کے ہراول ہین تہے - گل رحمت مین لکہا ہی کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیون
کے ساتھ میدان جنگ مین پہنچکر مستقیم خان کے غول مین لیٹ ہو گیا اور احمد خان تین سو جوانو
کے ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تہا - سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے
ساتھ جانب مشرق سے انگریزی فوج پر حملہ کیا - اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے
اور زخمی ہوئے - مگر بہت سے سپاہی فوج کی مدد سے نکلکر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تک جا پہنچے
اور کچہہ اوس کے صدمے سے ہلاک ہوئے - مگر پہر بہی کسیقدر دل ہے انگریزی لشکر مین
گہس گئے - اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا - مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب
نہوئے - اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چہہ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ
سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوتے ہے - اور اس کے غول
مین گہس گئے - اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفون سے وہ توپ لوٹ
چہین لیا - جس کی آڑ مین وہ لڑ رہے تہے -

اور جو اوسکی آڑ پکڑ کر بندوق وہاں سے لڑنے لگے تنقیح الاخبار میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خان
اور مستقیم خان بسنت علی خانکی فوجسے لڑنے لگے ۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے
جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوجکے مقابلے میں نمودار ہوئی تو اوسکے توپخانے سے بڑی تیزی کے
ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ یکایک احمد خان سپہ سردار جان بخشی جو شجاع الدولہ سے
ملا ہوا تھا بغیر لڑے بھڑے بھاگ گئے کا غلغلہ لشکر میں ڈالکر بھاگ نکلا تاکہ روہیلوں کے پاؤں میدان جنگ سے
اوکھڑنے لگے ۔ یہ خبر مشہور ہوتے ہی یہاں جوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش بھاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحبکے
ساتھ بہت تھوڑی فوج رہگئی جبکہ مخالف نے یہ حال دیکھا تو اوسنے تین طرفسے زور دیا ایکطرف مستقیم خان پر
دوسری جانب نواب فیض اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولوں کی خوب بارش
ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بھاگنے لگی ۔ اس عرصے میں مستقیم خان نے
کمک طلب کی ۔ حافظ صاحب نے باوجود کمی فوجکے جسقدر سپاہ ساتھ تھی اوسی لیکر اودہر توجہ کی کچھ
دور چلے تھے کہ مستقیم خان کے قدم میدان سے اوکھڑ گئے ۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوجکے
مقابلے کو لوٹے ۔ سواروں کے کئی دھاوے انگریزی فوجکی جانب سے ہوئے ۔ مگر کوئی نتیجے
کی بات پیدا نہوئی ۔ عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے ۔ اونکی
غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی ۔ اونہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوجین کیشکر
سب کو تہ تیغ کرکے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤں اونکو اپنی فتح اور بہادری کا یہانتک
گھمنڈ تھا کہ فیض آباد کے محلے اپنے سرداروں پر تقسیم کر دئیے تھے ۔ اور کہدیا تھا کہ جس محلے میں
داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکے لیے معاف ہیں ۔ کرنیل چمپین بھی حافظ
رحمت خان کی بہادری کی تعریف کرتا ہے ۔ اور لکھتا ہے کوئی چالیس ہزار آدمی سپاہ ہوگی
وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ طور سے لڑے بہت دفعہ روہیلے ہمارے لشکر میں گھس آتے اور اپنے
جھنڈے گاڑ دیتے تھے اور کئی دفعہ آگے بڑھنے کا ہمارے بار بار ہماری توپ کے چھیننے کا
قصد کیا ۔ مگر ہماری توپوں نے اونکو پیچھے ہٹا دیا جب پاس آئے تو اڑا دیا ۔ اونکی بہادری
کا بیان ناممکن ہے ۔ اونہوں نے سب طرح سے اپنا ثبات پا بجا دکھایا عرصہ دو گھنٹے اور بیس منٹ
تک آدمیوں پر توپوں سے خوب آگ برسی ۔ اور کچھ دور سے بندوقوں کی گولیوں کے اولے خوب برسے
سپاہی اور گھوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرچونکی طرح اوڑ رہے تھے دو ہزار روہیلے اور بہت سے
سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے رہرو ہوئے ۔ مستقیم خان کے فرار ہونے کے بعد حافظ

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گھوڑے کو آگے
بڑھا کر انگریزی فوج کے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزوں نے دوربین سے سوچ کہی
کو اونکے سر پر پہچان کر ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلب کے محاذی لگکر کہا کر فاصلے پر گر پڑا تنقیح
الاخبار کا مولف کہتا ہے کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجہ مان رائے جو اوسجگہ موجود تھا ۔ کہتا تھا کہ
گولہ حافظ صاحب کے پہلو کی برابر سے گذرا تھا جسکا ایک نیلگوں داغ اونکی جلد پر پڑ گیا تھا ۔ صاحب
مقصد التاریخ میں لکھا ہے ۔ عجیب بات یہ ہے جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اوسوقت حافظ صاحب
جامہ ہندوستانی قدیم پر تین قرآن متبرک پہنے ہوئے تھے ۔ وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا
تھا تاہم ایک سیاہ دھبہ گولے کی دہمک کا لگ گیا تھا جس کے صدمے سے حافظ صاحب
گھوڑے سے گر پڑے ۔ پگڑی سر سے اوتر گئی ۔ خدمتگاروں نے اٹھا کر سر پر رکھی اور منہ
میں پانی ڈالا ۔ ایک دو مرتبہ ہونٹھ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان نکلگئی
احمد خان پسر فتح خان اپنی فوجکو لیتے ہوئے علیحدہ کھڑا تھا ۔ یہ حال دیکھکر فرار ہوگیا ۔ حافظ
صاحب کے بیٹے عنایت خاں اور حافظ محمد یار خاں اور محمد دیدار خان اور اللہ یار خان
اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بہاگنے لگے تو یہ بھی
میدان سے بہاگ نکلے اور پیلی بہیت کیطرف چلے گئے ۔ نواب فیض اللہ خان اوسوقت تک
ان لوگوں کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے ۔ حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر
دو تین سا تہ سکھ خواجہ لطافت کی توجہ پر کرکے ڈیرونکی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں
پہنچکر تو قیمتی کرتے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے ۔ ڈیروں میں پہونچے
تو بالکل لٹے ہوئے پڑے تھے ۔ بار لشکر کا نام و نشان بھی باقی نہ تھا ۔ افسوس کیا اور خود بھی
اپنی ریاست کیطرف روانہ ہوگئے ۔ محب اللہ خان جو عین معرکے پہنچا تھا وہ ایک حملہ کرکے
یہ بھی بہاگ نکلا ۔ اسیطرح دوسرے افسر جو ابتک لڑائی میں مصروف تھے یہ خبریں سنکر
بہاگنے لگے ۔ انگریزونکی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا تعاقب دور تک کرکے
بہت سے گولے مارے ۔ نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو ہاتھی سے اوتر کر سجدہ شکر
ادا کیا ۔ اور سواروں کو لوٹنے کیلئے حافظ صاحب کے کیمپ میں بھیجا ۔ سلطان خاں برادر

دیکھو گل رحمت ۱۲

مرتضیٰ خان بڑیچ حافظ رحمت خان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت
کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اونہون نے دوبارہ سجدہ ادا کیا جب سجدے سے سر
اوٹھایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تھا چاہا کہ اونکی پیشانی کی خاک رومال سے
صاف کر دے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد
للہ کہ آج اس قوم کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانوں کے
ساتھہ کی تھین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہو کر
فرمایا خدا شاہد حال ہی مین ایسا روز بد تمہارے لئے نجانا تھا[۵۴]۔ اور سلطان خان بڑیچ
کو ایک ہاتھی اور دوشالہ اور زر نقد عطا کیا۔ اور مرزا حبیب بانگے کو ایک لاکھہ روپیہ دئے
نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بھی شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے۔ شجاع الدولہ کے
لشکر مین تھے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونوں نوابوں کے پاس شناخت کے
لئے لیجاؤ اور شاہ مدن شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون
نوابوں کے پاس شناخت کے لئے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے کو بھی جو حافظ رحمت خان
کو پہچانتے تھے دکھاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکھہ کر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا
ہے دوسرے کا نہین اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ ابی بن[۵۵] وفش (حملطراق) پر جنا بعالی
کے ساتھہ لڑنے کو آمادہ ہوتے تھے۔ اور شاہ مدن آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا کہ ہائے
یہ اوسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف کیا
اور کہا کہ ایسے یہ توقع نہ تھی دوسرون کا کام ہے۔ پھر کچھہ دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن
کو قید کر دیا اور اونکی جاگیر بھی جو ایک لاکھہ روپئے کے قریب تھی ضبط کر لی اور نواب نے اپنے
دستخط سے سند جواہر علی خان کو اس مضمون کا لکھا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات اور منصبات
کے قید کر کے اپنے پاس نگاہ رکھو شجاع الدولہ نے پالکی ناصبہ بھیجکر حافظ صاحب کی لاش
میدان سے منگا کر سر اوس کے ساتھہ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی
یکشنبہ کی صبح کو قاضی مفتی علما۔ شرفا۔ سادات اور فقرا سب جمع ہو کر تجہیز و تکفین کی۔ اور ظہر
و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا قبر مین اوتارنے کے وقت تک گردن و خون
جاری تھا اونکی وفات کی تاریخ یہ ہوئی بنخ اخل (۱۱۸۸ ہجری) ایک صاحب نے حافظ صاحب ناری
جابنکی تاریخ لطافت تعمیہ کے ساتھہ اسطرح پائی ہے ؎ حوادث ظفر تاریخ جستم ؛ بگفتے باقی سر حافظ سرمد

[۵۴] دیکھو تیجہ التواریخ۔ [۵۵] دیکھو تاریخ اودھ مولفہ نرسنہاس سنگھ مصطلحات وارثین سیٹھ قش کے یہی معنی لکھی ہین !!

لفظ ظفر کے اعداد بارہ گیارہ سو اسی ہین عدد سر لفظ حافظ کے کہ ح ہے ملانے سے سال مطلوب
یعنی سنہ ۱۱۸۸ ہجری حاصل ہوتے ہین مساکن فلسفی مین مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونہون نے وہان گنج اباد کر کے نام اوس کا فتح گنج رکہا۔
کور سہاسے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودہ مین لکہا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر
نعیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل مین ہی اس قدر ہے اوس کا اندازہ نہین ہو سکتا
اور نامبردہ نائب خانیدون کا رسالدار تہا کہ اٹاوے مین اوسکو نعیم الدولہ بہادر نائب جنگ کا
خطاب ملا تہا اور بیس ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بہیجا گیا تہا
قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو یکسالہ یا دو سالہ تہا
مقرر ہوا تہا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد بالاراو مرہٹہ سے کالپی کو خالی کر دیا اور سات سو
سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گوے کالپی کے
شریک ہو گئے تھے نہ لایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک دوآبہ مین چلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو
توپ سے اوڑا دین اور آپ بندیل کھنڈ کو جاتین۔ گر پٹہانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور
بسنت کو کیمو کے اودہر بہیجا جسنے وہان جا کر عمدہ کام کیا۔

کرنیل چمپین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل چمپین صاحب نے پٹہانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی
اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بہی سننے کے قابل ہی وہ لکہتا ہے کہ مین حیران ہون
کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجہے اوس کا
حال بیان کرنا ضرور ہی تاکہ گورمنٹ انگریزی یہ جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ ذرا بہی
اعتبار کے قابل نہین - لڑائی سے ایک رات پہلے مینے بعض خاص توپین اوسکی مانگین مجہے
اونکی لڑائی مین بہت ضرورت تہی۔ مگر اوس نے صاف انکار کر دیا۔ اور میرے کام مین اونکو نہ آنے دیا
وعدہ کیا کہ کل مین سارا لشکر لیے کر موجود ہونگا اور سب طرحکی مدد کرونگا اور سوارونکو تیرے پاس
کہڑا رہنے دونگا۔ مگر وہ لڑائی مین پاس کیا آتا دور ہی ٹیلے پر وہان کہڑا رہا جہان مینے اوس کے لشکر کے
مجمع کو دیکہا جب فتح کی خبر پہونچی تو اوسی وقت فوج لیکر میدان مین آ کودا اور
… کے کیمپ کو خوب دل کہول کر لوٹا سپاہ کمپنی نے جو قاعدے کی پابند تہی ایک بڑا افسر کے

بریلی کی حفاظت پر مامور کیے گئے تھے ۔ اوس نے بریلی میں تھوڑے رئیسوں کو جمع کرکے شجاع الدولہ
کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا ۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد ہی شجاع
الدولہ کے سواروں نے بریلی پر قبضہ کر لیا ۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے ناکامی و نامرادی کی وجہ سے
پیلی بھیت سے نکلے جنگل دامن کوہ کا اونکے مقام سے نہایت قریب تھا سواری اور باربرداری
افراط سے موجود تھی کوشش اگر اونکو سواری اور باربرداری [illegible] پانچ کوس سے
چار پانچ کوس جنگل تک کرنا کیا مشکل تھا ۔ محبت خاں شاہ [illegible] کی صحبت میں جن کا شمار
اوس وقت کے نامی شاعروں میں تھا کشمیری تھی غرض شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا اور شجاع
الدولہ سے پاس جانے کا ارادہ کیا ۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی تھا اسی شب کو وہاں سے
[illegible] شجاع الدولہ [illegible] ملازمت کے ارادہ سے روانہ ہوا ۔ جبکہ ذوالفقار خاں شجاع الدولہ
کے لشکر کے قریب ہوتا تو [illegible] نے اوس سے [illegible] کہا کہ کہاں کا قصد ہے ۔ بیان کیا شجاع
الدولہ کے پاس جاتا ہوں ۔ اونہوں نے شجاع الدولہ [illegible] ہوگئی اونہی خواجہ لطافت کو ذوالفقار
خاں [illegible] پاس بھیجا [illegible] حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو ڈیرہ ملازمت میں لے آئیں ۔ اوس دن تو ملاقات
نہ ہوئی ۔ دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچ گیا ۔ شجاع الدولہ
نے محبت خاں کے پاس مرتضیٰ خاں کو بھیجا کہ وہ اوسکو ڈیرہ ملازمت میں لیجائے ۔

[illegible] مقرر ہوئی تھی شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی
۔ یہ دونوں بھائی نذریں دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لیے فرمایا کہ خوب ہوا تم
یہاں آگئے ۔ پھر مرزا حبیب بیگ بانگے سے کہا کہ ہم میں اور حافظ جیو میں بڑی محبت تھی ۔ یہ
[illegible] جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہ تھا ۔ حافظ جیو سے کچھ لڑائی مقصود نہ تھی ہوا جو کچھ کیا
بہار الدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور رفاقت محمد خاں [illegible] کے بہکانے نے کیا ۔ پھر ایک
ایک خلعت دونوں بھائیوں کے لیے طلب کیا ۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی
منظور ہے تو کل اب کا شکار پیلی بھیت میں پہنچے تو وہاں خلعت مرحمت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر
سب متوسلوں کے [illegible] مطمئن ہو جائیں ۔ شجاع الدولہ نے منظور کر لیا ۔ اور اوسی وقت محبت خاں
کو پیلی بھیت کو بھیجدیا ۔ اور ذوالفقار خاں کو اپنے پاس رکھکر پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا
اور محبت خاں کے روانہ ہو جانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ شیدی بشیر غلام حبشی کو جو ایک
فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پیلی بھیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنی پاس ٹہیراکر صبح کو ساتھ لیکر پیلی بہیت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کر لے
کسی کو نہ نکلنے دے ۔ شیدی نے تعمیل کی اور ہم اصفر کو پیلی بہیت کا محاصرہ کر لیا جو رعایا اوس
سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تہی وہ بچ گئی باقی سب گہر گئی ۔ محمد یار خان ۔ الہ یار خان محبت
خان غلام مصطفی خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
واطفال تہے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پہولے
نہین سماتے تہے اور یہ سمجہتے تہے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اوپر بحالی ملک
و دولت کے لئے آتے مین او بار و نکبت اون کے سر پر سوار تہی وہ کپنے ملیسے دشمن خاندان
افاغنہ کے پہندے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تہا ارادت خان پسر
حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے
ساتھ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا او وہان سے
ہولی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا ۔ شجاع الدولہ دو تین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۲۰ اصفر کو پیلی بہیت کے متصل پہنچگئے ۔ اور قلعہ لوہا کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
واطفال محصور تہی خیمہ زن ہوئے اور ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گہوڑے
او ہتہیار محصلون کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال و اسباب نہ چہپائین ۔ شیدی بشیر کے
آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتہیار و اسباب چہین کر بہت سے نکالدئے ۔ اور کچہ قید کر لئے
اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بہیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبت خان نے
جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتے ۔ اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کے
لئے محلسرا خالی کر دو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب
محلسرا ہی میں چہوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین ۔ اس حکم کی موجب ۲۱ صفر کو
محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بہائیون سے زر و زیور اور اسباب لیکر شیدی
بشیر کے سپرد کر دیا ۔ اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چہوڑ دئے ۔ اور خود گہوڑے پر
سوار ہوکر اور ایک مٹہی ہاتہہ مین لیکر شیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے
کیمپ مین چلا گیا ۔ اسکے بعد شیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال
واطفال کو کشان کشان بیحرمتی اور رسوائی کے ساتہہ نکالکر رتہہ اور بہلیون مین سوار کراکر اوس
ڈیرے مین اوتارا جو اونکے لئے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کہڑا کیا گیا تہا ۔ اور بسنت علی خان نے ملنگو

تین کمپنیان ہمراہ لاکر اوس چبوترے کے پاس پاس مقرر کر دین اور اس بندوبست کے بعد حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا پیغام دیا کہ مین آج چاہتا تھا کہ تم کو طلب کرکے سرفرازی کا خلعت دون - لیکن دُبل کی تکلیف کی وجہ سے جو بسبب گزشتہ بیدا ہو گیا ہے طبیعت بے چین ہے - اگر ایک دو روز مین آرام ہو گیا تو وعدہ وفا کرونگا - حافظ رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کھود ڈالنے پر بھی کوئی چیز دستیاب نہوئی شجاع الدولہ شہری بشیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانون کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے لئے چھوڑ کر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتون کو ساتھ لیکر خود بریلی کو مع فوج انگریزی آگئے - حافظ صاحب کا بھانجا خان محمد خان مع بھائیون کے بریلی مین موجود تھا - اور نواب شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گھڑیان گن رہا تھا - کہ کب نواب موصوف آئین اور مجھپر مہربانی و تفضلات مبذول کرین - شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال و اطفال گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیا - محب اللہ خان وغیرہ دوندیخان کی اولاد نے - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندیخان کی بیٹی تھی یہ واقعات سنے - اور پھر بھی بسولی اور آنولے سے نہ ٹلے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز رقعہ بھیجکر تغافل مین ڈالدینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر پہونچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میان حسن شاہ کی معرفت اس مضمون کی بھیجی کہ اس بیوہ کے بابمین کیا حکم ہے - میرا کوئی وارث نہین ہے - اگر میری ضبطی اسباب منظور ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان بار کرا کے آپکے لشکر مین بھیجدون - اگر میری حرمت محفوظ رہنے کا اقرار کیا جاتے تو مین اپنی حکومت کی فرمانبرداری مین حاضر ہون میرا بھی آپ پر حق ہو سکتا ہے کہ مین آپکے عاشق سعد اللہ خان کی ناموس ہون جنہنے آپ کے بڑے بڑے کام کئے ہین اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی رقعے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے لکھکر بھیجے - اور شاہ جیون علی کو میان سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بھیجا کہ بیگم کو ہماری طرف سے دین و ایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کر دے - اور بیگم کو کہلا بھیجا کہ تم کو شفقت کے ساتھ

آنولے کے شور و شر کے دفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو تمھارے مصارف کے لیئے جو تین لاکھ روپئے مقرر ہیں ہم اوس سے زیادہ مقرر کرینگے۔
بیگم ان پیغاموں کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ ملک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ اور سالار جنگ کی معرفت اوس سے ملا اور ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تھا۔ اور جسنے اپنے بھائی کی گرفتاری کا حال سنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلا جائے۔ مگر فتح اللہ خاں نے اوسکو لیا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ عقیدت مند اور دولت خواہ تھے سبنے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشود کار مقصود ہے تو جینس صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو۔ سالار جنگ سے کچھہ حاصل نہوگا۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جائے گا۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم و تکریم کی یعنی میاودی کے داوکن گھات پو سے طور پر اداکی۔ سکا رنبا تھا۔ اس کو دلیر کرکے انشا ملکی برابر لائے رخصت کے وقت شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کر دیا کہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچ خان سے ملاقات

محب اللہ خاں کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بھائی فتح اللہ خاں نواب شجاع الدولہ کے پاس حصہ ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لیئے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصد کو پہنچنے والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنیکی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی سپاہ لیے ہوئے ایلچ خان سفیر
شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلوں کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی سے آرہا تھا اور اوسکے
پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کردیا تھا مرزا کا لشکر انوپ شہر کے گھاٹ گنگا کو
عبور کرکے اہرات کے علاقے میں پہنچا کہ محب اللہ خان اوس لشکر میں داخل ہوا اور گرمجوشی اور
اور اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریائے
گنگا کو جلد ہی عبور کرکے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلیں تاکہ کوئی پٹھان اور کسی
پٹھان کا مال واسباب یہاں سے نکلنے نہ پاسکے محب اللہ خان کو اونہوں نے بلا تلاش اور بے جنگ
محاصرہ دام بلا میں گرفتار پایا تو بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجالائے۔ ور نہ رستے میں متفکر تھے
کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ
نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس میں ہزاروں پٹھان نواب دوندیخان کے وقت کے
معرکے دیکھے ہوئے موجود ہیں اسلئے یہ دونوں ڈرتے ہوئے بسولی کی سمت آرہے تھے اور وہ تین
کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کرکے لڑائی کے لئے آجاوے
تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آرہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے
اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کریں کہ کس ارادے سے آرہا ہے۔ ہرکاروں نے
محب اللہ خان کی سواری دیکھکر اپنے آقاؤں کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر
شاداں اور فرحاں آرہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہیں۔ اگرچہ ہرکاروں کی اس تقریر سے کسیقدر
تشویش رفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دھوکے اور فریب کی راہ سے اسطرح آتا ہو اور ملاقات سے جب
محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ رفع ہوا۔ اور بظاہر اسکی تالیف کرکے اپنے ہمراہ
لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کرکے اوسکو لٹوا دیا۔ اونہیں حویلی میں دوندے خان اور
محب اللہ خان کے اہل وعیال تھے اوسے گھیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان
اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہوکر حویلی میں گیا۔ اور وہاں کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت
سے بیدار نہوا۔ اور اپنی ماں سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے الطاف کے حالات بیان
کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ پہرے اور تلنگے میرے لئے ہیں۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع کئی روز دن بریلی مین ٹھیرے اور رسد کا بندوبست کرکے آنولے کو روانہ ہوئے
اور وہان پہونچکر جابجا اشتہار جاری کئے کہ جو لوگ روہیلون مین ہنوز سامع ہوئے ہین اونکو لازم ہے
کہ اب زیادہ سرکشی نہ کرین اور خموشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بفراغت حضر رہین اور نواب
سعد اللہ خان کی بیگم کی ڈیوڑھی پر پہرہ کھڑا کر دیا۔ اور آنولہ کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا
جانا بند کر دیا اور رات کو کمونہ کے میدان مین ٹھیرے۔ صبح کو دونون فوجین بسولی کی طرف
روانہ ہوئین۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ
سونے مین مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دہ ہزار روپیہ اور جیغہ سرپیچ لیکر شجاع الدولہ کے
لشکر مین پہنچے۔ مرزا آغا ساطع پور مرزا اسحاق کو جنکی مصاحبت آج کل شجاع الدولہ سے گرم تھی
یہ روپئے اور جیغہ مین دیئے۔ اور اونکی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ
بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کے
وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہین۔ اور کسی طرح کا دل مین اندیشہ نہ کہین۔ تمہارے ساتھ
اچھی طرح سلوک کیا جاویگا۔ اور رضا جولی کی طرف سے ایک چوبدار تعین کر دیا کہ کوئی شخص ہمارے
لشکر کا اون کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر مین رہے
پھر کبھی اون کا حال نہ پوچھا۔ ایکدن محمد یار خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے
لشکر کے ساتھ آئے ہین۔ اور کسی طرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ نہ کیا
اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیون سے تعرض نہ کیا۔
شہدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا تھا تو اوس کو حکم دیدیا تھا کہ ہمنے محمد یار خان
کا مال و اسباب معاف کر دیا ہے کسی طرح کی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔
جس وقت شہدی بشیر آنولے مین پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی مین پناہ گیر
ہوئے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خانکی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے سنوسنے سے کوچ کر کے دریاے سوت کے کنارے خیمہ استادہ کرائے اور انگریز بسولی کے قریب ٹھیرے اور حافظ رحمت کا کمپو دوندے خان کے مقبرے کے قریب اترا شجاع الدولہ نے اپنی فوجکو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لئے حکم دیا۔ مقبرہ شاہی بخت خانکی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہگئی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے برباد کیا اور شجاع الدولہ نے دوندےخان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرے چوکی کے ساتھ ا بیٹے یہانتک کہ بہی پہرے کردئیے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہوگیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم ابہی ان کے پاس جاکر ہمارا شکرانہ طلب کرو اور فتح اللہ خان نے ملنیکے پاس پہنچکر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آپ بہی بہ معیت پہرا دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندےخان کی حویلی مین پہنچے خواجہ سراؤنکو حویلی کے اندر بہیجکر مستورات کا جہاڑ لینا اور مکانات چہڑانا شروع کیا۔ دوندےخان کے عیال واطفال اور تمام بچون کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکالکر رتھون اور چھکڑون مین بٹہاکر تیلیون کے حیون مین اوتارا۔ شجاع الدولہ پہرے دوندےخان کی حویلی مین ملتے اور اوسے کہدواتے اس خیال سے کہ خزاین او دفاین نکلینگے۔ مگر خاک نہ نکلا۔ کنوئین مین جو حویلی کے اندر تھے غوطہ خور گہساتے۔ اونمین سے چند صندوقچے اور چلبون کے دو تین بات برآمد ہوتے۔ اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپے جو حافظ رحمت خان کی جنگ میں فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تہا بہیجے۔ اون روپیونکی دو ہنڈیان کرکے

پچیس لاکھہ روپئے کی ہنڈی بیفیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھی اور بیندرہ لاکھہ روپیہ کی ہنڈی راجہ چیت سنگھہ تعلقدار بنارس پر لکھی اور اوسکے پٹنے کے لیے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ تحریر کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدینا۔ کوبری صاحب اور منشی غلام باسط روپئے دونوں مقاموں سے وصول کر کے کشتیون مین بار کر کے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہچا دئے

روہیلکھنڈ کے قیدیونکی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال واطفال کو بقدا دو چھکڑون مین بٹھا کر بریلی اور پیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نام آور ہزارون اور عالمون فاضلون کے ساتھہ سالار جنگ کی معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیدیا اور وہان قلعہ مین قید کر دیا اور انکا علاقہ تمام و کمال ضبط کر لیا۔ محبت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجا گیا سو روپئے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کے مصارف کے لیے اس تفصیل سے مقرر کئے گئے۔ پچاس روز محب اللہ خان او فتح اللہ خان وغیرہ متعلقات دوندیخان کے لیے اور چالیس روپئے روز رحمت خان اور عظمت خان اور مستقل خان اور حرمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفی خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لئے اور دس روپیہ روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لیے۔ ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی ابن نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہوجانا

شجاع الدولہ کو روہیلو نپر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو انکے اسلاف قبر مین ساتھ لیگئے مبارک نہوئی۔ ہفتے عشرے کے بعد مقام بسولی ان کی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین بد کہتے ہین نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پیلی بھیت ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا

سلہ دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ غیرت کی وجہ سی ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنے ساتھ لیگئی - اور جب شجاع الدولہ ننگی ہوئے تو اوسکو مار دیا - مگر اس شہرت کی کوئی اصل نہیں[1] - اور بعض کہتے ہیں[2] کہ شجاع الدولہ نے خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران میں نیزہ مارا جب آنکھ کھلی تو ران میں درد پایا جسکے صدمہ سے ہلاک ہوتے جاتے تھے - مگر صحیح یہ ہے[3] کہ یہ وہ بھی جسکا مادہ[4] آتشک سے تہا اور وہ مادہ اتنا بڑا تہا کہ اوسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کہانا پینا بند رہا رات دن تڑپنے لگے - غش پر غش طاری ہوتا - بیقراری کی حالت میں وہ نیل مذکور کو شگاف دلوا دیا پھر تو اوس نے اور بھی شدت پکڑی - اور شریان کی طرف سے دوسرا منہ کر لیا - پیپ اور لہو برابر کے شامل آنے لگا - ڈاکٹروں اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے میں نہایت کوشش کی - مگر کسی صورت سے صحت نہوئی - روز بروز ترقی ہوتی تھی - جراح یہاں تک دعوے کرنے لگے کہ کسی لکڑی کو شگاف دیکر مرہم لگایا جاسے تو ہمیں یقین ہی کہ وہ بھی پھر جاوے - خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہو سکتا -

سیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لئے بہیجا - اور اوسکو سمجھا دیا کہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خاں - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میاں حسن شاہ کی حویلیوں سے مزاحمت نکرے - باقی تمام آنولے کو لوٹ لے - یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زر خرید تہا - اور پٹہانوں سے سخت عداوت رکھتا تھا - اوس بیرحم نے پہنچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کر دیا - کوئی تحقیقات نہ کی اندہا دہند تر و خشک سبکو جلا دیا - رادہا کشن ایک عطار تہا اوسکے دونوں کان کٹوا دئے اوسکی اس ظلم ناک کارروائی نے تمام آنولے میں تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھ موجود تہا اوس نے بے طلب لا کر حاضر کر دیا - ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نہ رکہا - یہ روز بھی طرفہ حشر و نشر کا تہا -

مولوی غلام جیلانی خان کی شجاع الدولہ سی ملاقات

[1] دیکھو سیر المتاخرین [2] دیکھو منتخب العلوم [3] دیکھو فرح بخش صفحہ ۱۴ [4] دیکھو منتخب خانی ۱۲

اور اونکی حویلی کا ضبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلون مین ایک ممتاز رسالدار تھے ۔ اور اونکی اولاد اب بھی رامپور مین باقی ہی اور اعزاز رکھتی ہے ۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونہون نے آنولہ نہین چھوڑا بلکہ اونہین کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہین نکلی تھی ۔ مولوی غلام جیلانی خان بسولی مین راجہ ہلاس رائے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو اپنے خیمے تک ہمراہ لے گئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے ۔ لشکر خان جب آنولے کی ضبطی کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا ۔ واسباب باقی سب قرق کر لیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کر لیا ۔ مولوی صاحب بسولی مین شجاع الدولہ کے لشکر مین موجود تھے ۔ عبد الرحمن خان اور محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندہاری کی سفارش بشیر کے پاس آنولے مین لاتے ۔ اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے ضبطی مین آئے اور چند گھوڑے اونٹ تھے جھکڑے وغیرہ سامان بسولی مین ان کے پاس تھا وہ بھی ان دونون رسالداران کی وجہ سے محفوظ رہا ۔

شجاع الدولہ نے روہیلون کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخون اور پارلیمنٹ کے ممبرون اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان کی تاریخ مین جو کوئی ہمدرد نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہی

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈیل ڈالا اور سارے ملک مین ہلچل ڈالدی

اور تمام شہر و نہر جہاڑ و جھیڑ دی - کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکھا تو گورنر کو لکھا - مگر وہ اسوقت مجبور تھا
کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین ٹھیرا تھا کہ فتح کے بعد کیا کیا جائے - غرض کرنیل
مجبور تھا نواب کو سمجھاتا تھا کہ یہ ظلم بس کرو - مِل صاحب نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے
کہ نواب اور اوسنے انگریزونکی کمک سے روہیلون کی کمال بیرحمی کے ساتھ جیسا کہ ایشیائی
ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا - تاریخ ہندوستان جمیس گرینٹ مین لکھا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خان کی
موت سے اونکی ملک کی قسمت کا فیصلہ کردیا تھا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تھا - اور اوسکی بدقسمت باشندے
ہر ایک طرح کے مظالم کا نشانہ تھی - کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا بریگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک تماشا تھا
اور ایسا منظر دیکھا جو مذکور کے قابل نہین - مولف تاریخ مذکور لکھتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقرے سے لارڈ
مکالے کے اوس کلام کی کنجی ہمکو ملگئی جو اونہون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تھا - وہ یہ تھا - اوسکی بعد جو تمام
ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکھنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک شعلہ
جوالہ تھا ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گھر چھوڑ کر چلے گئے - اور یہ سمجھے کہ بھوک و بیماری سے
مرنا اور شیر و نہنگ کے منہ مین پڑنا اوس ظالم کے پھندے مین پہنچنے سے اچھا ہے جس کے ہاتھ عیسائی
گورنمنٹ نے اونکے جان و مال او عزت و آبرو جورو بچے سب بیچ ڈالے ہین - مولوی ذکاء اللہ صاحب
نے تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر ولایت جو اپنی بہادری اور
شجاعت کا دعوے رکھتے ہون وہ بیگناہون کے گاؤن کی آگ مین جلنے اور بچونکو ماؤنکی چھاتیون پر قتل ہوتے
ہوئے صاحب عصمت عورتونکی بے عصمتی ہوتی ہوئی دیکھا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنیسے نہ روکین
غرض ان بہادرون نے آدمیونکو شیرونکے پھاڑنے مین بھیجا - اور شیرونکی جگہہ خنزیرون کو بٹھایا نتیجہ لڑائی کا
یہ تھا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین مشتاق بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو
خاک مین ملادیا شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تھا کہ اوس نے گورنر سے پہلے
ہی کہا تھا کہ مین اونکا مستقل استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کر دکھایا کوئی قطعہ زرخیز اس ملک کا
ایسا نہ تھا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا - جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو
اوس نے ایک مراسلہ وارن ہسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز نا ملایم عبارت مین لکھہ بھیجا - اور خاص اسبات پر کہ
کہ وہ روپیہ کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تذلیل کی -
اس لڑائی پر مورخون اور مصنفون نے بڑی بحث کی ہے - مِل صاحب لکھتے ہین کہ ملکی ضرورتون کی نظر سے
دیکھیے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجیے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہسٹنگز نے

ایسا نہین کیا کہ اوسکی پیشانی پر بدنامی کا طغرا بنایا جاسکے - [illegible] ذکا اللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہے کہ اگر ہم کچھ سمجھ رکھتے ہوتے تو اس امر کو تسلیم کرتے [illegible] کام کرنا امریت [illegible] ناحق کرتی جب تک دوسرا ہم کو نہ چھیڑے بڑا کام ہے اسلئے روہیلون کا لڑنا بڑا تھا اور [illegible] لڑنے کا کوئی اور مقصود نہیں تھا سوا اس کے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گستر قوم سے لیکر ایک ظالم نامرد موذی کو دیدین گورنر اس بات کو خوب سمجھتا تھا لیکن کیا کرتا ہوں -

بچر سکوٹ جو اس بدکرداری کے لئے عذر کرتے ہین وہ یہ اقرار کرتا ہے کہ روہیلے کچھ اصلی باشندے اس ملک کے نتھے یون ہی لٹیرے غارتگر کہیں آ گئے تھے اونکا ملک سے نکالدینا عین عدالت تھی صاحب شاید اسوقت اپنے تئین بھول گئے - اونکی [illegible] آکر کلکتہ اور مدراس سے انگریزون کو کوئی نکالتا تو بھی انصاف ہوتا - اسوقت آپکے غاصب ہونے [illegible] ہین سوہین تو بہت ادہ کی سلطنت بھی غصب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی - غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈہانکنے کو وہ بے شرمی سے اپنا سارا پردہ کہولتے ہین -

روہیلون کے علاوہ عام رعایا سے روپل [illegible] برباد رہی

الہاس راے پت دیوان ماں راے نے شجاع الدولہ سے دو کرور روپیہ [illegible] لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا - اوس نے عبد الستار خان [illegible] لیا اور شاہ اشرف خان کو کہ اونے مین رنگین تھے قید کر دیا - دولت رام اور لالجی ساہوکار کو بھی باندھ لیا - غربا مساکین فضلا اور گوشہ نشینون پر طرفہ حشر برپا کیا - دیوان [illegible] اور دو چار شخص ایسے کہ روہیلون کی دولت کے پرورش یافتہ تھے - اور تمام ملکی و مالی [illegible] واقف تھے - روہیلکھنڈ کی [illegible] تحصیل سپرد ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی تقاوی کو رعایا سے [illegible] وصول کیا جبکہ انکی تحریر کے موافق روپیہ وصول ہوا تو ساہوکارون نقالان شرفا غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ کو محتاج کر دیا - نتیجہ اس کا خود بھی شدید البشر کے ہاتھ بہت برا پایا - طرفہ یہ کہ دیوان کا نہیں کے اعمال بد کی یاداش مین پسران دیوان ماں راے اور مہتی [illegible] اور نانک چند اور بخت مل بھی سزایاب ہوئے - ان [illegible] بھی مطالبے مین خوب مار پڑی - اور بے حرمت کئے گئے

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردار خان فتح خان خانساماں اور دوسرے خان وغیرہ کا انتقال ہوکر اونکی اولاد مین نفاق وفساد پیدا ہوا تھا تو اکثر رسالہ دارون اور جمعدارون نے کمرین کہولدین تہین۔ بہت لوگون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے۔ کوئی تجارت کرنے لگا تہا۔ کوئی کہیتی کرتا تھا۔ جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے اوسکے تباہی کی نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ بھی بال بچون کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اسوجہ سے ایک بہاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی۔ مگر تمام پٹھان نہایت بے سروسامانی کیحالت مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجہیانی۔ سنبہل۔ امروہہ۔ پیلی بہیت وغیرہ سے جو لوگ نکلے وہ یک بینی و دو گوش تھے۔ بدن پر لباس بھی درست نتہا۔ سامان جنگ دشمنان دلگیر تلنگون نے سالم کپڑا بھی بدن پر نہ چہوڑا تہا۔ نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کہولدیا۔ اور تمام لوگون کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپکے جہنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کے سامنے کے لئے نجیب آباد کی طرف بہیجا۔ گلستان رحمت سے موافق راجہ نداس عرف مٹھو لال ساکن قنوج سے معلوم ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو۔ اور ہم تم کو ملک دینگے۔ مستقیم خان نے جواب مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک کو اپنا دیا کرم ملک دیا اور سرفراز فرمانا چاہئے غلام سرکار کا غلام ہے۔ پہر شجاع الدولہ نے شقہ بہیجا کہ تم تجویز کرو ہم اوسکو سرفرازی دین۔ اوسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی پاس بہی شقے بہیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردینگے مگر کسی نے منظور نکیا نواب فیض اللہ خان صاحب نے دینداربیگ پنجابی کی معرفت چمپین صاحب سے خفیہ خط وکتابت شروع کی جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئین تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بناکر کرنیل چمپین صاحب کے پاس بہیجکر دوستی کو مضبوط کیا۔ اس سفارت کا اصلی منشا یہ تہا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ جانشینون سے سب سے بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان کے سپرد کیا جاتا۔ تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا خراج دیتے رہینگے۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم سرچہ جنگ کی بابت ادا کرینگے اس سفارت کا

مضمون کرنیل چمپین نے لارڈ وارن ہیسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا - لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کردینے کا پہلے سے اقرار کرلیا تھا - اسواسطے لارڈ موصوف نے کرنیل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنا نچاہیے - شجاع الدولہ کو اختیار ہی اس خط وکتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے گذر گئے - گرمی کا موسم ختم ہو گیا - اتنے دنون تک نواب فیض اللہ خان ایکدم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نرہے - اور جا بجا منادی کرا کر روہیلونکو اپنے پاس بلاتے رہے - یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہو گئے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کیا لیا -

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزونکی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا - اور سب کو کہانا کھلا کر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا - اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اونکے پاس بھیجنا شروع کیے - پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہانسے لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہیے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے - برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روز بارش ہوتی ہی - اس صورت مین باربرداری اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے - یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس خیمے مع چوبہ اور سایبانی قناتون کے انگریزی لشکر مین بھیجدیے اور آخر جمادی الاولی سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین شجاع الدولہ خود بسولی کی چھاونی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[1] مین کوچ کیا اور دریا سوت کو عبور کر کے خیمہ زن ہوئے - اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سامان کی درستی مین کیا - اور ایلچ خان کو تحریک کے لیے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا - انگریزی فوج بہی بسولی سے روانہ ہوئی - اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھین - شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ پتھر گڑھ پر قبضہ کیا - اور یہان کئی مقام کر کے موہن پور گہاٹ کو چل بڑہا - یہ گانون چنڈی گہاٹ نانگل کے قریب واقع ہی - اور لال ڈانگ کی کہائی جا پہونچے اور دیرے کہڑے کراے - اور مورچے قایم کرائے - شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کمپ یہانسے سولہ کوس پر ہے - اور وہ وہین لگی بن قایم ہین اور

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

[illegible] سپاہ برادر وغیرہ کے ... اونکی حفاظت کے لئے معین کردیں۔ اوس نے اپنے چیلے افراسیاب
و بہت [illegible] کے ساتھ [illegible] کہ نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق سردار کے گہاٹ کی نگرانی
[illegible] اور [illegible] ایک [illegible] پٹھانوں کے پاس نہ پہنچنے دو اوس سے رسد بند کرنا شروع کی تاکہ کوئی چیز
[illegible] تک [illegible] پہنچ سکے اسواسطے اب محصورین پر تکلیف شروع ہوگئی اور بھوک
اور بیمار [illegible] اونکی جماعت کو روز بروز گھٹانا شروع کردیا۔ روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تھے وہ اودوش میں
طاق تھے پہاڑ پر دوڑتے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑ پر جا پہنچے۔ اور علی کی گھربان [illegible]
[illegible] کرلائے [illegible] تھا۔ تھے اور فروخت بھی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے
تکلیف یا قیمت [illegible] غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا۔ گھوڑے خچر بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے
اور چونکہ ہری گھاس کی عادت تھی ہزاروں تلف ہوئے۔ اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے۔ مورچے
کے لوگ کہتے تھے کہ یہاں گھاس چوپاؤں کے موافق نہیں۔ البتہ پہاڑی گھوڑوں کو جنہیں گونٹ[1] کہتے ہیں
موافق ہے عہدہ داروں کے گھوڑے معمولی راتب ملنے کی وجہ سے فربہ تھے۔ محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز
مورچوں اور میدان کی جنگ طرفین میں کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہدنامہ

روہیلوں کو ابھی تک یہی گمان تھا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب وہوا کے نقصان کی باعث
بہت جلد اوٹھانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریوں کی کثرت۔ اور روہیلوں کے بے تعداد حملوں کے
فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلوں کے اکثر سرداروں کی رائے
صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنیل چمپین کو اس معاملے میں ڈالکر
صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کی خیالات بہت وسیع تھے اور اونکی طلب بہت زیادہ
تھی۔ بلکہ میاں دوآب میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے
تجویز کی۔ مگر اون کے صلاح کار احمد خان خانساماں نے اون کو اس عطیہ پر راضی
نہ ہونے دیا۔ اس تقریر میں بھی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر نہوا۔
ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوج نے مورچہ بوری آگے بڑھاکر دو میل تک روہیلوں کے کئی مورچے
توڑکر خراب کردیے۔ اور پہاڑ کی تلی تک جا پہنچے۔ روہیلوں کو خوف ہوا کہ مخالف یکایک حملہ کرکے پہاڑی پر قبضہ کرلے

[1] پہاڑی گھوڑا گونٹ ہوتا ہے جو چھوٹا ہوتا ہے۔ ۱۲ تزک جہانگیری

دوسرے پہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ
روز فتح ست غلاہ ملا میں یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کر لیا ہے۔ اب پٹھانوں کا
تخم یہاں نہ رہنے دونگا۔ اور بالشت بھر زمین انکو نہ دونگا۔ اونکی ونانیت کا خمیازہ خدا کی طرف سے اونکو
ملا کہ ہسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ۔ کرنل
چمپین نے چٹھی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ میں اب یہاں نہیں
ٹھیر سکتا۔ کلکتہ کو جاؤں گا۔ جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متفکر ہوئے اور نہایت منت
پذیری کے ساتھ کرنل صاحب کو کہلا بھیجا کہ تھمئے ایکبار نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرادیں۔
اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے بھی دیا اور اسے رخصت کرکے دوسرے پر لگائے۔ اور اون کو اس
بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خاں کے پاس جاکر اونہیں سمجھا کر میرے
پاس یا اپنے لشکر میں لے آئیں۔ اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیجدیں۔ نواب شجاع الدولہ ناکامیاب
ہو کے کرنل چمپین سے رخصت ہوکر اپنے خیمے میں آئے۔ اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اوسکو
یہ پیغام دیکر کرنل صاحب کے واپس بھیجا کہ میں پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو
دیتا ہوں۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے
پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلاکر خلعت سرداری عطا کرینگے۔ پھر اونکے باپ کے
رسالدار آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لئے ایک شقہ
الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہاں بھیجدو۔ کرنل چمپین نے اپنی طرف سے تورک صاحب اور
بالدی صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بھیجا۔ سوال وجواب منقطع
ہوگئے تو کرنل چمپین خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے۔ اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا۔
اور اونکا اطمینان کر کے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ میں لے آیا۔ کرنل صاحب نے ایک خاص ڈیرہ
نواب صاحب کے ٹھیرنے کے لئے استادہ کرایا۔ اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس
لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی۔ اور ایک مرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے ڈیرے
پر بازدید کے لئے آئے۔ شجاع الدولہ نے دل کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

سلہ یہاں تک فرح بخش سے نقل کیا ہے۔ اس کے آگے گلستان رحمت وگل رحمت و اخبار حسن
وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ سلہ [illegible] دیکھو جام جہان نما ۔۱۲

اور اونکی اصلی جاگیر یہ کہ شاہ آباد اور سرسیاوان اور جو محلہ تھے چھ پرگنے اجاؤں اوسکا یر
اور بلاسپور اور بہیر اور ٹھاکر دوارہ اور سرکڑہ اضافہ کرکے نو پرگنے چودہ لاکھہ پچتر ہزار روپیہ
کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کئے۔ روہیلکہنڈ گزیٹیر میں مذکور ہی کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل و عیال اور دوندیخان کے
اہل عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطی شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت
حکم دیکر محبت خان کو الہ آباد سے واپس بلایا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہو چکی
عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷ اکتوبر ۱۷۷۴ء مطابق رجب ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔
اس عہدنامے میں یہ بھی تہا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوجیں پانچہزار آدمیوں سے زیادہ نوکر
نہ رکھہ سکینگے۔ اور اس فوج میں سے بوقت ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار
سپاہ دیا کرینگے۔ اور اگر وزیر خود فوج کے ہمراہ جاوینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اونکی ہمراہ
رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے گنگا پار نکالدینگے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزی عملداری کے سوا اور کسی سے تحریر کی
رسم جاری نہ رکھینگے اور وزیر کے دوستونکو اپنا دوست اور اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن تصور کرینگے
اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہینگے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اوسکی تعمیل کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک [illegible] رہینگے۔ جام جہاں نما میں
لکہا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خاں سے چالیس لاکہہ روپیہ نذر کی طور پر شجاع
الدولہ نے لئے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ کرنیل چمپین کی معرفت پندرہ لاکہہ روپے نواب فیض اللہ خان
نے نواب وزیر کی نذر کئے تھے۔ اور فرح بخش میں لکہا ہی کہ نواب فیض اللہ خاں نے پچاس لاکہہ روپیہ
کے قریب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز اسد علی خان اور کالی چرن وغیرہ کے تواضع کئے
نواب فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئے اور اونہوں نے
دم رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چہہ بہائیوں میں سے دو بہائی باقی رہگئے ہیں۔ محمد یار خان جو ایک مدت سے
آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کر دیجئے۔ شجاع الدولہ نے قبول کرکے
اجازت دیدی۔ نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت
کر دینے کے بابمیں شجاع الدولہ کے پاس بہیجی۔ اور اوسپر تحریری حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ نے
اپنے چوبدار کی زبانی یہی محمد یار خان کو کہلا بہیجا کہ ہمنے تمکو رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خاں کے ہمراہ

حلے جاؤ۔ محمد یار خاں نے جو بہار کی بات کا اعتبار نہ کیا۔ ملکہ شیو پرشاد موٗلف فرح بخش کو جو بہار کے ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بدون جاںداد کے میں آپکے لشکر سے نہیں جاؤنگا شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی وہپر شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت نماندہ شمار ابخواہش و آرزو تمامی ای برد البتہ یک چیزی جاںداد مقرر خواہند نمود الا بعد چندے در فیض آباد نزد اینجانب بیایند از فضل الٰہی جاںداد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا موٗلف کہتا ہے کہ اسکے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اونکے عیال و اطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں بھیجا دیا۔ اور فرح بخش کا موٗلف بتاتا ہے کہ صلح کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ امین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی رشتہ اس اور ملاقی تھے کرنیل چمپین کے مواجہہ میں گنگ پار اوتار دئے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جمیس گرینڈ میں مذکور ہے کہ ۱۷۸۱ء میں جو ایک بیان لندن میں شایع ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے گئے تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتیار تھے ان روہیلوں کو اس ملک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بدایوں کے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی۔ لیکن ہنود جنکی تعداد سات لاکھ تھی اونہوں نے فاتحوں کے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں اس زمانے میں ایک ادنے مرتبے سے اعلےٰ مرتبے کو پہنچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اوسکے دشمن تھے۔ مگر مقتضائے وقت دوست بنکر ظاہرداری میں مصروف تھے یہانتک کہ اپنی بیٹی اوسکے ساتھ منسوب کردی تھی۔ اور ہمیشہ اوسکے قلب کی تالیف کرتے رہتے تھے۔ مرزا نجف خان نہایت

جو المرزدی اور رشوت کا آدمی تہا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کو ولی بات سمجہتا تہا اور پورانی
رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجا لاتا تہا - اسوقت میں کہ روہیلوں کی قسمت نے پلٹا کہایا
اور اونکا ملک چہن گیا اونکے ملک میں سے جسقدر ملک سنہ ۱۷۷۰ع کے بحر میں مرہٹوں کی دستبرد سے نواب ضابطہ خان
سے نکلکر نواب نجف خان کے قبضے میں آیا تہا اوسمیں سے بعض حصے جیسے چاند پور نگینہ اور پتہر گڑھ
وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ فتح اللہ خان اور محب اللہ خان ابنائے دوندیخان کے ملک سے
ملحق تہا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اوس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تہا اور
جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور اولاد دوندیخان و پسران بخشی سردار خان
و ابنائے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اوس میں سے نصف حصہ تو گنگا کے شرقی اور شمالی سمت جو یہ
اودہ سے ملحق تہا جیسے شاہجہانپور - بریلی - آنولہ - تلہر اور بداون وغیرہ - اور نصف ملک دوآبے کی طرف تہا
جیسے سنبہل مرادآباد اور امروہہ وغیرہ - اور کچہہ ملک کاسگنج اور دریا گنج اور پٹیالی گنج وغیرہ وہ تہا
کہ احمد خان بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد میں مرہٹوں کو دیا گیا تہا - اور دوسرے ملک
مقبوضہ مرہٹوں کے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتھہ سے اونکو شکست عظیم حاصل ہونے کے
بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خان اور احمد خان بنگش اور دوندیخان اور نجیب الدولہ
نے باہم تقسیم کر لئے تھے -

غرضکہ ان تمام علاقوں کی تقسیم کے لئے مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر
آیا تہا شجاع الدولہ سے کہا اور قسمت میں سے بادشاہی حصہ مانگا - وزیر نے عہدنامے سے انکار نہیں کیا -
اوسکی نقل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپین کے پاس بہی بہیجدی تہی - مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے
پاس جو نقل عہدنامے کی ہے اوسمیں یہ شرط ٹہیری ہے کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئیں
اور چونکہ وہ خود نہیں آئے اسلئے عہدنامے کی تمام شرائط باطل ہو گئیں - مگر کرنیل صاحب کے پاس جو
اسکا نسخہ موجود تہا اوس میں کہیں اسبات کا ذکر نہ تہا جب اوسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اوسنے
اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلوں کا ملک فتح کر دینا تہا اگر شجاع الدولہ نے اپنا
عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اوس سے لڑیں تو تم کسی کی طرف
نہ ہونا - مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی - شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجہا دیا
اور نجیب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک گنگا کے اس پار تہا جیسے چاندپور نگینہ - اور پتہر گڑھ
وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا - اور تہوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا کچہہ ملک حافظ رحمت خان

اور اولاد دوندیخان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا نجف خان نے خود لیا اور
بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا
اور شجاع الدولہ روہیلوں کے ملک کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور انہوں نے پچاس ہزار کے
قریب پیادہ و سوار ملک روہیلکھنڈ اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لیے
مقرر کیے شیدی محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لیے قلعہ پتھر گڈھ میں رکھا
اور اپنے بیٹے سعادت علیخان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور انکے ساتھ مرتضی خان بڑیچ اور لطافت اور
گوپال راو مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے میں مقرر کیا اور ہمت
بہادر اور راو کرن[1] کو اٹاوے میں۔ اور بسنت علیخاں کے کمبو کو رامپور کے ساتھ میں مقرر کیا۔

لال ڈانگ سے محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ صاحب کی تکمیل کے بعد غرہ شعبان ۱۱۸۸ ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے
اور انکے کوچ سے پانچویں دن روہیلے لال ڈانگ سے اترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے
وہاں انکے متعلقین اور بال بچے پڑے ہوئے تھے۔ ان سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل
پہنچے تو محبت خان ۲۶ رجب ۱۱۸۸ھ کو یہاں آملے[2]۔ شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے
اور وعدہ کیا کہ فیض آباد پہونچکر جو تمہارے متعین تجویز کیا ہے عمل میں لاؤنگا۔ پانچویں رمضان کو لکھنؤ پہنچے
اور شوال میں فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفاے وعدہ میں سنجیدگی کا عذر کیا۔
اور ہزار روپیہ ماہوار خرچ کے لیے مقرر کر دیے۔

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

[1] فرح بخش میں اسیطرح ہی ۱۲
[2] لال ڈانگ سے غرہ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر الملوک مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کے تکملے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل میں محبت خان
کا اونسے ملنا گل رحمت میں بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کیطرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خاں داروغہ توپخانہ کو جو نواب سعد اللہ خاں کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور منو دائی کو جو شجاع الدولہ کے لشکر میں بیگم کیطرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خاں کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت آنولے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لاوین ۔ مرزا اور منو آنولے میں آئے جب یہ حکم سنایا تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا ۔ آنولے کے تمام باشندے روتے تھے ۔ محل کی عورتین ہائے ہائے کرتین تھین ۔ اور حسقدر رقعے شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کے لئے بھیجے تھے اور اونمین خدا اور رسول و دین و ایمان اور حضرت بخشش کی قسمین لکھی تھین اونکو دیکھتی تھی اور آہ آہ کرتی تھیں ۔ جو کوئی اونکا شور و شین سنتا تھا وہ بھی سر دھنتا تھا ۔ کہتے ہین کہ اوس دن اور رات تو لوگوں میں حشر برپا رہا ۔ کھانا پینا سب پر بند تھا ۔ غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئے

بخشی سردار خاں کے دو بیٹوں کا حال

احمد خاں پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی ۔ کیونکہ احمد خان نے اوسنے رام گھاٹ پر ملاقات کر کے عہد و پیمان باہم کر لیا تھا ۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گھاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خاں نے پھر اپنا ایک سفیر گنگا پار سوضع کوڑہ یا گنج میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر پہلے عہد و پیمان کو تازہ کر لیا تھا ۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خاں کا ساتھ دیا اس سے نواب شجاع الدولہ اوس پر بہت غصہ تھے ۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا شکر ہے اوس نے مجکو روہیلکھنڈ کے آدمیون کے خون مین مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا مگر میں احمد خاں کو ضرور قتل کراؤنگا ۔ اور اپنے افسرونکو حکم دیدیا تھا کہ احمد خاں کو جہاں پائیں قتل کر ڈالین ۔ مگر احمد خاں شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ میں پہونچگیا اور برابر مورچونکی تیاری اور نواب فیض اللہ خاں کی خدمتگذاری میں مصروف رہا جب نواب فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں نواب فیض اللہ خاں سے کہا کہ مجکو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے ۔ مگر جبکہ وہ آپ کی رفاقت میں رہا ہے تو میں اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علحدہ کر دین ۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شجاع الدولہ کے حکم کو ٹالنا کسی کی مجال نہ تھی ۔ نواب فیض اللہ خاں نے مجبور ہوکر قبول کیا اور

اور باعد خان اور اوسکی بھائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کر دیا۔

شہامت خاں ابن بخشی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تہا۔ اور ہر ایک طرحسے اونکی ساتھ اخلاص رکہتا تھا۔ خلا اور ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گہوڑے طلائی اور نقرئی زیور سے آراستہ کرکے اور اچھی اچھی شال دوشالے اونکی پاس تحفۃً بہیجدیا کرتا تھا۔ اور اپنی آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار۔ اور گہرا دوست سمجھتا تہا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پہولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دلجمعی سے آنولے میں بیٹہا رہا اور ہر وقت اس انتظار میں تہا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجھکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجھتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش صاحبونکے اغوا سے آنولے میں بیٹہا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھ جو نواب شجاع الدولہ کیطرفسے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کے لئے آنولے میں آیا ہوا تہا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سید عیار کی تواضع کردیا تہا صدق علی نے جو دیکھا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنی پاس رکھ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے ازبس مسرور تہا کہا کرتا تھا کہ میرا خانزادہ شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزاروں شکر کرتا تھا کہ ایسی ستی کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شیدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس ہوبلی کی چہاونی میں جمع کردیں۔ بشیر کو پٹھانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکھ بھیجا کہ میںنے شہامت خان کا سارا مال جمع کراکے فلاں دوکان پر رکھوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہی لے لیا جاے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکھتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بھیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کرکے بہو بیگم کے سپرد کردیا۔ اور خوش ہوکر کہنے لگی کہ تمام روہیلکھنڈ میں یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبروں میں سے تین ممبر مونسن اور کلیورنگ اور فرانسس روہیلوں کی لڑائی کو سراسر ظلم و نا انصافی سمجھتے تھے - اور ابتک اون کو یہ علم بھی نہ تھا کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے یا نہیں مگر روپیہ لینے پر وہ بھی خوش تھے - اونہوں نے کرنیل چمپین کے نام مراسلے میں لکھوایا کہ ہماری چٹھی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھ روپیہ جو روہیلوں کے استیصال کے واسطے ٹھہرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہے لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کر سکتے ہیں تو جسقدر روپیہ وصول ہو سکے وصول کرو اور باقی روپیہ کی ضمانت لے لو - اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ کو روہیلوں کے ملک سے نکال کر اودہ کی سرحد قدیمی میں لے آئے - اور اگر نواب اسپر راضی نہوں تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمات سے جدا کر کے سرکار کمپنی کے علاقے میں لے آئے - مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہوگئی اور اوسکے اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھ روپئے سرکار کمپنی کو وصول ہوگئے - اور نواب وزیر اپنی دار السلطنت میں واپس آگئے ہیں کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کریں - اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ میں آگئی ہے جو سرحد اودہ کے قریب واقع ہے - اسپر گورنر جنرل نے پھر کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب نواب وزیر سے ست کرو - مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے میں وہ کہتا ہے وہ ممبران کونسل کو زہر معلوم ہوتی ہے اور اوسکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی - اوسکے کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کہ کونسل نے مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنیل چمپین دار السلطنت اودہ میں جائے اور نواب کی ملاقات سے چودہ روز شمار کر کے وہی کام کرے جو اوسکو لکھے گئے ہیں

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھے فیض آباد پہونچکر کئی مہینے علیل رہکر اوسی بد کے صدمے سے ۲۴[1] ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۷۵ء کو راہی شبستان عدم ہوئے - محتشم خانی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولوالعزم تھے اسلیے

---

[1] مفتاح التواریخ میں یوں لکھا ہے - اور خزانہ عامرہ میں ۲۳ ذیقعد ہے - اور سیر المتاخرین و تاریخ مظفری میں ۲۲ - ذیقعد ، تذکرۃ الملوک میں ۲۵ ذیقعد ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہر آلود سے ہلاک کر دیا ہے ۔ غلام علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎
کرد از عالم فانی رحلت ٭ سرو غالب صاحب صولت ٭ گفت تاریخ چو آن یکتا مرد ٭ رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

جون شجاع صفدر منصور بیداں صلال ٭ رفت سوئے ملک باقی زین سرای پر گزند
شد شجاعت بے سر و پا و سخاوت عزم ہم ٭ تلخ شد ذائقہ زمین از گریہ و زاری بلند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سر و پا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کرکے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین ۔ تو گیارہ سو اٹھاسی

پورے ہو جاوین ۔

دیگر

جون شجاع الدولہ شتافت از جہان ٭ عالمی در ماتمش مغموم شد
رفتہ از ذیقعد بست و چار روز ٭ رفت شب زین عالم فانی گذشت
بود سال فوت آن والا نژاد ٭ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

ہائے کیا کیا اولوالعزمیاں دکہائین کیسی کیسی خونریزیان کین ۔ انجام یہ کہ خاک ۔ بموجب آیہ کریمہ **لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون** موت سے تاخیر نہین ہو سکتی ۔ لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہیں جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بہی ہوشیاران و قیقہ رس کی نظر مین جلوہ گر ہو جاتے ہیں ۔ حضور قضا رقات شجاع الدولہ کے جو وجوہات مولف سیر المتاخرین کے دلمین پیدا ہوئے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہیں ۔ شجاع الدولہ جوان آرزومند دنیا سے گذرے اور جسقدر اونہوں نے اقتدار پایا تہا اوس سے ہنوز بہی ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے ۔ اگرچہ صفات حمیدہ بہی اونکی ذات میں تھے ۔ مگر بعض باتین ایسی بہی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی باداش مین حق تعالے نے عین جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹھانے کی مہلت نہ دی ۔ اور ہزار افسوس کے ساتھ رنگرائے ملک عدم ہوئے ۔

(۱) میر قاسم علی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی - گو خان مذکور اس کا سزاوار تہا - لیکن شجاع الدولہ
کو یہ لازم نہتا کہ جو کوئی اپنی پناہ میں آئے اور اوس کے ساتھ کلام الٰہی اور انبیا اور آئمہ طاہرین
کی قسموں کا واسطہ کرکے عہد و پیمان کیا جاوے اوسی کے ساتھ بدعہدی کرکے دغابازی کرے
اور لوٹ مار کرکے ایسے امیر با توقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ
خواروں کے حق میں ایسے بدگمان ہوئے کہ اوس جماعت کو جو لاکہوں سے زیادہ تھی بلکہ قلیل
روزینہ اور وجہ معاش سے کردیا اونکی اراضی اور دیہات کو ضبط کرلیا - جس کے نتیجے میں
خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گہر کے دروازے بند
کرکے شرم سے منہ نہ دکہایا - اور جان دی - اور بعض نے فقیری کا پیالہ میں لیکر در بدر بہیک
مانگنا شروع کی - ممکن ہے کہ ان میں نے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تہا کہ اوہنیں کو سزا
دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تہا کہ اسے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی بندے کی روزی
کبہی نہیں بند فرماتا (۳) عموماً اپنے خاص آدمیوں اور ماتحتونکی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ
بہت کم کرتے تھے - اور بناوٹی سازش نہ معروض بیکار دہرتے تہے (۴) اپنے مکانات کے بنوانے
میں کسی کے محل اور جہونپڑے کی پروا نہیں کرتے تھے - اکثر لوگون کے مکانات مع مال و اسباب
بیلداروں کے ہاتھ سے کہدوا دئے - اور خاطر خواہ اپنی عمارات بنوائیں - اس ظلم و
بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون دیکہتا تہا - مولف سیر المتاخرین نے سب قریبی کو چھوڑدیا تعصب
کی پٹی اوسکی آنکہوں پر چڑہی ہوئی تھی اسلئے وہ اُسے نہیں دیکہہ سکا - اور وہ بیچاری قریبی روہیلوں کا
نہایت قساوت اور بے رحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے - ہزاروں امرا - علما - فضلا - مشائخ
او گوشہ نشینونکی جاگیریں اور ملکیں محض تعصب مذہبی اور قومی کی وجہہ سے ضبط
کرکے نان شبینہ کو محتاج کردیا - اور اون میں سے ہزاروں کو نہایت بے دردی کے
ساتھ قید کیا - اون کی عبادتگاہوں کو خراب و برباد کرایا - اون کی عورتون کی ننگ
و ناموس کو برباد کیا - اونکے گانوں کو آگ میں جلوایا - بچّوں کو ماؤں کی چہاتیوں پر قتل کرایا
[illegible] آدمیوں کو گہر سے بے گہر کردیا - اور اون کو قتل کراکے اونکی لاشیں چیل کوّوں کو کہلوا
[illegible] اور عورتوں کی عصمتیں کہائیں - انجیل اور قران کا درمیان میں واسطہ کیا - اور
پہر توڑ دیا - اور کسی وعدے پر لحاظ نہ کیا - غرضکہ روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ
نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بیکسوں کی مظلومی سے غیرت الٰہی جوش میں آکر شجاع الدولہ سے

انتقام بیٹے کو تباہ ہو گئی - اور اوسکو ملیا میٹ کر دیا - اور جن لوگون نے انکے خون سے ہاتھ رنگے تھے وہ تہوڑے دنون میں سے یک لخت حکومت و ثروت سے شامل ہو گئی - اور منتقم حقیقی نے مکافات میں ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلو نکی بیکس عورتوں سے زر و مال کے لئے تشدد کیا تہا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور مان وغیرہ پر پانچ چھ برس کے بعد عرصے میں تہوڑے میں آگیا - باوجودیکہ اونکی ریاست بنی ہوئی تہی - سیر المتاخرین کے مولف کو دو وجہ سے روہیلوں سے سخت عداوت ہے - ایک تو اوس کے باپ نے نواب علی محمد خاں کے ہاتھ سے بریلی میں ذلت پائی تھی - دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوٰۃ تہے اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تہا - اور وہ اسی تعصب عداوت کی وجہ سے روہیلو نکو اپنی کتاب میں افغانان ناشناس اور افواج شام اور افاغنہ عفریت نژاد اور دون زادان کے ساتھ یاد کرتا ہے - شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پاین دنبل نکلا تہا چونکہ اونکے باپ اور نانا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تھی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی کا خوف پیدا ہوا - اور پانچ لاکھ روپیہ نذر مانا - اور بعد غسل صحت کے اچھا ہوئے نذر موعود فرمایا مگر مقدر تو مرگ موروثی تہا آخر کار بد نے یہانتک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہو گیا - اور اوسی بلا میں مبتلا ہو کر اقلیم بقا کی راہ لی - شجاع الدولہ نے ۴۴ - ۴۵ برس کی عمر پائی سنہ ۱۱۴۷ ہجری میں پیدا ہوئے تھے - اور سنہ گیارہ سو ستہہ میں ۲۳ - ۲۴ برس کی عمر میں تخت نشین ہوئے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی - اونکی وفات کے دن فیض آباد میں شور محشر برپا تہا کوئی شخص ایسا نہ تہا جسکی آنکھوں سے آنسو نہ گرے ہوں جسطرح ایام محرم میں بعض مجالس میں شور قیامت ہوتا ہے یہی حال اونکے واقعہ جانکاہ میں گذرا تہا - تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و شان و شوکت کے ساتھ اوٹھایا گیا - مرزا علی خاں اور سالار جنگ بتاے محمد اسحاق خاں جو شجاع الدولہ کے سالے ہیں مع عمایدوں کے جنازے کے ہمراہ ہوئے ابھی مدفن تک نہ پہونچے تہے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بآصف الدولہ جانشینی کی تمنا میں بہت مضطرب ہوئے - اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بہائی کو مسند نشین کر دیں پس مروت و حیا کو بالاے طاق رکہہ کر اپنے متوسلوں کو حکم دیا کہ جلد ہمارے ماموؤنکو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کر کے حضور میں لائیں[1] - خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

گلاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوئے جہاں انکے والد زمین کے تفویض ہوئے تھے۔

ازواج و اولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزاروں کو پہونچ گئی تھی۔ لیکن انمیں سے صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی تمام ہزار بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحاق خان ابن غلام علی ابن مرزا محسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۷ ہیں۔ انمیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطنوں سے ہیں

صاحبزادوں کی تفصیل

(۱) مرزا یحیی عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے

(۳) نواب عضد الدولہ شہامت علیخان عرف مرزا جنگلی۔

(۴) نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھوا میر تخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بحضومت نکالے گئے۔ عظیم آباد مر گئے)

(۵) نواب فضل الدین حیدر عرف مرزا حاجو

(۶) محمد علی خاں (یہ مرزا حاجو کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) نواب رستم علیخان۔

(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخاں

(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔

(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خاں۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علیخاں کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے۔ امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں اوترے۔ ہر روز دربار میں جا۔ روشنی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تہا۔ ایک دن نواب سعادت علیخاں کی فرمایش کے بموجب تحفہ عطر لے گئے۔ اونہوں نے ناپسند کیا۔ اونہوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور یہ پاس کا شعر کلمے کہکر چلے آئے۔ بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلائے معلی کو چلے گئے۔ زیارت کر کے بصرے میں آئے اور بالیوز کے مہمان ہوئے۔ کچھہ بیمار ہو کے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخاں بڑے

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخاں چھوٹے۔

(۱۷) نواب مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخاں۔

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخاں بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخاں چھوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخاں

(۲۲) نواب نجابت علیخاں۔

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخاں۔

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخاں۔

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی ہوئی تھی۔ اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتیں بیاہ[illegible] نواب آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خاناں خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے۔ اور شادی میں شریک تھے

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) شگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔

(۲) سیٹھی بیگم۔ یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے مات بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگیں محل کے پیچھے رہتی تھی اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۳) جھمی بیگم۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا مچھو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد میں جھولے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جھمی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخاں کے عہد حکومت میں مرزا مچھو کے ساتھ ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم۔

(۶) زیب النسا بیگم۔

(۷) جینا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم۔

(۹) حاجی بیگم۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم۔ مشہور ہے کہ انجم النسا بیگم کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھہری تھی۔ اس عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہوگیا وہاں نجف خاں بھی مر گیا۔ انجم النسا واجد علیشاہ کے عہد میں کہ ۱۲۶۸ ہجری مطابق ۱۸۵۱ء تھے روانہ عتبات عالیات ہوئی۔ بادشاہ خود مع شاہزادوں اور امرا کے

کربلائے خدا بخش میں پہنچانے آئے۔ بندر بمبئی سے اپنی جزرسی کے سبب کسی بغلہ عرب پر سوار
ہوکر روانہ ہوئی۔ جہاز کے صدمہ کی سن پیری کے سبب کہ ۷۰ برس کی ہو چکی تھی متحمل نہیں ہوئی۔
انتقال کیا۔ جنازے کو صاحب جہاز بوجہ طمع زر لے گیا۔ شاید نجف اشرف میں
دفن ہوئی۔

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخان کو یہ منظور تھا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ
غریب ہوں اونسے شادی کر دیجائے۔ مگر سوائے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن
رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تابعداری نہ ہو سکے گی۔ نیک نیتی کے ساتھ مردانہ وار
رہیں۔ انکی تنخواہ ستر روپے رکابی فیض آباد میں تھے۔ حسب الطلب نواب سعادت علیخان
کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں۔ پنج محلہ رہنے لگا۔ جہاں اور محل نواب آصف الدولہ
کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علیخاں نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی اڑھائی سو روپے ماہوار
مقرر کر دی۔ محمد تحسین علیخان ناظر رہا۔ ایک وقت قلت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات
سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں۔ سنگین دروازہ اور حسین باغ کے راستے بند کر دیے۔ پنج محلہ میں
سرکاری کوٹھی تھی۔ بیباکانہ اسے باپ کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے
سب کی تنخواہ پانسو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کر دی۔ انہوں نے کچھ اسباب فضول اپنی لوٹ کا
سپرد کر دیا۔ اور نواب سعادت علیخاں کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں۔ اگر اضافہ کرو
تو ہم واجب الرحم ہیں۔ نواب صلۂ رحمی کے خیال سے درگذر کرتے تھے۔ نواب سعادت علیخان
کے انتقال کے بعد انجم النسا اور زیب النسا اور رعنا بیگم نواب غازی الدین حیدر پر استغاثے
لے لیے لارڈ ماریا کے پاس بنارس پہنچ گئیں۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے قلت
مشاہرہ کی بابت عرض حال کیا۔ کہا۔ بلاکر آپنے کیوں اتنی تکلیف اٹھائی۔ ہم خود لکھنؤ
جاتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا۔ ناکام پھر آئیں۔ غازی الدین حیدر نے سب کے
سات سات سو روپے مقرر کر دئے۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں سن طفولیت میں مر گئیں۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے۔ ایسے شخص باہم بھائی

بھیجے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ میں تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے پانچ شخصوں سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ تکیلہ والی ریاں مکندپور کے وہیا ئی سلہ
(۲) نواب سعد اللہ خاں پسر نواب علی محمد خاں روہیلہ ۵۲
(۳) نجیب الدولہ امیر الامراے دہلی والی نجیب آباد ۵۳
(۴) مہاجی سیندہیہ جو ریاست گوالیار کا بانی ہے ۵۴
(۵) غازی الدین خاں عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی ۵۵

نواب آصف الدولہ یحیی خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحیی خان اور عرف مرزا امانی تھا اواخر ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدہ میر آتشی اور غسل خانے کی خدمت دی تھی ان کا تلے سکا دہشرادیر کے دھرتے چھوٹا تھا اسوجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہوسکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ جسکو ایک نظر دیکھہ لیا وہ پھر انکے ذہن سے نہیں اتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دہوم دہام سے کرتے تھے۔ جس مکان میں سربازار تعزیہ ملاحظہ کرتے تو دور سے پیادہ پا چلتے۔ کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپے نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھہ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تھا۔ بسنت اور جشن شب برات بھی ہرسال لاکھوں روپئے صرف کرتے تھے۔ انکے باورچی خانہ صرف روزانہ پانسو روپیہ سے زیادہ تھا۔ جب ہاتھی کے شکار کو جاتے تو اون کے ہمراہ چالیس چالیس ہاتھی باندھے لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری روز جمعہ کو شجاع الدولہ کا جام ہستی لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

---

۵۱ دیکھو گیان پرکاش ۱۲، ۵۲ دیکھو فرح بخش وگل رحمت ۱۲، ۵۳ دیکھو تاریخ فرخ آباد مؤلفہ آروین ۱۲
۵۴ دیکھو عماد السعادت ۱۲، ۵۵ دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد انکے جنازے کو دفن کے لئے لے چلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے۔ آصف الدولہ نے اپنی مسندنشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار اونکے واپس لانے کو روانہ کئے۔ اول تو اونہوں نے دنیوی شرم و لحاظ کر کے مراجعت سے عذر ظاہر کیا۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہو کر واپس ہوئے۔ اور اونکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے۔ آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس[۱] اور مسٹر گتھری کو جو اہالیان کمپنی کیطرف سے مامور تھے اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو۔ اول سرداران مذکورہ نے عجلت مناسب نہ سمجھی۔ باتوں میں آصف الدولہ کی تسلی کر کے انجام کار پر نظر فرمائی۔ مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہوجانے ہماری مسندنشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگونکو دیا جائیگا۔ اونہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا۔ اور بموجب آئین وراثت کا بھی مستحق ہے۔ دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے۔ بس اس خیال سے دستار ریاست اونکے سر پر باندھی۔ اون دونوں انگریزوں نے تہنیت ادا کی۔ اعیان دولت حاضر تھے ہی۔ اور لقایا بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے۔ ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ ہونے پائی تھی کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی۔ اور کوئی جھگڑا اونکی جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ کیونکہ کوئی اور مدعی سلطنت نہ تھا۔

تاریخ مسندنشینی آصف الدولہ

گشت از پائے آصف الدولہ ٭ رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضیٰ خان جو ایام صاحبزادگی سے میر ساماں تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نائب

[۱] دیکھو قیصر التواریخ ۱۲

بابا اور مختار الدولہ حبیب ... خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ہفت ہزاری منصب اور نوبت اور ماہی مراتب بہی عطا کیا اور جرنیلی کا عہدہ اونکے بڑے بیٹے مرزا ہزبر کے نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال راے بسر دول رے کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانسامانی تحسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ سرا اونکی سپرد کیا۔

حسب و نسب مختار الدولہ

یہ میر مرتضی عرف آغا خانی بن میر محمد باقر بن مصطفےٰ المخاطب بہ مصطفوی بن سید احمد الملقب بہ علیا علیا خان صحیح النسب ایران ست ہین۔ سید احمد نادر شاہ کے عہد مین ایران سے نکلکر اپنے بیٹے مصطفےٰ کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین آئے تھے اوس زمانے مین بہادر شاہ اورنگ زیب کے عہد سلطنت تہا شاہ جہان آباد مین موسوی خان کے مہمان ہوئے اور فرخ سیر کے عہد تک یہان رہے نواب برہان الملک کے ساتہہ ولایت سے شناسائی رکھتے تھے۔ اون سے ملاقات کرکے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی پالی تھی وہ لڑکی سید مصطفےٰ کے ساتھ منعقد کردی ایک لاکہہ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ محمود آباد بھی قلمرو لکھنو مین اون کو جاگیر بھی ملی۔ سید مصطفےٰ اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکھنو مین انتقال ہوگیا مقبرہ اونکا راجگہاٹ مین دریاے گومتی کے کنارے تعمیر ہوا۔ سید مصطفےٰ صفدر جنگ کے عہد مین شیر کوٹ اور نگینہ وغیرہ کے حاکم تھے[1] اور وہ سید مصطفےٰ کی بہت عزت کرتے تھے اور صفدر جنگ اور مرزا ... برہان الملک سعادتخان سے جانتے تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفےٰ شجاع الدولہ سے زیارت عتبات عالیات کی اجازت لیکر جہاز مین سوار ہونے کے لئے بنگالہ کیطرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اوس زمانہ مین انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی جاری تہی اسلئے اودہر سے راستہ بند تہا۔ مجبوراً بنگالہ مین قیام کیا۔ ... سید علیخان عالیجاہ والی مرشدآباد سے قدردانی کی۔ سید مصطفےٰ کا بنگالہ مین انتقال ہوگیا۔ انکے کئی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

---

[1] دیکھو فرح بخش

سید نکرم (۳) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر - محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نفیس (۲) محمد سعید (۳) میر بابا (۴) محمد شفیع - اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان - اقتدار الدولہ (۲) سید مرتضیٰ خان مختار الدولہ (۳) سید اسمعیل نصیر الدولہ معزز خان - جب میر قاسم خان نے انگریزوں کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفےٰ خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط ہو جانے کی وجہ سے لکھنؤ کو چلی آئی - شجاع الدولہ نے تو اون کا کوئی بندوبست نہ کیا - آغا صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد میں آصف الدولہ کے پاس چلے گئے - اونہوں نے سید مرتضیٰ خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا - اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑہی کا کام اقتدار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا -

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

فرح بخش میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی مسند نشینی سے ہفتے عشرے کے بعد ارکان دولت اور عزیز و اقارب کے مزاجوں میں اختلاف پیدا ہو گیا - نواب موصوف کہ نہایت نیک طبیعت تھے امورات دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو گئے کہ بد اندیشوں اور نا تجربہ کاروں کے اغوا سے اپنے باپ کے دولت خواہوں سے بد ظن ہو گئے اس وجہ سے ارکان دولت کے دلوں پر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اون سے علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی - محمد ایلچ خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ تھا - اور انگریزوں سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا وہ اونسے مل گیا - اسیطرح اور نوکر بھی اپنی اپنی فکر میں مصروف ہو گئے سیر المتاخرین میں آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی تھی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نہ تھا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بھائی سید محمد کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر صوبہ اودہ کا نائب کرا دیا اور دوسرے بھائی معزز خان کو معز الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنے ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کر دیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام نوکر مختار الدولہ کے دست نگر تھے - کسی کی مجال نہ تھی کہ اون کے برخلاف دم مار سکے - اور انگریزوں نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گھٹانے کے لئے اسبات پر آمادہ کر دیا تھا کہ جہانتک ہو سکے فوجیں کمی کرنا چاہیے - ادھر نواب شجاع الدولہ کی تمام فوج معزز رہتی - اونکو یہ زعم تھا کہ ہمکو ہرگز کوئی موقوف نہیں کر سکتا - آصف الدولہ اونکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ تھوڑے سے جرم

ما ہرانی موقوف فرمائیں

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حسبی نسب ایک مفلس آدمی کا بیٹا دہو سہ ریڑی کا رہنے والا تھا۔ پہلے رائے لاچند فوجدار اٹاوہ کے فراشوں میں نوکر تھا پھر مسعود خان خواجہ سرائے بادشاہی کے پاس رہنے لگا۔ پھر شجاع الدولہ کی سرکار میں آکر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی حسبتی و چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زبانی احکام لوگوں کو پہنچاتا تھا مغلیہ ملازمان شجاع الدولہ اسکے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ لکھا پڑھا نہ تھا تھوڑے سے عرصے میں صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد میں بعہدہ نیابت کسی سے نامزد نہ تھا۔ مگر ایلچ خان کاروبار ریاست انجام دیتا تھا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تھے اسلئے نائب کا کوئی اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضیٰ کو اپنا نائب بنایا اور اوسکو مختار الدولہ کا خطاب دیا تو چونکہ محمد ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوس نے انگریزوں سے میر مرتضیٰ کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزوں نے میر مرتضیٰ کیلئے تجویز کیا تھا وہ واپس کرادیا اب میر مرتضیٰ اور ایلچ خان میں عناد بڑھ گیا آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال کی فکر میں مصروف ہوئے اور بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف معلوم کرکے کرنیل کلیس سے کہا کہ میرا یہاں ٹھہرنا اب مشکل ہے یہ صفحہ بخت یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب سے مجھے یہاں سے کسی طرح رخصت کرادیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت و خجالت حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجھو وہ تجویز کرکے مجھے مطلع کردو میں اوس میں کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے مجھے دہلی کو رخصت کرادیجئے کچھ دنوں وہاں مست و بےعمل ہوکر بسر کرونگا۔ کرنل صاحب نے ایلچ خان کی رائے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہنچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہاں بیکار بیٹھا ہے اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام کاموں سے زیادہ ضروری ہے مناسب ہے کہ خان مذکور کو وہاں بھیجدیا جائے وہ بادشاہ کے مزاج میں رسائی رکھتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت حاصل کرے گا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہیں۔ آصف الدولہ نے کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی نذر کیلئے بہت سے تحائف

ب الدولہ جو نیا سازی کرتا ہے وہ مجد الدولہ میری تذلیل کے درپے ہے ایسا نہو کہ مجھ
یہان کسی بلا مین پھنسوا دین اور پھر یہان سے نجات نہ پا سکے اس سبب سے چاہا کہ مین [illegible]
نکل جاوٗن اسلیے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات مین تو کوئی شبہ نہین لیکن ارکان دولت
دشمنون کے اغوا سے خفت و ذلت کے درپے ہین اسلئے غلام رخصت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے
نیم آستین عطا کرکے رخصت کیا۔ خان مذکور نے یہان سے رخصت حاصل کرکے سیدھے [illegible]
آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور زیادہ [illegible]
کرکے تخریب کے درپے ہو جاینگے۔ اسلیے نواب نجف خان کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرے مین
مصروف تھا لکھا کہ مجد الدولہ میرے تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خان ایسے [illegible] پر گوش
بر آواز تھا ایلچ خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچ خان اکبرآباد کو چلا گیا ذوالفقار الدولہ محمد
نجف خان نے ایلچ خان کا اکبرآباد مین پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف غنیمت
جانا بلکہ بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر ڈیگ مین اوس کو بلا لیا۔ اول نجف خان ایلچ خان کے
پیر مین گیا۔ اور دوستی کے مراسم بخوبی بجا لایا جس سے ایلچ خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور
نجف خان کی اطاعت مین بہت مصروف ہو گیا۔ اور یہ اوسکی رفاقت کو غنیمت سمجھا نجف خان نے
محالات قلعہ اکبرآباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کر دی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح پر تمام
کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکھ روپیے فوج شاہی کے خرچ کے لیے دیے۔ آصف الدولہ
نے مصاحبون کے اغوا سے ایلچ خان کی حویلی کو جو فیض آباد مین تھی ضبط کر لیا جس مین پرانے
چیتھڑون اور تانبے کے ٹوٹے ہوئے برتنون کے سوا کچھ نہ تھا۔ آل محمد ایلچ خان کا بیٹا آصف
الدولہ کے پاس رہ گیا۔

قلعہ الہ آباد مین روہیلکھنڈ کے قیدیون کو تکلیفین پہنچنا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی مین روہیلکھنڈ کے سب قیدیون کو [illegible]
رہا کر دیا۔ مگر محب خان بریچ اور [illegible] محمد خان و کمال زئی خان اور [illegible]
[illegible]۔ اور حرمت خان اور ملا حسن خان۔ اور ملا عاقل خان اور عبدالاحد خان اور [illegible]
محمد سعید خان اور [illegible] اور اقتدار خان جبلیہ اور ملا [illegible]

او سپر ظ فگی یہ کی کہ مسند نشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کر لیا اوصفت بدنام خلایق ہوگئے
اس لئے کہ اسوقت بیگم کے پاس سو اکبرون اور حکیمون اور خواجہ سرا وغیرہ کے نوکروں کے زیادہ تھا یہ سارا قصور
اہلکارون کا ہی جو نیک صلاحین تمیز نہین کرتے۔ اونہون نے نواب کو اس بیج حرکت پر کیون
آمادہ کیا۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے احترام الدولہ
کالون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچھ لکھا صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے بیج
کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ خط جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بھیجے تھے اور اونمین وعدہ
کیا تہا کہ تمہارے بیٹے کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کئے جائینگے دکھائے۔ نواب نے
شرمندہ ہوکر تمام اسباب واپس کیا۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکے لکھنو کو دار السلطنت قرار دینا اور اپنی مان سے جبرا روپیہ لینا۔ اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدے دینا

سیر المتاخرین دگیان بر کاش مین لکھا ہی کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین
گذرا برسات کے بعد آب و ہوائے فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مان اور دادی
کو لیکر فیض آباد سے لکھنو کا عزم کیا۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ
ہمارے سپرد کرو۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت تھی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکھتے تھے
اس باب مین آصف الدولہ اور اونکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخرکار
بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کبھی اونکو فارخطی لکھدین غرضکہ
تخمیناً ٥٧ سیاس لاکھہ روپئے اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارخطی لکھدی۔ آصف الدولہ
لکھنو مین پہنچکر وہان مقیم ہوئے۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین
ایام صاحبزادگی سے چند ہندو تلنگے تقرب رکھتے تھے۔ اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوئے

---

٥٧ دیکھو سیر المتاخرین ٢٠

توان پیادون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کئے۔ اور رسالے اور جہاڑدار پالکیاں یکر بڑے اقتدار پر پہونچایا۔ اونہین سے ایک کو بیواڑہ کی عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی۔ اور اپنی پالکی کے کہار رمیشن سے ایک کہار ۔۔ راجہ مہرا کا خطاب دیکر سرفراز کیا۔ سوجہ یہ کہ اون کے مصاحب بجز رذیل اور پوچ لوگون کے نہین ہوتا

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور اٹاوہ وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے لکہنؤ سے کوچ کرکے گنگا کو عبور کیا اور فرخ آباد کے نواح مین پہونچکر قیام کیا اور کئی مقام وہان کئے اور وہان سے کئی توپین اور دونین ہاتہی اور کچہہ گہوڑے پسند کرکے ساتہ لئے ۔۔ تاریخ ۔۔ خراج کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے۔ ایک روز اسی بڑے ۔۔ کہ ایک اولہ ۔۔ سیر کا تہا سخت صدمہ سے بہت سے آدمی اور ۔۔ ہلاک ہوئے ۔۔ بیان ۔۔ کوچ کیا سیر المتاخرین میں لکہا ہی کہ آصف الدولہ نے اٹاوہ سے پہونچکر وہان قیام کیا۔ ۔۔ اور انتربید[۵۱] کی حدود مین واقع ہے جہان سے اپنے بہائی سعادت علی خان کو ۔۔ لکہنؤ ۔۔ ہمراہ سیدی بشیر کو طلب کیا

سیدی بشیر کا نہایت ذلت اوٹہانا اور بہاگ کر ذوالفقار الدولہ نجف خانکے پاس چلا جانا

محمد بشیر شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا۔ اور نواب موصوف کی خدمت مین نہایت تقرب رکہتا تہا شجاع الدولہ نے اوس کو نجیب آباد کے انتظام پر مقرر کردیا تہا۔ فرح بخش مین بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ نے مخالفونکے اغوا سے اوسکی بربادی کی فکر کی۔ اور اوس کو اپنے پاس طلب کیا سیر المتاخرین مین ہی کہ جس وقت سیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس رعایت کرکے غافل کیا اور جب اوس کے رفقا کو اپنا طرفدار کرلیا تو چند روز کے بعد مخفی اشارہ کیا کہ بشیر کو قید کرین

---

[۵۱] دیکہو گیان پرکاش ۱۲ انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جمنا کے درمیان مین ہی یہ دونون دریا کوہ کمایون ۔۔ نکلکر الہ آباد کے پاس مل گئی ہین تو انتربید کا ۔۔ کوہ کمایون ہی اور منتہی نواح الہ آباد ۱۲

اتفاقاً اس نے بھی اس منصوبے کی خبر پائی بیچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا آخر اب کیا کرے وقت تحقیق مین
ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ نے مغلون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا۔ ایک دن مغل لوگ اوسکی اذیت
اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے۔ اور ہجوم کر کے اوس کے یہان آ پہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے
مین گھسکر اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کرین۔ میر بہادر علی کہ سادات بارہ مین سے ایک
شریف آدمی تھا اور حبشی مذکور کا بڑا رفیق تھا اور مرہون احسان تھا اور مختار الدولہ کی طرف سے اسکی
نیابت کا کام انجام دیتا تھا اوس نے [illegible] لوگون کو ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا
چاہیے۔ مغلون نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو پکڑ کر پہرے مین بٹھا دیا۔ اور کوئی دقیقہ اوسکی
بےحرمتی مین باقی نہ چھوڑا۔ بشیر دو شبانہ روز [illegible] کے [illegible] حجرہ مین چھپا
پڑا رہا آخر کار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال و اسباب جو [illegible] روپے کے خزانے
سے کم نہ تھا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریاے گنگا کو عبور کیا۔ اور [illegible] مین یون ہی مذکور ہی
اور سیر المتاخرین کے مولف نے لکہا ہے کہ میر بہادر علی نے شیدی سے دشمنون کے ہنگامے سے
پیشتر یہ کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طور سے ممکن سمجہین یہان سے چلے جائین اور چند اشخاص
معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہے آپ لوگ شیدی کے ہمراہ ہو کر اوس کو دریا کے پار کر کے نجف خان
کے ملک مین پہنچا دین۔ یہ کہکر بشیر کو گھوڑے پر سوار کیا۔ اور چند معتبر آدمی ہمراہ کیے۔ اور کہا کہ آپ
حتی الامکان یہان سے فرار ہو جئے۔ اس عرصے مین لوگ بشیر کے پیچھے آ پہنچے طرفین سے شور و شر پیدا ہو گیا
حبشی مذکور نے اس موقعے مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا سید [illegible]
ہو آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدہ گہڑی تک کسی کی جرات نہوئی کہ بشیر کے خیمے
مین داخل ہو کر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شیدی بشیر گنگا پار ہو کر آصف الدولہ کی سی
سلامت نکلگیا یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گھسکر اوسکو ڈہونڈا
تو نہ پایا۔ بشیر اکبر آباد مین نجف خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ
خیال کیا اور تھوڑے دنون کی بعد اپنے لشکر مین جو ڈیگ کو محاصرہ کیے ہوئے تہا طلب کر کے
معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لالپور اور ستپک و ہانسی حصار وغیرہ
اوس کے سپرد کر کے فرمایا کہ وہان کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ادا کرے اور اپنے عماید
جلائے اور سپاہ جمع کرے بشیر نے وہان پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا اور [illegible]
بلوچ کو موافق کر کے لالپور علاقہ ستپک مین مقابلہ کیا۔ [illegible] تعداد [illegible] کے

اٹاوہ سے ۳۰ کوس کی مسافت کا تھا۔ اکیسویں نومبر کے لشکر پیشیوں مارا بشیر اور موسیٰ خان بلوچ دونوں
میدان جنگ سے گھوڑوں پر سوار ہو کر فرخ آباد جہاں کہ یہ مقام بلوچ کا مرکز تھا۔ اور غضنفر اوس
فرخ آباد سے۔ جو نوابان بنگش کی حکومت میں تھا۔ عالم حمداد خان سے گھوڑوں۔ ہاتھیوں۔
خیموں پالکیوں اور دوسرے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑے دنوں بشیر موسیٰ خان
بلوچ کے علاقے میں رکھ چھوڑ ذوالفقار الدولہ کے علاقے میں چلا گیا۔ اوس نے بتوجہ مہربانی کی
اور وہی علاقہ سونپنے لگا مگر سے قبول نہیں کیا۔ کوئی ہے۔ تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ بشیر
کے چلے جانے کے بعد مختار الدولہ نے نواب کی دیوانی کا خلعت مع خطاب راجگی کے راجہ جگن ناتھ
دربار راجہ صورت سنگھ دیوان نواب شجاع الدولہ کے لیے تجویز کیا۔ راجہ صورت سنگھ کو مہاراجہ
کا خطاب دیکر بسبب کے علاقہ پر روانہ کیا۔

مختار الدولہ کا انوپ گر اور امراؤ گر گوشائیوں کی خرابی کا سامان پیدا کرنا انوپ گر کا ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

راجہ اندر گر گوشائیں نواب صفدر جنگ کے بوراستہ منوسلین میں سے تھا جب صفدر جنگ نے
بادشاہ احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت کی اور دلی کا محاصرہ کر لیا تو کالی پہاڑی کی لڑائی میں اندر گر
گولی سے مارا گیا۔ انوپ گر اور امراؤ گر دونوں اوس کے چیلے تھے قوم برہمن تھے۔ اندر گر کے مرنے کے بعد
صفدر جنگ نے ان دونوں چیلوں پر نظر عنایت رکھی۔ اور ہر ایک کے لئے جدا جدا رسالہ مقرر کیا
صفدر جنگ کی وفات کے بعد شجاع الدولہ نے دونوں کو مرتبہ امارت پر پہونچایا انوپ گر کو ہمت گر
بہادر کا خطاب دیا اور امراؤ گر کو بھی راجہ کا خطاب عطا کیا اور ان کو تمام امرا اور سرداروں سے اونکی عزت
بڑھی ہوئی تھی۔ ابھی زندگی میں اٹاوہ وغیرہ محالات سے میان دوآب اور کالپی وغیرہ یکلاکھ روپے کی
آمدنی کا ملک۔ ان دونوں گوشائیوں کو سپرد کر دیا۔ ان گوشائیوں نے اپنی ہمت اور جرأت اور تیغ
شعاری سے مرہٹوں سے دوسرے محالات بھی دبا لئے۔ اور قلعہ جہانسی کو گھیر لیا۔ محصورین عاجز
آکر ان سے نجات کی استدعا کرتے تھے۔ کہ مختار الدولہ نے ایلچ خان اور بشیر خان کے اخراج کے بعد
یہ ارادہ پختہ کر لیا کہ ان دونوں گوشائیوں کو اٹاوہ وغیرہ سے معزول کر دے۔ مگر یہ کام اوس سے
انجام نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ان دونوں کے پاس تیس ہزار کی قریب سپاہ تھی۔ میر مذکور

انکی تخریب کے لیے آصف الدولہ کو اٹاوے کو لیگیا۔ ہمت گیر بہادر نے تاڑ لیا کہ حضرت نہیں ہی اسلئے
اپنے خاطر ہو نے میں لیت و لعل کیا اور محاصرے کے بہانے سے جہانسی کیطرف رہا آخر کار
عہد و پیمان کی بعد آصف الدولہ کی خدمت مین حاضر ہوا نواب نے اوس پر بہت مہربانی کی اور
اور سرپیچ دستار مع گوشوارہ کے عنایت کی نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ
تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب مین مصروف ہین کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے
منحرف کرتے رہتے تھے۔ تاہم نواب گوسائیون کے باب مین مختار الدولہ کا مشورہ نہین اونتے تھے
میر مذکور نے یہ ٹھان لی کہ اگر نواب نے نہ مانا تو جان رسوخ صاحب سے موافقت کرکے دولت
گوسائیون کو اٹاوے اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہتے۔ گوسائیون نے اپنی نوجوان
اور چیلون کو کالپی اور محمرہ جہانسی سے طلب کرکے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور بیدل و رنجیدہ ہوکر
ترک روزگار کا ارادہ کیا۔ واب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہوکر راجہ جہاؤلال کی معرفت
اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی۔ مگر اب جہانسی کا فتح کرنا
مشکل ہوگیا۔ کیونکہ محاصرہ کے اوٹھتے ہی لچھمی راو اور بالا راؤ وغیرہ مرہٹون نے بہت سا سامان رسد
اور فوج جہانسی مین جمع کرلی۔ دور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کرلیا تھا۔ اور قلعہ جہانسی کا انتظام کرکے
مورچے جدید بناے تھے۔ نواب آصف الدولہ اگرچہ گوسائیون کے حال پر مہربان تھے لیکن مطمئن
نہ تھے اور مختار الدولہ کی فیلسوفی سے خائف تھے اسلئے ہمت گیر جہانسی کے انتظام کی بہانے سے
آصف الدولہ سے رخصت ہوکر تھوڑے دنون بھنڈ کے ضلع مین مقیم رہا۔ اور اوس ضلع کو ویران کرکے
اور بھنڈ کی آبادی جلاکے اکبرآباد کو ایلچ خان کے پاس چلا گیا۔ کیونکہ وہ لوگ مدت سے عہد و
پیمان ہو رہا تھا وہانسے ایلچ خان کی تحریک کی ذریعہ سے نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ مین
مصروف تھا چلا گیا اونسے اوسپر بڑی مہربانی کی۔ نواب نے ڈیگ کو فتح کرکے محالات سنکہانہ وغیرہ
بارہ لاکھ کی آمدنی کا ملک ہمت گیر کو جاگیر اور رسالے کی تنخواہ مین دیدیا فرح بخش کا مولف انکے
بعد کہتا ہے کہ امراوگر اب بھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے بیدل ہو
اوسنے اٹاوہ وغیرہ میان دوآب کا ملک گوسائیون کی حکومت سے نکالکر زین العابدین خان کو اونکی جگہ
مقرر کردیا ہے۔ وہ اپنے متعلقہ کا انتظام کرکے زر تحصیل اقساط کے بموجب خزانے مین پہنچا رہے
بالفعل آصف الدولہ کی سرکار مین مختار الدولہ کا طوطی بولتا ہے۔ اور اسے تمام ساختہ پرداختہ مقبول
ہے۔ اور وہ مال اور دولت کی وجہ سے جان برسوخ سے ملا ہوا ہے۔ دونون تمام ریاست پر حاوی ہو رہے

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش میں لکھا ہے کہ دونوں بیٹے حافظ رحمت خان کی اولاد اور جسقدر روہیلکھنڈ کے علما و فضلا و شرفا قلعہ الہ آباد میں قید تھے۔ جب انہوں نے متواتر عرضیاں نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت میں بھیجیں اور درخواست رہائی کی اس قید سخت سے ہم کو رہا کر دیجئے۔ نواب موصوف نے رحم کھا کر مسٹر جان برسٹو صاحب انگریز ریزیڈنٹ کو ان کی رہائی میں کوشش کرنے کے لئے لکھا۔ ریزیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے میں بہت دباؤ ڈالا۔ آصف الدولہ نے تین لاکھ روپئے ان لوگوں کی رہائی کے عوض میں طلب کئے۔ اور یہ رقم اس طرح سے پوری کی گئی۔ کہ ایک لاکھ اسی ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے۔ اور ایک لاکھ بیس ہزار روپئے نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے دئے۔ اس طرح تین لاکھ روپیہ جمع ہو کر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے جنہوں نے آصف الدولہ سے قیدیوں کی رہائی کا حکم سید معز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کر کے بھیجا اس نے ایک مہینہ تک سامان کی تیاری کے بہانے میں تعلل کیا[۱۵] - اور آخر کار ۱۸ شعبان ۱۱۸۹ ہجری کو جان برسٹو صاحب کے ہرکاروں اور اپنے آدمیوں کے ساتھ ان قیدیوں کا قافلہ لکھنؤ کو روانہ کیا۔ یہ لوگ گورکھپور کی راستے سے ۲۹ شعبان ۱۱۸۹ ہجری کو لکھنؤ پہونچے۔ کچھ دنوں خواجہ یاقوت کے باغ میں خیموں کے اندر رہے پھر کرایہ کی حویلیوں میں رہنے لگے۔ نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تھی اور فتح خان خانسامان کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بھیج دیا۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریر کے بعد آصف الدولہ کو ایک لاکھ روپئے سال کی منظوری ان لوگوں کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار خیر آباد کے نام حاصل کر کے جان برسٹو صاحب نے ان میں تقسیم کر دی۔

---

[۱۵] دیکھو گل رحمت ۱۴

انگریزون کے آصف الدولہ کے ساتھ معاملات

مڈلٹن صاحب تو چلے ہی گئے تھے اور اون کی جگہ برسٹو صاحب بھیجے گئے ہیں۔ شجاع الدولہ کے مرتے
ہی گورنر کی کونسل مین فرنسس اور کرنل مونسن اور جنرل کلیورنگ کی غلبہ آرا سے
یہ امر فیصل ہوا کہ شجاع الدولہ کے ذمے جو روپیہ واجب الادا ہے اوس کو بہت جلدی سے وصول
کرنا چاہیے۔ اور یہ کہنا چاہیے کہ جو عہد و پیمان اون کے باپ کے ساتھ سرکار کمپنی کے ٹھیرے تھے
وہ سب اونکے ساتھ قبر مین گئے۔ اور کوئی اونمیں سے اب باقی زندہ نہین اب جو کسی نیا سود الامداد و اعانت
کا لگے تو اوسکی قیمت از سر نو ٹھیرائی جائیگی پلٹنین بھاڑے پر دیجائینگی۔ برسٹو صاحب عقل کے پتلے تھے اونھون نے
آصف الدولہ کو اپنے شیشے مین اُتارا اور اونکی مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ وہ علانیہ یہ کہا کرتے تھے کہ مسٹر جان
برسٹو میری جان ہے۔ میرا بھائی ہے۔ میرا مالک و مختار ہے۔ جو کچھ وہ کہے وہ کرو۔ سیر المتاخرین مین
لکھا ہے کہ مختار الدولہ بغیر اوسکی صلاح کے معاملات مین دم نہین مار سکتا تھا۔ اوس نے مختار الدولہ کو اس
بات پر آمادہ کیا کہ بنارس وغیرہ کا علاقہ جو راجہ چیت سنگھہ بن بلونت سنگھہ کی زمینداری مین ہے اور
جسکی مالگذاری چوبیس لاکھہ روپیے کی ہے۔ اور ستر لاکھہ روپے کے قریب محاصلات ہیں سرکار کمپنی کو
دلا دے۔ اوس احمق نے آصف الدولہ کو جان برسٹو صاحب کی طرف سے امید و بیم مین ڈالکر
راضی کر دیا۔ پینرج صاحب تاریخ ہند مین اس مطلب کو یون ادا کرتے ہین کہ کونسل کے
اون تین ممبرون نے ہسٹنگز کی مرضی کے خلاف نواب وزیر اودھ کو دبا کر بنارس قلمرو سرکار
انگریزی مین شامل کرا دیا۔ غرضکہ رزیڈنٹ کی رسائی سے ۲۰ ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری مطابق
۲۱ مئی ۱۷۷۵ع کو نیا عہد نامہ لکھا گیا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو شجاع الدولہ کے
ہاتھہ فروخت کیے گئے تھے آصف الدولہ کے قبضے مین اوسی ہیئت سے رہین گے
جیسے کہ ملک اودھ اون کے پاس ہے اور سرداران انگریزی وعدہ کرتے ہین
کہ وہ صوبہ اودھ اور کوڑہ الہ آباد کی حفاظت کرین گے۔ جب تک مرضی کورٹ آف ڈائرکٹرز
کی دریافت ہوگی اور نواب نے اپنے ملک کی اس حفاظت کی بابت انگریزی کمپنی کو تمام
اضلاع ماتحت راجہ چیت سنگھہ کے مع محصول خشکی و دریا دیدئے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سرکار
بنارس۔ سرکار چنارگڈھ۔ تکیہ و گڈھ۔ اضلاع جونپور۔ نجیب پور۔ ملبوس خاص۔ بھدوہی
سرکار غازیپور۔ پرگنہ سکندرپور۔ فرید شادی آباد دوپٹہ سرخ وغیرہ انکا خراج ۲۲ لاکھہ

۰ ۳ ہزار ۴ سو ۹ ۴ روپیہ صفر تہا اور نواب نے یہ بہی اقرار کیا کہ ایک بر گیڈ انگریزی سپاہ کی جو اہ حو - اور اعانت کے لئے اوسکی ہمراہ رہیگی ما ہوار بڑا کر دو لاکہہ دس ہزار روپیہ مہینہ دونگا اور اس عہد نامے مین نواب نے یہ بہی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور سمرو قاتل انگریزون کو اپنی ملک مین آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکہین گے - اور اگر وہ اونکی قابو مین آجاوینگے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کردینگے - اور یورپ کی کسی اور قوم کو اپنی ملازمی مین بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نرکہینگے - اور جو کوئی انگریزی کمپنی کے پروانے کے بغیر اونکی ملک مین آویگا یا اوسمین گذر یگا یا رہیگا یا معلوم ہوگا کہ ملک میں آئے تو وہ اوس کو آنے نہ دینگے بلکہ اوس کے آنے مین مانع ہونگے - اور اگر آ بہی جاویگا تو اوسکو واپس بہیجدینگے - تمام یورپ مین کسی قوم کے ہون جو نواب مذکور کی ملازم مین اس عہد کی رو سے برخاست ہوئے اور اونہون نے وعدہ کیا کہ اونکو نوکر نہ رکہینگے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہوکر ایسے یا آیندہ آویگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جاویگا - اور طرفین نے یہ بہی اقرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی بنسبت دوسرے کو کہینگے تو وہ اوسکی رضامندی اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا - اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچہہ بہی لحاظ نہ کیا جاویگا - اور نواب نے ایک اقرار نامہ مہری علیحدہ اس مضمون کا بہی لکہدیا کہ زر تعلقہ انگریزی کمپنی بابت کوڑہ الہ آباد و روہیلکہنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار ہر وقت واجب ہونے کے ادا ہوگا - سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ ہسٹنگز صاحب گورنر اگرچہ اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا - مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد مین وہ خود بنارس تک آیا تہا - اور ملک مذکور کی درخواست کی تہی - اور شجاع الدولہ نے بہت سے عذر کرکے ٹالے بالے تا مدت رکہے تہے اور نہ دیا تہا - اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرفی تہا ایسا بڑا کام کرکے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسی قدر ملول ہوا - اور اسوجہ سے اوسنے ان شرطون کو منظور کرنے مین یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف اون عہد و پیمان کے ہین جو شجاع الدولہ کے ساتہہ ہوئے تہے - اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت جبراً تہیرا نواب سے جو شرطین چاہو ٹہیرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سب کو منظور کرلینگے مگر اون کا ایفا نہ کرسکینگے - جب کورٹ ڈائرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت ملک ہاتہہ آتا ہی - اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹہیرا ہے تو اونہون نے مراسلہ ۲۲ دسمبر

فقرات میں یہ لکھا کہ ہم کو کبھی ایسی توقع نہ تھی خاطر اپنے ملازموں کی کیا کہ ذرا سی بات سے ملال خفت ہوئی
جیسی کہ آصف الدولہ کے ساتھ اونکی عہد و پیمان کرنے سے ہوئی۔ جو عہد و پیمان آصف الدولہ
کے ساتھ کیے گئے ہیں ہم اونکو بسبب خاطر منظور کرتے ہیں۔

سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہے کہ مختار الدولہ نادان تھے باوجود اس قدر وسعت کے اپنے حق میں
کچھہ بھی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا۔ اس وقت جو کچھہ چاہتا پورا ہو جاتا۔ مدد کسی کی
مجال نہوتی کہ اوسکی طرف آنکھہ اٹھا کر دیکھتا نہ کہ مارا جاتا اگر وہ یا مارا جاتا تو دوسرے انتظام میں
قیامت برپا ہو جاتی بلکہ آصف الدولہ کی ریاست اوسکی اولاد کو جاتی۔ لیکن تقدیر میں یہی تھی
القصہ نواب سے نواب کے ہتھہ نکالا ہوا۔ او معاملات ملکی و مالی [illegible] اور الہ آباد اور چھبر کرہ
اور کوڑہ اور [illegible] کچھہ نہوا آصف الدولہ نے
باپ کی فوجکو تنخواہ دینا عبث سمجھا اوسکی استیصال کی فکر میں مشغول ہوتے آخرکار رسالہ اور
موقوف کیے گئے۔ چنانچہ سمت بہادر اور اوسکا بھائی امراؤگر او مرتضی خان بریچ اور شیخ احسان وغیرہ
یہان سے برطرف ہو کر لشکر نجف خان میں پہنچے۔ اور بعض اشخاص پریشان ہو کر اور جانب سدھارے۔

آصف الدولہ کا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سے لڑانا اور اوس پلٹن کا شکست پانا

ملخص تاریخ اور تاریخ منصوری اور سیر المتاخرین یہ ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس پانچ ہزار آدمی نجیب پلٹن
شاہجہان آبادی تھے کس پندرہ روپیہ ماہوار نوکر تھے اور سید احمد نامی اون کا افسر تھا اور اونہیں
تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام رہا گو اونکے پاس بندوقیں توڑہ دار تھیں مگر وہ ایسی نہایت جلدی سے
آگ اگلتے تھے بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلئے اونکی خاطرداری زیادہ تھی آصف الدولہ
رفقاے پدری سے بیزار اور درپے ایذا تھے یہ رسالہ کالپی میں متعین تھا اوسی دن سے اپنے پاس مقام
اٹاوہ میں بلایا۔ جب پہونچا حکم دیا کہ ہمارے لشکر سے فاصلہ پر قیام کرے اور فرمایا کہ توپیں توپخانے
میں داخل کردیجائیں۔ نجیب پلٹن کے اپنے ایک یا دو توپیں۔ اور تمام بندوقیں اپنی پاس رکھکر باقی توپیں
داخل کردیں آصف الدولہ نے اون توپوں اور تمام بندوقوں کے داخل کرنے کا حکم دیا سپاہیوں نے
سمجھہ لیا کہ تنخواہ دینے کی نیت نہیں عرض کیا کہ ہماری تنخواہ عنایت ہو تو ہم توپ و بندوق سپا

داخل کردین آصف الدولہ نے آشفتہ ہو کر مختار الدولہ سے کہا کہ انکی بدزبانی کی سزا دو دوسرے عرض
کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہیں اور کچہہ غرض نہیں رکہتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ تکلیف گوارا
نہیں تو ہم خود جاتے ہیں۔ جب اونہوں نے دیکہا کہ خود دولت سوار ہے۔ تب تو مجبور ہو کر فوج متعینہ سے
لیکر اونکی سرکوبی کو گیا۔ وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکہتے تہے میر ... مر چکا تہا مگر لاچار آصف الدولہ ہو
نزدیک تہا کہ مختار الدولہ بہگا دین۔ لیکن جبکہ اوس کے پاس اور فوج کمکی پہنچ گئی۔ اور ہجوم کثرت
اور سامان جنگ بقیاس تہا اس لیئے اوس نے پائداری کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہو چکے
اور باقی ماندہ بہاگ کر جا بجا منتشر ہوئے۔ یہ واقعہ محرم سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مقام اٹاوہ مین ظہور مین آیا آصف الدولہ
کے اکثر نوکر جو سلطنت کا زور بازو تہے اس لڑائی مین کام آئے۔ اور وہ اس فتح سے نہایت خوش ہو
اکثر خاص خاص نوکر اور بعض خواجہ سرا جن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تقلید سے جرنیل بنایا تہا
ہر ایک کے ساتھ چہہ پلٹنیں رکہ دی تہیں اور اسباب متعلقات کے رہتے تہے۔ صاحبزادے کا یہ حال تہا کہ
اوس سے چلے جانے کے خیالات مین مصروف ہوتے۔ سیر المتاخرین کا مولف لکہتا ہے کہ مین لکہنؤ مین
آیا تو ان سب بے عقلون کو دیکہا کہ درحقیقت بموجب اس آیت کی اولئک کالانعام بل ہم اضل
سبیلا [illegible] خوب تہے اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیرت اور اونکی طبیعت
کو عموماً متحمل و بے پروا بتاتے ہین بہت احمق کہتا ہے۔ اور اونکے وہان جانے کو ناپسند کرتا ہے اور لکہتا ہے
کہ اونہون نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کردیا۔

باسی پلٹن کی بربادی

گورسہائے نے تاریخ اودہ مین لکہا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جنگ افاغنہ کے عزم سے گنگا کو
عبور کیا تو ملک دوآبہ کو راجہ ہمت بہادر کی تفویض کر دیا راجہ کے ساتھ میر افضل علی بہی تہا نواب کی وفات
کے بعد بہی آٹھ ماہ تک یہ دونون متصرف رہے۔ مختار الدولہ نے میر افضل علی کو لکہا کہ ہمت بہادر سے
مخالفت کرے اور اوسکی لشکر کو تباہ کردے۔ مین کسی شخص کو یہان سے بہیجتا ہون۔ تم اوس کے اتفاق سے
کام کیجو اور مین جانتا ہون کہ وہ ملک سرکار سے علاقہ نہین رکہتا ہے۔ اور جو کچہہ تمہارے سپاہیون کے لیئے سفر کی
ہم اوس سے دلوا دین گے۔ اور سوائے فوج موجودہ کے جو کچہہ فوج اور نوکر رکہوگے اوسکی تنخواہ بہی ملک
محسوب ہوگی۔ اور دو لاکہہ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی۔ لیکن کسی کو اسپر اطلاع نہو افضل
علی نے پاس حق نمک مختار الدولہ کے مشورے پر عمل کیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس جو جہاں لال

کے ساتھ رہتا تھا اوس سازشنامہ بھیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکھادیا جاوی شخص
مذکور نے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا خط اور مختار الدولہ کا شقہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کی داروغہ
مرزا الّو کے پاس بھیجدیا مختار الدولہ نے اون خطونکو چاک کرکے شخص متوسط عنایت کا امیدوار کیا
اور راجہ جھاؤ لال کو خلوت مین طلب کرکے کہا کہ ایک خط اس مضمون کا میر افضل کو لکھہ بھیجیں کہ سرہمت
بہادر کی حکم سے تخلف نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سے لکھا
کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلئے عداوت اختیار کر رکھی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت مین
حضور مین بھیجی ہی بہتر یہ ہی کہ باہم شیر و شکر ہو کر رہو۔ میر مذکور اصل کارسے غافل تھا۔ اور خط پہنچتے ہی
راجہ کی ساتھ آمادۂ جنگ ہو۔ راجہ بھی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ دوراندیش آدمی تھا چند
آدمیون کو درمیان مین واسطہ کرکے تصفیہ کرلیا اور پھر ایک مختار الدولہ کو لکھا۔ اور ایک عرضی حضور مین
لکھی کہ میر افضل علی ہو جب مجھسے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر فدوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار کہ حضور
کا شقہ میر مذکور کی نام صادر ہو جائے کہ بوجہ فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
افضل علی کو یہان بلالیا جائے۔ اوس نے عرض کیا کہ میر مذکور خود بجائے ہمت بہادر کے ساتھ لڑنے کو
تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ سنئے ملک کو اپنے تصرف مین لائے۔ الغرض شقہ اوسکی طلبی مین روانہ کیا۔
وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے متصل پہونچا تو بسبب اس کی کہ شام ہوگئی تھی قریب دو کوس کی لشکر
سی اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور مین حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پاکر حضور مین عرض کیا
کہ میر افضل بسبب اوس کاوش کے جو مجھسے رکھتا ہی لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ دو ہاتھ
تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جاؤ اور وہ جانے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے جلدی
سے میر افضل کی سپاہ کے چارون طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جمادیا اور قبل اس کے کہ میر
افضل کی فوج بیدار ہو ادہر سے آتشباری شروع ہوگئی ظہر تک ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ
سپاہیان میر افضل نے دیکھا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ ہمکو گھیرے ہوئی ہی تو
بھاگنے لگے میر افضل اپنی دو تین بھائیون کے ساتھ آمادۂ مرگ کھڑا رہا اوس وقت مختار الدولہ نے
عبد الرحمن خان قندھاری کو قسم کھا کر بھیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچیگی وہ حاضر ہو جائے
خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے کہلا بھیجا کہ تمنے کسلئے بے سبب ہمت بہادر سے پرخاش
کی تھی جواب دیا کہ راجہ جھاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت
حضور مین لکھی ہے۔ جب یہ جواب مختار الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگا کر

حضور مین پیش کردیا ۱۱۹۰ہجری مین نواب نے جہاؤلال کو قید کردیا - جہاؤلال شجاع الدولہ کے عہد مین نوکر ہوا تہا نواب آصف الدولہ کی خدمت مین مقرب ہوگیا - اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخوانہ کی داروغگی میاں بسنت کو ملی اور پہلے سے چیلے اوسکی سپرد تہے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا - اور لطافت علی کا حال

سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ شجاع الدولہ کے سردار ایسی ایسی حرکات دیکہہ کر اپنی اپنی فکر مین مصروف تہے چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو ہی نہین تہی اور نہ کوئی ایسا رئیس مقتدر رہا تہا بہرحال اوقات بسری کرنیکے سبب سے مجملہ اونکی محبوب علیخان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کیطرف سے کوڑے اور اٹاوہ کا حاکم تہا اور کسیقدر صاحب جرات و غیرت بہی تہا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت متحیر رہتا کیا کرنا چاہتے لیکن فوج اور عمدہ اسباب جنگ اوسکے ساتہہ تہا اوسکے پیادونکی رجمنٹ کا نام برق انداز تہا سوا پیادہ وسوار کے اوسکے پاس دس ہزار آدمیونکی جمعیت تہی - اور کوڑے و اٹاوے کے اطراف مین حسب الحکم شجاع الدولہ نہایت رعب کے ساتہہ بسر کرتا تہا - آصف الدولہ کو اوس کا بہی استیصال مدنظر ہوا - اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جانے پاوے چند لوگونکے ساتہہ حاضر حضور رہی - یہ حال محبوب علیخان کو بہی معلوم ہوگیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر طور کوئی بات اوس کے خلاف کرینگے وہ بہی نمک حرامی کا داغ لگا کر خفیہ قاتان سے جاملے آصف الدولہ نے مخفی مسٹر جان برسٹو سے اوس کے استیصال کے باب مین مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین چار پلٹنین جو کپتان ونکی ماتحتی مین مقرر کرکے محبوب علیخان کی تنبیہ کے لئے بہیجین - اور یہ اسطرح بہیجی گئین کہ جسکا منشا دفعا ہر مسافرت معلوم ہوتا تہا - یہ لشکر محبوب علی خانکی سپاہ کے قریب رہگذر ہی کے بہانے سے پہنچادیا گیا - اور کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور وہ چلتے ہوئے شہر مین اپنے مکان کو چلا گیا - فوج و توپخانہ شہر کے باہر چہوڑا - بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے پچہلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتہہ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کرکے کوچ کیا - اور صبح ہوتے ہی محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تہے کوئی قضاے حاجت کو گیا ہوا تہا کوئی کہین کسی کام مین مصروف تہا کوئی سوتا تہا - کوئی جاگتا تہا - محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تہی صرف جتنے پہرے پر موجود تہے وہ حسب قاعدہ مزاحم ہوتے - انگریزی فوج نے بکچہ نہ سنا اور

ایک گولے کے چھٹنے سے پہنچکر میدان مین کھڑی ہوئی اور اب انگریزی سپاہ کے افسرون سے یہ کہا کہ ہم
فلان طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان مین ہی۔ محبوب علی کی فوج نے منع کیا۔
اور اونہون نے کچھہ نہ سنا لڑائی ہوئی ادہر کچھہ تیاری تو تھی نہین انگریزونکی ایک باڑھ نے بہتونکو بچھاڑا
باقیماندہ مشوش ہوکر معدوم ہوئے۔ لشکر کے لچون نے مال اسباب بربادی صاف کیا۔ اور جو کچھہ بچا
ضبطی مین آیا۔ انگریزی افسرون مین سے کپتان وغل کام آیا محبوب علی خان اس خبر کو سنکر سخت متحیر ہوا
چونکہ بروقت ملاقات عہد وپیمان ہو چکا تھا اون کپتانون کی رخصت ہوکر مع اسباب کے آصف الدولہ
کے حضور مین حاضر ہوا۔ [illegible] مین کا حاضر ہونا چاہتے ہی تھے بہت خاطر کی۔ مگر آخر کار یہ بھی یہانسے
خارج کیا گیا۔ اور نجف خان کے پاس چلا گیا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو ایک بیگم کا مالک تھا اس
حال کو دیکھہ کر باہر نکل جانے کی راہ ڈھونڈھنے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرر تھا کہ کچھہ فوج شجاع
الدولہ کی سرکار سے بادشاہ کی [illegible] مین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال وجواب کیلئے پادشاہ
کے پاس رہا کرتا تھا اسکے عوض اسکو بھیجنا چاہا اور کارسازی کرکے بادشاہ کے پاس مع پانچ پلٹنون کے
چلا گیا اور مرزا نجف خان وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک مشغلہ جری ہے [illegible] بسر کرتا ہے۔

نواب آصف الدولہ اور اونکی والدہ مین عہدنامہ مقرر ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تھے
کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی مان کو بہت تنگ کرکے ۲۶ لاکھہ روپیہ لیکر ادا دیا اور بیس لاکھہ
اور مانگنے لگے۔ [illegible] اونہون نے یہانتک ارادہ کیا کہ جو علاقہ اونکی مان اور دادی کے پاس ہی وہ چھین
لین۔ مشکل مین ہو بیگم نے گورنر جنرل کے یہان نالش کی کہ اونکا ۲۶ لاکھہ روپیہ تو نواب نے اس بہانے
چھین لیا ہی کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی۔ اب دوبارہ تیس لاکھہ روپیہ وہ اور مانگتے ہین
اور سرکار کمپنی کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ ادا کیا جائیگا تو مین تباہ ہو جاونگی۔
بیگم نے لکھا کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھ سے بہت تنگ ہون۔ اسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر سنبہالا
[illegible] اپریل [illegible] کو ایک عہدنامہ بیگم کے ساتھہ کیا کہ بالفعل بیگم بیس لاکھہ
روپیہ اونکو دیتی ہین۔ اور نواب سے یہ اقرار کرا لیا کہ بیٹے اپنی والدہ سے تیس لاکھہ روپیہ بابت قرضہ حال

[illegible]

اور چھبیس لاکھ روپیہ بابت قرضۂ سابق کے کچھ نقد اور کچھ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور
اونٹ وغیرہ ورثہ پدری لیا اور اب کچھ دعوے میرا اونپر باقی نہین رہا یہ سب بیچ افسران انگریزی کے
ذریعہ سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سے ترک کیا اور مین یہ بھی وعدہ کرتا ہون کہ اپنی والدہ سے مزاحمت
بہ نسبت جاگیر اور گنجیات اور بارہ دری اور باغات ٹکسال اور بعض زیادہ کے جو اون کو نواب
مرحوم نے دیا نکرونگا - اور اونکی حین حیات اونکو قابض ان سب پر رہنے دونگا - اور جب تک میری
والدہ زندہ رہین گی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا - وہ اپنی جاگیر مین اپنے ملازمین
کی معرفت تحصیل زر کرین اور اونکو نہ روکونگا اگر میری والدہ حج کرنے جاوین تو اونکو اختیار ہے جسے چاہین
اپنی جاگیر وغیرہ مین بطور مہتمم چھوڑ جاوین یہ کلیتہً اونکے اختیار مین ہی - مین اوس مین مزاحم نہونگا خواہ
وہ یہان رہین یا حج کو جاوینگی یہ سب جاگیر وغیرہ اونکی قبضہ مین مستور رہیگی - اور کوئی شخص اوس سے
مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ مہتمم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوسکی مین مدد اور حفاظت کرونگا - اور
جب وہ حج کو جاوین تو اونکو اختیار ہیکہ جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین
اپنے ہمراہ لیجاوین مین مزاحم اوسکا نہونگا اور مین کچھ وقت کسی قسم کا مطالبہ کر کے جواہر علیخان
اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شگوفہ علیخان اور سب علمداریون کو نہ دونگا - میری والدہ کو
اختیار رہے اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرائط کے لحاظ رکھنے کی باب مین
خدا اور اوسکے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ
دیتا ہون - سرداران انگریزی اس قولنامے مین شریک میرے ہین - وہ میرے یہ کہ مین سند قرضہ
اپنی مان سے طلب نکرونگا - میرا کچھ دعوے اب اونپر نہین ہی - اور مین ہرگز اس عہدنامہ سے
انحراف نکرونگا - اگر مین ایسا نا خلاف ورزی اس عہدنامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہیے کہ مین
سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا - سرکار انگریزی طرفین کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہان سے خلعت وزارت حاصل ہونا - نواب کا بادشاہ کے حضور مین زر نقد اور اسباب اور چتر و تخت بھیجنا

مولوی ذکاء اللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ مین نوابی

کرلیتے تھے خزانہ اونکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ ماہ قیمت اونکی چڑہی ہتین۔
گھر مین بہی فساد تہا باہر بہی۔ ملک مین بدنظمی ہورہی ہتی۔ غرض ایسے ہنگامے برپا ہو رہے تھے
کہ جس سے نواب کو خود اندیشہ اور رفیق انگریزون کو خوف تہا ۱۷۷۸ء کے موسم سرما مین یہ افواہ
اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق بن گئے ہین۔ آصف
الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل نے نواب کو سمجہایا کہ وہ نجف خان سے آشتی
کرلین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو ابتک وزارت کا خطاب بادشاہ کے
یہان سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا منشا نہ تھا برابر رہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تہے
مختار الدولہ نے مجد الدولہ سے سازش کرکے اپنے خاص ذریعہ سے خطاب وخلعت وزارت منگانیکا
کا بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس بطور کمک بہیجکر یہ خطاب حاصل کیا چنانچہ
خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے
لئے بادشاہ کی ہان سے روانہ ہوا۔ یہ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا
بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول اس خلعت کو ذو الفقار الدولہ مرزا نجف خان کے
پاس لیجاؤ اوس کے صواب دید کے بعد آصف الدولہ کے پاس پہنچادو۔ اور یہ بات ذو الفقار الدولہ
کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تھی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو
آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال وجواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر
پہنچے جو اون دنون ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تہا۔ پھر قطب الدولہ اوس سے رخصت ہوکر
اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع خدم
وحشم کے استقبال کرکے فرمان بادشاہی برپا کی۔ اور نواب نے بہی استقبال کیا۔ اور خلعت
پہنکر بادشاہ کے خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ
کی اوسی دن مختار الدولہ مارے گئے وزیر نے ایک لاکہہ روپئے اور ہر قسم کے تحف و
ہدایا اور اسباب وسامان مع چتر اور تخت روان کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت
بادشاہ کو بہیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سر پیچ جواہر اور جیغہ مکلل اور مالائی مروارید
اور ایک ہاتہی اور آٹھ ہزار روپئے دئے۔ اور راجہ دیارام کو بہی خلعت دیا۔ اور داد ...

سلہ دیکھو مرآۃ آفتاب نما۔ ۱۲

بزم شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہے مختار الدولہ ہم کو آب شمشیر سے سرد کر دینگے جب دربار
خالی گیا۔ مکرر پھر عرض کیا کہ کرور روپیہ کا محاسبہ مختار الدولہ سے لینا چاہئے اسپر بھی نواب
نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکہایا تو انہوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ جس وقت
بندگان عالی بستر خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو مختار الدولہ آتے ہیں اور نواب انکی صورت
دیکھکر آنکھ کھولتے ہیں اور کمپنیاں سلامی کے واسطے دولت خانے کے اندر آتی ہیں
بہتر یہ ہے کہ اوس دم مختار الدولہ کے گولی ماردیجائے۔ نواب وزیر کو اس مشورہ کی اطلاع نہ تھی
مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے اور انمیں اور مختار الدولہ سے
قرابت تھی۔ اور صورت اس قرابت کی یہ ہے کہ نواب علی مردان خاں شاہجہانی کے پوتے نواب
کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تھیں اون میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی
ایک لڑکی مینڈو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب مصطفوی خاں سے منعقد تھی اس
مینڈو بیگم کی ایک بیٹی پیاری بیگم نامی مختار الدولہ کی زوجیت میں تھی۔ اس قرابت قریبہ کی وجہ سے
مرزا حسن رضا خاں نے مختار الدولہ کو اُن کے منصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک پیاری
پیاری بیگم لکہ اقبال الدولہ زوجہ و پسر مختار الدولہ کی گردن پر رکہا کہ بیٹے مختار الدولہ کو قاتلوں کے
ہاتھ سے بچایا ورنہ اُسی وقت کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض یہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہوے
اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گئے دو مرتبہ سرکاری عصابردار بھی بلانے کے لئے آیا مختار الدولہ
نے کسل طبیعت کا عذر کر دیا جب تیسری بار عصابردار یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے
گھر میں مہیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ مناسب ہے کہ جلد آؤ جناب عالی تمہارے انتظار میں ابھی تک
خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوتے تو مختار الدولہ نے مجبور ہو کر چھ سات سو سوار سرکار گنتارا و باکثر عزیز
و اقارب اپنے ساتھ لئے اور پہلے مسٹر جان برسٹو رزیڈنٹ کے پاس گئے کہ آپ بھی فی الجملہ
اپنی کیفیت سے مطلع کریں۔ یہ معاملہ سفر مقام آنولہ میں پیش آیا تھا نواب آصف الدولہ کو جو خبر
ہوئی تو وہ بھی سوار ہو کر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے۔ نائب و منیب کے پس و پیش
بھیجنے میں چند ساعت کا تفاوت واقع ہوا ابھی مختار الدولہ نے باتیں شروع کی تھیں کہ نواب وزیر کی
آمد آمد کی خبر ہوئی مختار الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا۔ نواب نے مختار الدولہ
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہنے کیا تعدی تھی کہ تمنے ہمارا دو تین کرور روپیہ خراب کیا۔ اور اوسکا
حساب نہ سمجھایا۔ مختار الدولہ نے یہ ارشاد سنکر اپنی مہر۔ جان برسٹو صاحب کے حوالے کی

اور جواب دیا کہ صاحب میرے ضامن ہین ایک کرور دو کرور روپئے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون
مین ادس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی الوان سعد
بہردازون کے نام سے اطلاع فرماتین کہ مین معتمد روپیہ اونسے لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یا مرہی
دولت خواہی سے خالی نہین۔ نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلا دیا۔ مختار الدولہ نے عرض کیا
کہ میری دولت خواہی یہ ہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو تباہ تہا بخوبی انتظام کیا
دوسرے نواب شجاع الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند مقرر کی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
رونق ہوئی تیسری مسند نشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تہے کہ آصف الدولہ عیاش
اور صاحبزادہ مزاج ہین ریاست کی لیاقت نہین رکہتے دولت خواہ نے اوسوقت کرنیل کلیس اور مسٹر کنوی
کو برخلاف مسٹر ہتولر صاحب کے حضور کی مسند نشینی کے لئے آمادہ کیا۔ چوتہی محمد الیح خان شاہجہان آباد
سے خلعت نہ لا سکا مینے بدون صرف زر بیسے کے وہان سے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ قندہار سے
بہی خلعت منگا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولت خواہی کا دعوے نکیا اب جو کام
پورے ہو چکے تو ہر ایک خیر خواہی بگہارنے لگا۔ بہر صورت ان باتون کا انصاف حضور کے ہاتہہ مین
ہی۔ اگر ان باتون پر بہی مزاج عالی مین کدورت ہی تو اس وزارت سے نان جوین ہزار درجہ بہتر ہی زیادہ
ہوس نہین جب تک جناب عالی مجہسے لین مجہہ دولت خواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب
رزیڈنٹ نے بہی اقرار ضمانت کیا۔ یہ باتین ہوچکین تو نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین
لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تم سے رضامند رہا اور اب بہی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسوقت
میرے ساتہہ چلکر اپنے مخالفونکو مجہہ سے لو۔ چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹہا کر اپنے خیمہ مین لائے
ابہی انکی سواری خیمے مین نہ پہونچی تہی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سنلی اور اونپر پریشانی نے
ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامی دیکر بہاگ کر اپنی فوج مین جا چہپا۔ اسیطرح اوروہی رو پوش ہو گئے
فقط راجہ جہاؤلال کی شامت سر پر سوار تہی حاضر رہا۔ اوسکو نواب نے بلا کر مختار الدولہ کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکہو۔ مختار الدولہ نے جہاؤلال کو ایک خیمے مین قید کر دیا۔ فقط اسی قدر
ممانعت کی قلمدان اور ہہتیار اس کے پاس نہ جانے پائین۔ اور پہرہ سر پر رہے۔ اسکے سوا کہانے
کہانے۔ اور کپڑون اور ناچ گانے مین کوئی فتور نہ تہا۔ دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ
ہاتہہ مین لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا۔ اور قسم کہائی کہ مجہکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین
مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتہہ سے لیکر خلعت دیا۔ اور فرزند خانہ زاد بنایا۔ ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسیطرح برپا کوئی صدانہ اوٹھی

مختار الدولہ اور بسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا۔ اور سعادت علیخاں کا بدنامی اُٹھانا

یمین الدولہ سعادت علیخان چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے۔ اور اس عہد حکومت میں مختار الدولہ نے جان برسٹو سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کر کے بلا لیا تھا۔ یہ نہایت مدبر تھے حکام کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری تھی۔ لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد میں ممتاز تھے۔ اور علاوہ تفضل حسین خان اونکی اتالیقی میں رہتے تھے۔ سعادت علیخاں بھی اٹاوے میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے۔ اور سلطنت کی تمنا دامنگیر تھی۔ اونہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختار الدولہ کے عروج پر پانی نہ پھرے گا گوہر مدعا کا ہاتھ آنا دشوار ہے۔ بسنت علیخاں سے موافقت پیدا کی۔ اور بسنت علیخان جھاو لال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا۔ اور مختار الدولہ و آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی۔ راجہ جھاؤ لال و مفضل علی و طالب علی و خیالی خان و مراد علی و نور الدین اس کام پر مامور ہوتے۔ اور ہیرا قزاق و یوسف خان جو محمد بشیر کے ساتھ والوں میں سے اونہوں نے بھی شراکت کی۔ اور تفضل حسین خان بھی اس سوال و جواب میں شیر و شکر تھے۔ بسنت علی خاں نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف ہوا۔ اور آگے سے زیادہ حاضر باشی مختار الدولہ کے پاس شروع کی۔ بظاہر دوست صادق اور جان نثار بنا[۱]۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علی خاں خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تھا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی تھا مختار الدولہ سے ہمسری کر کے اطاعت نہیں کرتا تھا۔ اسلئے مکرر باہم گزنا چاقی ہوئی اور وسائل او ... ایک صفائی ہوئی۔ اسی ضمن میں ایکمرتبہ المسیٰ بخش بزعم کہ آمیزش کی صورت نہ ہوئی۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خود مختاری مختار الدولہ کے جو مسٹر جان برسٹو سے متفق تھے

---

[۱] دیکھو طلسم صفحہ ۱۲

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشائے رقص و سرود و
و آتشبازی کے واپس تشریف لے جائیں۔ چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا اُن
دنوں آصف الدولہ آنولے میں مقیم تھے۔ بسنت علیخاں نے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے۔ مختار الدولہ
دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوئے۔ اور بسنت علیخاں کے ڈیرہ کی طرف روانہ ہوئے
مختار الدولہ کے بعض ہوا خواہوں نے منع کیا کہ وہاں نہ جانا چاہئے۔ لیکن قضا نے آنکھوں پر غفلت
کے پردے ڈال دیے تھے کچھ سماعت نہ کی۔ دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا۔ بسنت علیخاں
نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ اون میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بھائی تھے
میر علی اور لطف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے۔ جب مختار الدولہ بسنت علیخاں کے
گھر پہنچے تو اوس نے دروازہ تک استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اوتار
کر مسند پر لا بٹھایا جمعیت جو اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اوسکو رخصت کر دیا تھا صرف
سوائے چند طوائف کے اور کوئی نہ تھا۔ اور جلا لو طوائف بھی جو مختار الدولہ کی محبوبہ تھی وہاں موجود
تھی۔ اور سوا [illegible] قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر ہوئے۔ بسنت علی خاں نے اول عمدہ عمدہ
کھانے کھلائے۔ اس زمانے میں گرمی شدت سے پڑتی تھی۔ اور لو چلتی تھی۔ لشکر میں اکثر امیروں
نے تہ خانے بنوائے تھے۔ بسنت علی خاں نے بھی ایک تہ خانہ بنوا کر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ
کیا تھا جب دھوپ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی۔ اون کا جامہ حیات
لبریز ہو چکا تھا اونہیں بسنت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے۔ تہ خانہ میں کپڑے
اوتار کر [illegible] استراحت فرمائی۔ اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا۔ دو ساعت کے بعد [illegible]
بعض اقربائے مختار الدولہ [illegible] سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب [illegible]
تو بھی زہر سے مر جاتے۔ جب دو پہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کر کے
ارادہ خواب استراحت فرمایا یہاں تک کہ کوئی پاس نہ تھا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش ہوئے
فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو خواجہ جہاؤ لال کے ملازموں نے بسنت علی خاں کے ایما سے
چھری سے کام تمام کر دیا۔ اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے
مع دو تین اور ہمراہیوں کے منکر و نکیر کی صورت تہ خانے میں آکر نکڑے نکڑے کر ڈالا اور [illegible]
مقتول ہونے کی تاریخ تعمیہ کے ساتھ یہ ہے۔ مرتضی خاں شہید اکبر شد از حقایق
سپہر گرداں شوم ۔ سر قاتل گرفته ہاتف گفت ۔ بہر تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچا کر نکل گئے۔ اور جیسے ہی خبر پہنچائی —
بسنت علیخاں خواجہ سرا دو تین کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو جو
توپخانہ تیار کرایا تھا محافظوں نے کمپنیوں کو روک لیا اوسے تنہا چلے دیا اوسنے شمشیر برہنہ
در دست عین نشہ میں آکر تسلیم سارکھا و عرض کی کہ دشمن حضور[1] کو حسب الحکم قتل کیا۔ آصف الدولہ بیحد
مسرور ہوئے[2]۔ مگر ظاہر داری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلود ہو کر کہا کہ اے
نمک حرام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی۔ بسنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر
عرض کیا کہ راجہ جھاؤلال کے فلاں ہمراہی نے اوس بیگناہ کو مار ڈالا ہے۔ اور تاریخ مظفری میں
لکھا ہے کہ بسنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا
مار ڈالا۔ سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت علی کو شمشیر بکف دیکھ آصف الدولہ نے اپنی
جان کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے بغلیں جھانکنا
شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نوات سنگھ اور حاجی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے
ہیں وقت ہاتھ سے جاچکا تھا عرض کیا کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ
شمشیر پھینک دے۔ اوس نے دور ڈالدی۔ جب نہتا ہو گیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا
کہ اسکو قتل کر ڈالیں۔ نوار سنگھ اور ہولاس سنگھ اور موتی سنگھ وغیرہ مردم حضوری نے جو بسنت سے
دشمنی رکھتے تھے فوراً تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سر تن سے اوڑا دیا۔ اور قتل کرنے کے بعد
گالیاں دیکر پاپوش کاری بھی کی۔ اور نواب وزیر فوراً اوٹھ کر خیمہ کے بالاخانے پر جسپر کبوتر خانہ
نصب تھا پہنچے۔ غلام محمد خاں عرف بڑے مرزا جو بسنت علی خان کا بھانجا مشہور تھا۔ اور بعض نے
چچا یا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضارا اوسوقت بھی آن پہنچا اور بسنت علی خاں کو مقتول
دیکھ متحیر ہوا۔ بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفظ آبرو کے لئے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا۔
حاجی خان نے بھی تلوار لیکر قصد مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے خصومت نہیں
اگر کوئی متعرض نہو تو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاؤں۔ سیر المتاخرین میں بیان کیا۔ کہ آصف
الدولہ نے ڈر کر کہا کہ تجھ سے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا۔ جب بڑے مرزا بالاخانہ
نیچے اوترا چوکی کے خاص برداروں سے چاہا کہ بندوقیں سر کریں۔ لفظ بعد نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [2] دیکھو فرح بخش ۱۲

پناہ دی ہے۔ تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے سنا کہ لسنت علی خاں مارا گیا تو
ننگی تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا۔ اور لسنت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کسنے مارا ہے
حاضرین میں سے ایک شخص غصے کے ساتھ بولا کہ مینے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں مار ڈالا
وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھسے
تعرض نکریگا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھسے کسی کو کام نہیں وہ وہاں سے
چلا گیا اور شرح کلش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نواز سنگھ کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت
دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبرآباد
کو ایلچ خاں کے پاس پہنچا۔ اس عرصے میں لسنت علی خاں کی پلٹنیں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے
کی منتظر تھیں سرا پردے تک آپہنچیں۔ جب معلوم ہوا کہ لسنت علی خاں مارا گیا اور نواب بالا خانے
پر ہیں تو اپنا سا منہ لئے ہوئے پھر گئیں۔ مگر اوسوقت لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا۔ قریب تھا کہ بھاگ
لوٹ مار شروع کردیں۔ مگر نواب سب کی تسلی کرتے ہاتھی پر سوار ہوکر خیمے سے باہر نکلے۔ اور علیخاں
خواجہ سرا جو مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا۔ علامہ تفضل حسین خاں نے یہ تمام سانحہ
سعادت علیخاں تک پہنچایا۔ اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے
مشہور کرتے ہیں۔ سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں مفت میں
بدنام ہوئے نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یارائے قیام تھا۔ لاچار ہوکر اوسی دم
امراؤ گرگوشائین کے خیمے میں پہنچکر مدد چاہی سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس سے سعادت علیخاں نے
یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو مسند سے اوٹھا کر مجھکو مسند آرا کرو تو تمہیں بڑے مرتبے پر
پہنچا دوں ہرکاروں اور اخبار نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر جلد سوار ہوکر
امراؤ گر گوسائین کے خیمے میں گئے۔ اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوشائین
نے سخن سازی کی راہ سے قسم کھائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخرکار
نواب آصف الدولہ وہاں سے اوٹھکر جان برسٹو صاحب کے خیمے میں چلے گئے۔ اور مختار الدولہ
کے قتل کے بارے میں کلمات حسرت آمیز کہنے لگے۔ جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا
جسوقت نواب آصف الدولہ نے رزیڈنٹ کے خیمے کی طرف رخ کیا گوشائین نے سعادت علیخاں
سے کہا کہ اسوقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ
یہاں سے تشریف لیجائیں۔ نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں۔ اوسوقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر آپکو عادت ستے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھیجا دو
گوشامیں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی۔ مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سو کوس
راہ طے کر سکتی ہے نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑے پر بیٹھکر مع تفضل حسین خان وغیرہ
چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے۔ اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے۔ یہاں
نوازش علیخاں خواجہ سرا نے مختار الدولہ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور
اوسی جگہ اوس سے دو کوس نکلکر اونکا مقبرہ بنوایا۔ اور بسنت علیخاں کی فوج کے آدمیوں نے
اوسکی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اوٹھایا اور خاک میں ملایا۔ اور کہا نے تقسیم کئے۔ مختار الدولہ نے
لکھنؤ میں دریاے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سید ان کا احاطہ تعمیر ہے لاکھوں روپیہ کے
مصارف سے مطفر بیگ خانکے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں۔ اور سیدون کا احاطہ
اوس زمانے میں مختار الدولہ کا احاطہ مشہور رہا۔ اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہو گئیں اور
کچھ ضبط ہو گئیں۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے بسنت علیخاں کا علاقہ مرزا
حسن رضا خاں اور راجہ ٹکیت راے داماد راجہ صورت سنگھ کے سپرد کر دیا۔ راے پٹر چند خزانچی
کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں بسنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا
تھا اوسکو راجہ جہاؤ لال نے بسنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بھرتی اور دولت کے ساتھ
قید کر دیا تھا۔ اب اوس وقت جہاؤ لال نے مختار الدولہ اور بسنت علی خاں کا تمام مال و اسباب
وصول کر کے قید سے رہا کر دیا۔ مگر ابھی منالال دیوان بسنت علی خان قید میں تھے۔ لالہ
عالم چند کہ دیوان کا بھتیجا رہا اوس طوفان بے تمیزی سے رہائی پاکر کیمپ میں پہنچگیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ ۱۱۹۰ھ صفر کو مختار الدولہ کے
قتل کے دن ڈر کے مارے گھبرا کر اپنے ڈیرے سے نکلکر امراؤ کے ڈیرے میں گئے اور
حمایت چاہی۔ امراؤ لیکن سب در طاقت حفظ و حراست جان و مال مرزا سے موصوف اپنے
میں نہ پائی۔ اور آصف الدولہ کی جواب دہی سے عہدہ برا ہونا اپنی قوت سے باہر دیکھا آ

جواب صاف دیا کہ مجھ سے کچھ نہو سکیگا مرزا مایوس ہوکر گھوڑی سا عب سے لیکر اکبرآباد کیطرف
لیکر چلے گئے ۔ راستہ بھول گئے گنواروں نے غفور کے پاس اونکا مال و اسباب لوٹ لیا
مرزا راہ بھولکر گوہد میں راناچھتر سنگھہ کے پاس پہنچ گئے رانا نے تعظیم و تکریم کی اور ایلچ خان کے
پاس اکبرآباد میں بھجوا دیا ۔ جبکہ ایلچ خان کو سعادت علیخاں کے اکبرآباد کے قریب پہنچنے کی خبر
ہوئی تو گھوڑے ہاتھی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پر بھیجکر باہ تو دعلات
استقبال کرکے کپڑوں کے خوان اور گھوڑے ہاتھی اور اشرفیاں اور روپے نذر کیے ۔
اور بہت سا سامان مرزا کے پاس مقرر کر دیا ۔ اور بڑی خاطر داری کی چند روز مرزا اکبرآباد
میں رہے اور مدار الدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتھ منسوب تھی
نکاح کیا ۔ اور اسکے بعد ذوالفقار الدولہ کے پاس چلے گئے ۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے
کہ ذوالفقار الدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور کمال عزت کی اور کپڑوں
اور جواہر کے خوان اور گھوڑے ہاتھی دیے اور دلجوئی کرنے لگا ۔ اور آمد و رفت میں بہت
پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخاں کے تکلیف پہنچنے کا روادار نہ تھا
اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخاں اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال
کرکے اپنی مسند پر بٹھاتا اور خود دوب نیچے بیٹھتا ۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خاں نے
یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخاں کے کرتے ۔ اور اصل خاصے کی داروغگی الہ
کے لئے اور خانسامانی کی خدمت کرم قلی خاں بن سیف الدولہ کے لئے مقرر ہوکہ ایکدن سعادت علیخاں
اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہوکر دریائے جمنا سے عبور کرکے شاہدرے میں جا اوترے
اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کرکے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلیں ۔ ذوالفقار الدولہ نے
اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہوکر کرم قلی خاں کو بھیجکر سعادت علیخاں کو سمجھا کر لوٹا یا
اور راضی و خوش دل کرلیا ۔ اور بیانہ وغیرہ تین محال اونکی جاگیر میں مقرر کر دیے اور بعض پلٹنیں
کہ مقابلہ کرنیں ہار کے کوڑے اور اٹاوے کیطرف سے بھاگ کر آئی تھیں وہ سعادت علیخاں
کے سپرد کردیں اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکھنڈ
سعادت علیخاں کے تحت حکومت ہیں ۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کردیں
اگر آپ تعویق و اغماض کرینگے تو مرزا بہ ارادہ ناصواب کوئی حرکت کرینگے ۔ آصف الدولہ نے
یہ تحریر دیکھ کر ایلچ خاں کو جو آصف الدولہ کے پاس لکھنؤ میں پہنچکر نیابت کا کام کرنے لگا تھا

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاے
اور اوسکو ہدایت کی کہ جان بریسٹو صاحب پر یہ امر ظاہر کرکے اُنسے درخواست کرے کہ وہ اس کا
تصفیہ کردیں تاکہ فتنۂ خانگی خاموش رہی - ایلچ خاں جان بریسٹو صاحب کے دیرے پر گیا -
اور اوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ چند پرگنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدیے جائیں
اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بھیجکر سنایا جاے -

ایلچ خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خاں
بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معز خاں اونکے منجھلے بھائی کے تفویض کریں. مگر اونہوں نے قبول
نہ کیا اس عرصے میں انور علی خاں خواجہ سرا جس کا اخبار الدولہ خطاب تھا امور نیابت کو سرانجام
دیتا تھا کچھ دنوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں کے سپرد ہوئی - لیکن یہ
حرف ناآشنا تھا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس بھاری عہدے پر اس کا تقرر
تسلیم کرنے میں تامل کیا چونکہ کوئی نیابت کے لایق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا - جو شجاع الدولہ
کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی معاونت کی وجہ سے خلعت وزارت لانے کے بہانے سے نکل گیا
تھا - اور برس روز سے اکبرآباد میں تھا مرزا نجف خاں کی طرف سے یہاں کا صوبہ تھا اوسی زمانے
میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایرج خاں کے پاس پچاس لاکھ روپیہ ہے - اوس سے
لے لیا جاے ڈیگ سے اکبرآباد کی طرف آرہا تھا - سعادتعلیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل
مقصود تک نہ پہنچا تھا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بھیجے
اگرچہ ایلچ خاں اکبرآباد سے جلد جانا چاہتا تھا - کیونکہ نجف خاں کے روپیہ طلب
کرنے سے وہ سہتے اوس سے طلب کرتا رہتا تھا تنگ آگیا تھا - مگر اوسکو آصف الدولہ کی
تحریر پر اعتماد نہ تھا - مسٹر جان بریسٹو سے حفظ آبرو کا وعدہ چاہا - جب اوسکی تحریر پہونچی تو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

غنیمت جان کر ۲۹ ربیع الاول ۱۲۰۹ھ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضیٰ خاں
بڑیچ اور محمد بشیر خاں کے اکبر آباد سے بے اطلاع اور مشورۂ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے
نکلکر رات کو شاہدرہ میں پہنچا اور صبح کو وہاں سے کوچ کرکے کڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا فیروز آباد
اور شکوہ آباد کی راہ سے بنی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریائے گنگا کا پل
بلاتوقف تیار کردیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گھاٹوں اور کشتیوں پر انگریزوں کا اختیار ہے
یہاں سے متعلق نہیں اسلئے ایلچ خاں قنوج کے پاس سرائے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا
اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع
اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کرکے جریدہ اوتر کر چلے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ
جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ غلام بموجب طلبی حضور تخمیناً دس ہزار پیادہ
و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اوتر نے کا امیدوار
ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک خط جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد
ایلچ خاں اور مرتضیٰ خان بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیجائے۔
اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہئے۔ آخرالامر محمد ایلچ خاں اور مرتضیٰ خاں بڑیچ نے
آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کرکے پانسو جوانوں کے
ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گھاٹ نانامئو پر نگینہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے وہاں [illegible] پہنچکر
متواتر عرضیاں اجازت اور عقیدت کی متضمن وزیر کے حضور میں بھیجیں نواب نے ازراہ کرم نوازش کے
سے مرزا حسن رضا خاں داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بھیجا۔ مرزا نے حسب ارشاد
استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کرکے ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۰۹ھ ہجری کو [illegible]
نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدردانی کی اور خلعت هفت پارچہ اور
پالکی جھالردار اور ہاتھی اور گھوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی ساتھ اوسکے
بیٹے مستقیم علی نجم خاں کو دی۔ اور ۲۲ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری [illegible]
کا ایلچ خاں کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوئے۔ [illegible]
تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کردی کہ ایلچ خاں کو نائب [illegible]
کرکے کاغذات مالی و ملکی اوس کے پاس بھیجتے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم کے خلاف ورزی کریگا
اوس کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھکر الہ آباد سے

سید معز زخان کو علیحدہ کرکے حبیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڑہ کی حکومت
سید محمد خاں سے نکال کر بینی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے الہ رہا لیبی وغیرہ
کے محالات پر بینی رام کو مقرر کیا۔ اور سانڈی پالی کا علاقہ غلام نبی خاں کے تفویض کیا اور
اودہ کے تعلقہ پر الماس علی خاں کو قایم کیا۔ اور کورسے کی خدمت میر سلیمان کو جو نواب قاسم علیخاں
عالی جاہ والی بنگالہ کا خانساماں تھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بہائیوں کو محمد ایلچ خاں نے علیحدہ
کرنا چاہا تو جان برسٹو صاحب نے اونکی طرفداری کرکے کہا کہ خان مقتول کے بہائیوں کو اپنی اپنی
جگہہ بدستور سابق بحال رکھو۔ ایلچ خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا صلاح دولت
نہیں۔ ایلچ خاں نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا۔ بلکہ
انکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاؤ کیا یہانتک کہ افتخار الدولہ کو دہوپ میں بٹھایا اور کانوں میں
زنبور لگا کر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آب و دانہ و بول و براز مسدود کیا۔ اور سپاہ سلطنت
میں بہت تخفیف کی۔

سیدی بشیر کا باقی حال

ایلچ خاں نے آصف الدولہ کے پاس پہونچکر ظاہر میں تو سیدی بشیر خاں کے عفو تقصیر کی درخواست کی
اور در پردہ نواب کے مزاج کو اوسکی طرف سے اور مکدر کر دیا اور آصف الدولہ سے اس مضمون کا
ایک شقہ لکھا کر کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کرکے جہاں دل ہو چلا جاے بشیر خاں
کے پاس بھجوا دیا۔ مشار الیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلچ خاں کی سخط طبعی سے مایوس ہوکر لکھنؤ سے
لوٹنا آمادہ ہو گیا وہاں ٹھیرنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو راجہ ہمت گر کے پاس چلا گیا جس سے
پہلے سے دوستی رکھتا تہا اور وہیں قیام اختیار کر لیا۔ گیان پرکاش میں لکھا ہے کہ آخر کار
بشیر خاں نابینا ہو گیا تہا۔

امام بخش غلام بچہ اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ کسی کا ایک غلام بچہ امام بخش نام نہایت بد آغاز و نا فرجام تہا۔
آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہنچا
اور مقرب ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے شر و فساد پر مطلع ہو کر مدتوں قید رکہا۔ اور عرصہ

درانے کے بعد رفقائے عزیز کی سفارش سے رہا کرکے اخراج کا حکم دیا تھا وہ مخفی پرگنہ ٹانڈہ کے
نواح میں رہتا تھا۔ اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تھا شجاع الدولہ کے مرتے ہی
طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختار الدولہ اور بسنت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد
وہی غلام یحیے تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے تلنگے
اور چار یا پانچ ہزار ترک سوار تھے جنرل ہوا مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ اوس غلام یحیے کی جہہ سے
مکرر ملاقات ہوئی اور بیٹھے اوسکی بات چیت سنی اقتدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت
میں جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے فساوات ذاتی کی وجہ سے
نہ رکھتا تھا وہ تو اس لائق تھا کہ لشکر میں بھنگ فروشی کی دوکان کرتا حسن رضا خان نائب باوجود
تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی طبیعت
اوسکی مصاحبت سے سیر ہوگئی نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم
دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سپاہی کو جا نوروے گا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جاوے گا
وہ بد انجام برہنہ پا ملک و شہر سے بدر ہوا۔ تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد
کو چونکہ اوسنے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس نے لوگوں پر یہ بات
ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اسوجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی۔ اور اوس نے زبان آوری
کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کرکے سرکار و دربار آراستہ کرلیا۔ اس عرصے میں
مبارز الملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتے سے ہوکر بنارس کیطرف لوٹ رہے
تھے اونہوں نے یہ خبر سنکر عظیم آباد اور بھوجپور کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اوسکے
پاس حاضر ہوا۔ اور اس بات سے انکار کیا کہ میں نے یہ دعوے کیا تھا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں۔
سعادت علی خاں نے اس کا جرم معاف کرکے چھوڑ دیا۔ جو لوگ اوس کے پاس جمع تھے اونہوں
نے یہ حال دیکھکر سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہ تباہ حال ہوگیا۔ آخر کار مفقود الخبر
ہوگیا۔

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ مجھکو مکرر آصف الدولہ کی حضوری خلوت میسر آئی ظاہر اشعور
و خرد سے بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور پوچ لوگوں میں مصروف تھے

اور ہمیشہ لہو و لعب کیطرف راغب تھے۔ جس شغل کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے ہیں
وہ انکی نسبت سے پایا جاتا تھا کہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا۔ کبھی کبھی اپنے اردلی والونکی ترغیب
سے بندوق بازی اور تیراندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے
باغ میں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ہاتھیونکے تماشے میں بسر کرتے بعد دو تین
روز کے ہمیشہ ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتے۔ ایسے ہی مشاغل میں دن رات گذارتے تھے۔ دوسرا کوئی کام نہ تھا
اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے باب میں انکا یہ حال تھا کہ اونکی اردلی والونکے سوا ملازمان لشکر میں سے
جو کوئی تنخواہ طلب کرتا تو اوسکے دشمن ہو جاتے اور توپ سے اوڑا دینے میں نہایت بے باک تھے
بعض لوگ بلوا کرکے اپنی تنخواہ لے گئے تھے۔ اون میں سے چند آدمی آصف الدولہ کے ہاتھ
لگ گئے اول تو کچھ دنوں قید رہے گئے۔ بعدہ اونکو توپ سے اوڑوا دیا۔ [illegible] آبحیات میں
جو نواب کو خوش سیرت بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اونکی طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی تو یہ
معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آب حیات کو تاریخ کے ان حالات پر اطلاع نہ تھی یا یہ کہ یہ حال اونکا اپنی خالص
مرضی و اختیار کے ساتھ ہوگا۔ اور دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سفاک تھے۔ یا یہ کہ نواب کا
مزاج اوائل عمر میں سفاک واقع ہوا تھا۔ اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی۔ مؤلف
سیر المتاخرین نے محمد علیخاں خواجہ سرا کے مقہور ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ کے اپنی اہلی توجہ کم استیصال کا سبب یہ تھا کہ وہ روز و شب لہو و لعب چوپڑ بازی مرغونکی
لڑائی۔ پتنگ بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ اسلئے اونکو ہر کام سے نفرت تھی نہیں چاہتے تھے
کہ ایک گھڑی بھی امور مملکت داری میں مصروف ہوں۔ اور مملکت داری بدون اسکے ناممکن ہے
انتظام ملکی میں غور کیا جاوے بڑے بڑے کاموں کو انجام دیا جاوے۔ لوگوں کے سوال و جواب سننے
کی دردسری گوارا کی جاوے۔ حضرت کا وہ مزاج تھا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھر بھی متوجہ ہوتا
ناپسند کرتا تھا۔ اور انگریزونکی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے ہمدرد اور خیر اندیش ہیں۔ میرے نقصان
کے ہرگز روادار نہونگے۔ اور انگریز چونکہ ہوشیار تھے اسلئے ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے
اور اسیطرح اوسکو بیدار نہیں کرتے تھے۔ انگریزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو
اپنے اختیار میں لے لیا تھا۔ باقی سہرا مرمن آصف الدولہ کو مع اونکے مصاحبوں کے متعلق

ہے یہ اشارہ طرف اسبات کے کہ وہ لونڈی بازی کرتے تھے۔ یا یہ کہ خود اغلام کراتے تھے ۱۲

اتفاق کر دیا تہا کیا حسن اتفاق ہی کہ دونوں اپنی اپنی ذلت میں فارغ البال ایک دوسرے کو
مغتنم سمجہتے تہے۔ افسوس شجاع الدولہ کی وہ ریاست تھی کہ اس زمانے میں سلاطین ہند کی
قایم مقام تھی لاکھوں بڑے بڑے آدمی اور شاندار زمیندار اور راجے اس ملک میں بسر کرتے تھے
اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان آصف الدولہ کے اون میں سے کسی کا نشان بھی نہیں
چند روز کے بعد امرا گوشہ نشینی میں بھی چلا گیا اسیطرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر
اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے۔ جہاں شہر میں تیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ ہزار پیادہ
جرار رہتے تھے۔ وہ مقام ویران ہوا۔ چند پیادے بکسیر دو دو تین روپئے کی نوکری میں افتخار
سمجہتے ہیں۔ اور پڑے ہیں۔ مسٹر نوکار اللہ تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ آصف الدولہ کا دل عیاشی
اوباشی اور ... نوشی سے خراب کر دیا تھا۔

مختار الدولہ کے اقربا کا باقی حال

مختار الدولہ کے بہائی نواب ... اونکے بعض رفیقوں نے کرنیل جیل کر رہائی پائی اونکا مال
واسباب ضبط ہوا دونوں بہائی کبہی کبہی باریاب ہوکر آتے تھے۔ اکثر خلوت اور گوشے میں
بسر کرتے تھے۔ جبکہ نواب وزیر کا لشکر اٹاوہ سے پہرکر لکھنؤ میں آیا تو اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ
نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس کام میں بڑی دہوم دہام دکہائی۔ ہزاروں روپیوں کا کہرا
فرش پا انداز میں بچھوایا اور سوا لاکہہ روپیہ کا چبوترہ تیار کرایا اور نواب وزیر وہاں تشریف لیگئے
ناچ رنگ ہوا۔ خاصہ تناول کیا۔ اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں۔ جو نواب آصف الدولہ
نے قبول کیں۔ وقت رخصت اقبال الدولہ نواب وزیر کو پالکی تک پہونچانے گئے اور وہاں سے
رخصت ہوتے ہی ... خانے میں پہنچے تھے کہ اوسی وقت نواب کے حکم سے تلنگوں نے
بصورت بلا آ پہونچے۔ اور حکم دیا کہ دیوانخانے سے جانب محلسرا تک تمام راہ اونکا
گہیر لیں۔ نتیجہ دونوں وہیں نظر بند رہے۔ اور بعد سر نو اونکے گہرکی ضبطی ہوئی جب یہ کارروائی ہوچکی
تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوے۔ اور اونکے
مکان پر آنے جانے لگے۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گہر اکثر جایا کرتے تھے اور
اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے۔ پرگنہ اوریا کی جاگیر جسکی جمع ایک لاکہہ
روپیہ تھی۔ اور جو اقبال الدولہ کے نام مرحمت تھی بحال رکہی۔ مختار الدولہ کی حیات اور اقتدار

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور ثانی بیگم دختر مختار الدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا جھجو پسر نواب سالار جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی تھی اور سالار جنگ مختار الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالار جنگ کو سالغہ واصرار سے راضی کیا اور خود متبنی اس شادی کے ہوئے اور دو سہزار روپیہ مختار الدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر بخوبی سرانجام دیا۔ آفرین علیخاں خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوے۔ اور اون کے روبرو رسمیں ادا ہوئیں۔

موئف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس محل کے نہایت شایق تھی جہاں شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی محلے کو مقرر کرتے۔ ایکر مؤلف سیر المتاخرین کے قیام کے زمانے میں بھی قایم خان خواجہ علیخانہ کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا۔

نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ دولت النسا نواب سالار جنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالار جنگ نواب وزیر کا ماموں تھا۔ پرگنہ وملوا اقبال الدولہ کی جاگیر میں تھا۔ یہ پرگنہ معرکہ ضیافت کے بعد ضبط کر لیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عوض بہرائچ وغیرہ بارہ لاکھ روپیہ کا علاقہ صیغۂ مستاجری میں اونکے حوالے کیا گیا۔ اونہوں نے اپنے علاقہ مستاجری میں پہنچکر زمینداران سرکش سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختار الدولہ کے دوسرے بھائی نصیر الدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھ زر نقد لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر ریواں تک پہنچکر کچھ دنوں کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوے۔ مگر چند سال تک پرگنہ اوریا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام پر برقرار رہی ایکبار معاملات سائر میں عمال الماس علیخاں اور عمال اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے مستاجری سائر جاگیر کی بھی چاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ اوریا کو بھی الماس علیخاں کی مستاجری میں ملا دیا اور مصارف سپاہ کے وضع ہو جانے کے بعد سات ہزار روپیہ مہینہ نقد جاگیر کا مقرر ہوگیا۔ اسکے بعد چار ہزار روپیہ ماہوار گھٹا کر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عوض رہگیا۔ غرض حقیقت التفات حکام انگریزی کا مختار الدولہ کے لواحقین کی طرف مبذول ہوتا اور سعد رکار پردازان سلطنت اون سے بدظن ہوتے تھے۔ یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا۔ اور آصف الدولہ و مختار الدولہ

سکے مخالف مشہور تھی حالانکہ یہ بھی جاگیر اور کل مواجب کی وجہ نا بکو کی بدسلوکی تھی۔
آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیرالممالک صفدرجنگ بنت برہان الملک
والدۂ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی
انس کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرج خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبرآباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرج خاں کارگذار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار
و کبار تھا تھوڑا سا انتظام کیا تھا۔ اور جان برسٹو سے سوال وجواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی و مالی میں
دست انداز ہیوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اوسکی قسط
مقرر کرو مجھسے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست بردار ی کرلے
اور مطابق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نامنظور ہو اور سوال وجواب کرنا ہو تو بندہ
آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان برسٹو اوسکے طلب کرنے سے نہایت
شرمندہ تھا متردد تھا کہ کیا کرے۔ ایلچ خاں اکبرآباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر بہت علیل
ہوگیا۔ مختارالدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح الدین تھے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اوسے علالت
بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر میں پہلے سے
مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہوگیا ۲۰ رجب سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا۔ شیخ شفیع اللہ سے
پانچ لاکھ روپیہ مال کی مدد ایلچ خاں نے اپنی حیات میں ہوائی تھی۔ وہ اوسے نواب آصف الدولہ
کی نذر گذرانی نواب نے خزانہ کو ملاحظہ کرکے تمام مال ضبط کرلیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام
یحیی خاں اور لعل محمد خاں پسران متبنائے ایلچ خاں کو مرحمت ہوئے[1]۔ ایلچ خاں اور مختارالدولہ
دونوں کے جو بیلیوں کی منبطی ایک ساتھ قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان برسٹو
کو تقرر نائب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خاں شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانے کی داروغگی

---

[1] دیکھو فرح بخش۔

اور کسی قدر تقرب رکھتا تھا اور اس عہد میں بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور خلوت و جلوت میں حاضر باش تھا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تھا اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران تھے کہ عہدۂ نیابت سے جو بات معقود ہے وہ اس سے کیسے بر آئے گی۔ پس اس بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے۔ خدا جانے کس مصلحت سے مسٹر جان برسٹو کی یہی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہو اور اس کا نائب دوسرا شخص کارواں اور ہشیار کر دیا جاتے۔ اور اس خدمت کے لئے حیدر بیگ خاں تجویز ہوا۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسمٰعیل بیگ خان نامی مغل ولایتی[۱] کہ نہایت عیار اور دنیادار تھا اس زمانے میں کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک و اخبار کا داروغہ تھا۔ یہ اسمٰعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کا بلی سے موافقت اور لالچ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ دیا کرتا تھا۔ ایرچ خاں کی بیماری کے وقت سے اسمٰعیل بیگ خان جان برسٹو سے حیدر بیگ خاں کے اس تقرر کے لئے کوشش کرتا تھا۔

حیدر بیگ خاں کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونوں کابل کی پیدایش تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے۔ دونوں بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان میں آئے صفدر جنگ کی سرکار میں نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان نے راجہ بینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظم گڈھ و سلطان پور وغیرہ چند محال ٹھیکے میں لئے نہایت سخت گیر تھے یہانتک کہ دوستوں سے بھی غرض آشنا تھے تھوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ روپئے مالگذاری کے نور بیگ خان کے ذمے عائد ہوئے اور دونوں بھائی قید کر دئے گئے۔ جبکہ روپیہ داخل نہو سکا تو اونپر تشدد ہوا انکو دہوپ میں بٹھلاتے تھے۔ کہانے میں بہت سا نمک ڈالکر کھلاتے تھے۔ اور پانی نہیں دیتے تھے یہانتک کہ نور بیگ خان صدموں سے مر گیا[۱] اور حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی۔ اور بہار علی خاں خواجہ سرا نے بہو بیگم سے

---

[۱] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش کرکے اونکی جاگیر کوڑیا[۵۱] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی جبکہ وہان بھی حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبے کی علت مین گرفتاری مین مبتلا ہوا آخرکار سید محمد خان اقتدار الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی۔ اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ جہان آباد پر مقرر ہوا[۵۲]۔ محمد ایرج خان نے پھر اوس کو محاسبے مین جکڑا۔ مگر مرتضی خان بڑیچ ضامن ہوکر آبرو بچائی۔ ایسے حال کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خان کی پیشدستی کی عزت پائی ہرچند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور فیض عنایت مسٹر جان برسٹو سے آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی۔ مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسٹو کو ہمیشہ سوال وجواب کاغذی درپیش رہتے تھے۔ صاحب علم کی تلاش تھی اسماعیل بیگ خان شوہر والہ نے جو ڈاک خانہ اور ریذیڈنسی کے ہرکارون کا داروغہ تھا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت کی تعریف کی اونھون نے حسن رضا خان کی پیشدستی مین مقرر کراکر امیر الدولہ کا خطاب دلایا۔ غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتھی اور گھوڑا عنایت ہوا۔ حیدر بیگ خان دانشمند کارکردہ اور لائق اور شریف تھا سیاق و سباق مین ید طولے رکھتا تھا ذی علم تھا دفتر کی تہذیب و شائستگی اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو دفتر مرتب تھا اوسے ترتیب دیا۔ گورنر جنرل نے بھی حسن رضا خان کو نائب اودھ تسلیم کرلیا۔

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال اور عہد انکا انتظام

حسن رضا خان جان نثار خان کا پوتا تھا جو شاہ جہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تھا اوس کے چار بیٹے تھے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴) مرزا علی رضا۔ انمین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی مرزا علی خان سے بیاہی تھی۔ نواب ظاہرا اسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور مرزا عسکری کے بیٹون کو مرزا تھتے اور مغلو صاحب کہتے تھے۔ محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی۔ اور صمصام الدین خان کے جو بیٹا تھا وہ جوہر لیاقت سے محروم تھا اسلیئے مشہور نہوا۔ مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیان تھین۔ بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسی خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

[۵۱] دیکھو طلسم ہند[۵۲] دیکھو فرح بخش ۲،

انکی بیٹیون مین سے منارسی بیگم لطف علیخان ایک سید علیخان داروغہ فیلخانہ کی ساتھہ منسوب ہوئی تہی
اور دوسری لڑکی مرزا جعفر کی زوجیت مین تھی جو خان علی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے سرکار
انگریزی سے متوسلین قرار پایا تہا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت مین اوسکا ذکر کیا جائیگا
تیسری لڑکی مرزا جہجو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتھ بیاہی تھی
یہ کلب علیخان سید علی خان کے چچا اور مردان علی خان کے پوتے تھے۔ مرزا علی خان کی یہ تینون
بیٹیان اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تھے اور وہ دونون بے مختلف بطنون سے تھے
حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تہا مگر محض بے علم تھے اسلئے خان مذکور
نے حیدر بیگ خان کو اونکی پیشدستی مین مقرر کر دیا۔ اور عہدہ دیوانی کلیت ماسے کایست سری
بانم کے سپرد ہوا۔ مختصر حیدر بیگ خان امین الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رای
تمام معاملات مالی وملکی سرانجام دینے لگے۔ منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ حسن رضا خان سب نیک
اور نیک کردار تھا مگر بے عملی سے اوس نے کاروبار مالی وملکی مین تدبیر کی تمام ریاست کو کام
کا دارمدار امین الدولہ کی ذات پر کر دیا ہے جو کہ درست طور پر کاروبار پر حاوی ہو گیا ہے سیلطنت خرچ
مین بیان کیا ہے کہ حیدر بیگ خان کا مروہ مین مصروف ہوا۔ شراب وکباب مین شاغل اور آخرت
دربار سے غافل ہو گیا اور خود زیادہ دولت مین تخفف کرتا تہا باقی عہدون کا اسطرح انتظام ہوا کہ
جبریلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان برادر سرفراز الدولہ سے نامزد ہوا۔ یہ شخص ہر حسن جوع مین مبتلا تہا
اور مجنون صفت آزاد مشرب تھا اور جبریلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی اوسی سال
کرنیل گاڈر کلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار مین نوکر ہوا۔ فوج کا افسر ہوا اوس نے دو پلٹنین
جو ابریج خان سے ہر طرف کی تہین پہر جمع کین۔

راجہ ٹکیت رای کا حال

یہ شخص ستم علی خان تحویلدار جواہرخانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تہا دس بارہ
روپیہ ماہوار دس بارہ میں درماہہ نصیب ہوا تہا یہان سے علیحدہ ہو کر اکبر علی خان داروغہ
دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا۔ تہوڑے دنون مین اپنی خوش کلامی کی وجہ سے کہ شعر و
سخن سے طبیعت رکہتا تہی اور علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک ذکر و رفت جاری ہوتی

وہان سے نکالدی اور نواب فیض اللہ خان کو بھی لکہا کہ آپ [illegible] حرمت خان کے تعاقب مین روانہ کرین اور اسکو پہاڑ سے نکالدین نواب فیض اللہ خان نے ملا صید خان بخشی اور خان ولد فتح خان خانسامان کے [illegible] حرمت خان [illegible] نانک [illegible] ان دونون نوجون سی حرمت خان کا مقابلہ ہوا [illegible] خان کود کمایون پر چڑہ گیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایک قلعہ دار تال کٹورا [illegible] بغاوت کی تو کرنیل گارڈ لشکر لیکر اوسکی سرپر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل گاڈرڈ گجرات اور دکن کی مہمون [illegible] کمک کے لئے مامور ہوا اور گوہد وغیرہ قبضہ و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصے مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ سورت سنگہہ کو جو بریلی کی حکومت پر سعادت علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تہا معزول کیا اور اوسکی جگہہ کندن لال مقرر ہوا۔ جیساکہ علمسم [illegible] ثابت ہے مگر فرح بخش سی معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تہا اوسکے بعد راجہ سورت سنگہہ مقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو خدمات سی معزول و موقوف کرکے قید کردیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمیل الدین تورانی کا رسالہ توڑ دیا تو یہ رسالہ مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تہا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تہا یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تہا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو ایک کروڑ کئی لاکہہ روپے کو ٹھیکے مین ملا۔ میرزین العابدین خان معروف بہ کوڑی والا اوسکی طرف سے میان دوآب مین کمی بیرگو تہیر حکومت رکہتا تہا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت مین بڑے اعزاز سی رہتا تہا اور اسطرح لاکہون روپیہ کا سرمایہ بہم پہونچا کر لکہنو مین ایک امام باڑہ اور مسجد لب دریا ۱۲۰۳ھ ہجری مین تعمیر کرائی اور ۱۲۰۵ھ ہجری مین مفتی گنج مین ایک مسجد تیار کرائی۔ ماہ شعبان ۱۲۲۱ھ ہجری میں [illegible] عابدین نے انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے ہین کہ

حالت محاصرہ مین گرفتار ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی فائق نے اوسکی وفات کی تاریخ اسطرح
نظم کی۔ ۵ جون وفات میر زین العابدین ٭ حلق را افزود صد یغ و قلق ٭ ماہ شعبان بود سیم یوم الخمیس
کرد عمش کردہ جانم سینہ شق ٭ سال تاریخش بپرسیدم ز دستم ٭ از سواد جامۂ غم بر ورق ٭ گفت
فائق بادہ حزن خزان دل ٭ گشت زین العابدین واصل بحق ٭ الفاظ حزن اول سے جا
ترا کے عدد ایک مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملاؤ تو سنہ ۱۲۱۳ ہجری ہوجاتا ہے زین العابدین کی
وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ لاکھہ روپیہ کا ترکہ نقد و جنس آیا یہانتک کہ بعض لوگ
ستر لاکھہ روپیہ کا ترکہ بتاتے ہین۔ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد و جنس شوہر کے
متروکے مین سے میرے پاس حاضر ہے اوسکو خواجہ سراے بسیر حیم خانی ہمت نے جواب دیا کہ مردے کا
مال مردے کے پیچھے جانا چاہیے اسلیے مناسب یہ ہے کہ لڑکون کو تقسیم کر دو مین محتاج اور کوتاہ ہمت ہون
کہ اوسکو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹون کو تقسیم کر دیا سید زین العابدین کثیر الاولاد تھا
اوس کے بعض بیٹون نے وہ زر نقد عالم شباب مین اوڑا دیا اور بعض اولاد نہایت رسیدہ و نامور ہوئی اونکو
نواب وزیر کی سرکار سے تنخواہین ملتی تھین اونمین سے سید کاظم مرزا ہادی علی خان اور میر باقر علی خان تھے۔

حافظ رحمت خان کے بیٹون کے ساتھ سلطنت کی بدسلوکی

۱۲۲۶ ہجری مین جان بیلی صاحب معزول ہوکر مڈلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنؤ کا رزیڈنٹ مقرر ہوا
تو پھر لکھنؤ کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین تساہل کیا محبت خان
مجبور ہوکر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودھ نے گورنر
جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہیے اس لیے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے
ملاقات نہ کی مگر گل رحمت مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار
روپیے دعوت کی اور ایک گھوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف
الدولہ سے سفارش کرونگا۔ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان[1] آصف الدولہ کے مرسلہ کلکتے

[1] حیدر بیگ خان کلکتہ کو دو مرتبہ گیا ایک بار وارن ہیسٹنگ کے عہد مین ۱۱۹۹ ہجری مین اور دوسری مرتبہ ۱۲۰۱ ہجری مین لارڈ کارن والس کے زمانے مین۔ مستفاد از تاریخ مظفری ۱۲

دئکے تو گورنر جنرل نے اوسی نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھ لکھنؤ لیتا
لے آئے اور اوس کا درماہہ دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کردیا اور جب خود گورنر جنرل لکھنؤ سے تو اونھوں نے
نے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آپکے خزانے سے رزیڈنسی کے خزانے میں جمایا کرے
وہان سے محبت خان کو ملا کریگی اوسوقت سے محبت خان کی تنخواہ لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت ملنے لگی
اور حافظ صاحب کا خاندان کمپنی کے متوسلوں میں مقرر ہوگیا محبت خان انگریزوں کو اپنا حامی سمجھ کر
رزیڈنٹ کی دربار میں جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتا

نواب سعادت علیخان اور مرزا جہانگیر بیٹے شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسندنشینی سے چوتھے سال یمین الدولہ سعادت علی خان بن کر مرزا نجف خان
سے پھر کر لکھنؤ میں آئے اور کچھ دنوں سعادت گنج میں قیام کیا اور چند نہر تاروں میں رہے بر مجبور کئے گئے
اور وہیں اونکی مصارف کے لئے ۔ یہہ ریاست سے انگریزوں کی معرفت ماہ بماہ پہونچتا تھا بعد اس کی مرزا جہانگیر
صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر میں چلے گئے ابھی زیادہ قیام نہ کیا تھا کہ مرزا نجف خان
نے قضا کی مرزا جہانگیر نے بھی وہان سے مراجعت کی اور پھر کچھ دنوں کی بعد عظیم آباد کو چلے گئے۔

کرنیل ہانی کے اجارے میں سے علاقہ کا نکال لیا جانا اور مرزا ابوطالب خان کا کچھہ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابوطالب خان پسر محمد بیگ خان کو وہان کا کاروبار
سپرد کیا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا کی کے ساتھ بخوبی گذری ۔ مختار الدولہ کے بعد حیدر بیگ خان
نے مرزا ابوطالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اسوجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا
چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی میں لکھی ہے حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی میں کچھ صورت عناد
پیدا ہوئی اسلئے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابوطالب خان کا بھی سارا کاروبار برہم ہوا۔ ناچار یہہ بھی
۱۲۰۲ھ میں کلکتہ اس غرض سے چلا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے داد خواہ ہوا۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر
جنرل اوس سے نہایت تپاک سے پیش آتے ۔ لیکن وہ اسکی کچھہ مدد نہ کرسکے ۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

لوح کے کیا مقصد تحقیق ہو کہ ایک جا پہنچے چار برس تک وہ سخت انتشار کی حالت میں کلکتہ میں پڑا رہا
کہ شاید اس کو دنیا سے کچھ نفع ہو جائے۔ جب ۱۷۹۲ء میں لارڈ کارن والس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر
جنرل کا سفارشی خط نواب اور ریذیڈنٹ لکھنؤ کے نام ملا جس میں لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ
عطا کر دیا جائے۔ یہ خطوط لیکر مرزا ابو طالب خاں لکھنؤ پہنچے۔ نواب آصف الدولہ اوس سے بمراحم خسروانہ پیش
آئے اور اس کو یہ امید دلائی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کارن والس کے
ہندوستان چھوڑتے ہی نواب کا سلوک برعکس ہو گیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسب وعدہ کوئی عہدہ دیا جاتا
اس کو حکم دیا کہ لکھنؤ خالی کر دے مجبوراً اسکو پھر کلکتہ آنا پڑا اوسوقت سر جان شور گورنر جنرل تھے اونہوں نے
بھی اسکی امداد کا وعدہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس وعدے نے کبھی تجز الفاظ کے عمل نہ کیا اس مرتبہ پھر اوسکو
تین سال متواتر سخت انتشار سے مقابلہ پڑا اور آخر مایوسی نے نہ صرف اوس کا دل ہی توڑ دیا بلکہ اوسکی صحت پر بھی
بہت بُرا اثر کیا۔ شاید اسی وجہ سے اوس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔
مرزا ابو طالب خاں فروری ۱۷۹۹ء میں روانہ انگلستان ہوئے۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ہندوستانی آدمی
انگلستان گیا ہے وہ راجہ رام موہن رائے ہے۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوگا کہ راجہ موصوف کے جانے سے پہلے
مرزا ابو طالب خاں ولایت پہنچ چکے تھے۔ انگلستان میں وہ ایرانی شاہزادہ مشہور تھا اوس نے چار سال سفر میں
صرف کئے اور اس عرصہ میں تینوں براعظم یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ لئے۔ جب وہ کلکتہ میں واپس آیا تو
اوس نے اپنے روزنامچہ سے سفر نامہ مرتب کیا اور نام اوس کا مسیر طالبی رکھا۔ جس کو سر چارلس سٹوارٹ پروفیسر
زبان ایشیائی نے انگریزی میں ترجمہ کر کے ۱۸۱۰ء میں انگلستان میں چھپوایا تھا۔ ہندوستان میں آکر وہ
بندیلکھنڈ کے ایک ضلع میں کلکٹر مقرر کر دیا گیا اور اسی عہدہ پر سنہ ۱۲۲۰ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء میں اوس نے انتقال کیا
چونکہ وہ پسماندگان کے لئے کوئی کافی ذریعہ اوقات بسری نہیں چھوڑ گیا تھا اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوسکی
بیوہ اور بچوں کی پنشن مقرر کر دی۔

اسماعیل بیگ خان شورہ والہ

اوسی زمانہ میں اسماعیل بیگ خان شورہ والہ کے تھے جو حیدر بیگ خاں کا ساتھی رہا تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت
قرار پائی چنانچہ اوس نے وہاں پہنچکر مطالبہ واجبات میں اکثر زمینداروں کی املاک ضبط کر لیں صاحب دولت
بنگیا۔ مگر دولت سے ہاتھ اوٹھایا۔ اوس کا بیٹا زین العابدین خان چند مدت بریلی میں سرکار

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت مین لکھنؤ مین قضا کی۔

خواجہ عین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص خادم حسین خان سنگہاسے والے کے رفقا مین سے تہا آئمہ اطہار سے بیحد محبت رکہتا تہا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم مین معمول تہا کہ عاشورے کو تمام متاع و نقد و جنس اور عمارات اور زن و فرزند ملکہ اپنی ذات سمیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا تہا اور پھر کوئی دوام سے زر نقد بہم پہنچا کر یون لیتا تہا غرضکہ جسجگہ اس شخص نے عملداری کی ہے مشکل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوا وہان چوری کا بہت زور شور تہا وہان حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گہر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور مین آئے تو سرکار اوس کو عوض نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت مین گرفتار ہوتا اوس کو قتل کروا دیتا اور ہاتھ کاٹ ڈالنا تو ایک بات تہی۔ اس سبب سے چورون کا نام باقی نرہا۔ اور جسجگہ تہوڑے دنون کے لئے جاتا تہا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تہا اور اپنی قبر بنواتا تہا اور کہتا تہا کہ آخر ایک دن جہان سے اٹھنا ہے اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درستی کے لئے پانچ لاکہ روپئے اور سرفراز الدولہ نے دو لاکہ روپئے حاجی محمد کی معرفت بھیجے تھے تو خواجہ صاحب نے بہی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بھیجکر تعمیر مین شرکت کی تہی اور ہمیشہ چرمی تسمہ زیب کمر اور لباس شتر فی دربر رہتا تہا۔ اور جب حکام کو عرضی لکہتا تہا تو اول یہ عبارت لکہ دیتا تہا ادنا برعی موجود ہے سناک اس فقرے کے بعد قلم جانب مطلب اوٹہاتا تہا۔ اور غریبون کو اوس نے لنگرخانے سے کہانا اور جاڑون مین لباس سرمائی دیتا تہا۔ اوسکے انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی مین چند مدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا۔ پھر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکہنؤ مین آمد۔ اقبال الدولہ کی خرابی

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکہنؤ مین آیا۔ نواب وزیر نے الہ آباد تک استقبال کیا اور کمال طمطراق کے ساتھ شہر لکہنؤ مین لاکے بزم ضیافت آراستہ کی ان دنون سرکار کمپنی کو دکن مین حیدر نایک سے

ٹیپو دار السلطنت سرنگا پٹن تھا سخت جنگ درپیش تھی - جرنیل صاحب نے نواب وزیر سے از رفتہ
اوس فوج کے ساتھ مدد دینے کی درخواست کی چنانچہ امراے لکھنؤ اور جاگیرداروں پر کئی لاکھ
روپیہ کا چندہ قرار پایا - مگر ہر ایک کو اس بات میں اغماض تھا اقبال الدولہ بسر مختار الدولہ نے
پیشقدمی کی اور ساٹھ ہزار روپیہ دیا تو چندے کا سلسلہ جو تھا ذکر آگا جاری ہوا - حیدر بیگ خان
اور مختار الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلئے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ
جو اونکا درماہہ تھا موقوف کیا -

متفرق واقعات

(١) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتویں برس راجہ بلبھدر سنگھ ناظم اور حیدر بیگ خان سے ترقی
تنخواہ کی علت میں مقابلہ پیش آیا بندیلوں نے اونکی مدد کی آخرکار فوج انگریزی کے ہاتھ سے مارا گیا -

(٢) اور اسی سال بھراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست
دامنگیر تھا بھاگ کر آیا بفرحت خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا - اور راجہ کا خطاب ملا -

(٣) جلوس آصفی سے آٹھویں سال لکھنؤ میں محکمہ عدالت قائم ہوا - مفتی غلام حضرت اور قاضی
غلام مصطفی سے فتواے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت متعلق تھے - مگر چونکہ تکیت راے دیوانی کا اقتدار
اتنا بڑھ گیا تھا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے مقدمات عدالت ضعف پذیر رہے اسلئے عدالت کی
افسری سید محمد نصیر برادر عم زاد مختار الدولہ سے نامزد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے
واسطے مقرر تھے انکی تنخواہیں سرکار سے مقرر تھیں لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ تساہل کے ساتھ ملتی تھی -
راجہ تکیت راے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر
برداشتہ خاطر ہوکر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا طوطی بولا مولوی دلدار علی اور میر مرتضی وغیرہ
علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خاں کی وجہ سے نام پیدا کیا - جمعہ و جماعت کی نماز جس کا رواج
اس ملک میں نہ تھا جاری کی اور کربلا جاکر اجتہاد کا حکم وہاں کے مجتہدین سے حاصل کرکے لوٹ آئے
اور اپنا اجتہاد جاری کیا -

(٤) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھ کر
لکھنؤ چلا آیا [illegible] نواب آصف الدولہ [illegible] بالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی
[illegible]

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکارون کے مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکھہ روپیہ سالانہ ہولی اور بسنت وغیرہ کے جشن مین اور دوسرے
لاابالی مصارف مین خرچ کرتے تھے اور جہان تو سنا کے نئے طرح کی چیز ہوتا تھا تو کا بیروانہ بہر
اسقدر رقمی روپیہ کی طلبی مین فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت رائے کا دم ضیق مین
پڑ جاتا تھا اوسی وقت حاضر کرتے تھے اسکے سوا نواب وزیر کے مزاج مین یہ بات بھی تھی کہ جو تاجر کوئی عمدہ شے
لاتا تھا بلا تکلف خرید فرماتے تھے حضور مثلاً انگریزی سوداگرون کا مال ایک روپیہ سے لاکھ روپیہ تک
مول لینے مین دریغ نہ تھا مارٹین صاحب فرانسیس جو میجر جنرل صاحب کے، ماحون مین سے تھا اونہی
لاکھون روپیہ نواب وزیر کی بدولت تجارت مین پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کی مصارف کی تھی
حیدر بیگ خان جو سرفراز الدولہ حسن رضا خان کے نائب تھے ملکہ نیب سے بڑھکر اقتدار رکھتے تھے
انکے مصارف جیب ... لاکھہ روپیہ سالانہ سے کم تھے۔ گو یہ تمامی عطر اور پھلیل لاکھون روپیہ کا انکے
محل مین صرف ہوتا تھا اور راجہ ٹکیت رائے کے مصارف اور بھی زیادہ تھی۔ انہون نے بڑی
بڑی عمارتین اور متعدد باغات اور اکثر کٹرے اور بہت سے پل اور معابد بنوائے جو آجتک اونکے
یادگار مین اور الماس علی خان جو ہمیشہ تباہی کرتے رہتے انکی مصارف اور بھی بڑھے ہوئی تھی
وکیل اور متصدی ان حضرت کے اپنے گھرون مین بادشاہ وقت تھے ایک ایک سنے لاکھون روپیہ
کی عمارت بنوائی۔ غرض ان مصارف نے حیدر بیگ خان کو دریائے فکر مین ڈبو دیا تھا۔ آخرکار
پیادہ پر کمی کا قلم پھرا۔ قدیمی رسالہ اور موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سپاہ اور ملازمون کے مصارف کی زیرباری سے گھبرانا اور اون کا وارن ہسٹنگز سے ان مصارف کے بار سے سبکدوش کر دینے کے لئے التجا کرنا او رنیا عہدنامہ منعقد ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب کہتے ہین کہ جو کچھہ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا چاہیے
تہا وہ اوسکو ادا نہو سکتا تہا روز بروز قرض بڑہتا جاتا تہا آصف الدولہ خود تو رات دن عیش و عشرت
مین مشغول رہتے تھے اونکے اہلکار رشوت اور غلب مین مصروف تہے - اس سبب سے ساری ملک مین اندہیر
تہا زمیندار سرکش تھے - رعایا افلاس اور تباہی کی حالت مین ڈوبی ہوئی تھی جب تک نواب کا تعلق انگریزون
سے ہوا تہا تین کرور روپیہ کی آمدنی اونکے ملک کی تھی ۱۷۸۰ء مین ملک کی آمدنی اوس سے آدھی بھی
ہوئی - اور آگے سالون مین اور بھی زیادہ خاک اوڑی بعض باوجود عہد و پیمان روہیلون کی لڑائی کے
بعد نواب سے ہوتے تھے جس عہدنامے پر شروع ۱۷۹۸ء مین آصف الدولہ پر دستخط کیا تہا اوس مین
یہ ٹھیرا تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک برگیڈ اودہ مین رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کے ذمے ہوگا - کورٹ
ڈائرکٹرز نے بھی اس امر کو منظور کر لیا تہا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگیڈ وہان رہا کرے غرض
اس سپاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے ذمے نہین لگایا گیا تہا اونکی مرضی پر موقوف تہا ۱۷۸۱ء مین ایک اور
برگیڈ انگریزی سپاہ کا جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھہ بٹلین پیادونکی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ
سوارون کا شامل تہا چند روز کے لیے اور بڑہایا گیا اور لکھنؤ مین تعینات ہوا - کیونکہ نواب کو خوف آس
پاس کے حملون کا تہا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسرونکے ماتحت ہوئی اس جدید برگیڈ کے خرچے
کے واسطے کوئی مقدار تعین ہوئی اور مختلف اوقات مین تہوڑی تہوڑی سپاہ ضرورتونکے وقت ملائی گئی
۱۷۸۷ء مین اس برگیڈ چند روزہ کا خرچ آٹھہ لاکھہ روپیہ اور نواب کی سپاہ مین افسرون کا خرچ چار لاکھہ روپیہ
تخمینے سے زیادہ ہوا - یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا - ایک دوسرا خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تہا - اب
اوس پر گورنر جنرل کے ایک اور ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا - اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحایف
پنشن وغیرہ کا جدا صرف تھا ۱۷۸۴ء مین نواب نے گورنر جنرل سے اس مطبوعہ کے خرچ سے سبکدوشی پانیکی
التجا کی اور کہا کہ مین اوس کی بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہون وہ تین برس سے سارے میرے سے ملک کی آمدنی
کہا گیا - اب میرے گھر کے آدمیون کو بھی کھانے کو کچھہ نہین رہا - شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تہائی تنخواہ
ملی ہے ان ضرورتون کے سبب سے ملک کا خرچ بڑہانا پڑا اس سے اوسکی تفصیل مین اور بھی زیادہ خسارہ
آگیا زمیندار اور کاشتکار بھاگ بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور بڑے اشراف اور بہت زیادہ حیران ہوکر
ملک کو چھوڑے چلے جاتے ہین - کچھہ تہوڑی سی سپاہ میرے پاس رہ گئی ہے جو ملک سے خراج
وصول کرتی ہے - سب کے گہر مین فاقے کا زور رہتا ہے بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے - یہ خرچ اس سپاہ کا

کہ سرکار کمپنی کے ممبران کو بعض اوقات تعلق جتایا ہے اور بعد وہ خود عادت رکھتے تھے علی
نواب کو اس کی درخواست پر نہایت بری اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا جواب ایسا سخت دیا تھا اگر اوس سے
مقصود ہوتی میں کچھ بات نواب کو مان لیتا - اب سرکار کمپنی کا قرض نواب پر سنہ ۱۷۸۱ء میں ایک کروڑ پچاس
لاکھ روپیہ ہو گیا - سپریم کونسل نے تقاضا شروع کیا اور نواب نے مہلت کے لئے عذر شروع کئے
کرنا چاہا اور سب جانتے تھے کہ ... برس کے بقایا کو بھیجا - اسپر گورنر جنرل نے یہ ارادہ کیا کہ لکھنؤ
کو خود جاوے اور آصف الدولہ سے روبرو گفتگو کرے - مگر نواب نے پہلے ہی چکنی چپڑی باتیں بنا کر اوسکو
اپنے ارادے سے باز رکھا اور خود بھی ہو کر مصاحبوں کے ساتھ گورنر جنرل کے پاس چنار گڑھ
کے قلعہ میں آکر ظاہر اعلی یہ تھا کہ اس ملاقات کا انجام بہتر ہوگا کیونکہ نواب تو یہ چاہتے تھے
کہ کمپنی کی سپاہ اور ریزیڈنٹ دربار کی سپاہ کے انگریز افسروں کا اور بہت سے اخراجات کا بوجھ انکی
گردن سے اوٹھ جاوے اور ہیسٹنگز صاحب کو روپیہ لینا منظور تھا - مگر اتفاق سے ایسا تو بہر اتفاق کیا
گیا اور گورنر جنرل نے مان لیا کہ سوا اوس برگیڈ کے جسکا خرچ شجاع الدولہ کے زمانے میں بھی لیا گیا تھا
اور جسکی تنخواہ دو لاکھ ہزار روپیہ ماہوار تھی اور علاوہ ایک پلٹن کی جو ریزیڈنٹ کی حفاظت کرے اور
جسکی تنخواہ پچیس ہزار روپیہ ماہوار قرار پائی باقی تمام سپاہ کے خرچ نواب کے ذمے سے اوٹھا لئے گئے
آصف الدولہ نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا روپیہ جو مجھکو دینا چاہیے اوس کے ادا کرنے کی مجھے
استطاعت نہیں میری والدہ اور دادی نے جو خزانہ لے لیا ہے اوس کو چھین لینے کی مجھکو پروانگی ہو
چنانچہ دوسری شرط یہ قرار پائی کہ نواب کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی ملک میں جسکی چاہیں جاگیر ضبط
کرلیں - مگر جس جاگیردار کی سرکار کمپنی دستگیری کرے اوسکی پنشن بعد موافق محاصل جاگیر کے
نواب ریزیڈنٹ کی معرفت دیں اس عہدنامے میں چوتھی شرط یہ تھی کہ کوئی ریزیڈنٹ فرخ آباد میں
مقرر نہووے

قولنامہ جو وزیر نے گورنر جنرل سے کیا

چونکہ میری درخواستیں بلا کمی و تامل کے منظور ہوئی ہیں اب ملازمہ (۱) درخواست گذارش کرتا ہوں کہ جنکے
زبانی عرض کیا تھا اور امید ہے کہ آپ میرے تمام موضعات پر لحاظ فرمائینگے - اور یقین ہے کہ

(۱) دیکھو تاریخ ہندوستان مصنفہ ... ۱

انکی منظوری بلاتامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونمین صرف آپکی مہربانی درکار ہے - اور کمپنی کو کچھ تعلق اوس سے نہین ہے صرف اسقدر کہ جو روپیہ مجھے دینا ہے وہ کمپنی کو دیا جائے - مین اسواسطے عرض کرتا ہون کہ جو تعداد نفری سہ بندی اور دوسری فوج کی کثرت سے ہو گئی ہے وہ کم کیجائے - اور ایک مقرر ہو جائے اور اوسکی تنخواہ آمدنی پر بند لائی جائے بلکہ خزانہ سے نقد ملا کرے - اور اوسکی تعداد نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ خرچ خانگی اور علاقہ کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ تھوڑا کچھ روپیہ مقرر ہو کر اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کر لیا کرین اور اوس مین سے اخراجات سپاہ وغیرہ ہوا کرین اس صلاح سے مراد یہ نہین ہے کہ سالانہ ادائے سرکار کمپنی مین خلل واقع ہو - بلکہ وہ یعنی ادائے قرضہ سابق و مطالبہ حال کمپنی ہر سال بتعداد مختلف دیا جائے گا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکھکر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کر لیوین تم کو تعجب ہوگا کہ اس مین ظاہرا کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ نقاب مین منہ چھپائے ہوئے تھا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور ماں دو بڑی بوڑھی بیگمین تھین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دور دورہ رہتا تھا - اور اونکے مرنے کے بعد بھی بہت بڑی جاگیر پر قابض تھین - اس جاگیر کا اہتمام اور بندوبست اونہون نے اپنے ہی ہاتھ مین رکھا تھا اور آپ ہی اوس کا کل روپیہ وصول کرتی تھین - اس کے سوا شجاع الدولہ نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تھا وہ بھی انھین کے قبضہ مین تھا یہ دونون ساس بہو بھی فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تھین - اور آصف الدولہ لکھنؤ مین رہتے تھے - گومتی کے کنارے پر اونہون نے عمارتین تعمیر کرائی تھین چونکہ اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تھے اسلئے ہیسٹنگز صاحب کو یہ سوجھی کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے - انگریزون کو دولت اپنے اخراجات ضروری کے لئے چاہئے تھی - نواب کو اپنے جھگڑے اوٹھانے کے لئے درکار تھی غرض

ان دونون بھلے مانسون کے آپسمین قول و قسم ٹھہر گئے کہ ہیسٹنگز صاحب تو نواب کو فوج اور
افسران ملکی کے بار خرچ سے سبکدوش کردے اور نواب ان دونون عورتون سے دولت لیکر
اپنا قرضہ سرکار کمپنی کا چکادے۔ نواب کو حیثیت نوابی ان بیگمون کی جاگیر پر اختیار تھا اور اونکی
دولت کے وہ وارث موافق شرع کے تھے بیٹے کے ہوتے مان کا حق آٹھوین حصے کا ہوتا ہی
اور مان کے ہوتے دادی کا کچھہ حق نہین ہوتا نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی سے یا
فیاضی تھی کہ اونکی مان اور دادی پر خزانہ وباپ کا تھین۔ آصف الدولہ نے مان کو بہت
تنگ کرکے بہت سا روپیہ تو لیکر ادا دیا تھا سنہ ۱۷۷۵ع مین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے
بہت دن نہین گذرے تھے اونکی بیوی نے گورنمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکھی تھی کہ مین
اپنے بیٹے کے ہاتھہ سے تنگ ہون ایک دفعہ ۲۶ لاکھہ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار
کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہے۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائے گا تو مین تباہ ہو جاونگا اسپر
انگریزون نے بیچ مین پڑکر ایک عہد موثق بیگم کے ساتھہ کیا کہ اب آیندہ آصف الدولہ اون کو
روپیہ کے لئے نہین دق کرینگے۔ اور وہ اپنی جاگیر و مال پر قابض رہینگی۔ اور اونکو اختیار ہی
کہ جہان چاہین وہان رہین۔ فی الفعل یہ تیس لاکھہ روپئے دیدین۔ مگر اب زمانہ بدلگیا خود ضامن
و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسنے ضمانت دی تھی اوس کو کچھہ شرم و لحاظ اس کا نتہا کہ وہ
آصف الدولہ سے وہ بد ترکیبین کراسے جنکو کرتے ہوئے وہ جھجکتے تھے۔ اب ضرور تہا کہ ان
بیگمون کی جاگیر و مال و دولت ضبط کرنے واسطے کوئی وجہ بھی نکالنی چاہیے۔ اور وجہ
بھی ایسی ہو اکہ جو رسم و رواج اور دین و ایمان اور آئین و انصاف کے موافق اور
آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو۔ اور ادب فرزندی کے بھی خلاف نہو مان کا ادب اور پاس
عزت تو وحشیون مین بھی ہوتا ہے اسلئے سوچتے سوچتے یہ سوجھی کہ جیت سنگھہ زمیندار بنارس
کی بغاوت کا الزام لگاتے کہ اونھون نے جیت سنگھہ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بہی
اور روپیہ بھی بھیجا جسکی مفصل کیفیت یہ ہی

جیت سنگھہ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تھا وہ اب
انگریزون کے تابعین مین قرار پایا تھا اس راجہ کا نام جیت سنگھہ تھا اس کا خاندان قدیمی

نہ تھا جب سلطنت مغلیہ کو زوال ہوا شاہ عالم کا صدمہ پہنچا نواب افزائش ہی ان گنگا پور کے
زمیندار تھے ان مصارف سے کچھہ ملک دباکر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا یہ راجہ
کا خطاب پہلے بادشاہ کے یہان سے اسی شخص کو ملتا تھا جو صاحب ملک حشمت ہوتا تھا
آجکل کا راجگی کا خطاب تھوڑے کے مالک دیا جاتا مہاراجان بادشاہ شاہ اودہ کا جانشین ہے
اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملا گیا۔ عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودہ سے
شامل ہو گیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تھا اوس نے جو خدمات سرکار کمپنی
کی شجاع الدولہ اور انگریزونکی لڑائی مین بکسر مین کمین اور اسکی عوض نیت جو سلوک انگریزون
نے اوسکے ساتھہ کیا وہ بیان ہو چکا ہے وہ انگریزون کی لطف وعنایت سے اپنی ملک مین
خیر وعافیت کے ساتھہ راج کرتا تھا۔ جب وہ سنہ ۱۷۷۰ مین مر گیا تو اوس کا بیٹا چیت سنگھہ
راجہ ہوا اوس کا اسطرح سے تھا منظور ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا
اور کچھہ خراج سے زیادہ دینے کا وعدہ کیا۔ کچھہ انگریزون کا سہارا تو ہو نہ تھا اونھون نے
شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونے کی اوسکو اسی قاعدہ کے ساتھہ جو اوس کے
ساتھہ تھی دلادی۔ سنہ ۱۷۷۳ مین جب ہیسٹنگز کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اوسنے
نے یہ کہا کہ مجھے دس لاکھہ روپئے دو اور اس راجہ کو معاف کر دو۔ گورنر جنرل نے
کہا کہ ہم اون عہد وپیمان کو جو ملت سے ساتھہ ہوئے ہین چیت سنگھہ کے ساتھہ نہین
توڑ سکتے۔ اور گورنر جنرل نے بھی چیت سنگھہ کو لکھا تھا کی عزت ودولت وحکومت
وثروت کی جب ہی تک خیر ہے کہ سرکار کمپنی کے ساتھہ حفاظت مین پناہ گزین ہو اور ہم
بھی تمہاری حرمت ملحوظ ہے تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا ہماری
پشت وپناہ ہے۔ ہمکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھہ ہمیشہ وفادار رہوگے اور جب ہم کو کبھی
کام پڑیگا تو اوس کو ہمسے کر دوگے اور ہمسے وعدہ کیا جاتا ہی کہ خراج زیادہ نہین لیا جائیگا
جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھہ عہد وپیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام
کیا گیا تو جس ملک پر چیت سنگھہ حکومت کرتا تھا وہ سنہ ۱۷۷۵ مین سرکار کمپنی کے حوالے کر دیا گیا
سرکار کمپنی نے بھی چیت سنگھہ کو بدستور اپنی حال پر بحال رکھا اور بائیس لاکھہ چھیاسٹھہ ہزار
ایک سو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹھیرایا اور یہ اقرار کر دیا کہ اس سے زیادہ خراج نہین
[illegible] انگریزون سے [illegible]

مصارف کے لیے روپیہ بھیجنا گورنر جنرل کا کام تھا اسوجہ سے اپنی مگزن کے سرپر اس وقت اسقدر بوجھ پڑا کہ شاید ہی کبھی کسی کیلئے شخص پر گو کیسا ہی عالی حوصلہ کیون نہو اس سے زیادہ پڑا ہو۔ حیدر علی والی میسور۔ فرانسیس۔ ولندیز۔ مرہٹے۔ یہ سب کے سب ایک ہی وقت انگریزونکی مخالفت پر اوتہ کہڑے ہوئے تھے۔ اور سب جگہ ہنگامہ کارزار گرم تھا مگر لڑائی روپے بغیر کب ہوسکتی ہے اسلئے ہیسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تھی اس لئے اوس نے راجہ چیت سنگھ والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگریزی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت روپئے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلو تہی کی اس لئے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا اس سے اوس کا خاص منشا یہ تہا کہ چیت سنگھ کو دبا کر اپنا کام نکالے۔ پہر گورنر جنرل نے اوسکی احسان فراموشی سے جہلا کر اوس کو نظربند کردیا راجہ کا نظربند ہونا تہا کہ اوسکی رعیت طیش مین آکر اوٹھ کہڑی ہوئی۔ اور جن سپاہیون نے راجہ پر ہاتھ ڈالا تہا اونکو قتل کر ڈالا پھر جس جگہ گورنر اوترا ہوا تہا اوس کو آگھیر لیا۔ راجہ شہر سے بھاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے پڑنے مگر اوسان و استقلال کو اوس نے اب بھی ہاتھ سے نہ دیا آخرکار وہ یہانسے چنار گڑھ کو چلا گیا۔ اور ہر طرف سے فوجین منگا کر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دیکر بجے گڑھ کو جہان وہ چہپا ہوا تہا فتح کرلیا۔ مگر جو خزانہ قلعہ مین موجود تہا اوسکو فوج نے ہاتہون ہاتھ سلگوا لیا اور گورنر جنرل منہ تکتا اور ہاتھ ملتا رہگیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتھ لگا جسکی بڑی ضرورت تھی اور نہ راجہ قابو مین آیا کیونکہ وہ بھاگ کر گوالیار پہنچا اور وہان ۲۹ برس رہکر رہگراے ملک عدم ہوا۔ اوس کے بعد اوس کے بھانجے کو گدی پر بٹھایا۔

آصف الدولہ کی ماں اور دادی سے نہایت سختی کے ساتھ روپیہ لیا جانا

اودہ کی رعایا نے جو چیت سنگھ کے ہنگامے مین فساد برپا کیا تہا گورنر جنرل نے اوس کو آصف الدولہ کی ماں اور دادی پر ڈالنا چاہا۔ اس فساد کو بیگمون کے ذمہ لگا دینا آسان تہا مگر اس الزام کے لئے کوئی شہادت موجود نہتی۔ مگر زبان خلق اس امر کی شہادت دیتی تھی۔ کرنیل امپی بیگمون پر جرم بغاوت ثابت کرنے مین بڑے سرگرم تھے۔ کرنیل صاحب بہی غضب کے پکے تھے

اوہنون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے تنہائی مین تیرہ سے کہا تہا نواب نے
گورنر جنرل کو کہا کہ خدا کے واسطے اوسکو یہان سے بلوا لو اور میری جان کے پیچہے سے چہڑا لو بہائی
تہین مین نوابی سپاہی درگذرا اب بیگمون کے پیچہے پیچہے جہاڑ کے پٹ غرض اس ایک پہیرے
کی لکہنو جب آئے تہے تو قرضدار ہی یا اب اونکو پاس تیس لاکہ روپیے تہے اس ملک مین
انگریزون کے بیوپاری تہے۔ ہیسٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس بغاوت کا
مقدمہ کوئی نہین بنایا۔ کیونکہ وہ جانتے تہے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم پہونچیگی
اسلیئے بیگمین لوٹ سے بچ جائینگی اونہون نے نواب کو سمجہایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر
ضبط کر کے اپنا نفع اوٹہاؤ اور خزانہ ضبط کر کے سرکار کمپنی کا قرض جو ۱۳۰ لاکہ ہے ادا کرو جس سے
پہر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اودہ پر مواخذہ نہو۔ نواب آصف الدولہ تک چنارگڑہ مین رہے تو
ہیسٹنگز صاحب کی دالافراقی اور قوت عقل کے آگے کچہہ نہ کر سکے۔ مگر جب وہ لکہنؤ آئے اور
ساتہہ اپنی مان اور دادی کے پاس گئے تو اون کا کہرام دیکہہ کر دل اونکا بہر آیا۔ گو دل و دماغ
اونکا کہاہی اوباشی اور شراب نوشی نے خراب کر دیا تہا۔ مگر اسوقت اون کا دل بیزد ہوسکا اور
اونہون نے ارادہ کیا کہ اقرار سے پہر جائین یہ معاملا ایسا سنگدلی کا تہا کہ ریذیڈنٹ مڈلٹن صاحب
جو ہیسٹنگز صاحب کی ناک کے بال تہے وہ بہی ایسے کام کو کرتے ہوئے جہجکتے تہے مگر گورنر جنرل
کا دل اس معاملے مین پتہر تہا اوس پر کچہہ اثر نہین ہوتا تہا۔ نواب کے پیچہے ہی پیچہے اونہون نے
ریذیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکہا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین
تم ڈہیل کروگے تو مین خود ہی لکہنؤ مین آؤنگا اور وہ کام جو تم سے ویسے نہین ہو سکتے خود کرونگا
ریذیڈنٹ کی اس دہمکی سے چہکے چہوٹ گئے۔ اوس نے گورنر کو لکہا کہ چنارگڑہ کے عہدنامے کی پوری
تعمیل ابہی حضور ہوئی جاتی ہے۔ آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ مجہسے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر
جنرل نے لکہوا لیا ہے۔ غرض جیسا ہو ہوا کیا جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتہہ نہ آیا اس لئے
جبر وظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج فیض آباد مین بہیجی گئی۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۷۸۲ء کو اوس نے
جاتے ہی دونون بیگمون کو اونکی محلون مین نظر بند کر لیا۔ مگر وہ پہرہ دینے سے اونہون نے۔۔ اسپر بہی
انکار کیا۔ اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا تشدد کیا اونکا اپنا ہی گہر اونکے لئے کربلا بنا دیا اونکی
مصیبتون کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور بدن مین سارا لہو خشک ہو جاتا ہے ان بیچاری بیگمون
کے مختار اور سربراہ کار بہار علی اور جواہر علی خان دو خواجہ سرا تہے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکی بیڑیان پیرون میں ڈالی گئین - کہانا پینا اونکا بند کیا گیا - غرض اور کیا کیا جبر و قہر
بیان کیجا سکتے ہیں کہ اونپر سات برس ہوئے کہ وہ بیگمون سے خزانہ دلوادین جب وہ مہینون سختیون کو
جہیلتے ہو گئے و بیچارے بیمار و نزار ہو گئے اسلئے اونہون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم
باغمین کچھہ ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا
کہ وہ کہین بہاگ نہ جاین لوہے کی زنجیرین [illegible] اب کہتی ہے کہ واسطے کای بعضین باتیں پیش رو
تو ہور سے تہے پھر اور زیادہ شکنجہ میں رسانی [illegible] تہے لکھنؤ بہیجے گئے یہان جو کچہہ اونکا حال کیا گیا تو
بیان نہین ہو سکتا یا ریمنٹ کے کا [illegible] میں وہ چٹہی موجود ہے جو ریذیڈنٹ نے ان قیدیون کے
افسر کو لکھی تہی کہ صاحب من نواب [illegible] ارادہ کرتا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید میں ہیں
انکو سزائے جسمانی دیجائے اسلئے [illegible] آپ انہیں قیدیون کے پاس جانے دو
اور جو اونکا جی چاہے وہ قیدیون کے ساتھ کرنے دو [illegible] ان خواجہ سراؤن پر یہ ظلم ہو رہا تہا
بیگمین اپنے گہر مین قید تہین - کہانے کو اونکے پاس اتنا بہیجا تہا کہ اون بیچاری عورتون کا پیٹ نہ بہرتا
تہا - اور وہ بہوک کے مارے مرنے کے قریب ہو گئی تہین - غرض ان کمبخت بیبیون پر مہینے
وہ ہے گذر گئی - جب ان بیگمون سے ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ لیکر اپنی جان کو ان جلادون سے
چھوڑایا - ہیسٹنگز صاحب نے خیال کر لیا کہ اب اور زیادہ سختی سے روپیہ ہاتھہ نہین آئے گا -
اسلئے اونہون نے اول دولون کمبختی کے مارے خواجہ سراون کو بہی چھوڑ دیا - جسوقت دروازہ قیدخانہ
کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کٹی ہین تو اونکے رخسارون پر آنکہون سے آنسوون کا دریا رواں تہا اور لرزتے
ہوئے ہونٹون پر کبہی آواز سے شکر الہی ورد زبان تہا - یہ حال دیکہہ دیکہہ کر جن سنگدلون کا دل
پتھر تہا وہ بہی پانی ہوا جاتا تہا - ہیسٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونہون نے بیگمات پر وہ بیرحمی
اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بہی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تہی - دوست اونکے اس
الزام کو یون اوٹہاتے ہیں کہ مال آصف الدولہ کے باپ کا تہا - اوسکو بیگمون نے ناحق غصب کیا تہا
اونہون نے شرع اسلام کے موافق دلادیا - منصف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہیسٹنگز
صاحب مفت مال مارنے کے لئے مفتی شرع اسلام بنگئے - جسوقت اونہون نے بیگمون سے عہد
استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو دبانے کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دینگے اوسوقت مفتی
صاحب کا فتوے معلوم نہین کہان گیا تہا - مگر اسوقت ہم کو مراکجہ ایسی کے انصاف کی داد دینی
چاہئے اسوقت وہ مجبور تہے کہ اس معاملے میں اپنا دخل نہین دے سکتے تہے - اونکی تمام حکومت

مین ہوا سالانہ حرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھہ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکھہ روپیہ
تک بڑہا جاتا تہا اور رزیڈنٹ اس ... جو ستر مین سے ساٹھہ لاکھہ روپیہ یا اکیاسی لاکھہ روپیہ تک وصول کر کے
بہیجا کرتا تہا اسلیئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت جبار گڑہ مین نواب اور گورنر کی ملاقات
ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکھہ روپیہ کا تہا۔ رزیڈنٹ نے بجائے اسی لاکھہ روپیہ کے جو سب سے
زیادہ روپیہ وصول ہو سکتی اسیقدر ہی ایک کروڑ بیس لاکھہ روپیہ وصول کیا تھا۔ مگر نواب پر اس سال
حساب کے بیچ پانچ لاکھ کر ڈہائی کروڑ روپیہ باندہا گیا۔ جو ملک کی سالانہ آمدنی سے بڑا دو چند تہا۔

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی و انگریزی کے ساتھہ سرحد دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کی ساتھہ اون دونوں فوجوں کا جھگڑا ہونا

جبکہ سکہونکی شورش اور تاخت و تاراج کا اثر دریاے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب
آصف الدولہ نے کچہہ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے متصل متعین کردی۔ اور فیض اللہ خان
کو لکہا کہ آپ بھی کچہہ اپنی فوج وہان بہیجدین تاکہ یہ دونوں فوجین ملک سکہون کے ادہر آنے مین مزاحمت
کرین۔ نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بہیجدیا۔ باوصف اس فوج کے
وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گہاٹ پر احتیاط رکہنے کے بہی سکہون نے ایک یا دو یورش کر کے
دریاے گنگا کو عبور کیا اور سنبہل کو لوٹ لیا اور شرفا کی ننگ و ناموس کو برباد کیا۔ اسی طرح کئی سال
یہ فوجین دارانگر میں مقیم رہین۔ ماہ رمضان ۱۲۰۵ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی
سپاہ کے ساتھہ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی۔ انگریزی و آصفی سپاہ کو ہزیمت
ہوئی پٹہانون نے ان ملنگوں کا اسباب اور سامان لوٹ لیا۔ اس فساد کے بعد سے سپاہ کی تعیناتی
دارانگر کے مقام سے موقوف ہوگئی۔ مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جھگڑے کا حال سنکر
ناراض ہوئے۔ اور کلکتہ سے پامر صاحب اور تفضل حسین خان کشمیری تہوڑی سی جمعیت
کے ساتہہ تاوان وصول کرنے کے لیئے رامپور آئے اور نواب فیض اللہ خان سے بات چیت
ہوئی نواب صاحب چونکہ نہایت دور اندیش تھے اسلیئے پندرہ لاکھہ روپیہ دیکر راضی کردیا۔ یہ

یہاں جو بیان تھا مؤلفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہے۔ مگر انگریزی کتب تواریخ میں ان پندرہ لاکھ روپیہ کے دئے جانے کی حقیقت دوسرے طور پر لکھی ہے کہ ۔ واقعہ بھی ضمنًا اوس میں شامل ہو۔

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کر لیں اور اس حیلہ سے پندرہ لاکھ روپئے اور بقولے تیس لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے بموجب جسپر ۱۷۷۴ء میں انگریزی حکومت کی ضمانت لگی تھی نواب فیض اللہ خان سے یہ شرط قرار پائی تھی کہ پانچ ہزار سے زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکھیں اور نواب وزیر کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے بہنگام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کریں۔ جب انگریزوں اور فرانسیسیوں میں لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار دینے کی درخواست انگریزوں سے کی جسپر لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا۔ کوئی کہتا ہے کہ سنہ ۱۷۸۰ء میں گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچ ہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اونہوں نے حسب الحکم انگریزی تین ہزار سپاہ بھیجی مگر وہ اسقدر نہ تھی جو اونسے مانگی گئی تھی اسلئے وہ فوج نامنظور کی گئی اور گورنر جنرل نے مقام چنار گڑھ میں نواب آصف الدولہ سے ملاقات کرکے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر چھین لینے کی اجازت دیدی تھی۔ چنانچہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ وہان لکھا گیا تھا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تھی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان سبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت و حمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرا دئے اور اپنی خودسری سے نواب آصف الدولہ کو بہت دقت اور تکلیف دیتے ہیں اسلئے آصف الدولہ کو اجازت ہے کہ جب موقع وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کرکے اونکو نقد روپیہ مشروطہ عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کے دیا کریں۔ مگر جسقدر روپیہ اوس فوج کا ہوگا جو اونہوں نے

عہدنامے کی روسے سرانجام کرنے کی شرط کی تہی وہ روپیہ لونکی نقدی مین سے منہا ہوکر حساب مین تا قایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا * اجازت لارڈ مذکور کی سوانح عمری مین ایک مشہور یادگار باقی ہے - یہ صرف نواب فیض اللہ خان کے ڈرانے کے واسطے کی گئی تہی - کیونکہ فیصلہ کو اوس جاگیر سے نفع حاصل کرنے کی اجازت نہ تہی جب مدراس اور بمبئی کے حاطہ مین لڑائی کی آگ بہڑک رہی تہی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سے کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوار اپنی خدمت کے لیے مانگو تاکہ انگریزی سپاہ مدراس جانے کے لیے کافی ہو اور گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کو بہی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس درخواست پر نواب فیض اللہ خان نے لکہا کہ مجھے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکہنے کی اجازت ہے جس مین دو ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین - انکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے - جس سپاہ کہان سے لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکہنؤ کے رزیڈنٹ کو لکہا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سے تین ہزار سوار مانگے اسپر پہر اونہون نے عذر کیا - مگر دو ہزار سوار اور ایکہزار پیدل بہیجدئے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا کہ وہ راضی نہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ چنار گڈھ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان کی ریاست ضبط کرلین چونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تہی کہ کوئی نقض عہد نواب فیض اللہ خان کی طرف سے نہو - اب یہ بڑی ہٹ دہرمی تہی کہ انگریز اس بہانے سے عہدنامہ لال ڈانگ سے پہرتے تہے اوس مین یہ کہان لکہا ہوا تہا کہ پانچہزار سوارون سے نواب اودہ کی اعانت کی جائیگی - اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا بسبب قابلیت وعدہ تہا وہ بہی سوارون کا نہتا غرض کہان یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکہو کہان یہ معنی اوس کے کہ پانچہزار سوار نواب اودہ کی خدمت کے لئے بہیجو زمین آسمان کا فرق تہا مگر زبردستون کو اختیار تہا کہ جو چاہین سو کرین اس وقت تو فقط اس اصول پر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تہا کہ جس رئیس امیر سے جو کچہ اینٹہا جا وہ اینٹہئے جو مرضی ہوئی ہو اوسے ذبح کیجئے - سنہ ۱۷۸۲ء مین آصف الدولہ کو ازحد اصرار ہوا کہ گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان ان اس خدمت کے عوض ہرجہ کا روپیہ دینے پر راضی ہوئے چونکہ وہ ایک فرضی مقدرت رئیس خیال کئے جاتے تہے اسواسطے پندرہ لاکہ روپئے ہرجے کی بابت طلب کئے گئے - اس روپیے کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہوگئے اور میجر پامر صاحب انگریزونکی طرف سے گئے اور وہان رکی ... بعد ... نواب فیض اللہ خان
سے پندرہ لاکھ روپئے لینے اسطرح کہ پانچ لاکھ روپئے فوراً دیے ... پانچ لاکھ فصل ربیع مین
اور دو لاکھ ربیع سنہ ۱۱۹۱ فصلی مین اور باقی تین لاکھ روپئے شروع خریف سنہ ۱۱۹۲ فصلی مین ادا
کرنیکا وعدہ کیا اور ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۷ ہجری مطابق ۲۰ فروری سنہ ۱۷۸۳ء کو پامر صاحب نے نواب
وزیر کی طرف سے اوس شرط کو جس سے اونپر فرض تہا کہ بوقت ضرورت دو تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر
کی مدد کرین عہدنامہ سابق سے منسوخ کردیا - اور اس تاریخ سے نواب فیض اللہ خان فرض مددہی
سپاہ سے بری کیے گئے

اس کی علاوہ پندرہ لاکھ روپئے اور اس بہانے سے وصول کئے کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے
حین حیات تھی اب یہ اونسے عہد کیا گیا کہ نسلاً بعد نسل ... قائم رہیگا مگر مل کی انگریزی تاریخ مین
لکھا ہے کہ اس دو برس تک کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کردیا - گورنر جنرل نے
کورٹ ڈائرکٹرز کو رپورٹ بہیجی تہی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے
پانچہزار سوارونکی بیجا تہی - موافق عہدنامے کے دو تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکی
ذمے واجب تھی - اور جو خواہین کہ اونکی بغاوت کی نسبت مشہور ہوئی تہین وہ محض بے اصل
تہین - مل کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی سے صرف
اپنا اعتبار ثابت کرنا چاہا - مگر اوس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور ہوا کہ آصف الدولہ نے
اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچھ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تہا -

ہیسٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی مان اور دادی کی جاگیر پھر اون پر بحال کرا دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ
کو ہیسٹنگز صاحب کے پاس بہیجا جس کام کے لیے وہ بہیجے گئے تہے اوس کو اچھی طرح
انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوتے - گورنر جنرل ہیسٹنگز صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہو گئے جیسے وہ ڈنلس صاحب کے کام سے ہوئے تھے اس لئے
اونکو چند مہینے کے بعد ہی معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی رائے کے ساتھ
اتفاق نکیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے ۔ مگر جو رزیڈنٹ کا م کے پیچھے پڑتے تھے اُسے کرکے چھوڑتے
تھے اس اونھوں نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ میں رزیڈنٹ ہی رہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہی
وہ ہندوستانیوں ہی لیا جاتے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹوں کے ہاتھ سے ہی ہے
ہمیشہ نواب کے خط اونکی شکایت مین آتے رہتے ہین ۔ اس پر کونسل مین کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخرکار
۱۷۸۴ء مین گورنر جنرل کو اپنی رائے مین کامیابی ہوئی ۔ اور اونھون نے اب خود لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا
اور ۲۷ مارچ ۱۷۸۴ء مطابق ۱۱۹۸ ہجری کو وہ لکھنؤ مین آئے اون کا بڑا مطلب یہان آنے سے یہ
تھا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کرین ۔ اونھون نے آصف الدولہ کے نائب سے روپیہ
وصول کیا معلوم نہین اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگموں پر کیا دلمین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی
تھوڑ کر گذاشت کرایا ان بیگموں کے ظلم و ستم پر انگلستان مین بڑی ہائے واویلا مچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی
گورنر نے وزیر سے یہ کہہ دیا کہ اونکو جاگیر دینے نہین تمھارا اور تمھارے ملک کا بھلا ہی ۔ اُسنے تمہیں انتظام مین
بڑی مدد پہنچے گی ۲۰ اگست ۱۷۸۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا اسکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ مین ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت مین دہلی مین رہ چکے تھے[۵۸] ۱۱۹۸ ہجری مین قلعہ ؟
نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوتے ہیں تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہیسٹنگز کے لکھنے کے موجب شاہزادے کو
کمال آبرو کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم چد نذر گذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات
و پوشاک نفیسہ کی اور دو ہاتھی اور ۲ گھوڑے کرم قلی خان بسمبر منیر الدولہ کی معرفت برائے استقبال
روانہ کیے القصہ کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی پلٹنین تلنگون کی اور کئی سو سوار اور تحائف مذکور لیکر روانہ ہوا
جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا ۔ اور اعزاز و اکرام سے اپنے ۔ لائے

---

[۵۸] دیکھو عالم جہان نما(۲)

اور ۲ ہزار روپیہ ماہوار مطبخ اور کارخانجات وغیرہ کے لئے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل میں ٹھیرایا۔
گو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی پتنگ بازی آتشبازی وغیرہ تماشون میں دم بھر کو بھی
بگڑتی تھی۔ مگر کئی مہینے کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اخلاف پسند تھا
ایک لکھنوی طوائف کرم بخش نامی سے جوش محبت میں آنکھیں لڑ گئیں اور اوس کو شمس کاشانہ محل بنایا بیگم
صاحبہ کی پاسداری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازان
وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی آخرکار شاہزادے نے بنارس میں جا کر قیام کیا۔ جبکہ وارن ہیسٹنگز اپنے
عہدۂ گورنری سے مستعفی ہو کر کلکتہ سے چلے گئے اور لارڈ کارنوالس اونکی جگہہ مقرر ہو کر آئے اور سنہ ۱۲۰۱
ہجری میں لکھنو کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ میں بنارس کے اندر شاہزادے سے
ملاقات ہوئی شاہزادے سے گورنر جنرل نے خلعت عطا کیا۔ دوسرے روز نواب سعادت علیخان گورنر جنرل کی
ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کر کے اپنے مقام کو لوٹ آئے گورنر جنرل نے دوسرے دن
سعادت علی خان کے قیامگاہ پر جا کر رسم بازدید ادا کی نواب نے اونکی ضیافت کی پھر شاہزادہ جہانبخت
گورنر جنرل سے ملنے کے لئے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور یہی خواہش تھی کہ نواب سعادت علیخان کو تو
نہ بٹھایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی میں کچھ باتیں کرنا تھیں
جب یہ حال نواب سعادت علیخان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل
سے کہا کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے میں دے گئے تھے
اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہیے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنو کا قصد رکھتے ہیں اور میں بھی جا رہا
ہوں وہاں پہنچکر یہ بات وزیر الممالک سے کہی جائے گی غرضکہ گورنر جنرل لکھنو کو گئے اونکے پیچھے پیچھے
شاہزادے بھی لکھنو کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ
نے بلطائف الحیل کے ساتھ اون اضلاع کے دینے سے انکار کر دیا اور شاہزادے سے خاطر باطن
میں بہت کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری میں رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلیئے گورنر جنرل کے
مشورے سے اکبرآباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری
کہ مرزا جوان بخت اکبرآباد کی طرف جا رہے ہیں تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد میں بلا لیا۔ کچھ دنون
یہاں رہکر شاہزادے رخصت حاصل کر کے ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۲ ہجری کو اکبرآباد پہنچے مگر یہان
اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو مکتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنو کا عزم کیا۔ اور ۵ رجب سنہ ۱۲۰۲
کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنو میں آئے۔ اور وہاں سے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکی ساتھ تیز

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپین اور پندرہ میں ہاتھی تھے۔ بنارس مین پنچکوا دھنوان کے
باغمین قیام کیا۔ گورنر نے سولہ ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کی حسابات
ملکی سے جداگانہ مقرر کردیا آخر شاہزادے نے ۲۵ شعبان سنہ ۱۲۰۲ ہجری کو عارضہ سینہ مین مبتلا ہوکر
انتقال کیا نواب سعادت علیخان اور ریذیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوئے

شاہزادہ سلیمان شکوہ

تاریخ عالم شاہی مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین
مخفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکھنؤ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ۲۰ جمادی الاخرے روز سہ شنبہ کو مقام
بریلی مین راجہ صورت سنگھ اور راجہ جگتناتھ اوسکے داماد نے ملازمت شاہزادے سے مشرف ہوکر
ایک ہاتھی اور پانچہزار روپے نذر کیے۔ شاہزادے نے صورت سنگھ کو اپنا خاص دوپٹہ اور اوس کے داماد کو
دوشالہ عطا کیا۔ اتفاق سے اوس زمانے مین گورنر جنرل خود لکھنؤ مین آئے ہوئے تھے، جمادی
الاخرے کو شاہجہانپور کی منزل مین آصف الدولہ اور عماد الدولہ ہیسٹنگز صاحب بہادر جلادت جنگ،
گورنر جنرل کی عرضداشتین پہنچین اونکے مہر شاہ عالم کے سنہ ... کی نقل بھی تھی جو مشعر ان
دونون عرضیون کے نام تھا اسکا مضمون اوس کا یہ تھا کہ مرشد زادہ بے استرضائے اقدس کے چلا گیا ہو
شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکھا دیا جس سے انکی تشویش رفع ہوئی ۲۲ جمادی الاخرے کو
راجہ گوبند رام وزیر کی جانب سے اور کپتان اسکاٹ گورنر جنرل کی طرف سے اپنے اپنے موکلون کی
عرائض لیکر شاہزادے کے حضور مین پہنچے کپتان نے تین ہاتھی مع عماری ہائے سلطانی دار اور نقرئی
خواصون کے اور نشان وہان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کیے اور جبکہ منزل جہان مین شاہزادے
نے یہ سنا کہ وہ دونون رئیس خود استقبال کو آتے ہین تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون کے لانیکے
لیے روانہ کیا ۲۴ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ اور پانچ گھوڑے اسباب مراتب
ونشان وہان شاہزادے کی صحبت مین نذر گذرانے اور اوس دن دونون سرداروں نے عطائے
شایستہ سے عزت بلند کیا۔ ۲۸ جمادی الاخرے کو شاہزادے لکھنؤ مین داخل ہوئے اور وزیر کے
دولتخانے پر تشریف لیے گئے وزیر نے دو ہاتھی اور دو گھوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جو اسپ
اور کپڑون کے خوان اور ہتھیار پیشکش گذرے شاہزادے نے قبول کرکے اوس مقام پر چلے گئے۔ جو
اونکے ٹھہرنے کے لیے تجویز ہوا تھا۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ آصف الدولہ
نے شاہزادے کے مصارف کے لیے چھ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ

بھی لکھنؤ مین آئے تھے۔ اس زمانے مین نواب آصف الدولہ

مرض الموت مین مبتلا تھے کچھ دنون مراتب خدمت گذاری ادا ہوتے لیکن جیسا کہ مدنظر تھا ویسی مدارات ظہور مین نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سولہا ہزار روپیہ ماہوار مین اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے شاہ عالم بادشاہ کے بادرچیخانہ خرد کے مصارف کے لئے بہیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئے چھہ ہزار روپیہ اور سکندر شاہ کے لئے دو ہزار روپیہ ماہ ماہہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادت علیخان کی مسند نشینی کے وقت جو عہدنامہ ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان تیاریں کی تنخواہ سالانہ دو لاکھہ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارن والس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھہ ریاست کے سر سے ٹالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ کا اور انگریزونکا نواب کے ذمے گھٹا دینا

جبکہ مسٹر ہسٹنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارن والس گورنر جنرل ہوئے تو آصف الدولہ نے اپنے وزیر حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو بہیجا حیدر بیگ خان آخر محرم سنہ ١٢٠١ ہجری مطابق نومبر سنہ ١٧٨٦ عیسوی براہ خشکی لکھنؤ سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے ٩ ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے مین پہونچے ایک دن وہان ٹھہر کر آگے کو کوچ کیا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے ملے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تھا کہ سپاہ انگریزی کا بوجھہ اپنی گردن سے ٹالین۔ اور فتح گڈھہ کے بریگیڈ کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہسٹنگز صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالین۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب ۷ برس سے چوراسی لاکہہ روپیہ سالانہ انگریزون کو دیتے تھے سنہ ١٧٧٥ع کے عہدنامے کے مطابق اونکو ...٣١٢ روپیہ اور سنہ ١٧٨١ع کے صلح نامے کے موافق ...٣٤٢ روپیہ دینا چاہئے تہا۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان کمپنی نواب اودہ کا روپیہ بیٹھے کہا رہے تھے اوس کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گھٹا کر ایک پورے بریگیڈ کا خرچ اونکے ذمے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکہون کا خوف اودہ کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اوسی قدر سپاہ اونکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ پامر صاحب کو جو

گورنر جنرل کے ایجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے
کے پاس پہنچا دین موقوف کر دیا اس ایجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط ایجنٹ کی تنخواہ
۲۲۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی ہیسٹنگز صاحب جب لکھنؤ مین آتے تھے تو اون کا باڈی گارڈ مقرر ہوا تھا
وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ کارنوالس نے روپئے کو گھٹا کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج نواب کے ذمے
رکھا مگر بباعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہدنامہ ۱۷۸۱ء مناسب تصور نہین
ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۵ اپریل ۱۷۸۷ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ
کے درمیان ہوا تھا اوس مین طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور
اتفاق مین ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا
چاہئے اس سبب سے کہ میری تقرری یہان امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ
اسپر متوجہ رہی ہے کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ مین کمپنی کے اور آپکے ملکون کو یکسان
تصور کرتا ہون تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور
اوس مین غیر کا حملہ ممکن ہے اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہین ہو سکتی اسلئے
مین آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہون جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب
ہین - فوج متعینہ فتحگڈہ کے باب مین جسکی برخاستگی عہدنامہ چنار گڈہ ۱۷۸۱ء کے مطابق ہوئی ہے
مین صلاح دیتا ہون کہ وہ برخاست نکی جاے بلکہ وہان متعین رہے مین یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہون
کہ آپکا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہان متعین ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کارآمد
ہوگی - اگرچہ بالفعل کوئی خوف کسیکا آپکے ملک پر خیال مین نہین ہے مگر آخرکار آپکے ملک کی حفاظت
فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی - اور جب تک فوج آپکے ملک مین رہے گی اوسوقت تک کوئی
خیال خوف کسیکا بھی آپکے اوپر نہ کرے گا - اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت
اکثر جنگ گاہون مین آزمائی گئی ہے یہانتک کہ جب اون کے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی
زیادہ تھی تاہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہے - اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر
زورآور رہیگی اور کامیاب ہوگی - مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین ہمیشہ شبہہ ہوا کرتا ہے تو عقل
و احتیاط متقضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن الوقوع عمل مین آئے تا کہ بالیقین فتح ہماری طرف
عاید ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ کچھ نسبت کمپنی کی فوجین اور آپکی فوجین نہین ہے اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی فوج کی
آپکی حکومت اور آپکا ملک محفوظ نہین رہ سکتا - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری راے پر غور کرینگے

تو آپ کو راستی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور رکھینگے جسکی دلاوری اور قواعد
پر اعتماد کلی تھا اونکے مقابلے مین ہند اور جنگ کچھ نہین جانتے اور مجھے شک نہین کہ آپ خرچ تمامت
اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہے اس واسطے مین بلا تامل اطلاع دیتا ہون
کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برخاست کرینگے جسقدر اس لائق کام فوج کے قیام سے واقعی مکتفی
ہوگا - اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لئے ضروری ہے وہ آپکے ملک مین صرف
ہوتا ہے - اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہے کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو - اور آپ کو اس امر کا
یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ تمام ملک ہندوستان مین دیکھو فساد اور خرابی ہو رہی ہے
مگر آپ کے ملک مین امن و امان جاری ہے اس صلاح کی تائیدین اور بہت سے دلائل قوی بیان
ہو سکتے ہین - مگر میری رائے مین جس قدر کہ بیان کیا ہے اوس کا نتیجہ بھی کم نہین اور اوس سے
آپکی اسے یقین ہو میری صلاح قرین مصلحت ہوگی - اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہین رکھتا
میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زیادہ جو کمپنی کو آپکی دوستی اور آپکے ملک کی
حفاظت کے باعث ہوتا ہے نہ دی جاوے - اور جو حساب میرے پاس ہے اوس سے ظاہر ہے کہ
پچاس لاکھ روپیہ فرخ آبادی سکہ سالانہ خرچ ہوتا ہے - اسی رو سے بحساب نواب سعادت علی خان کا تعینہ
اور روہیلون کی تنخواہ اور رزیڈنٹ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہین - القصہ میری
تجویز اور نیت یہی کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے آپ سے زیادہ اوس پچاس لاکھ روپیہ سے
نہ لیا جاوے گا - اور کسی طرح کا مطالبہ نہوگا - اگر آپ بعد ازین کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرینگے تو اوسکا
خرچہ واجبی اسکے سوا آپ کو دینا ہوگا اور اگر کوئی بریگیڈ یا رسالہ سوارون مین سے واپس طلب کیا جاویگا
یا خرچ مین زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب واجبی کرکے آپ کو دلاؤنگا - اس نظر سے کہ اس عہدنامے
کے مطالب مین کوئی وجہ اختلاف رائے کی باقی نرہے - مین آپ کو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہون
کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج مین واقع ہو خواہ بطریق زیادتی یا کمی رسالہ و پیادگان کی تو یہ
بات انکے مانع اوسکی نہوگی - اگر کل فوج مین زیادہ کمی واقع نہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عوض
کچھ زیادہ آپسے مطالبہ نہوگا ایک رزیڈنٹ جیسا اب ہے آپ کے دربار مین رہیگا - مگر چونکہ بڑا ہی
الہی کی اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کی حکومت مین کسی طرح کی مداخلت نہ کی جاوے - اس لئے احکام
تاکیدی رزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت خود نہ کرے - اور نہ کسی رعایا سے انگریزی
کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرح کا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے

کرلینے کا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ کے ملک کا آپکے اور آپکے اہلکارون کے سپرد رکھکر مین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکہ یہ امر بلاحجت وقوعمین آئے مین صلاح دیتا ہون کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دیتا - اور اگر مین کسی کو ایسی اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جاوے گی - اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری کے آپکے ملک مین جاکر رہے تو آپ اوسکو بردستی اوٹھادین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب رزیڈنٹ کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیجدین - مینے جو حالات گذشتہ ملاحظہ کئے اور آپ کی دوستی کا حال جو آپ کے اور کمپنی کے درمیان مین ہی مشہور عام ہے دیکھا تو مجھے حال ذیل کلہنا مناسب متصور ہوا کہ چندسال گذشتہ مین آپکے بیگانون نے خودغرضی سے اکثر استغاثے گورنمنٹ انگریزی مین کئے تہین جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہی کہ اسکا انسداد ہو اور مینے بہت توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے - مگر چونکہ دوستی باہم مشہور ہی - اس لئے اگر آپ انصاف کو کار فرماوین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہی - فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ چہارم کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی رزیڈنٹ وہانسے اب خواہ بعد اختتام سنہ ۱۱۹۴ فصلی کے طلب کرلیا جاوے گا - اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نرہیگا اور نہ دوسرا مامور ہوگا اس بارہ مین بسبب اسکے کہ اب تک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین تھی مین آپ کی اطلاع دینی مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکہین گے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقے کی آمدنی سے کافی روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچہی طرح گذارے کے لایق علیحدہ کردینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی مان اور بہائی دل دلیر خان اور دیپ چند دیوان سابق نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجوہ دوستی ظاہر کی ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بلاواسطہ مظفر جنگ تجویز ہو - مشہور ہی کہ دل دلیر خان کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دل دلیر خان پر اس گورنمنٹ کا ہی اوسکی وجہ سے اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہوگی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھاویگا اسلئے مجھے امید ہی کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگونکی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو علیحدہ صاحب رزیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین - اوس حساب کی رو سے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین ہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہی - مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو - مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا منظور ہی - مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پاوے گا آپ اوس تاریخ کو تمام بقایا سے
تنخواہ فوج جو آپکے ملک مین موجود ہی۔ اور رزیڈنسی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا
خرچ اور نیز بقایا سے مسٹر اندرسین ادا کردین اور باقی جو کچھ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے
صاف ہوگا۔ اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے طور پر آپکے ذمے تصفیہ نہ کیا جاوے گا۔ جو مطالب کہ آئین
لکھے گئے ہین اونکی بابت مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سی ہوئی وہ آپ کا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون
سرکارون کا دوست ہی۔ اور چونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر معظم
ہے اسلئے مینے اوسکو امور فوائد باہمی کا مجاز متصور کر کے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری رائے مین
فوائد طرفین کی ترقی کے لئے مناسب اور مفید متصور ہوا کہا ہے اور میری رائے مین اوس سے کہہ بھیجے
آپکے ساتھ کہنے کے ہے۔ مگر جب تک آپکی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان کے لئے ضروری ہے اسلئے
مینے مناسب تصور کیا کہ علت غائی اوسکی اس تحریر مین درج کردن باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے
بیان کریگا۔ آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرائط کی تعمیل انگریزی کمپنی طرف سے
کرونگا۔ طلسم ہند مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کرور روپے کا جواہرات گورنر جنرل کی نذر کیا تھا
اونھون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کونسی نایاب شے نواب وزیر کے پاس اپنی طرف سے
روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کو ہماری طرف سے پہنچا دو۔ تاریخ مظفری مین بیان
کیا ہے کہ گورنر جنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سے نہین قبول کئے کہ وہ ولایت مین قسم
اوٹھا کر آئے تھے کہ مین ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لونگا۔ اور اونھون نے صراحت کے ساتھ
حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کردیا حیدر بیگ خان تھوڑے دنون کلکتے مین رہکر
گورنر جنرل سے رخصت ہوئے اوسی راستے سے لوٹے عظیم آباد مین باقی پور کے پاس چند روز توقف
کرکے لکھنؤ پہنچے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ اونھون نے اس کام مین
ایک لاکھہ روپیہ صرف کئے بعض اس سے بھی زیادہ بتاتے ہین۔ اس کارروائی کے ظہور سے نواب
آصف الدولہ حیدر بیگ خان سی بہت خوش ہوئے اور اونکو سب سے زیادہ دولت خواہ سمجھنے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنر جنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنر جنرل کی تحریر کے جواب مین ایک خط جولائی سنہ [illegible]ء مین اونکو لکھا کہ آپ کی دوستانہ
تحریر پہونچی مضمون اوس کا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپ کا یہ مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انتظام مین

مداخلت نہوگی اور رزیڈنٹ لکھنؤ کو حکم تاکیدی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کوئی
اور شخص آپ کا ماتحت کسیطرحکی مداخلت کرنے پائے گا ۔ اور میرے ملک کی حکومت
اور میرے اہلکاروں کی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی ۔ نواب حیدر بیگ
خان نے ان سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کاموں کے
بندوبست کرنے کا باعث ہوئے مجھے نہایت خوشی ہوئی ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور میں
خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھکر خوش ہوتا ہوں اور اسقدر شکر گزار ہوں کہ اوس کا ایک شمہ
بیان کرنیکے واسطے دفتر چاہتے یہ مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی میں اور اون کے انتقال کے
وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے میں انگریزوں کی دوستی کامل و مستحکم اور بے ریا رہی ہے
اور اللہ کی عنایت سے آیندہ یوماً فیوماً ترقی پر ہوگی ۔ اس وقت میں ایسا جزا رئیس صاحب علم و خبر عنایات
کامل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا میں سمجھتا ہوں کہ ایسے رئیس کا
آرود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھے امید قوی اور اطمینان کامل ہے کہ میرے تمام کام میری مرضی
کے موافق سرانجام پائینگے فوج متعینہ فتحگڈھ کے قایم رکھنے اور جاری رہنے کے باب میں جو آپنے
تحریر فرمایا ہے کہ بدستور سابق قایم رہے میں نے بخوبی غور کیا اور سمجھا ما وجودیکہ میرے ملک کا بڑا صرف
اسی فوج کے سبب سے سال بسال ہوتا ہے ۔ سابق میں جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ
اس بارے میں ہوئے ہیں اور جس طرح پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سب سے
آپ بخوبی واقف ہیں ۔ بہرحال مجھے آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ
اوس کا حسن و مفصل حال بیان کروں ۔ مگر میں نے سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہیں یہ میری
عین دلی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی ۔ اسواسطے اس مطلب کو اوس
وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہربانی حاصل کروں بعد اوس کے آپ مہربانی
و الطاف سے جو مشہور عام ہے وہ تحریر فرمائیں جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپ کو بھی
منظور ہو اس لیئے آپ کی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لئیے میں منظور کرتا ہوں کہ
جو فوج اب فتحگڈھ اور کانپور میں ہے وہ بدستور قایم رہے اور اپنے بھائی سعادت علیخان اور
سرداران روہیلہ کی تنخواہیں اور رزیڈنٹی اور دوسرے انگریزوں اور صاحب رزیڈنٹ ہمراہی
مہاراجہ سیندھیا کے اخراجات اور ڈاک کا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھ روپیہ مقرر کردیا ہے
کہ دیا کروں یہ مجھے منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھ سے

حضور کی رضا جوئی کا حال نواب وزیر کی طرف سے واضح راے عالی ہوگا حضور نے اونکے امورات
از حد مہربانی ظاہر فرمائی ہے - اور یقین ہے کہ آیندہ بھی وہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی
کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے - ایک فرد قسط بندی درا خراجات فوج وغیرہ کی
نواب صاحب کے خط کے ساتھ مرسل خدمت ہے اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی جسے جو ر
دو مقبول صاحب نے تسلیم فرمایا تھا کہ ماہ فروری ۱۷۸۴ء تک کو ادا کیا جائیگا بھیجتا ہون اور وہ ہنڈیات
اوس روپیہ کی بابت بھی جو شاہزادون اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری ۱۷۸۴ء
تک ہے بھیجتا ہون یہ سب حضور کی ملاحظہ مین گذرینگی - چونکہ بہت عرصہ ہوگیا ہے اسلیے
اکثر طریق کارروائی مین بدانتظامی واقع ہوئی ہے و نقد ... سرکار کمپنی کی ادائی
مین ہوگیا اب کہ مین یہان آگیا ہون اونکے تردد وغیرہ کا وقت ہے مین اوسکا ... حضرت
مہمات اور اونکی مدد اور حضور کی عنایات سے ہر ایک کام کا انتظام ہو جائیگا اور جو زیادتی کریل
مارٹن صاحب اور دوسرے صاحبان انگریز کا ہے وہ بعد ریور تحقیقات آخر ماہ ... ۱۷۸۴ء
تک ہوگا ... تک ادا ہو جائیگا - روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتدای مارچ
سے جون ۱۷۸۴ء تک ... مین داخل ہوگیا اور انشاء اللہ کی عنایت سے ماہ بماہ
قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امید کہ شرف عالی سے سرفراز ہوتا رہون -

گورنر جنرل کی لکھنؤ مین تشریف آوری - عہدنامہ تجارت

ہارٹن وارن صاحب آپ بھی لکھنؤ مین آتے - سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت
علی قدر مراتب حسن و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی - تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف
الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کیے اونھون نے کہہ دیا ... وہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ
خان سے کیا تھا - جب آصف الدولہ گورنر جنرل سے ملنے کو گئے تو اونھون نے ولایت فرنگ
اور انگلستان کے تحفے نواب کو دی نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی
وہین چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوئے -
۱۱۹۳ ہجری مین ایک عہدنامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا جسکی رو سے
ایک محصول فیصدی قیمت اجناس پر لینا تجویز ہوا - اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ
کہ محصول گذارات کا نہ لیا کرین -

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت راے کو کلکتے
کو گورنر جنرل کے پاس بھیجا چنانچہ یہ دونون اوائل شوال سنہ ١٢٠١ ہجری مین عید الفطر کی نماز کے
بعد آصف الدولہ سے رخصت ہوکر پندرہ سولہ ہزار سوار اور دو توپون کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر شہر کے
متصل ٹھیرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیان بھی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہو گئی
اسی مہینے مین یہ دونون صاحب اس لاو لشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوے غازیپور
اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہان صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان
حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا - سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی
جانب سے خلعت جسکے ساتھ مالا سے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تھا علی ابراہیم خان
کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دنون علیل تھا - اس لئے وہ خود نہ ملا وہان سے کوچ
کرکے سلخ ذیقعد کو داناپور کے متصل پہنچے یہان کے حکام انگریزی سول و فوجی نے ملاقات کی
وہان سے ذیحجہ روز چہارشنبہ کو آگے کو کوچ کیا عظیم آباد مین باغ جعفر خان المخاطب بہ مرشد
قلی خان مین ٹھیرے پھر وہان سے چلکر آخر ذیحجہ مین مرشد آباد پہنچے اور عشرۂ محرم کے دن یہان
کئے اس مقام مین سرفراز الدولہ نے مسافرون محتاجون اور سیدون کو بہت کچھ دیا یہان انگریزون
سے بھی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہین خلعت عطا کئے -
پھر یہان سے روانہ ہوکر کلکتے پہنچے - اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارن والس صاحب گورنر جنرل سے
کئی ملاقاتین ہوئین - گورنر جنرل نے دونون کو کمپنی کی طرف سے خلعت تکلف دئے - گورنر
تو وہان سے جہاز پر سوار ہوکر ولایت کی طرف روانہ ہوئے یہ دونون جدید گورنر جنرل سے
ملنے کے انتظار مین ٹھیرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینے تک وہان رہنا ہوا - جبکہ
جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے مین پہنچے تو اون سے ملکر سنہ ١٢٠٢ ہجری مین وہان سے
معاودت کی ٧ - جمادی الاول کو عظیم آباد مین پہنچے یہان تین چار مقام کئے اور غریبون کو
اپنی سخاوت سے فیضیاب کر کے لکھنؤ کی طرف چلے - اوائل ماہ جمادی الآخر مین مقام
بہرائچ مین آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے - آصف الدولہ سیر و شکار کی بعد لکھنؤ کو روانہ ہوے
یہ دونون ہمراہ تھے ١٠ - جمادی الآخر روز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکھنؤ مین داخل ہو گئے
اور دونون کو خلعت فاخرہ دئے یہ سفر نو مہینے کے عرصہ مین ابتدائے شوال سنہ ١٢٠١ ہجری
سے اوائل جمادی الآخر سنہ ١٢٠٢ ہجری تک پورا ہوا - دونون کا گذارہ پندرہ لاکھ روپیہ

سخن را بر آوردم از پوست مغز ؛ دہی ہمنت یہ رب این عقد را ؛ کہ کرد از دل خلق واعقد را
ز روے وفاق و زرہ می دواد ؛ کہ کمتر چنین اتفاق اوفتاد ؛ دگر سال تاریخ آمد نکبت ؛
قران دو کوکب بہ برج شرف ؛ اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر علیخان
سے چھوٹا اور متبنیٰ تہا مرزا جنگلی کی بیٹی سے شادی کی - اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نتھا - ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی -

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور پر چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اون کے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان
۱۷ - ذیحجہ ۱۲۰۸ہجری کو مسند نشین ہوے ۱۳ محرم ۱۲۰۹ ہجری کو افسران فوج نے اونکی
می نوسی ناحق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو مجروح و معزول اور قید کر کے
اونکے چھوٹے بہائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کر دیا - جام جہان نما مین لکھا ہے کہ جبکہ
استغاثہ قتل نواب محمد علی خان بوکالت صاحبزادہ مصطفے خان ابن الہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا
تو وہ بہت برہم ہوے اور رامپور کے افسران فوج کو لکہا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کر کے یہان
بہیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان
مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لیے لکھنو بلایا تھا - اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب
مخالفون نے صلاح کر کے اونکو مروا ڈالا - اور اوس کی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے
ایک محضر تیار کرایا جس کا یہ مضمون تہا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے تمنچہ مار کر خود کشی
کر لی ہے شب کو اونکی آرام گاہ مین ایک فیر ہوا دیکہا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک
عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بہیجا اور اپنے چھوٹے بہائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا - فتح علی خان لکھنو پہنچکر ایک باغ مین مقیم ہوا -
دیوان جھاؤ لال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی
مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بہیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خط لکھکر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہان بلاتو مین تم کو ریاست دیدونگا مگر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات
قبول نکی روہیلکھنڈ گزیٹیر مین ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے
اُنھون نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے
لیکن مسٹر چیری انگریزی رزیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہے بلکہ اوس کا بیان ہے کہ
آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونون اس جاگیر
کے مستحق نہین ہین کیونکہ یہ جاگیر اونکے باپ کی حین حیات تھی۔ آصف نامے کے مولف نے
بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا
وہ نظم یہ ہے ؎

که ناگه بدرگاه گردون سپهر — ز نزد برادرکشش آمد سفیر
که پوزش گران گناهش شود — برین آستان عذر خواهش شود
ازین در شود عفو جرمش مگر — جریمانه پذیرفته کوهے ززر
برین آستان سپهر اقتدار — ولے قاصدش را نشد اذن بار
پذیرا نشد عذر آن زشت خو — که سر زد چنین خون ناحق ازو
نه انگیز آن عذر بیجا شنوید — که مرضی دستور اعظم نبود
بطبق شریعت بحکم رسول — نگردید عذر گناهش قبول

مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے
مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب
کی تاریخ ہندسے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو بیش بہا تحائف
بھیجکر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض مین چوبیس لاکھ روپیے نذرانے
کے بھیجے نواب آصف الدولہ تو کچھ نیم راضی سے ہو گئے۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ بغیر انگریزی
گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا۔ جب اون سے کہا گیا تو اونھون نے نواب غلام محمد خان کی
جانشینی سے انکار کر دیا۔ مگر یہ اور تماشا کیا کہ یہ تجویز ٹھیری کہ نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک
لیکر نواب اودھ کو دیدیجئے۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ سزا گناہگار اور بے گناہ دونون کو ہوتی ہے۔
نواب غلام محمد خان قصوروار تھے۔ مگر جو خاندان اونکے ہاتھ سے ستم رسیدہ تھا اوس پر
ظلم توڑنے کا کیون ارادہ کیا۔ سوا اس کے نواب فیض اللہ خان کے حسن انتظام سے اون کا

ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ایسے ملک کو ایک
ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تہا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت
اور ضمانت سے تہا اسلئے اونپر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کرکے نواب غلام محمد خان سے
ملک نکال لے اسلئے گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ابرکرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج
لیکر اس بلوے کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور مظفر جنگ نامہ وہ جو شاہ مین کہتا ہے
کہ اوس کے ساتھ کا چور کا کمبو بھی تہا۔ عماد السعادت مین لکہا ہے کہ انگریزی فوجین دو پلٹنین
گورون کی اور بارہ پلٹنین تلنگون کی اور دو رجمنٹ ترک سوارونکی تہی اور مظفر نے انگریزی فوج کی
تعداد چودہ ہزار بتائی ہے۔ جن مین سے سات سو گورے تہے اور تاریخ مظفری مین انگریزی
سپاہ کی تعداد پندرہ سولہ ہزار لکہی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کرکے اوائل ماہ
ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری مین الہ آباد سے لکہنو کو آئے اور یہان تین مقام کرکے رام گہاٹ پہونچ
گئے اونکی توپون کے عجیب وغریب نام ہین جو بعض شاعرون نے نظم کئے ہین مین اونکو یہان
لطف کے لئے بیان کرتا ہون۔ دہوم دہانی۔ فتح پیکر۔ نہنگ۔ شیر پیکر۔ جم ڈکار۔ ملک میدان
فتح بار۔ اژدر۔ ہودبند۔ کہنڈ ڈہاق۔ کڑک بجلی۔ سرجو۔ گہن گرج۔ شکار دل۔ فتح لشکر
صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیری۔ صفدری۔ سلیمانی۔ پہلجہڑی۔ فتحیاب۔ غباری۔ انگریز بان
شترنال۔ گرنال۔ تہنال۔ انمین سے سرجو بہت بڑی توپ تھی الماس خان خواجہ سرا بھی
اناوہ سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر مین بہت سے امرا اور افسر تہے
ہنومان سنگہ کپتان ہرنار سنگہ دولم سنگہ۔ بہوانی سنگہ اور سالار جنگ کے دونون بیٹے اکبر علیخان
و قاسم علیخان اور عبد الرحمن خان قندہاری اور مرزا اشرف الدین اور مرزا حسن رضا خان
اور مرزا داروغہ حجیب خاص اور راو بہولا اور راجہ ٹلا سرائے اور راجہ ٹکیت رای اور راجہ
دہنپت رائے یہ سب امرا اور افسر ساتھ تہے۔ سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد مین لکہا ہے
کہ مظفر جنگ رئیس فرخ آباد بھی ہمراہ تہا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ چیری صاحب بھی نواب وزیر کے
ساتھ تھا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج مین دوسری الماس گنج مین تیسری سلطان
گنج مین چوتھی باون مین۔ پانچوین سری نگر مین۔ چھٹی شاہ آباد مین۔ ساتوین شاہجہانپور مین
آٹھوین قریب تلہر کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزلین کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی
اور وہان قیام کیا۔ لکہنو کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ [illegible] نے اس فتح مین شریک ہونے

ی سرفرازی کی کوشش کی جب نواب غلام محمد خان کو اس چڑھائی کی خبر پہونچی تو اونھون نے
بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کرکے بریلی کی جانب کوچ کیا اور صید خان کو
ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چھوڑا۔ نواب صاحب کی فوج کی تعداد
عماد السعادت مین ۴۰ ہزار ہے ۲۰ ہزار تک بتاتی ہے اور لکھا ہے کہ توپون کے علاوہ بالون کے
بھی کئی چھکڑے تھے اور منتخب العلوم مین پچاس ہزار لکھی ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین پچیس ہزار
بیان کی ہے۔ اور جام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہے۔ اور بعض نے صحیح تعداد بتائی ہے۔ اونکی
روایت کے موافق سترہ ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہے کہ تیرہ توپین
بھی بڑی تھین اور چالیس شترنال تھین۔ نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک
علاقہ ... ہوا اور یہان اونھون نے سپاہ کو تنخواہین اشرفیان تقسیم کین۔ نواب صاحب نے
اس مقام سے جنرل ابرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرادیجیے
جنرل صاحب نے جواب لکھا کہ آپ مطمئن رہیے۔ جب نواب آصف الدولہ یہان آجاینگے۔
تو مین صلح کرادونگا۔ مگر جمعیت خزانہ نواب فیض اللہ خان کا ہے وہ میرے پاس بھیجا دیا جاے
اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑھائین جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس پہونچا۔
تو افسران سپاہ کو جمع کرکے کہا کہ اپنے ملک کے ڈیرے سے آگے کو قدم نہ بڑھانا چاہیے
خدا چاہے گا تو سب کام بہت درست ہو جائے گا۔ مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون
کی بات کا اعتبار نہین جرنیل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکھی ہے کہ اونکی فوجین
اور اودہ کی فوج بھی آکر مل جاے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب کی یہی رای دی
کہ صبح کو آگے بڑھنا چاہیے۔ نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔ نواب صاحب کے چھ
بھائی اور تھے جنمین نظام علیخان۔ فتح علیخان۔ حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس
پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ ان مین سے ہر ایک ریاست کا امیدوار تھا اور انگریزون خفیہ عہد و پیمان
کر چکا تھا۔ اور اونکے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان۔ کریم اللہ خان۔ اور قاسم علیخان اونکے
ہمراہ تھے۔ بلکہ ایک دن ایک اردلی نے کہا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک اور شخص کو
پکڑ لائے اس شخص کو مار پیٹ کر تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض
... کی طرف سے جنرل ابرکرمبی کے نام پر تھے۔ اون کا مضمون یہ تھا کہ آپ آکر جنگ کیجیے
ہم ... ہو جاینگے۔ روہیلے اوسیوقت اون افسران نمک حرام کے ڈیرون پر چڑھ گئے۔ مگر یہ

اس سے پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے۔ روہیلون نے اونکی ڈیرے لوٹ لیے۔ نواب صاحب بہت متحیر ہوئے اور اون کا دل ٹوٹ گیا اور اب وہ ہر ایک کو شبہ کی نظر سے دیکھنے لگے کہ جو کوئی خوشی اس جنگ مین شریک ہونے کی نہو وہ چلا جاوے میری طرف سے اوسکو اجازت ہی۔ اور جسکو رہنا ہو رہجاوے میری طرف سے کسی پر جبر نہین۔ اونکی فوج تین روز مین میرگنج پہونچی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دو جوڑہ کو عبور کرنے لگی انگریزی فوج نے بھی بریلی سے آگے بڑھکر اوس ہو سات میل یعنی جہان کی طرف سنکھا کے پل کے پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ شنبھو ناتھ بھی پانچہزار سپاہ کے ساتھ انگریزی فوج کے ہمراہ تھا۔ جنرل ابر کرمبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کرکے دو جوڑہ کو عبور کر آئے تو اوس نے ناخوش ہو کر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کیمپ مین موجود تھا بلا کر کہا کہ نواب صاحب نے یہ اچھا نہین کیا جو آگے کو بڑھ آئے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست ہو گیا۔ اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کر دیا۔ اب نواب صاحب کو صلح کی امید جاتی رہی۔ اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہو کر آگے کو بڑھے اور موضع بھٹورہ کے کھیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اب فتح گنج دیاں (فتح گنج غربی) کہلاتا ہے۔

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخرکار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۲۴۔ اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲۲۔ ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری روز جمعہ کو سنکھا کے مغربی کنارے پر دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمر بندی ہوئی۔ فوجی جنرل نے گھوڑے پر سوار ہو کر نواب غلام محمد خان کی فوج کا تاڑ لیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بھٹورہ کے سامنے میدان مین پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان مین تھوڑا تھوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی جماعت کو چھپائے ہوئے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تھا۔

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی
فوجنے اپنا کام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلہ کے لئے تیار کیا۔
اور اونکی فوجنے آگے بڑھکر جنگل پر قبضہ کر لیا اور دونوں طرف سے توپیں چلنے لگیں اور
نواب کی فوجیں سے بان بھی چھوٹنے لگے اتنے میں انگریزی فوجوں سے کپتان رامزی کو
ہندوستانی رجمنٹ (ترکسواروں) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دھاوا کرنے کا حکم ملا۔ مگر
کپتان مذکور یا تو اوس حکم کو بھول گیا۔ یا سمجھا نہ۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب
کی جانب پھیر دیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ دہلا انگریزی فوج کے محاذ میں ہوکر گذرا اس حالت کو
دیکھکر بجو خان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سواروں کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کر کے
کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کیمپ تک تعاقب کرتے
ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست یافتہ جماعت انگریزی کیمپ کی
داہنی طرف بھاگ کر آئی یہ لوگ توپوں کے سامنے بھاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے
انگریزی بھاگتے ہوئے رسالوں اور باقیماندہ داہنی بازو کی فوج کو لفٹنٹ گاین اور رسی وڈ
ہین نے دوبارہ درست کر کے صف آرا کیا۔ لیکن روہیلے غول باندھکر انگریزی کیمپ میں گھس آئے
اور تلوار برچھیوں اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازموں نے بھی سیدھے ہاتھ میں
تلوار اور بائیں میں سانگیں لیکر ان لوگوں کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت میں لکھا ہے کہ روہیلوں نے
تلنگوں کے سر اوڑانا شروع کیے اونکے زور دست و بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے
سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اوس کے ککڑی کی طرح دو ٹکڑے کر دیے اور اگر بندوق کی نال
پر پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہوگئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی فوجیں اس سرے سے اوس سرے
تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگوں پر بھی آفرین ہے کہ جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے کے کھڑے
کٹ گئے قدم نہیں ہٹایا اڑھائی سو کے قریب گورے اور پچاس سردار کام آئے اور ستروسو
کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور معظم کہتا ہے کہ گورے ڈیڑھ سو اور کچھ
اس سے زیادہ مارے گئے جن کی لاشوں کو ایک خندق میں ڈالکر پاٹ دیا تھا اور مقتول تلنگوں
کی تعداد دو ہزار بتاتا ہے جو بڑے بڑے یورپین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل میں درج کیے
جاتے ہیں یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل جارج برگس کی یادگار میں ایک پتھر پر کندہ
کرکے وہاں نصب کیے گئے ہیں (۱) کرنل جارج برگس (۲) میجر تھامس بالفن (۳)

کپتان جان مَوبی (۴) کپتان نارمَنگلیند (۵) کپتان جان مَرڈونٹ (۶) لفٹننٹ
آئینڈریو کمنگ (۷) لفٹننٹ اینڈ منڈ ویلز (۸) لفٹننٹ ولیم ہنگسمن (۹) لفٹننٹ جان
ریچارڈسن (۱۰) لفٹننٹ جان بلمر (۱۱) لفٹننٹ برنج (۱۲) لفٹننٹ ولیم آڈیل۔
(۱۳) لفٹننٹ ایڈورڈ بلکی (۱۴) لفٹننٹ فائر وڈنگبر (۱۵) لفٹننٹ جمیس بلغر۔ انکے

سوا اور بہت سے یوروپین اور ہندوستانی چہوٹے سردار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے۔
نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی کشتون کی یادگار کا بہتر نصب ہے مع اپنی بہائیون
اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان
ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے
ہاتہیو نپر سوار کہڑے ہوئے اس لڑائی کا تماشا دیکہہ رہے تھے اونہون نے کپتان رامزی کی
رجمنٹ کی شکست دیکہہ کر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیے تہے۔ مگر جسقدر سوار ترک سوارونکو
لتاڑتے ہوئے انگریزی کمپ مین گہس گئے تھے اونکو کوئی کمک نہ پہونچی اور وہ پٹہان جو لشکر انگریزی
مین گہس گئے تھے لوٹ مین مصروف ہو گئے تھے کہ یکایک جنرل سر رابرٹ ابر کرمبی نے گورونکی پلٹن اور
چار توپین اور چہوٹے دو توپین پٹہانون کی سیدھی طرف گہما کر لگا دین۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو
جمع کر کے حلقہ باندھ دیا تہا۔ شاید اوس مقام پر گنون کا کوئی کہیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گہنسی ہی
کیونکہ منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنونکے کہیت مین پہلے سے چہپی ہوئی
بیٹہی تھی اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ کچہہ فوج انگریزی کی تہی وہ آگئی اور معظم کا
قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین بیٹہی ہوئی تہی جسنے اوس مین سے نکلکران لوٹنے والے
پٹہانون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراپ اور گولے مارے کہ تہوڑے
ہی عرصے مین پٹہانون کا چڑہا ہوا نور ایک دم ابلے کی مانند اوتر گیا اور بہت سے روہیلے
توپون کے منہ کا نوالہ ہوئے اور پٹہان یہ سمجہے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی
ہے بجو خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹہنڈے ہوتے بلند خان کے سر مین دو گولیان
لگین اور ٹہنڈے ہو گئے۔ اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلون نے
منتشر اور متفرق ہو کر بہاگنا شروع کیا۔ اور بے سری بہادری باقاعدہ جرات کو نہ پہونچ سکی
اس ہنگامے مین محمد عمر خان شہید ہوئے اور اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان
عرف جنگی خان مارے تو نہین گئے مگر زخمون سے چور ہو گئے۔ تہوڑے سے کی میدان کی فتح

انگریزی فوج کے نصیب مین لکھی تھی انجام کار روہیلون کو کامل شکست ہوئی اور کوئی پٹھان میدان
مین باقی نرہا۔ اسکا باعث اس کا یہ ہے کہ دلیر خان کمالزئی جو بارہ ہزار آدمیون کے جتھے کے ساتھ
نواب کے ہمراہ کھڑا تھا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدھی تھا یہ نواب غلام محمد خان سے ظاہر مین
موافق تھا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دہاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان
جنگ سے بھاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹھیرے یہ سنتے ہی
دفعتہ میدان مین بھاگڑ پڑگئی اور ایک دم مین میدان صاف ہو گیا۔ نواب غلام محمد خان کے
ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے ہمراہ سے نواب صاحب
بھی مجبور ہو کر میدان چھوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بھاگے ہوئے اور سردار
ملے یکم ربیع الثانی ۱۲۰۹ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوئے اور تمام خزانے
اور بیگمات اور بچونکو لیکر پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ رعایاے رامپور مین سے بہت سے شرفا
اپنی عورتون اور بچون کو لیکر اودہر ہی کو چلے۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر
رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام مغرور پٹھان پہاڑ کے ایک گھاٹے مین
جو نہایت دشوار گذار جگہ تھی مقیم ہوئے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے۔ انتخاب یادگار
مین [illegible] ڈانگ مذکور ہے۔ اور یہ محض غلطی ہے اور جام جہان نما مین انکا فاجور مین پناہ گزین
ہونا ذکر کیا ہے۔ عماد السعادت اور تفسیر التواریخ و منتخب العلوم مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان
نے [illegible] کی طرف پناہ لی تھی۔ در منظوم سے بھی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت
ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

رہ دامن کوہ را برگرفت ‖ ز فرخ جبون آن مہ نزگرفت ‖ نخستین مقامی برسید بخود ‖ کہ یکجا شود لشکر [illegible]
[illegible] با اتفاق سپاہ ‖ در آن درہ بگرفت جاے پناہ ‖ کہ دریاے آن درہ بود [illegible] تیغ او برق [illegible]
[illegible] ‖ اور عباس خان عباس تخلص خلف زیارت خان نے
اپنی سوانح مین لکھا ہے کہ ہمنے لاہور مین یہ خبر سنی تھی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ چلکیا مین پناہ
لی تھی۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام [illegible] لکھا ہے
[illegible] یہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے۔ سر رابرٹ ابرکرمبی نے روہیلون
[illegible] تک تعاقب کیا۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی لاشین گاڑنے کے [illegible] جنرل [illegible] کو
[illegible] روز وہان قیام کرنا پڑا۔ اور [illegible] بریلی کو پہونچے۔ [illegible]

حال سنئے جو تلہر مین مقیم تھا کہ جسوقت میدان جنگ مین لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہون نے عبدالرحمن خان قندہاری اور غازی خان کے رسالون کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب شرف الدولہ تھا اور فوج آصفی کا سب سالار تھا روانہ کیا۔ اور اوسکی عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوئے اور جہاولال کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہون وہ ہم کو ہر وقت پہنچتی رہین۔ نواب آصف الدولہ ابھی کٹرہ کمال زئی خان مین پہنچے تھے کہ آدھی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو شکست ہوئی فتح کی نوبتین بجنے لگین جہاولال کو خلعت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے مقتولونکی لاشین دفنانے سے فارغ ہوکر میرگنج کو چلی گئی۔ اور شمبھوناتھ حاکم بریلی کے ملازم نجو خان اور بلند خان کے سر کاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرے سے بریلی کو روانہ ہوچکے تھے لاتے کٹہرے کے پل کے پاس سواری پہنچی تھی کہ شتر سوار نجو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکھائے گئے اور وہان سے واپس لاکر فتح گنج کے کٹہرے مین دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا اور جنرل ایبرکرمبی کو کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑھئے۔ جب نواب آصف الدولہ کا گذر میدان جنگ مین ہوا اور پٹھانون کی لاشین پڑی دیکھین تو راجہ جہاولال کو حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان مین پڑے ہین اونکی لاشین دفن کرا دینا چاہیے۔ خدابخش بہادر علی اس خدمت پر معین کیا گیا اوس نے کشتون کو جمع کراکے دفن کر دیا[۵۱] اور زخمیون کو جنواکر مرہم پٹی کے لیے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہوگئے تو ہر ایک کو مکان تک پہنچ جانے کے لیے خرچ دیکر روانہ کیا[۵۲]

انگریزی اور آصفی فوجون کا روہیلون کے تعاقب مین دامن کوہ کیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہوکر اپنے آپ کو انگریزونکے حوالے کر دینا۔ اور قید ہوجانا۔ آخر کار رہا ہوکر نجف کو جانا

سلہ ۵۱ دیکھو آصف نامہ ۱۲ سلہ ۵۲ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے میرگنج میں آئے۔ انگریزی فوجیں آملیں یہاں سے دونوں
فوجوں نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جھاؤلال
نے آصف الدولہ کے حکم سے شہر کی محافظت کے لئے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ
انگریزی یا آصفی میں کا رامپور میں گھسکر کسی کو لوٹنے کھسوٹنے نہ پائے اور حکم سنادیا گیا کہ کوئی
لشکری شہر کے اندر نہ جائے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہاں
دو دن دو رات قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خان کے تعاقب میں کوچ کیا۔

یہ فوجیں ریٹھہ تک پہنچیں اور میدان ٹیپہ میں ٹھیریں۔ مولوی غلام جیلانی رفعت درمنظوم میں
لکھتے ہیں [1]

وز آنجا دو اسپہ بر ریٹھہ رسید   بمیدان ٹیپہ کمین آرسید

مگر روہیلوں نے آصف الدولہ کے قریب[2] پہنچنے کی خبر سنکر ٹیپہ کو پہلے ہی لوٹ کھسوٹ کر
تباہ کردیا تھا۔ انگریزی فوجیں رہ سیلو پر بہت کچھ گولہ باری کی مگر وہ ننگے مورچے لیے
محفوظ تھے کہ وہاں مطلق نقصان کا اثر نہوا۔ جبکہ متعدد حملے سے بھی نالے مورچے
فتح نہ ہوسکے تو انگریزوں نے نواب غلام محمد خان کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئیے
اور صلح کرلیجئے نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے صلح کا خیال تھا آپکی جانب سے لڑائی
کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجھکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد وپیمان کریں تو میں آپکے پاس چلا آؤں
انگریزوں نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ پہلے کیمپ میں چلے آئیں یہاں آنیکے بعد سب امور
متنازعہ فیصل ہوجائینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کیغرض سے
اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ میں روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
سفارت پر نصر اللہ خان ابن عبداللہ خان خلف نواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور نواب
آصف الدولہ کی طرف سے جھاؤلال گفتگو کے لئے مقرر ہوا۔ نصر اللہ خان نے نواب
غلام محمد خان کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جھاؤلال نے آصف الدولہ کے پاس
جاکر یہ بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہے
کہ ریاست پر نواب غلام محمد خان کو قائم رکھنے کا کوئی صریح وعدہ نہیں کیا گیا اسلئے کہ

---

[1] دیکھو جنگنامہ منظوم ۱۲ [2] یہ بیان آصف نامہ اور درمنظوم سے شروع ہوتا ہے ۱۲

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ درِ منظوم مین لکھا ہی کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام
محمد خان کے پاس واپس پہنچکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہین - مگر یہ
نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کرینگے - ملک دینے کا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا - جب نواب
غلام محمد خان اس مبہم جواب کو پاکر امید برآری سے مایوس ہوئے تو اونہون نے مقابلہ
جاری رکھنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام
کیا کہ راجہ کہتان کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجکر اوس سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے
کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین - راجہ نے اونکی استدعا قبول کی - اور روہیلون کے
لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کر دیا - اور بہت سا غلہ پہاڑون کے موہرون مین آگیا -
آصف نامے مین لکھا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکھا کہ روہیلے مقابلہ مین نہین آتے
اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے مشورہ کرکے یہ تجویز
کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑھانا چاہیے تاکہ پٹھانون پر رعب پڑے دوسرے دن صبح سے فوج
آگے بڑھائی گئی - اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا - انگریزی لشکر کے پیچھے نواب آصف
الدولہ کی فوج کے آگے ٹھہرے ہوئے اور نواب کی فوج کی پشت پر ظفر جنگ کی سپاہ تھی - مگر
روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی - بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس
بات کا خوف رہتا تھا کہ روہیلے دونون پر کوئی حملہ نہ کر بیٹھین یا شب خون نہ مارین اور یہ اندیشہ بھی
شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہو گیا تھا - نواب غلام محمد خان نے اوس مقام کو مستحکم کرکے
کو ایسا حصار بنایا تھا کہ انگریزی فوج سے سر نہوسکا تو ناچار انگریزون نے فوج روہیلہ کے
سردارون کو خط لکھے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے - جب نواب غلام محمد خان
کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کر رہے ہین - اور اونہون نے
میرے افسرون کو خط بھیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خطوط طلب کیے جو اول سفیر لائے
تھے اونہون نے تو پیش کر دیے - مگر منافقون نے نہ دکھایا اور خط کے آنے سے انکار
محض کیا - نواب نے دلمین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض ظاہری دوست
دغا و فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجھا کہ بہ تقدیر مخالف کے لشکر مین چلکر اوسکے
رحم پر اپنی جان کو چھوڑ دینا چاہیے - اور انگریزی کیمپ مین چلے جانے کا قصد کیا - جام جہان
مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین تہین

آصف الدولہ حیدری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بحال کردین
آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سی صاف صاف کہدیا کہ مین
نواب غلام محمد خان کو ملک ہتین دونگا - اور تاریخ سلطنتی مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل
ابرکرمبی کو عند الملاقات چند اشرفیان نذر دکہائین جسنے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھی
معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال و جواب ہو کر جنرل صاحب نے نواب کو اوس خیمہ
مین جانے کے لئے رخصت کیا جو اونکے ٹھیرنے کے لئے تیار تہا جب وہ اوس مین پہونچی
تو تلنگون کی تہوڑی سی فوج بہیجکر نظر بند کرلیا - جب نواب نے اپنے باب مین کچہ سوال کیا تو
ابرکرمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی ہنین پہنچے گی - ہر طرح کی آسائش کا
سامان ملیگا - مگر ملک ہنین مل سکتا - اب نواب صاحب کے ہاتھ چارہ کچہ نتہا مجبور تھے -
مخالف کے قبضے مین آگئے تھے - اوہنون نے اپنی فوج مین کہلا بہیجا کہ میرے اہل و عیال
اور خزانے کو میرے پاس بہیجادو اور تم آپ مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر
پہنچی تو اوس نے عبد العلیخان پسر دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کرکے مقابلے پر کمر باندہی
اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر بندوقین مارنے لگے اور رات کو بھی ستانے لگے -
نواب غلام محمد خان نے انگریزون سی کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روہیلے تلف
کردینگے آپ مجہکو یا عمر خان کو چہوڑدین تاکہ خزانہ بربادی سے بچا کر آپ کے لشکر مین لے آئین
انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چہوڑا - عمر خان کو چہوڑدیا - جبکہ عمر خان نے لشکر روہیلہ
پہنچکر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل و عیال کو انگریزی
لشکر مین بہیجدو - تو روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہی ایسا ہنین
کرینگے اور عمر خان کو بھی روک لیا - عمر خان کے ساتھ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے -
عمر خان نے اونکو واپس کردیا - اور کہدیا کہ مجہی بھی سپاہ روہیلہ ہنین چہوڑتی - انگریز
یہ خبر سنکر مشوش ہوئے اور روسا سے افاغنہ کو کہلا بہیجا کہ ہم کو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور تم ہم سے جنگ کرتے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ - نصف
ملک تمکو دیدیا جائیگا - مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کرکے ہمارے
پاس بہیجادو - مگر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا ہنین ہوسکتے - اسلئے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست ہین اونکو مسند نشین کیا جائے گا - البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی ہو جس کو منظور کروگے ہم اوسکو مقرر کردینگے - مگر جو لوگ غلام محمد خان کے ہوا خواہ تھے
اونہون نے اسطرح صلح پسند نکی ملکہ انگریزی فوج کو تیر و بندوق سے تنگ کرنے لگے
انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہان موجود رہینگے
روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آئینگے - اور صلح کیطرف نہین مائل ہونگے اسلئے جمعہ کی شب کو
آدھی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھا کر بہت سے سوارونکی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بھیجا
جام جہان نما مین لکھا ہی کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد
کیا تو اونہون نے استدعا کی کہ میری جگہ میرے کسی بھائی کو مسند نشین کردیا جاوے -
انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین
چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال اطفال و اعزہ و اقربا کو
چھوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کرکے کہ رامپور کو نہ جاؤنگا حج کا عزم کیا - ۲۰ شوال ۱۲۰۹
ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے - اور کچھ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین
بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا - اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ماہ رجب ۱۲۱۲ ہجری مین
کابل پہنچے اور وفادار خان کے ذریعہ سے زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف
ہوئے - خلعت فاخرہ اور ناصر الملک مخلص الدولہ مستعد جنگ بہادر خطاب پایا - یہ واقعہ
۲۲ شعبان ۱۲۱۲ ہجری کا ہے -

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کیلئے اون کے
مورچونکی طرف بڑہا اودھر سے پٹھان بھی مقابل ہوئے بندوقین مارنے لگے - چونکہ روہیلے
ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا تھا اصلی
اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوتے - اگرچہ
بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تھی کہ جنگ جاری رکھی جاتے - مگر سپاہ برابر لڑتی
رہی کہ اثنائے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جھنڈی جنگ بند کردینے کی علامت کے لئے
ہلائی گئی - بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے
پاس گیا کہ یہ صورت اچھی نہین سب اعزہ و اقارب تمھارے رامپور مین موجود ہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ
یہان بھیجدو نواب احمد علی خان کو مسند نشین ریاست کیا جاویگا اور جس کو تم نائب تجویز کروگے
اوسے نائب مختار ریاست بنایا جاویگا اس تحریر کو دیکھکر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوئے
اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے قبضے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے
سے ہم یہان محصور ہین ہر طرح کی تکلیف اوٹھا رہے ہین اور یہان کی آب و ہوا نہایت خراب ہے
بہت سے روہیلے تپ دلرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین ہوتم اور طاقت کو بجہد
نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دبا ہوا ہمارے مورچون مین گھس آیا تو تمام عزت و ناموس برباد
ہو جائیگی بہتر یہی ہے کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجائے۔ اور نواب نصر اللہ خان کی نیابت
کے لیئے استدعا کی جائے۔ اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو لکھا بھیجا کہ ہمکو
آپکے حکم کی تعمیل منظور ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ مختار و نائب ریاست نواب نصر اللہ خان
مقرر کیے جائیں آپنے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور پختگی اوسکی قسم سے
فرماکے بھیجدیجئے تو ہم سارا خزانہ بھی آپکے پاس بھیجدین اور اطاعت کو حاضر ہو جائین۔
انگریزون نے روہیلون کی درخواست کے بموجب یہ مضمون لکھ بھیجا۔ دوسرے روز نواب
نصر اللہ خان عہد نامے کی تکمیل کیلئے انگریزون کے پاس چلے آئے۔ نواب آصف الدولہ
نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بھی رامپور سے لشکر مین طلب کر لیا تھا۔ بیگم نے بھی
یہی خواہش ظاہر کی کہ نصر اللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر کیے جائیں۔ چنانچہ موضع [illegible]
کے گھاٹ مین ۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو عہد نامہ تحریر ہوا [illegible] آصف نامی مین
جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افاغنہ لکھا ہے جس سے ۱۲۰۸ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک
عدد کی بیشی ہے۔ اسلئے کہ وہ لڑائی سنہ ۱۲۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۴ء مین ہوئی تھی
اس عہد نامے کی رو سے یہ قرار پایا کہ جو کچھ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا
فوج روہیلہ اوسکو امانتاً کمپنی کے حوالے کردیگی۔ اور بعد حوالے ہوجانے خزانے کے
نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی۔ اور فوج روہیلہ
منتشر اور متفرق ہو کر جہان چاہے گی چلی جائیگی۔ اور نواب احمد علی خان کے [illegible]
سال کی عمر کو پہونچنے تک نصر اللہ خان بطور منتظم ریاست اور محافظ احمد علی خان کے مقرر
ہوگئے۔ نواب احمد علی خان کو حسب قدر جاگیر دیگئی [illegible] زیادہ سے زیادہ [illegible]

دریوں منت رہے ۔ اونکی تحریرین نواب سعادت علیخان کے وقت تک آتی رہین ۔ بعد اسکے
آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۵ ۔ ۲ جمادی الاولی کو بریلی کی طرف روانہ ہوگئے
جب دونوں لشکر سرحد رامپور سے نکل گئے تو تمام پٹھان رامپور میں آکر اپنے اپنے گھروں میں آباد
ہوگئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علی خان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ
کے ساتھ بریلی کو چلے گئے ۔ وہان ۷ ۔ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۳۰ دسمبر ۱۷۹۴ء
کو تفصیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی ۔ مگر ان عہدناموں میں عہدنامہ تمہیدی کی تحی مخالفت کی
گئی کہ اسمیں تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب
یہ تہ لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور نذرانہ بابت جاگیر رامپور کے
او بعوض کل حقوق ضبطی وغیرہ املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علی خان کے دیدیا ۔
جبکہ نواب فیض اللہ خان کے بیٹوں نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہوگئے تو انگریزوں سے
کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کردیا جائے ۔ تاکہ نصر اللہ خان بھر مخل نہ ہون اسلئے اونکی
تنخواہین بھی عہدنامے میں داخل کردی گئین ۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ
اپنے بیٹوں کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے درماہے مقرر
کیے ۔

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امرا کو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف مقرر کردینا ۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودھ کو روانہ ہوجانا

معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار میں نواب
احمد علی خان کو طلب کرکے ایک خلعت عطا کیا جس میں ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک
سرپیچ اور کلغی اور موتیوں کی مالا اور سپر اور تیغ تھی ۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی او ۔
پالکی بھی دی ۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا پھر
ریاست رامپور کے بائیس ارکان دولت کو طلب کرکے اونکو بائیس خلعت عطا کیے ۔ اور نائب

فیض اللہ خان کے بیٹوں کو بھی خلعت مرحمت کئے نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست اور خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے لیے ایک لاکھ روپیہ نصر اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ حسن علی خان و محمد علی و نظام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ پچھتر ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان و قاسم علیخان و کریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان رہیلہ اور مصطفے خان ابن اللہ یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لئے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے لئے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ اور نواب غلام محمد خان کے بیٹوں کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ مجموعی تعداد مصارف کی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی۔ باقی آمدنی سپاہ وغیرہ کے لئے مقرر کی اور اس کے مطابق بند خرچ تیار ہوکر نصر اللہ خان کو دربار میں دیدیا گیا۔ ۹ جمادی الاخریٰ ۱۲۰۸ ہجری کو نواب آصف الدولہ مع فوج انگریزی کے اودہ کو چلے گئے اور نواب احمد علی خان اور اونکے اہل خاندان اور افسران فوج رامپور کو روانہ ہوگئے۔ ۱۸ جمادی الاخریٰ کو نواب لکھنؤ میں داخل ہوئے جب نواب کا داخلہ لکھنؤ میں ہوا تمام چوک اور وہاں کے دروازے کمال حسن و خوبی سے نقش و نگار کے ساتھ آراستہ کی گئی تھیں تمامی اور کمخواب کے تھان دوکانوں میں بچھائے گئے تھے۔ اور بیسی پیکر رنڈیاں سر سے پانوں تک زیور اور گراں بہا پوشاکوں سے آراستہ ہوکر چھتوں پر کمروں میں علاوہ تھیں اور تماشائیوں کا کوچہ و بازار میں ہجوم تھا نواب نے روپئے اور اشرفیاں محتاجوں اور ارباب نشاط کو بخشیں۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی فتحیابی کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے۔

مژدہ ای تاریخ کہ با اقبال و جاہ ॥ بر عدو نواب آصف فتح یافت ॥
از پئے تاریخ این فتح مبین ॥ ہان بگو۔ نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اوسکے ساتھ سلطنت اودہ کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اوسکا جانشین مقرر کرنیکے لئے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان
عامل اوده نے فتنہ و شہره کو ایک عرصہ کافی خراج پر لے لیا تھا۔ پرگنہ حافظ مئو اور سوج ہمیشہ
تاراج ہوتے رہتے تھے گڑھ کے قریب کے گھاٹ اوترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون
نے بزبردستی لے لیا تھا۔ فرخ آباد ویران ہوگیا۔ وہان کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی
نواب آصف الدولہ اور اونکے نائب اور لکھنو اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈھ کے کمپو کے
حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے نائبون نے باری باری سے دست اندازی کی
اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اوده کی دست برد سے بچاتی تھی
اس نواب کا ملک طول مین ۵۰ میل اور عرض مین ۵۰ میل تھا۔ اور سارے ملک کی آمدنی ساڑھے
دس لاکھ روپئے کی تھی۔ انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۷۸۶ء
مین یہ عہد و پیمان کرادئے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاه رکھے جو ریاست کے کامون کو کرسکے
اور نواب اوده ایک پلٹن اپنی سپاه کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے۔ جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ
و حراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے۔
اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ خراج کی تخفیف
لکھنو سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایکمرتبہ وہان گیا لیکن اوسکی
کوشش نے کچھ فائدہ نہین اوٹھایا۔ وہ اوس شخص کے ہاتھ سے بچ گیا جسکی نسبت وہ یقین کرتا تھا کہ
آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکی قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک شخص بھاگو خان نامی نے اس
مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۳۸ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت
کے بعد ۲۰ اکتوبر ۱۷۹۶ء کو انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر
لمسڈن رزیڈنٹ لکھنو اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد مین
گئے۔ جھاؤلال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راه پر
لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا ہے مسندنشینی کے
لائق نہین مناسب یہ ہے کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین ناصر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے
تھا مسندنشین کیا جائے۔ اور خداوند خان نائب بنایا جائے۔ جب افاغنہ شمس آباد نے
جو شریک وقت دولت فرخ آباد تھے یہ خبر سنی۔ اونھون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھکر
مفسده برپا کیا۔ آخر وه جماعت جو خداوند خان کی مطیع تھی راجہ جھاؤلال کی پاسداری کی وجہ

بیجا میں رائیگاں خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عوض خزانے میں جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
کام آئے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آتش افروزی ٹکیت رائے کی ہے ورنہ انگریز
کچھ ہمارے ناصح نہیں اسوجہ سے راجہ ٹکیت رائے نواب کی نظروں سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول
کرنے پر آمادہ ہوئے ٹکیت رائے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی پچھتر لاکھ
روپیہ مع سود کی خزانچی سے لکھوا کر نواب کے ملاحظہ میں گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث
نقصان سرکار ہے۔ چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر نہایت برافروختہ ہوئے
اور غضب میں آکر راجہ جھاؤ لال کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو
حساب کتاب کی تکلیف نہیں دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہوں تو یہ کارپرداز
لوگ جو لاکھوں روپیہ بنے حقوق کا لیتے ہیں محض بیکار ہیں۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤ لال خاموش رہا
جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤ لال نے عرض کیا کہ راجہ ٹکیت رائے
شہر کے مہاجنوں سے سازش رکھتا ہے۔ اور بیجانتھ جو خزانے کا داروغہ ہے وہ ٹکیت رائے
کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج استقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت
تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہے۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤ لال کو حکم دیا کہ
مہاجنوں کو اپنی حویلی میں یا راجہ بچھراج کے مکان میں بلا کر بات چیت کرے اور راسے بالکلام
امین محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکلام کل گیارہ لاکھ روپیہ
مہاجنوں کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تھا۔ اس جرم میں بیجانتھ خزانے کے عہدے سے علیحدہ
ہوا۔ اور یہ کام بچھراج کو دیا گیا۔ جب ٹکیت رائے نظروں سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے ذریعے سے
مسٹر چیری صاحب رزیڈنٹ سے میل چاہا۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سود مند نہوئی
جسوقت راجہ ٹکیت رائے نے پھر کاغذات درست کرکے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ
کی سفارش سے اوسکو دوبارہ دیوانی اور پیشکاری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی مزاج میں کدورت آ گئی۔
رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہونا
بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ ٹکیت رائے سے مناسب ہے اور جھاؤ لال مصاحبت میں رہے
اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے میں دست اندازی نہ کرے۔ اور بچھراج خزانے کے کام پر
رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو تم کو جھاؤ لال خیرخواہ پر نظر

التفات لازم ہے اور ٹکیت راے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہی - مگر سرفراز الدولہ کو ٹکیت
راے کا عزل منظور نہ تھا نواب وزیر نے بکا غفات تدابیرہ ٹکیت راے کو جعلی قرار دیا۔
اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کمسنی کے سبب سے تا مکدر خاطر کی وجہ سے نیبتی گری نصیب
ہوئی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جہاؤلال کو مرزا جعفر اور راجہ ٹکیت راے کا عزل منظور تھا اس
کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب میں کشمکش پیدا ہوگئی - چیری صاحب سنہ ۱۲
ہجری سے رزیڈنسی لکھنؤ پر مقرر تھا نواب نے سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو چیری صاحب کے
تبادلے کے لئے لکھا اونہوں نے اون کو اودھ سے بنارس کو بدلدیا اور وہان محکمہ اپیل کا
حاکم اعلے کردیا اور چیری صاحب کی جگہہ مسٹر لیڈن جو بنارس میں مقرر تھا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۱
ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۶ء کو اودھ کا رزیڈنٹ مقرر ہوکر آیا[1] اور گورنر جنرل نے نواب آصف
الدولہ کو تحریر کیا کہ ہم نے آپکی خواہش کے مطابق چیری صاحب کو لکھنؤ سے علحدہ کیا اب مناسب ہے
کہ جہاؤلال کو آپ کسی کاروبار مملکت میں مداخلت نہ دیں - اوسکو معطل کردیں - مگر نواب وزیر نے
جہاؤلال سے لطف و کرم کم نہ کیا - اور جہاؤلال نے بہت کوشش کی اور منشی عبدالقادر کی معرفت
مسٹر لیڈن رزیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی - مگر مسٹر چیری ایسی قباحتیں نکال گیا تھا
جو رزیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوئی - تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ
قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوئے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور تھا
موقوف ہوا۔

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خانکی بیٹی تھیں اونہوں نے فیض آباد میں
انتقال کیا یہ بیگم عجیب بھولی بھالی تھیں یہانتک کہ سکھہ چین نام اونکی لونڈی اونکے خزانے
کی کلید دار تھی جب سکھہ چین کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روپیوں کے
توڑے دن کو دھوپ دینے کا حکم ہوجاے اور اون سے اجازت لیکر تھیلیاں دھوپ میں رکھواتی
حسب ضرورت ہوتی روپے لے لیتی اور شام کے وقت پھر تھیلیاں خزانے میں رکھکر

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ دہو پاس خرچ ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھ کر کبھی مزاحمت نہیں فرماتی تھیں۔ بیگم صاحبہ کے لئے ایک لاکھ روپئے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کے ہان سے تھی اور جو جاگیر نواب سعدر جنگ اور شجاع الدولہ نے اونکے لئے مقرر کی تھی وہ جدا تھی۔ اور اونکے خزانے میں نقد پچاس لاکھ روپے سے زیادہ جمع تھا اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھوں سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے دس ماہ متواتر کے بیٹنے کے نہ دینے سے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہنا کر کمال سختی سے وصولی کی۔

راجہ جھاؤلال کی سرکار وزیر میں خیر خواہیان اور انگریزونکی طرف سے مخالفانہ خیالات جسکی باداش میں عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا۔ زمان شاہ ابدالی کی چڑہائی کے حیلے اور اودھ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد میں سپاہ فراہم کرنا

راجہ جھاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا ساتھ سہارا پاکے زبردست تسلط سلطنت کے کاموں میں دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کے پسماندوں کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنوں کا جو راجہ ٹکیت رائے کے وقت سے سلطنت کے ذمہ چڑھا ہوا تھا ادا کیا۔ اور خزانے سے نقد چالیس لاکھ روپئے لیکر سب انگریزوں کا قرضہ بیباق کیا اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلا سود چھ برس بہ قسط بندی کیا۔ و در اس کے سوا کچھہ زر نقد بھی خزانے میں جمع کیا اور نواب کے امور خانگی میں بھی خیر خواہیاں کیں۔ نواب وزیر اکثر زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ٹکیت رائے نے ہمارا گھر برباد کیا۔ جھاؤلال نے

زمانے مین دوبرگشتہ رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[۵۱] اور بدانتظامی کے باعث سے کمی بڑتے
کی ہوکر پچاس لاکھ روپئے اوسکے لئے جانے لگے اب اوس آمدنی سے زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ
نواب مین نہ خود لیاقت تہی نہ اونکی سپاہ اس قابل تہی کہ ملک کا انتظام کر سکتی اگر پوچہو تو
یہ سود اسقدر تہا کہ ملک کی حفاظت انگریزی سپاہ سے اوس کی؟ تہا کی آمدنی مین ہوئی تہی
اوس سے زیادہ کیا سودا سستا ہوسکتا تہا[۵۲] ۲۲ - اپریل سنہ ۱۷۹۶ء کو لورڈ ڈائرکٹرز نے
گورنر جنرل کو لکہا کہ بنگال مین جو دو رجمنٹین ہندوستانی سوارونکی ہین انمین دو اور رجمنٹون کا
اضافہ ہو اور سرکار کمپنی کا خرچ نہ بڑہے - اسلیے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا جاوے کہ وہ اپنے
رکہے سوار موقوف کردین - اور انکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارونکی جنکی تنخواہ دیا کرین -
جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو اونہون نے صاف انکار کردیا تہا - مارچ سنہ ۱۷۹۷ء مطابق
سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین سر جان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھ لیکر کلکتے سے
زمان شاہ ابدالی کے تدارک کیواسطے میرٹھ کوچ کی - اور بنارس مین آئے - اور یہان سے بہی
انگریزی فوج اور تہاکر لکہنو کی طرف روانہ ہوے نواب وزیر نے استقبال کرکے ملاقات کی
دو مطلب گورنر جنرل کیے تہے - ایک یہ کہ سوارون کا خرچ نواب اپنے ذمے لین - جس سے
وہ قطعی انکار کرچکے تہے - دوسرے انتظام ملک مین اصلاح کرین گورنر جنرل کا کہا خالی نہ گیا - اس
شامت[۵۳] کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر سالانہ پانچ لاکہ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو
تو ایک رجمنٹ گورونکی سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے - گورنر جنرل
اور آصف الدولہ دونون لکہنو سے شہر سے آگے کو ترہ گئے تہے - جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی
خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین وزیر سے رخصت ہوکر بنارس کیطرف سدہارے[۵۴]
چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب [illegible] اپسے درخواست کی کہ جہانگیر زمان کو جسکی ذات سے
مفسدہ [illegible] فتنہ انگیزی کی اتنی خبرین مسموع ہوتی ہین ہمارے حوالے کرین - نواب نے
اسوقت مین کہ عالم مجبوری تہا بجز اسکے کچھہ بن نہ پڑا کہ راجہ جہاؤلال کو حوالے کیا - گورنر جنرل نے

---

[۵۱] یہ الفاظ نواب کی شان مین تہذیب رسم [illegible] اسپہات مین مندرج ہین ۱۲ - [۵۲] دیکہو تاریخ
مسٹر [illegible] صاحب - ۱۲ [۵۳] یہ لفظ منشی [illegible] الله صاحب کا عطیہ ہے - ۱۲
[۵۴] دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش و مشورت سے نواب نے وزیر تفضل حسین خان کو جنکی ذہانت اور لیاقت پر بڑا بھروسا
کو بڑا اعتبار رتھا سلطنت کے کام کے لئے مقرر کیا - اور وہ خلعت سے مخلع ہوئے - تفضل حسین
خان نے اکرام اللہ خانکی معرفت سرفراز الدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ بیٹے بہت ساخون جگر
کھایا تھا اسکا کہ بار سلطنت کا حل و عقد بدستور آپسے متعلق رہے لیکن وہ اوس کے خلاف ظہور مین آیا -
امید ہے کہ آپ اس بات کا ملال نفرمائینگے سرفراز الدولہ نے یہ خبر سنکر اظہار مسرت کیا اور
حضرت عباس کی حاضری منگاکر تقسیم کی اور خان موصوف سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم
بہت خوش ہوے - تفضل حسین خان کا سلسلہ نسب یون ہے کہ سیف اللہ خان اور اکرام اللہ
خان دو حقیقی بھائی لاہور مین رہتے تھے سیف اللہ خان کے پانچ بیٹے تھے (۱) رحمت اللہ خان
کہ عدالت بنارس کچھ دنوں اس سے متعلق رہی (۲) انعام اللہ خان یہ شخص لکھنؤ مین رہتا تھا (۳)
احسان اللہ خان (۴) فضل اللہ خان (۵) اکرام اللہ خان - ان پانچ بیٹیون کے سوا دو
بیٹیاں بھی تھین جنمین سے ایک بیٹی محمد حسین خان کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی - اور دوسری
بیٹی صلاح اللہ خان پسر میر محمد کے ساتھ منعقد تھی اور سیف اللہ خان کا بھائی اکرام اللہ خان
مدت تک نواب معین الملک عرف میر منو صوبہ دار لاہور پسر قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کی طرف سے
وکالت پر مقرر رہا اور تین لاکھ روپیہ سالانہ پایا کیا - تفضل حسین خان اسی اکرام اللہ خان کے بیٹے ہین
قصبہ سیالکوٹ مین پیدا ہوے تھے دہلی مین داخل ہوکر مولوی نظام الدین کے حلقہ درس مین داخل ہوے
اور علم ریاضی خیر اللہ مہندس سے سیکھا - ملا نظام الدین کے بعد لکھنؤ چلے آگئے - اور فرنگی محل مین ملا حسن سے
استفادہ کیا - سبق کے وقت حاکمانہ اعتراض کرتے ملا حسن خفا ہوکر کتاب کو زمین پر دے مارتے
تھے آخر کار اپنے حلقہ درس مین آنے کی ممانعت کی بعد ابو الفضل اور سعد اللہ خان شاہجہانی کے علامہ
کا خطاب اگر ہوا تو تفضل حسین خان کے لئے تسلیم ہوا ہے - انہون نے انگریزی اور لاطینی زبان بھی
سیکھی تھی - نیوٹن صاحب کے فلسفہ وغیرہ کا ترجمہ فارسی مین کیا تھا - غرضکہ تفضل حسین خان رفتہ رفتہ
یعقوب علی خان خواجہ سرا کی وساطت سے شجاع الدولہ کے حضور تک پہنچ گئے - اور بعد اسکے
نواب سعادت علیخان کی اتالیقی پر مقرر ہوگئے - جسوقت مین الدولہ الہ آباد مین تھے تو خان مذکور
مصروف معاملہ رہتے تھے - اور مولوی سید دلدار علی جو اثنا عشریون کے مجتہد تھے اونکی وکالت
کرتے تھے اور مولویان عصر سے مباحثہ رہتا تھا - تفضل حسین خان کے آبا و اجداد حنفی مذہب
رکھتے تھے تو انہون نے اپنی ذات سے اثنا عشری مذہب اختیار کر لیا جس زمانہ میں

دیگر

اے آفتاب خود بزیر زمین شدی
در ملک غیب والی تاج و نگین شدی

بے تو جہانیان بعذاب قیامت اند
فکر جہان نکردی بہ خلد برین شدی

دیگر بہ تعمیہ

از وفاتش جہاں بے سرو پا گشتہ اند
نظم و نسق و ہیبت و ہمت و کرم

دیگر

آصف الدولہ بہ فردوس برین منزل کرد

از شاہ محمد اجمل الہ آبادی

وزیر اعظم دستور افخم
گرامی گوہرے از ولد آدم

ابا عن جد ابن الامیرے
ابا عن جد وزیر ابن الوزیرے

سلیمان حشمت و آصف شکوہے
فریدون صولت و در حلم کوہے

جناب آصف الدولہ کہ در جود
نظیر او بعالم کمترک بود

کسے از رفتنش جستے گر پناہے
بدیدے کشورش آرام گاہے

ہزاران مردم از اعتصامش عالم
ہزاران یافتند از وے دراہم

تیاز آتش بحضرت کربلا رفت
بہ مہمان بارہ بارہ بر ملا رفت

بمشہد تہے آورد آن یگانہ
کہ باشد یادگارش در زمانہ

غلام ہمت او حاتم طائے
بود از بندگانش معن بن زائے

سراپا مظہر جود و سخاوت
ز نوشیروان فزون تر در عدالت

چو خورشیدے زمین تابندہ میداشت
جہان را بخشش او زندہ میداشت

اگرچہ خانخانان کارش مسلم بود
امیر عالی ہمت ہم نہ کم بود

درین ایام بودے خیر خواہان
از و مے خواستند انعام احسان

ز دنیا رفت آن میر جوان بخت
بعقبیٰ بست ازین دار الفنا رخت

دریغا آن سپهر جود و حشمت — بملک جاودانی کرد رحلت
ازین فلک فنا دل سیر گردید — بملک لایزالی رخ بگردید
دریغا این امیر پاک طینت — که ناید کس نظیرش در بسیطه
به تنگ آمد زبس زین دار فانی — نموده بند و بست جاودانی
بروز پنجشنبه آه صد آه — وداع این جهان بنمود ناگاه
ربیع الاول بست و نهم بود — که رحلت آن سپهر جود بنمود
مرا اشتهار این غم چون رسانند — شنیدم جو ماتم چون رسانند
چه گویم آنچه شد حالی دل من — چه گویم آنچه گشته غم حاصل من
در آن حالت بجز سر گشته ماندم — بجز رنج شنیدن ناله رساندم
بغیر ناله و آه و فغان هیچ — نبوده با من سر ناتوان هیچ
بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه — ز وقت شام تا وقت سحرگاه
هزاران آه کردم وقت شب — دمادم بود از آهم لب بلب
از آنجمله شمردم چون دو صد آه — فزودم هم بر آن دو آه دلخواه
شمار این دو صد آه و دو آهم — بود بر سال رحلتش گواهم
دگر تاریخ نوشت او بناگاه — ز غم آصف بگفتم با سر آه
دگر تاریخ گفته جان بجنت — سلیمانی نمانده آصفی رفت
بطور تعمیه تاریخ دیگر — بگو بخشش تمام وجود بے سر

اٹھایا جائے او خلد برین باد
طفیل احمد و اولاد امجاد

دیگر

آصف الدوله وزیر اعظم هندوستان — کرد رحلت گشت حال اهل عالم پر تباه
سال تاریخ وفات آن امیر والا کرم — گفت هاتف عمده ماتم عمده ماتم آه آه

بزبان هندی

ایک سہس آٹھ سے چون جب گذران — بارہ سو بارہ سنہ ہجری جانت سکل جہان
کوار ماس بیا یو اسدی جمعرات مدھیان — اٹھائیسیں ربیع الاول آصف تجو پران

نواب آصف الدولہ کی ازواج و اولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ فیض آباد میں رہتی تھیں لاولد تھیں کبھی نواب سے موافقت نہ تھی نواب گنج کے قریب پرتاب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر میں تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپئے روز کا خاصہ (امرا کا کھانا) مقرر تھا۔ نواب سعادت علی خان نے اپنے عہد میں کچھ آمدنی بازار اور گومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہوکر اپنی جاگیر کو چلی گئیں کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنو فہمایش کو گئے نمانا خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان خود منانے کو آئینگے مگر یہ خیال خام تھا۔ ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئیں۔ وہیں کئی مہینے کے بعد انتقال کیا غازی الدین حیدر کے عہد میں اونکی لاش لکھنو میں آئی۔ ایک ضریح چاندی کی اونکی قبر پر بھی ہو اور ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوا دی تھی مرزائی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی رہی جو سلسلہ ابتک مسلسل ہے۔ نواب ناظر تحسین علیخان کہتا تھا کہ فقط[۵] دو بیٹے میر بان علی خان وغیرہ نطفہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی میں مر گئے۔ باقی اور بیٹے و بیٹیاں نواب کی اولاد لطفی تھے نہ نطفی۔ مرزا رفیع السودا نے نواب موصوف کے اون دونوں فرزندونکی ولادت کی تاریخیں اسطرح موزون کی ہیں

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد — برائے آن گلِ باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ در سروش — گرامی گوہر درج سیادت

۸۹ ہجری ۱۱

دیگر

تھا اسی فکر و سوچ میں کہ مجھے — ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر پہ ہے اوسکی — کہہ کہ ہے فخر مادر ایام

۹۲ ہجری ۱۱

---

۵ دیکھو تاریخ منشی ذکاء اللہ ۱۲

مفتاح التواریخ مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتون سے مطلق شوق نتہا۔ بلکہ اونمین خوبیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا مین پانسو کے قریب خوبصورت عورتین جمع تہین اونمین سے کئی ایسی بھی تہین کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت مین اپنی محلسرا مین داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتون سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساٹھ بچے اونکی پاس جمع ہو گئے تھے جن مین ۳۴ لڑکے اور ۲۶ لڑکیان تہین سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو مین شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر متخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلون مین بالکل استاد کا انداز ہے جنکی انشا پردازی کا حسن تکلف اور صنایع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پہول ہری بھری ٹہنی پر کٹورا سا دہرا ہے اور سر سبز پتو مین اپنا اصلی جوبن دکھا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر باز آنکہین دی ہین وہ جانتے ہین کہ ایک حسن خداداد کے سامنے ہزارون بناوٹ کے بناو سنگار قربان ہوا کرتے ہین۔ وہ جیسے سیدھے سادھے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحین بھی لیتے تھے۔ اونکے شعر کا قوام فقط محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت۔ تشبیہہ۔ استعارہ۔ فارسی ترکیبین اونکے کلام مین بہت کم ہین جنکے لئے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت مین زور اور فکر مین قوت غور ضروری ہے۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان مین بھی شعر کہتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ مین بھی مہارت رکھتے تھے اونکی اردو اشعار یہ ہین

یون فکر دل مین گر جب تجھے سو لگی رہے	آصف یہ شرط ہے کہ ادہر لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے	پر تجھکو چاہئے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی اور معزولی

نواب آصف الدولہ کے بطن سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزو مند رہے کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بار ور نہوا عالم مایوسی مین ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی مین جگہ دی۔ اور وزیر علی نام رکھا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی اور شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سوائے وزیر علی خانکے کسی نے نام اور نمود پائی وزیر علیخان نہایت ذہین خوبصورت ملیح خوشنما تہا - علم وہنر اور انشا کی تعلیم بخوبی پائی تھی خوشنویسی مین مرزا محمد علی عجار رقم کا شاگرد تھا - اور فنون سپاہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے اسپ تازی سمشیر افگنی تیر اندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوس سے کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے ملکہ مکان بادلی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا - خلعت بخشی گری مرزا جعفر کو ملا -

وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علامہ تفضل حسین خانکی مختاری داخل تھی [۵۷] آصف الدولہ کے بہائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے - اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہے - اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ انکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ٹھہرے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ کی بی بی اور ماں کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو ساری دار السلطنت کے آدمی اوس کے نواب ہونے سے خوش تھے - غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا - اور انگریزون نے ذریردہ کی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا اور وہ افواہین جو اوس کے نطفہ نا تحقیق ہونے کی نسبت مشہور تہین اونپر خیال نہین کیا - وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا نا شایستہ حرکتین اس کثرت سے وقوع مین آئین کہ جو صورتین سالہای دراز مین پیدا ہوئی تہین وہ چند روز کے عرصے مین بہم ہوئین - نئے مصاحب بد اکٹھے سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب جوش پر تھا اور لکھنو حسن عنبرین رخسارون سے رشک قاف ہو رہا تہا وزیر علی خان نے عیاشی شروع کی اور شراب وبھنگ نے رنگ جمایا - مرزا وارث علی خان جو کھو خان کو توال کا معشوق تہا ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا - اور میر عشرت علی جو رستم خان بھکیت کے شاگردون مین سے تہا تشیر اور ہمدم بنا - اور اسیطرح اکثر کلاوت اور قوالون کو مراتب بخشے - اور امیران قدیم اور

---

[۵۷] دیکھو آب حیات ۱۲

اہلکاران لایق سیہ شہ جیسا یا۔ اور اون بیچارون کے حق مین کلمات ناملایم کہنے لگا۔ نواب آصف الدولہ
نے چند طوایفین اپنے نفس کے واسطے جمع کین تھین اونپر نگاہ رغبت ڈالنا شروع کی تحسین علی خان خواجہ سرا
جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشے خانے کا داروغہ تھا اور نواب کی وفات کے بعد لباس بدلکر ویسے
ہاتھ اوٹھاکر نواب کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلاکر خلعت سے
سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنادیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اوڑادیا
محتشم خانی مین لکہا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت
کے لیے لے تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا ریاست مین نہیں آیا تو وہ مان سی اوس کے ساتھ
ادب سے پیش آتا جاتا تھے۔ وزیر علی خان نے چند مصاحبون سے کہا غوا سے چاہا کہ اوس کو قید کردے جب تحسین
وزیر علی خان کی نظر پھری ہوئی دیکھی تو تفضل حسین خان نایب کے مکان پر جاکر پناہ گزین ہوا عقب سے
وزیر علی خان بھی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی۔ مگر تفضل حسین خان نے چاپلوسی کی باتین
کرکے بے نیل مرام واپس کیا۔ اس حرکت سے سب کی یہ راے ہوئی کہ اس کو معزول کردینا چاہیے۔
ان عادات سے جملہ بیگمات خصوصًا نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور اب وزیر علی خانکی
شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنرجنرل کو لکہا
آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت سے رجوع کرنے لگے لکہنؤ مین
ایک عجیب تلاطم مچگیا۔ جام جہان نما مین لکہا ہے کہ ایک محضر بھی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت
کی لیاقت بالکل نہین رکہتا۔ اوس سے حرکات ناشایستہ وقوع مین آتے ہین اور اوس کا حسب و نسب جیسا ہے
وہ سب پر ظاہر ہے اور وہ حقیقی ریاست سے محروم ہے اسلیے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچنا واجب و لازم
اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہے جو شخص اس اتفاق سے انکار و انحراف کرے وہ اپنے کردار کو
پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور خانہ بخانہ پہرا بیگمات اور خواجہ سراون اور افسرون اور نواب سالارجنگ کے
بیٹون وغیرہ کی اوس پر مہرین ہوئین اور بازار کے مہاجنون اور چودہریون نے بھی اوس پر دستخط کیے۔ مگر سید الرحمن علی
اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلوتہی کی کہ ہم لوگ سپاہی مسند وزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات سے
کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین۔ اور وجہ اسکی یہ تھی کہ مرزا وزیر خان باوجود اون بداطواریون کے
شجاعت دوست سپاہ پرست اور باہمت تھا اشرفیون کو کوڑیون سے بھی کم تصور کرتا تھا۔ پس اہل سپاہ ایسے ہی
شخص کو عزیز رکہتے تھے۔ اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوٹھانے تھے کہ گورنرجنرل کے پاس
اوس کی بد چلنی کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگیں اور گورنرجنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویوں وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہیں ہی - بلکہ ایک
فراش کا بچہ ہی۔ نواب نے اوس کو متبنی کر لیا تھا اور انکے لقب نام کے لئے ہمنے اسکو اپنا والی تسلیم کر لیا چونکہ تو تم کا ذلیل
تھا اس نعمت عظمی کی شکر گذاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا۔ ایسی کج ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین
ہی اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہی اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون سرکارون
مین عداوت پڑ جاے گی۔ اسلئے گورنر جنرل کے برسر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونہون نے لکھنؤ کی طرف
سفر کیا جب لکھنؤ کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی لی راستے مین کچھ اندیشہ مت ہو کرتے تھے کہ وزیر علی
کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہو جائے گی اور کہتے تھے کہ گورنر لکھنؤ جا کر خان علامہ کو مع
چند دوسرے آدمیون کے قید کر کے وزیر علی کے سپرد کر دینگے اور وزیر علی خان بھی بادشاہ وقت بن گیا تہا راہ مین
اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھتا تھا ایکدن ایک انگریز
راہ مین ایک کھیت کے کنارے پیشاب کر رہا تھا تلنگون نے اوس کے پاس پہنچکر بیجا باتین اوسکو کہین اور
ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہوگئے۔ اور شور مچاتے تھے کہ پکڑ لو پکڑ لو۔ مگر اوس انگریز نے اور اوس کے
ساتھیون نے بھی بوجہ فہمایش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنؤ کو روانہ ہو کر وہان جا پہنچے[۵۱] بڑی بیگم
یعنی نواب آصف الدولہ کی مان نے وزیر علی کی بداطواری کو روکنا چاہا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی
گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہوگئی تھین۔ الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو لطف تھی جسنے
نواب کی سرکاری خدمتون سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ
اپنی زمینداری مین لے رکھا تھا اور اس ریاست میں بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا۔ جب بیگم کا جھگڑا
نواب سے ہو گیا تھا تو اونہون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی بناہ مین
صلح کرادی گورنر جنرل جسوقت لکھنؤ مین پہنچے ہین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو
عہد و پیمان ہوئے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت راے بھی اوسکے
پھندون مین گھس گئے نواب کے مزاجون اوس کا خسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تھا
کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجئے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئے۔ گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم
کر کے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جا کر کہین کہ قرب و جوار
لکھنؤ سے اودھر جائین۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترک سوار

---

[۵۱] دیکھو گورسہاے کی تاریخ ۱۲

اور گورونکی فوج اطراف و جوانب سے بلا کر پی پوسے کے قریب [illegible] ۔ گورنر جنرل
کو آتے ہوئے تھے کہ نواب کی چیچک نکلی اور وہان سازشین شروع ہوئین۔ سرجان شور جو کلکتہ مین گورنر جنرل تھے
ہوئین۔ سے آجتک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدکرداری اور حرامکاری کے معاملے مین وقت اور دشواری واقعی
پڑی ہو۔ ۲۔ دسمبر ۱۷۹۷ء کو الماس علیخان جو تمام باتون کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس
گیا اور کئی روز تک اوسنے صلاح اور مشورہ کرتا رہا۔ اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفۂ ناتحقیق ہے اور وہ نہایت مسرف
اور عیاش ہی۔ بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے بیٹون مین سے کوئی جانشین ہو۔ آصف الدولہ کے
سارے بیٹے جو مشہور ہین نطفۂ ناتحقیق ہین۔ غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اوسکا تذکرہ ایجنٹ کے
سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی۔ بیگم صاحب اور الماس علیخان دونون مرزا جنگلی کو جو سعادت علی خان سے چھوٹا بھائی
تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اسپر راضی ہو جائین تو اس عوض نہ
بہت کچھ نذر کیا جائے گا۔ وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتین نہایت حکمت
اور سلیقے سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تھین کہ جس سے اونکا دل وزیر علی سے پھر جائے
لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ ساری ملک کی آمدنی اپنے تلچھرون مین اوڑا دیگا سرکار کمپنی
کا روپیہ کہانسے ادا کریگا۔ مزاج اوس کا اکھڑا اور ہٹیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہین اسلئے
وہ غالباً انگریزون کا محکوم نہین رہیگا۔ بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا۔ اور جہانتک اوس سے ہو سکیگا۔
وہ اوس کے جوے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا جب یہ باتین سرجان شور کو گوش گزار ہوئین تو اون کا دل بھی
وزیر علی کے نطفۂ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا۔ اور اوسکی تحقیقات کے درپے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ
وہ ایک ماما کا لڑکا ہے۔ تحسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے [illegible]
کہ وزیر علی کی مان کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے [illegible] اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب
وزیر علی اوسکی مان سے پیدا ہوا تو اوسے پانسو روپئے کو نواب نے مول لیا تہا۔ نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ
عورتون کو مول لے لیتے تھے۔ اور اونکی مان جب بچے پیدا ہو چکتے تھے تو اونکو تبنیا کرتے تھے۔ اور اونکی پرورش
بیٹون کی طرح کیا کرتے تھے۔ یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین۔ یہ تحقیق ہو گیا کہ وزیر علی کی
مان ایک مہر کے گہر مین ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے۔ اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو
روپے کو مول لیا تھا۔ اور اوس کا نام محمد امیر رکھا تھا۔ دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری
کیا کرتا تھا۔ تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تہا۔ اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہوئی
یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوس کے بیاہ مین شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بھیجا یا

کہ مین ایسے ذلیل و کمینے کے روبرو ہوا ایسے حال ان کی ماموں کی تسا نہین لگاتی - نواب آصف الدولہ
کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغر سنی ہی مین مر گئے تھے اب کوئی بیٹا نہین تھا مگر حضرت نے تحسین علی خان ہی پوچھا
کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہ تھا کہ وزیر علی ان سے ہوا ہے بیا ہو ہے وہ لڑکے سے ہے اوس
اوسنے کہا کہ نواب کو اوس ماں کے حاملہ ہونے کی بھی خبر نہین ہوئی جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوس کا حاملہ ہونا
معلوم ہوا ہے - اب سرجان شور نے یہ کہا کہ اگر یہ شخص نواب زادہ مان لیا جاوے تو بھی سوا تعلیمات کے
اور سب امرا سے عالی تبار نے اوس کا اقرار لیا تھا اور ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو بھی
کہ وہ تخت سے معزول کیا جاسکے - گو گورنر کے خیال مین یہ ایک عذر آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی مین سبب سے
ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ مین لینے مگر بہت اختیارات اوسپر ہوتے تھے - اس لئے اس
خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سرجان کے وہم نے کبھی پلٹا نہ کھایا - اگرچہ تمام تحریرات اس معاملے مین
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی ... رہی - اور انصاف برحق وہ ایسی
ہوئی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک عدالت کا فیصلہ ... تسلیم کر دیا کہ جیسا انگریزی قانون ملک
انگلستان مین جج بولند کا فیصلہ ہوتا - گورنر جنرل نے منشی ملا ... خان خاص کی میر منشی مسٹر لمسڈن رزیڈنٹ
کی معرفت وزیر علی خان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ مین شرعاً اور
عرفاً کسی طرح شراکت اور مداخلت نہین - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اس منصب سے
محروم ہے - اسلئے اون مین سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کھانے اور
پہننے کے کپڑے اور سامان امارت مہیا رہیگا - اور نواب سعادت علی خان مسند نشینی کے لئے
بنارس سے روانہ ہو چکے ہین - لیکن آپکو اپنے دل مین کوئی ملال نکرنا چاہیے کیونکہ جملہ اسباب حشمت
آپکو حاصل - وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی گورنر جنرل کی ہے وہ عمل مین آئے گا بیہوش
ہو گیا - جب ہوش بجا ہوئے تو رویا - اشرف علی خان نے بگڑکر کہا کہ اس رونے سے کیا فائدہ تمنے
خود تیشہ اپنے پاؤن پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اطلاع کے
کس لئے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ ہمنے وہ کام کیا ہے کہ تمکو اور اپنے آپکو ہلاکت سے محفوظ رکھا ہے
شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز بات چیت سے
اوسکے زخم پر کچھ مرہم سا رکھا ہوئی اور اپنے خیمے مین واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان
منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ عہد عدل وزیر علی کے اخراج اوس کا اسی گناہ کی وجہ سے
ظہور مین آیا تھا اس مضمون کی پہنچی کہ جسطرح ہو سکے جناب اپنے آپکو گھوڑے پر سوار کر کے

دریاے گومتی تک پہنچادین ہاتھی مین لاتاہون اور بٹ ہاتھی پر سوار کرکے ابراہیم دارونہ ہاتہ
کے پاس پہنچادونگا - اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جنگ بیت انگریزوں سے لڑینگے - مرضی نہ کہ
کہاکہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غرق پانی کی تہ مین پہنچگیا - ایک مخبر نے یہ خبر گورنرجنرل کو پہنچائی
اونہون نے وزیر علی خان کو پھر طلب کرکے کوٹھی مین بٹہایا - اور اوس کے خیمے کو واپس کرکے نہ
چھوڑا - انگریزی پہرون نے اوسکو حراست مین لے لیا - جب یہ خدمت ہوچکی تو ابراہیم بیگ سے کہا
کہاکہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس روبرو کو پہنچایا - ورنہ سب اوسکے ساتھ جان نثاری
کرتے - اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کریگا تو مین بقصور نہ کرونگا - رفتہ رفتہ یہ خبر
میرزا جنگلی برادر علاتی سعادت خان کو پہنچی - اور ابراہیم بیگ کا قول اونکے خاطر نشین ہوا - بقصد مقابلہ کے
لیئے کمر باندھی اور صف آرائی و مسند نشینی کی اجازت واسطے آصف الدولہ چاہی - مگر اونہون نے
کوئی جواب نہ دیا - اور رات اسی سوال و جواب مین گذری - صبح کو آرین علی خان اور اشرف علی خان گورنر
جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے - اور رلیے نستی رادے بہ وہ اشتہار جو نواب سعادت علیخان
کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت خاص عامہ کا لکھا ہوا تھا گورنر سے لیکر
جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا -

عبارت اشتہار درباب معزولی وزیر علیخان

درینولا باظہار ثقات و اقرار جمیع کنیزو بیگم صاحبہ معظمہ این معنی ثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را
اصلا و مطلقا حقے در جانشینی جناب عالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف
و در درجہ خدمتگذاری و حق پرستی معروف اند یقین کہ باستماع این معنی کہ محافظت ناموس شجاع الدولہ
بہادر و غمخواری موجب ، عیت بہست فرزند حقیقی ایشان تعلق یا بد و مال و دولت و ناموس قبائل
نواب برہان الملک و نواب صفدر جنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد
ہمہ نوکران وفادار و ملازمان قدیم نمک خوار خوشحال خواہند شد بنابران ریاست برائے نواب
والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک و از روے حقیقت ریاست بہتر از ہمہ اند
مقرر شد لعلم می آید کہ ہر کس تمہ ملازمان جناب عالی مرحوم باطاعت و فرمانبرداری نواب صاحب ممدوح
خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار لقبہ رمرتبہ و درجہ خود مورد تفضل بادوہ خوشنود خواہد شد و ہر کہ
طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد و سرکشی اختیار خواہد ساعت از چاکری برطرف و از ملک جناب عالی

مرجوعہ اخراج خواہد گردید این چند سطر بنا بر اطلاع لقلم آمدہ تا آیندہ مقام عذر عدم اطلاع برای کسی باقی نباشد۔ تحریر سوم شعبان سنہ ہزار و دوصد و دوازدہ ہجری۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دو سو ہاتھیان اور دو سو اونٹ اور رتھ اور ہاتھی اور چھکڑے آٹھ روز تک جسقدر اسباب و سامان شوکت اور نقد و جنس جواہرات و قیمتی دا خل فیلخانہ وغیرہ نقارہ و ماہی مراتب سمیت ضروریات امارت و سواری و جلوس و حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو اوس کے قیام گاہ تک پہنچا دین اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے معرفت صاحب رزیڈنٹ کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین مادھو داس کا باغ اوسکے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین۔ مگر اس دار و گیر مین لاکھون روپیون کا مال لوگون کے تصرف مین آیا اور لاکھون روپیون کا جواہرات تلف ہوا۔ اس تغلب و تصرف مین بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہو گئے نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر بڑے تھے کہ ان کا حساب و شمار مشکل تھا لاکھون روپیون کا مال ضایع ہوا۔ اور لاکھون روپیون کا مال و اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھون روپیونکے تحایف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی تک تو پہنچے ہوتے اون تحایف مین ایک شاہنامہ اور ایک شاہجہانی مطلا و مذہب تھے۔ یہ کتابین اعلے درجہ کے خوشنویسون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین یہ دونون کتابین لندن کے کتب خانے مین رکھنے کو بھیجی گئین۔ باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے اسقدر سامان ابھی لکھنؤ مین باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت بین دنگ ہوتی تھی شالون سے کوٹھے بھرے پڑے تھے جواہرات سے جواہرخانہ معمور تھا۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ مین چار مہینے اور کئی روز رہی جشن بسنت کی تیاری لاکھون روپیونکے صرف سے ہو رہی تھی مگر اسکی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ روز بد دکھایا مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا صدمہ لوگون پر بہت گذرا شعرا نے اوسکی معزولی کی تاریخین موزون کین تو اون مین ان آدمیونکی بہت مذمت کی جو اوسکی معزولی کے باعث ہوئے تھے۔

تاریخ

از سر نام سعادت نور رفت
اول آن قاتل حسن الماس
باز تحسین علی کہ بادا قتلش

سال تاریخ شد عیان بے شک
سر گروہ ہمہ حرام نمک
از صفا دات ہم ز جن و ملک

سنہ الماس علیخان ۲ — ا
سنہ تحسین علیخان است … سنہ

فتنہ پرداز ملعون گشت ہیبر	کرد شیاطین پدرش او طلاک	۵۳ تفضل حسین خان ت ۴۰۰
آن خود دشمن جسیم و لحیم	جہل بسیار و دانش اندک	۵۵ حسن رضا خان - ح - ۸
تا نقص العقل و نکتہ نادان	دست بدار شد از ان کودک	۵۵ بہو بیگم مادر - ب ۲
آنچہ ہم داخل نسیان شد	کرد پاس نمک ز فاطر حک	آصف الدولہ
		۱۶ ٹکیت رائے ۴۰۰
دادن وحشت و دغا کردن	شرف خود شناخت آن مردک	۵۸ اشرف علیخان - ا - ۱
مہر کردند ہمہ عزل وزیر	خود سیر دشند نذیر فلک	سنہ ۱۲۱۲ھ

دیگر

اول بنا بت بشیمان بیگم خرد و بزرگ ہر دو بداشتہ این یزید ثانی	دویم برانکہ گشت دیوان دیگر مردک شرف علیخان یعنی مرزا حسن رضا خان تاریخ اسیریش برآمد	سویم الماس بد خناس تحسین کہ بر وہزار نفرت کردند اسیر امیر ہو درا لعنت بر ہمہ نمک حرامان	لعنت بر وی ز حد فراوان از وحش و طیور جن و انسان از مکر و فریب کید شیطان

ایضا در ہندی

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زمانہ بیجا کیا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ	ٹکیت و تحسین و تفضل اشرف سے سروانہ حرف ان سات اور دو ہین ہے تاریخ شہانہ

ایضا

سات حرفون سے کیا خانہ خراب	تین تے اور دو الف یک جے و بے

تین تے سے مراد تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا و راجہ ٹکیت رائے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان خسر وزیر علیخان اور یک حے سے مقصود حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور یک بے سے مراد بہو بیگم مادر آصف الدولہ ہین۔

وزیر علیخان کا بنارس مین انگریزون کو مار ڈالنا اور فرار

ہولکر جا بجا مارا مارا پھرنا آخرش مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا - اور کلکتہ کے قلعہ مین بحالت قید انتقال کرنا

مسٹر جان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک مناسب مقام بنارس تجویز کیا تھا - چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس مین جا کر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے اور تلنگونکی دو کمپنیان اور پیادونکے کئی غول تھے اور تمام جلوس کا موجود تہا - کمال عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی اکثر غلامون اور اپنے رفیقون کی شادیون مین لاکھون روپے صرف کئے عوام الناس مین اسکی ہمت و جود نے بڑی شہرت پائی - گو سر جان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہین مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل شیعہ کو تاسف ہوا اور بعض نے خطوط اخلاص آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی مشیر و مصاحب بنے لکھنو کی مخلوق اون لوگونکی ہجو کرتی تھی جنہون نے محضر پر دستخط کئے تھے اور اشرف علی خان اور تفضل حسین خان کے حق مین وہ نئے نئے پنے اور پھبتیان موزون ہوتین کہ زبان قلم پر انکا آنا باعث حجاب ہے اور وزیر علیخان تناخوان تھے - وزیر علیخان کے نادان مصاحبون نے اوس ناسمجھ کے ذہن مین یہ بٹھانا شروع کیا کہ حضور جتنے سردار اور امیر نزدیک و دور کے ہین آپکی معزولی پر رات دن روتے ہین اسپر وزیر علی کے رفیقون نے کانپنے کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف و جوانب کے زمینداروں اور معتبر آدمیون کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت سے زمیندار ایسے تھے کہ وہ وزیر علی سے زر و جواہر کی لالچ مین گاہ گاہ لگے ہوتے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر ہوئے بعض زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اوسکے پاس آپہنچے بالا بالا ایک شخص کو نوکر رکھکر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجدیا معلوم نہین اون دو چار مفلوک مفلون نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑہنے کے لئے روٹیون پر پڑے رہتے تھے کیا اوس سے لکھوا کر بھجوایا - غرض قراین سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہان ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہونگے بد معاش مصاحبون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ ایسے شاہزادے ہین کہ جسکو چاہئے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہین کر سکتا - اور آپ پر

کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا ۔ اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپا کی ۔ اس راز نہان کا
کسیطرح پردہ کہل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا ریذیڈنٹ تہا وزیر علی خانکی نیت سے آگاہ ہو گیا او
یہ خبرین گورنر جنرل تک پہنچین ۔ غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی
کہ وہ بنارس سے کہین اور بھیجا جاوے ۔ لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجہا اور
چیری صاحب ریذیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجہا دے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار مین سکونت
اختیار کرے اوس کا اعزاز و اکرام بدستور باقی رہیگا ۔ سواے تغیر مسکن کے کوئی احتیاط اوسکی دامنگیر
نہوگا ۔ صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہون نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنا دیا ۔
جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہو گیا ۔ وزیر علی کو یہ حکم ناگوار ہوا ۔ مصاحبون نے سمجہایا
کہ آپ کلکتے تشریف نہین لیجاتے کہ قبر مین گئے ۔ حکم منسوخی کے واسطے اوس نے بہت درخواست بہیجی
جب کچھ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی کے متعلق ٹال مٹول کرکے سپاہ کی بھرتی شروع
کی بند بلکہند اور ملک بہار اور بنگالے کے بعض راجے بھی اس بات پر مستعد ہوتے اور ایکدن اور
ایک مہینہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزون کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع مین
ہر ایک آدمی اپنا حوصلہ باقی نرکھے جوہر شمشیر دکہاوے اور فوج انگریزی کو شربت فنا پلاوے ۔ لیکن
دنیا کا کارخانہ مشیت الہی پر وابستہ ہے وہ دن جو وعدے کا قرار پایا تہا اوس سے پیشتر یہان ایک نیا رنگ
فلک نیرنگ ساز نے جمایا کہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح کے وقت وزیر علی خان ریذیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر
بنارس سے تین میل تھی گیا دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی ۔ چاہ پی گئی ۔ پھر اوس حکم کی شکایت کا
دفتر کہولا ۔ باتین کرتا جاتا تہا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تہا ۔ اور غصے پر غصہ چلا آتا تہا جب معاملہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس پر کمال ملائمت سے فرمایا آپ مجہپر کیون عتاب
فرماتے ہین یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجہے اوسکی تعمیل واجب ہے ۔ یہ سنکر یہ ظالم اوٹھ کھڑا ہوا اور ایک تلوار لگائی ۔ یہ
دیکھتے ہوے اور نوکر جو اس اشارے پر لگے ہوے تھے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور ان قصابون نے
اوس کا قیمہ کر دیا کپتان کانوی صاحب اور گریہم اونکے گہر مین تھے اونکا بھی یہی حال کیا ۔ وزیر علی کے ساتھ جو
پچاس آدمی تھے اونہون نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور دو چار
انگریزونکو اونکی کوٹھیون پر جا کر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دو منزلی تھی صاحب
کوٹھی کی چھت پر چڑھ گئے اور زینے کا دروازہ بند کر لیا ۔ اور برچھا ہاتھ مین لے لیا کئی دفعہ بدمعاشون نے
حملہ کیا ۔ مگر نیزے نے اپنا کام کیا اور سرکشون کو ناکام رکھا اسلئے سرکش کوٹھی کو لوٹ لات کرچلتے ہوئے

اس مقابلے میں اتنا عرصہ لگ گیا کہ اس سے تمام انگریزوں کو خبر ہو گئی وزیر علی نے اپنے مکان پہنچکر
لوگوں کو اشرفیاں اور روپے تقسیم کیے اور عجلت کے ساتھ آدمی جمع کیے اور [illegible] کی سڑک کے پاس
جا کر توپ طلب کی مگر ادھر سے توپ نہ دی یہاں سے لوٹ کر مرزا جہانگیر جوان بخت کے پاس گیا اور ان کو
دعوت چاہی یہ کم سن ناتجربہ کار تھے سلاح جنگی تن پر آراستہ کی ہاتھی پر سوار ہوئے اور وزیر علی
کے ہمراہ ہو گئے [illegible] ہمراہ [illegible] دو چار گھڑی [illegible] ہوئی کہ دفعتاً انگریزی [illegible]
[illegible] اور [illegible] آ پہنچی [illegible] فوجی افسر نے [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] کر چکے [illegible] تقدیر اور رنگ پر تھی
[illegible] توپ کے بادہوائی سر کئے کہ ان کی آواز سے شہر کے تمام [illegible]
[illegible] چند آدمیوں کے ساتھ میدان کارزار میں رہ گیا وزیر علی
نے جب جانا کہ [illegible] اگر لوگوں نے سمجھا کہ یہ جرأت بے فائدہ ہے
وزیر علی یہاں سے میدان سے پھر کر چلے جواہر و اشرفیاں ساتھ تھیں کچھ اپنی کمر میں کھیں اور کچھ
[illegible] کمر میں [illegible] ادا کر دو سو سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور باقی مال و اسباب شہر کے بدمعاشوں
نے لوٹ لیا۔ اور سوار جو ہمراہ تھے وہ بھی زر و جواہر کی طمع میں گھوڑے دوڑا کر پیادہ یا اپنے اپنے مکان
کو راہی ہوئے۔ جن میں سے بعضوں کو کوتوال شہر بنارس نے گرفتار کیا اور بعضوں نے مال بچ بچ
ہضم کیا اور بعضوں نے مال کے [illegible] جان بھی دی وزیر علی خاں کے مکان کی ضبطی کے وقت اکثر
متوسلان سرکار انگریزی کے خطوط [illegible] انگریزی کی تخریب کے لئے ہاتھ آئے۔ اونمیں سے شمس الدولہ
برادر ناظم ڈھاکہ کا بھی ایک خط ملا اور [illegible] والدہ کا نام [illegible] بیگم دختر علی قلی خان [illegible]
کے بطن سے پسر شہاب الدین [illegible] نظام الدین خان عماد الملک کا بیٹا تھا اور جو ملک ہند میں اپنی
باپ کی جگہ ریاست باونی پر قابض تھا۔ جو عماد الملک کو علی بہادر ولد شمشیر بہادر مرہٹہ نے دی تھی
اور اوس میں باون موضع شامل تھے اسلئے باونی کے نام سے مشہور ہوئی اور کالپی سے مشرق سمت
بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقع ہے ناصر الدولہ نے یہ خط شمس الدولہ کی دوستی کی وجہ سے لکھا تھا
آخرکار روبکاری کے بعد بہت سے آدمیوں کا اخراج ہوا اور بہتوں کو پھانسی دی گئی اور بہتوں نے خلاصی
پائی اور اکثر دائم الحبس ہوئے اور تشہیر کئے گئے شمس الدولہ نے بھی بڑی بھاری روبکاری کے بعد
نجات پائی جسوقت وزیر علی خان نے دریائے گنگا کو عبور کیا تو صرف دس بیس سوار ہمراہ تھے اور
راجہ بنارس کے پاس جو ریلے پور میں رہتا تھا بھاگا۔ مگر یہاں پناہ نہ پائی۔ بیقرار ہو کر پہاڑ کی طرف بھاگا

بتھرایچ کی طرف چلا گیا اور گھاگرہ کو عبور کرکے راجہ بہوٹوال کے ہان پناہ لی - یہ راجہ نیپال کے
راجہ کا باجگذار تھا - نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندھاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے
تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کرلین اور پکڑ لاوین - وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے
اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی ادہر نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوٹوال کو اپنی طرف سے
کرلیا[۱] تو راجہ بہوٹوال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہوگیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بھاگ گیا -
اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہوگیا تھا - وہ گورکھپور مین آیا یہان سرکار کمپنی
کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا - اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا - اب اوسکی بے رنگی کی وجہ سے
ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوئی ہوتی تو ضرور پکڑا جاتا - مگر
وہ بھاگ کر نانک متہ کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور کھائی کردہانے کرتے کرتے بوج
کرکے کھیلنس گھٹ کی راہ گنگا کو عبور کرکے اور ملاح کو پانچ اشرفیان دیکر تتو بیکری مین داخل ہوا
اور وہان سلیم چشتی کی زیارت کرکے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر
گئے - وکرتے تھے کلب علی نے جو سابق مین سرکار کمپنی کا نوکر تہا اور بادل خان نے ساتھ دیا اور
جنگلون مین ہمراہ رہے - لیکن ہر جگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سایہ کی طرح اوسکے
پیچھے پڑی تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھیر نہ سکتا تھا - اور ملال دلاوری کے ساتھ
ہر جگہ پھرتا جاتا تھا - آخر سوات مین پہنچا - مگر میوا تیون سے بھی کہین نہ آئی وہان سے
جیپور چلا گیا - راجہ جگت سنگہ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا مہمان کیا - دستار بدلی
اور راجہ کی مان نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندہیا نے
راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالہ کردو ہم تمکو بہت کچھ دینگے - راجپوتون کو
کہ جو شخص آنکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے -
مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دہرم کرم اپنی جگہ پرستے راجہ نے دیکھا کہ مفت بہت روپیہ
اور جواہر ہاتھ لگتے ہین اسلئے اوسنے کہا سن کا و بہان نہیت کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگتے تھے -
سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سنہ ۱۷۹۹ء مین اوسکو اس شرط کے ساتھ
حوالے کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ کسکے پاون بیڑیان پڑین - مہمان کی مہمانداری کا

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچا دی - انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف
قفل لگا دئیے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا - ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان مین لکھا ہے
کہ ایک امر جسنے زیادہ تر بے اعتباری ہماری پیدا کی ہمارا چھین لینا وزیر علی کا تھا جیپور سے جہان
جس سے ایک داغ بدنامی کا جو ہمیشہ کے نام کو لگیگا - جب کوئی مجرم یا مغضوب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون
کے نزدیک وہ فعل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا نقصان جو ہمنے جبراً جیپور سے کرایا گو وہ اوس زمانے مین
ہمارا مطیع تھا یہ کوئی عذر بیجا نہین ہوسکا کہ پناہ گیر یعنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلط تھا ہم کو یہ استحقاق
اوسکے طلب کرنیکا نہین رکھتے تھے - وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید ہا اگر
پلنگ اوسکو ملتا تھا - ساتھیون مین سے بعض کو بنارس مین پھانسی ملی بعض قید ہو کر جلا وطن ہوئے
وزیر علی کو کھانا ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکا ہوا دیا جاتا تھا - آخرکار بیمار ہو گیا - یونانی حکیمون
اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سودمند نہوا اوسی قید خانہ مین ۳۷ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۷ء مطابق
شعبان ۱۲۳۲ ہجری مین ۱۷ سال ۳ ماہ ۴ دن قید رہکر انتقال کیا جنازے کے ساتھ لکھنؤ کے
تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر بیگادر رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا جو کاسی باغان مین
ٹیپو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہے اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ — چو سوے خلد برین رفت زین سرای غرور
ز دیدہ غوطہ بدریاے فکر زد آریم — ہست تو بہر تاریخ آن مغفور
بگو ستم آمدہ تا گہ بشور و شیون شست — نوای وای در فغان جن و انس و طیور

وزیر علی [illegible] گرم مزاج تھا تاہم شجاعت و ہمت مین جوان بے نظیر تھا بھاگتے وقت آخر جگہ ہزار دلت
ہزارون کی غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا - اور جسوقت دریاے گھاگرہ پر
پہنچا تو فوج انگریزی بھی صورت موج قدم بقدم جا پہنچی مگر اوس نے کمال جلادت اور جرأت کے
ساتھ گھوڑے کا کمربند کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوترا بیابان اور جنگلون مین اکیلا اوتر آیا اور قید دشمن مین
نہین آیا - ایکدن قید خانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تھا کہ اوسکے گلے کی مالا کا ڈورا ٹوٹ گیا
اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھاکر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو
دو انگلیون کے زور کے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا وہ کئی بیش قیمت
دانے اسطرح مار مار کر توڑ ڈالے - اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تھا اوسنے
سوال سمجھکر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدیجئے - مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپے کے تھے

سے ڈالے ۔

وزیر علی خان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر بڑے ہیم علی خان کے بیٹے مرزا ابھورا کے ساتھ نکاح کرلیا اور اوس عورت کے لئے تین سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا۔ مرزا ابھورا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندون پر مقرر رہوئی ۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خالص اوس کے نطفے سے تھے کچھ پاتے تھے ۔ اور اوس عورت کا زیور ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا ابھورا کے تصرف مین آیا۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا۔

چمن سبزہ زندگی گلشن ہی پہ ونکے تلے ہم	اس گردش افلاک سے ہوئے نہ پہلے ہم
رہتے ہین شب و روز اسی فکر سے یا رب	غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم
ارمان بہت رکھتے تھے ہم دل کے چمن مین	بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سایہ کے تلے ہم
جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار	گلشن کے جلے جاتے ہین کانٹون پہ پلے ہم
ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے	نرگس کے تہالو نہین تھے نعمت کے پلے ہم
افسوس کہ ہم دل کا کنول کھلنے نہ پایا	کوئی دن کو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم
اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہین	فریاد کرین کس سے قسمت نہ کھلے ہم
وہ ہوا اتنا عیش کہتے ہین بیدرد کے آگے	بے بسی جو جلان آگر سے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین ہیلا کسکو ملا ہے
رہتے ہین **وزیری** ہی بلکے وزارت ملے ہم

تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب تاریخ اودھ حصہ دوم مولفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب ہیڈ مولوی فارسی مہاراجا ہائی اسکول اودیپور بماہ ستمبر سنہ [illegible] مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین باہتمام منشی ایس این علیصاحب مالک مطبع کے چھپی